مطابق کتابہائے منطق عربیہ کے [illegible]

۱۳۲۹ھ — ۱۹۱۱ع

سراج المبین

حصہ دوم

مؤلفہ و مترجمہ

سید اولاد حیدر بلگرامی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

در مطبع [illegible] باہتمام منشی سید ظفر [illegible]

سراج المبین
۱۹۶۲
۲۲۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نصلے علیٰ رسولہ وآلہ الکریم

عرضداشت ضروری

امید چشم توجہ ز اہل چشم مراست	کہ راست راست بیان میکنیم بے کم و کاست

حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین کے حالات اور واقعات کا لکھنا۔ یا جمع کرنا میرا کام نہین تھا۔ بلکہ حضرات علمائے کرام ادام اللہ بقائہم کا۔ اور اگر ان حضرات مقدسین کی تخصیص اس سلسلہ مین ضروری خیال نہ کی جاوے اور اسکو بھی تعمیم کا خلعت پہناکر عام طور پر تحصیل سعادت کا باعث سمجھا جاوے۔ تاہم یہ امر اور یہ مبارک خدمت بزرگان قوم و ملت مین ان چیدہ اور برگزیدہ حضرات کی خوش قسمتی اور عالی ہمتی کا حصہ ہونا چاہتی تھی۔ جو اپنی اعلےٰ قابلیت اور یکتا استعداد و جامعیت کے سبب مشہور روزگار اور معروف دیار و امصار ہین جنکی نظرین غائر طبیعتین حاضر تحقیقات وسیع اور درجات رفیع ہین نہ کہ مجھسا کم سواد اور کم استعداد جسکو نہ سواد علمی سے کوئی واسطہ اور نہ مقاصد تالیفی سے سروکار۔ وہ اپنی موجودہ بےبضاعتی اور کم استطاعتی کی حالتون مین کبھی اس امر دشوار گزار کے تحمّل کے لئے شایان و سزاوار نہین تبلایا جاسکتا۔ مگر ایک مقدس بزرگ کے فرمانے اور ہمّت بڑھانے نے جنکی متابعت اور مطابقت کو مین اپنی عین مفاخرت سمجھتا ہون۔ مجھکو ایسے امر اہم اور کار دشوار کے انجام دینے اور تمام کرنے پر بالاستقلال آمادہ و تیار کردیا۔ وہ کیسی مبارک ساعت تھی اور مسعود روز جس روز اس مبارک خدمت کا آغاز ہوا اور کامل سولہ برس کے عرصہ مین اِس سال حضرات ائمہ اثنا عشر صلوات اللہ علیہم من رب الجن والبشر کے حالات و واقعات مین بارہ جداگانہ کتابین جنمین سے کسی کی ضخامت دو سو اور پونے دو سو صفحون سے کم نہین ہے لکھکر مین نے مرتب اور مکمّل کردین۔ فَہُوَ الْمَقْصُوْدُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَعْبُوْدُ

جنمین سے پہلا نمبر کتاب سراج المبین فی تاریخ امیر المؤمنین علیہ السلام ت ال پیوستہ چھپکر بزرگان قوم و ملت کی خدمات مین پیش ہوچکی ہے۔ اور اسی کا یہ دوسرا حصہ اسوقت پیشکش ہے گر قبول افتد زہے عزّ و شرف۔

اب یہ کتابین مضامین کی مجموعی حالتون کے اعتبار سے ضرورت زمانہ کی پوری کرنیوالی۔ قوم و ملت کیلئے مفید ہین یا غیر مفید اسکا تصفیہ اور اسکی تنقیح میرا کام نہین ہے۔ بلکہ یہ بالغ نظران زمانہ اور قدردانان قوم و ملت کے خاص فرائض ہین مگر شاید اتنا عرض کردینا میری خودغرضی اور خودستائی پر محمول نہین کیا جاسکتا کہ اس سلسلہ کے پہلے ہی نمبر سراج المبین حصہ اوّل کو شیعہ ملکات مین عام قبولیت کا ایسا خاص اعزاز اور امتیاز حاصل ہوا کہ مؤلف سے اسکو انگریزی زبان مین ترجمہ کرنیکی خاص طور پر اجازت طلب کیگئی۔ ایسی کامل قدردانی اور کافی قبولیت سے یہ اعتبار کرنا سہل ہوگا کہ اسکے مضامین اور مقاصد و مطالب تالیفی۔ ضرورت زمانہ اور

مذاق حالیہ اور روش موجودہ کے بالکل مطابق واقع ہوئے تھے جسکی وجہ سے۔ اس کتاب کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے حالات مین اور دوسری کتابون پر جو اس سے سالہا سال پیشتر سے تمام ممالک مین شائع اور ذائع تھین ترجیح اور عام قبولیت کا شرف بخشا گیا۔

اب یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ آخر اسمین وہ کونسی خصوصیت ہے جو اور دوسری کتابون مین نہونیکی وجہ سے اسکی عام شہرت اور قبولیت کا باعث ہوئی۔ اسکے ثبوت مین میری موجودہ کتاب سراج المبین حصہ دوم۔ کافی ہے جسمین جناب امیر المؤمنین ع کی سیاست تعلیم و ہدایت اور اخلاقی محاسن۔ پوری تفصیل اور تصریح سے لکھے گئے ہین۔ اور انکے متعلق آپکے حالات و واقعات کا پوشیدہ اور سربستہ خزانہ کنز مخفیہ کی طرح منظر عام مین لاکر رکھدیا گیا ہے جسمین اُس مدبر الٰہی اور حکیم ربانی اور فرمانروائے لاثانی کی بے نظیر اور بے عدیل لیاقتون کے اعلیٰ اور یکتا جوہر نہایت آسانی سے دکھلائی دیتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ یہ جوہر ایک مدت سے کتابون کے خزانہ مین پوشیدہ تھے۔ اور نا توجہی زمانہ کی وجہ سے فضائل و مناقب کے مقابل نقل و تحریر کے مقابل نہین سمجھے جاتے تھے جنکی نارسائی اسلامی ممالک مین۔ سیاست مرتضوی کے متعلق رنگ برنگ اقسام کی غلط فہمی شکوک اور شبہہ پیدا کر رہی تھی۔ اُنکو عربی اور فارسی کی اصلی مآخذ سے نکالکر منظر عام مین لانا نہایت ضروری اور لازمی تھا۔ اور اُسی کے ساتھ اُنکی معقول ترتیب اور مناسب ترکیب بھی موجودہ طرز تالیف کے مطابق۔ مؤلف کا خاص فرض تھا۔ الحمد للہ فالحمد للہ کہ ان تمام حدود اور قیود کے ساتھ سراج المبین فی تاریخ امیر المؤمنین علیہ السلام حصہ دوم کی تالیف کو انجام اور تمام کرکے یہ حصہ بھی قوم و ملت کے سرمایہ ناز اور باعث اعزاز بزرگون کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ اسکے تمام مضامین اور ضروری مقامات پر توجہ اور غور کی نظر فرمائینگے۔ اور اسکے۔ ضرورت زمانہ سے مطابق ہونے۔ یا مفید و غیر مفید ہونے کا آپ تصفیہ کر لینگے ؛

مگر باینہمہ۔ اتنا عرض کردینا بھی میرے لئے خاص طور پر ضروری ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے نظام سیاست احکام تعلیم ہدایت اور اخلاقی محاسن کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے اُسکو آپکے اُن محامد و اوصاف کا خاتمہ یا تکملہ نہین سمجھنا چاہیے۔ ابھی اس بحر ذخار اور دریائے ناپیدا کنار کے مبارک بطن مین ایسے ایسے بیشمار در ہائے شہوار اور لئالی آبدار بھرے پڑے ہین جن تک نہ میری کوتاہ دستی کی رسائی ہو سکتی تھی اور نہ میری موجودہ کم بینی اور بے بصیرتی اُنکی معرفت اور جوہر شناسی کا کمال پیدا کرسکتی تھی۔ مین نے اسکے متعلق جو خدمات اسوقت تک انجام دئے وہ اتنے ہی خیال کئے جائینگے کہ ایک ہموار سطح پر ایک عالیشان عمارت کی بنیادی خطوط ڈالدئے گئے ہین۔ میرے بعد مجھسے قابل۔ ذی لیاقت اور عالی حوصلہ حضرات اپنی اپنی ذی استعدادی اور کمال علمی کے اظہار کی غرض سے ان خطوط پر۔ عمدہ اور خوشنما عمارتین۔ اپنی تحقیقات۔ فکر تدبیر اور تجویز سے وقتاً فوقتاً مرتب اور تیار فرماتے رہینگے۔ جو تمام قوم و ملت کی منفعت اور عام ممنونیت کا باعث ہوگا ؛

المؤلف حقیرا
سید اولاد حیدر بلگرامی
عفاہ اللہ الحامی

کوآتھ ضلع آرہ
۱۶ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۹ ہجری

اللہ اکبر

سراج المبین فی تاریخ امیر المومنین ع

حصہ ۲ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وآلہ الطاہرین ÷

ہم نے اس کتاب کے پہلے حصہ مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی مقدس سیرت کے متعلق تمام وکمال حالات روز ولادت سے لیکر یوم وفات تک۔ لکھدیئے ہین۔ مگر با این ہمہ۔ ہمکو اور ہمارے ناظرین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری یہ مختصر تالیف ایسے معمولی شخص کی لائف نہین ہے۔ جسکے واقعات اور حالات لکھکر فوراً یہ تصفیہ کردیا جائے کہ اُسکے تمام وکمال حالات یہی ہین۔ اور اتنے ہی ہین جو لکھے گئے ÷

حقیقت امر تو یہ ہے کہ اتنی طول وطویل تشریح کے ساتھ لکھکر بھی ہم اس مقدس اور متبرک سیرت کے متعلق کچھ اعتقاداً نہین بلکہ یقیناً اسکی پوری تکمیل کا دعوے نہین کرسکتے ؎

ہفتاد و دو سال صرف کردم آخر ۔۔۔ معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد

اس جامع الصفات بزرگ کے صرف اُن خطبات کی تشریح جو چار سالہ خلافت کے قلیل عرصہ مین ارشاد فرمائے گئے تھے۔ فاضل معتزلی کے ایسے قابل شخص نے بیس کامل جلدون مین کی ہے تو اُسکے ذاتی حالات اور واقعات کی پوری تشریح اور کامل تفصیل کے لیئے کتنی جلدین کافی ہونگی ÷

ہم اپنے موجودہ تمہیدی مضامین کو زیادہ طول نہین دینگے۔ اور ناظرین کتاب کو فوراً بتلا دینگے کہ ہم اس

کتاب کے موجودہ حصہ مین - کیا بیان کرینگے - وہ حالات اور واقعات - جو زمانہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے لیکر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے روز وفات تک - آپ کی سیرت سے متعلق تھے - پہلے حصہ مین بیان کر چکے ہین - اب ہم آپ کی چار سالہ حکومت کے تمام جزوی اور کلی واقعات اور حالات اپنے سلسلہ بیان مین مندرج کرتے ہین - اور اسکے ضمن مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے نظام حکومت - احکام سیاست اور آئین جہانداری کو پوری تفصیل کے ساتھ درج کرتے ہین جو کافی طور سے - تمدن و سیاست ملکی کے متعلق - خلافت مرتضوی کی تمام خوبیون کو آئینہ کی طرح ظاہر کر دینگے ٭

چونکہ ہمارے اس حصہ کے اغراض تالیف خاصکر آپکے نظام ملکی ہی سے تعلق رکھتے ہین اس لیے ہم نے اسکے ہر ہر صیغہ کو اسکی پوری ماہیت اور کیفیت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اور جدا جدا لکھا ہے - اور ان سب کو پوری تفصیل کیساتھ بیان کرکے ہم نے کافی شہادتون کے معتبر اور مستند ذریعون سے یہ امر اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی چار سالہ حکومت ان **آسمانی سلطنتون** کی پوری پوری نمونہ تھی جن کی بشارت تمام آسمانی کتابون مین نہایت کثرت اور خصوصیت کے ساتھ درج ہے زمانہ کے ناشنوا اور نابینا طبیعت دارون نے نہ آپسے پہلے اسکی متابعت اور پیروی پر اتفاق کیا تھا اور اسکو قدر کی نگاہ سے دیکھا تھا - نہ خاص آپکے زمانہ مین ٭

نظام حکومت کے بعد ہم نے آپکے احکام ہدایت - تعلیم و ارشاد کے حالات تحریر کیے ہین - اسکے ضمن مین ہم نے آپکے وہ ارشاد و خطبات درج کیے ہین اور وہ اقوال عدیم المثال ضبط تحریر مین لائے ہین جنکے حرف حرف اور لفظ لفظ سے آپکی حکمت - علمیت اور جامعیت کے پورے ثبوت ہوتے ہین - اور اسکے علاوہ یہ امر بھی تحقیق ہوجاتا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنی خلافت کے ایام کو باوجود قلت وقتی اور خوفناک پُر آشوبی کے بھی صرف نظام ملکی کی تدبیرون مین صرف کیا ہے - بلکہ اس ضیق النفسی کی حالتون مین بھی آپنے عام طور سے تمام اہل اسلام کو جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کیطرف متوجہ فرمایا ہے اور انکو کافی تعلیم دینے کی پوری کوشش کی ہے ٭

احکام کے بعد ہم نے آپکے محاسن اخلاق - طرز معاشرت اور محامد عادات کو پوری تفصیل سے لکھا ہے اور تاریخ کے معتبر اور مستند مشاہدے انکے پورے ثبوت بہم پہنچائے ہین ٭

ہماری موجودہ جلد کی اجمالی فہرست یہی ہے جس کو ہم نے اپنے اصل مدعا سے پہلے بیان کر دیا - اب ہم تمہیدی مضامین کو ختم کرکے - کتاب کے اصل مدعا کی طرف توجہ کرتے ہین ٭

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خاص خلافت کا زمانہ۔ آپ کے ملکی اور مالی انتظام۔ فوج اور لشکر کے متعلق احکام۔ خراج اور صدقات اور دیگر پولٹیکل تعلقات کے مفصل بیانات

عرب مین قدیم سے دستور حکومت کیا تھا

عرب مین قدیم سے دستور حکومت کیا تھا؟ قبل اسکے کہ ہم خلافت مرتضوئی کے حالات بیان کرین ہمارے لیئے ضرور ہے کہ ہم اپنے سلسلۂ بیان مین پہلے یہ امر دکھلادین کہ جزیرہ نمائے عرب مین قدیم سے سلطنت کرنے کا کیا دستور اور کیا طریقہ قائم تھا؛

اسمین شک نہین کہ اسلام کے پہلے عرب مین شخصی سلطنت کا رواج تھا۔ اور یہ اختیار اسقدر رواج پاگیا تھا کہ اس کا اثر ملک کے ہر قوم اور قبیلے پر پورے طور سے پڑچکا تھا۔ اور ہر شخص واحد اپنے قبیلہ اور اپنی قوم پر پوری قوت رکھتا تھا اور اُسکا حکمران کہلاتا تھا۔ عرب مین عموماً شخصی قوت و اقتدار تسلیم کیئے جاتے تھے۔ اور ہر شخص اسیکا مطیع و منقاد تھا؛

عرب مین جمہوری انتظام

عرب مین جمہوری انتظام:۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ حیات تک شخصی اقتدار قائم تھے۔ مگر آپ کے بعد۔ خلافت کے جدید مدبّرون نے نظام ملکی کی صورت بدل ڈالی۔ خلافت اولی کے انعقاد کے وقت جمہور یا اجماع جو کچھ ہو۔ اُسکی تھوڑی بہت ہیئت ضرور قائم ہوئی۔ مگر ڈھائی برسون کے بعد ہی خود خلیفہ اول نے اپنا قائم مقام تجویز کرنیکے مسئلہ مین۔ اجماع کے قیود کو توڑ ڈالا۔ اور اپنے شخصی اختیار سے حضرت عمرؓ کو اپنا قائم مقام تجویز فرمایا۔ خلافت ثانیہ کے زمانہ مین اس اجماع عامّہ کا اختصار چھہ مخصوص شخصون کے انحصار پر محدود کردیا گیا۔ خلافت ثالثہ مین خلیفہ عصر نے اسکی طرف توجہ نہین کی۔ یا انکو اسکی مہلت ہی نہ ملی۔ اُن کے زمانہ سلطنت مین مروان الحکم کے شخصی اختیارات نے جمہور کی آزادی کو چھین لیا۔ اُنکے خود غرض نظام ملکی نے شخصی اور جمہوری دونون صورتون کو بگاڑکر طائف الملوکی کی نازیبا بنیاد۔ حدود خلافت مین قائم کردی؛

سلطنت علیؑ کے وقت ملک کا حال۔

سلطنت علیؑ کے وقت ملک کا حال:۔ بدامنی اور پرآشوبی کی خاص حالتون مین جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو خلافت ملی۔ آپ کی تخت نشینی عین اُسوقت واقع ہوئی جب ممالک اسلامی مین عموماً غدر مچا ہوا تھا۔ دار الخلافت تو کئی مہینون پہلے سے باغیون کا جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ یہ غدر ایسا نہین تھا کہ آپ کی تخت نشینی کی وجہ سے واقع ہوا ہو۔ بلکہ یہ غدر وہی غدر تھا جو پانچ برس پہلے سے تمام ممالک محروسہ مین عالمگیر ہو رہا تھا؛

اس غدر کے لیئے امیرالمومنینؑ جواب دہ نہین ہوسکتے: خلافت ثالثہ مین مروان کے ہاتھون نظام ملکی کی

کیفیت بالکل دگرگون ہوگئی تھی۔ اُن کی وزارت کے اخیر زمانہ مین تو ملک کے ہر ہر گوشہ سے عموماً غدر اور فتنہ و فساد کی صدائین آنے لگی تھین۔ چارون طرف سے فتنہ و فساد کے سر بفلک طوفان اُٹھ رہے تھے۔ خلافت کے تمام امور ضعیف ہو چکے تھے۔ یہ تمام امور مروان کی خودغرضی۔ کج فہمی اور ناعاقبت اندیشی کر رہی تھی۔ عین اسی حالت مین خلافت مرتضوی کا انعقاد ہوا۔ یہ تمامی امور ایسے کے ایسے ہی تھے۔ ایسا نہین ہوا کہ خلافت رابعہ کے قائم ہونے کے وقت۔ ان امور مین کوئی اصلاح قائم ہو چکی ہو۔ پھر بار دیگر آپ کے زمانہ سے ان ہنگامون کی شورش شروع ہوئی ہے۔

ہماری کتاب کے ناظرین سمجھ چکے ہین کہ ان سے پہلے دو خلافتون کے وقت۔ خلیفہ کے انتخاب یا انعقاد کے موقعون پر۔ تمام اسلامی دنیا مین امن قائم تھا۔ کہین سے بھی بغاوت اور سرکشی کی آواز نہین آتی تھی۔ مگر جب حضرت علیؑ خلیفہ بنائے گئے۔ اور ظاہری طور پر آپ کی خلافت تسلیم کی گئی تو تمام ملک مین بغاوت۔ سرکشی اور پرآشوبی کی بلا پھیلی ہوئی تھی۔ اور قیامت مین قیامت یہ تھی کہ اس وقت ہر شخص اپنے آپ کو ممالک اسلامی کا خلیفہ سمجھ رہا تھا۔ اور اور اپنے استحقاق دکھلا رہا تھا۔ اور اسکی تاک مین لگا تھا۔ غرض ایک خلافت تھی اور متعدد خواستگار۔ طلحہؓ اگر کوفہ کے خواہان تھے تو زبیرؓ بصرہ کے۔ عبداللہ ابن ابی سرح کو اگر مصر کی تلاش تھی تو معاویہ ابن ابوسفیان کو ملک شام کی فکر۔

اگر اس زمانہ کی پرآشوب حالتون پر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ جناب امیر علیہ السلام کی کل چار سالہ خلافت کا زمانہ صرف اس فتنہ اور اس فساد کے دور کرنیکے لیئے بھی کافی نہین تھا۔ دوسرے ملکی امور کی طرف توجہ کیجاتی تو کیسے۔

جناب امیر علیہ السلام نے خلافت کیسے قبول کی۔ یہ تو معلوم ہے کہ اسی غدر اور فساد کے ہاتھون خلیفہ ثالث کی وفات واقع ہوئی۔ انکے مرنیسے تین روز بعد جب خلافت کا مسئلہ پھر تازہ کیا گیا تو مشورے ہوئے اور اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ اس وقت جمعیت اسلام مین۔ جناب علی مرتضی علیہ السلام کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہین ہے جو امر خلافت کے قابل سمجھا جائے۔ اسکے بعد تمام اہل شورے آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اور قبول خلافت کیلئے آپ سے استدعا کی۔ ان مین اور امیر المومنین مین جو گفتگو پیش آئی۔ انکا اصرار اور آپ کا انکار۔ غرض جو کچھ واقع ہوا۔ اُسکو ہم نہایت تفصیل کے ساتھ پہلی جلد مین لکھ چکے ہین۔ اتنا سمجھ لینے کے لیئے کافی ہے کہ جناب علی مرتضی علیہ السلام نے اُس وقت تک امر خلافت کو قبول نہین فرمایا۔ جبتک عمائد اور اکابر اسلام۔ خصوصاً وہ حضرات جو اس منصب کے مستحق ہونیکا خیال رکھتے تھے۔ آپ کی بیعت مین شریک نہ ہو لیئے۔

اس امر کے طے ہو جانیکے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے زمانہ کی موجودہ رفتار پر غور کی نظر ڈالکر تمام حاضرین کے سامنے صاف صاف لفظون مین کہہ دیا کہ دیکھو۔ مین تمہارا حاکم تو بن گیا۔ مگر اسیوقت تک۔ جبتک تم میرے محکوم ہوگے۔ اور میرا حکم مانوگے۔ یہ ضرور نہین ہے کہ مین تمہارا حکم مانون۔ مگر ہان مین تمہارے ساتھ سوائے منفعت اور اصلاح کے کوئی مضرت یا برائی نہین کرنے والا۔ جبتک تم میری اطاعت مین سرگرم اور مستعد ہوگے۔ مین تمہارا

حاکم بھی رہون گا اور اسیر بھی۔ لیکن جسوقت تم مجھسے اختلاف اختیار کروگے اور میری اطاعت سے نکلجاؤگے تو مین تمسے بھی دست بردار ہوجاؤن گا[1]۔

خلافت علیؑ مین مخالفون کی شورشین:۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کو خلافت ملتے ہی عراق اور شام کی مخالفتون نے یکے بادیگرے گھیر لیا۔ اور ہفتہ دو ہفتہ کے بعد ہی سے عراق کی بغاوت کے دروازے کھل گئے۔ ہم اِن بغاوتون پر کوئی تفصیلی رائے زنی نہین کرینگے۔ صرف اپنے سلسلہ بیان کے قائم رکھنے کی ضرورت سے عراق اور شام کی موجودہ بغاوتون کی اجمالی کیفیت نہایت اختصار سے درج کرینگے۔

بہرحال۔ امارت کوفہ و بصرہ نہ ملنے کی وجہ سے حضرات طلحہ و زبیر مدینہ سے اُٹھکر مکہ پہونچے۔ ان کا مکہ پہونچنا تھا کہ کوفہ بصرہ اور یمن مین سازشین شروع ہوگئین۔ عبداللہ بن عامر۔ طلحہ ابن عبداللہ۔ زبیر ابن العوام۔ حضرت عائشہ رضہ۔ عبداللہ مخزومی۔ سعید ابن العاص۔ مغیرہ ابن شعبہ۔ اور مروان الحکم۔ یہ سب کے سب ایک بار خود مختار ہوگئے۔ یہ معلوم ہوا کہ شاید اِن کا تختِ خلافت پر بیٹھنا۔ اِن لوگون کو ایسا ناگوار گزرا کہ وہ انکو ایک ساعت بھی ٹھنڈی آنکھون سے دیکھنا گوارا نہ کرسکے۔

جنگ جمل سے امیرالمومنین کی کیا غرض تھی۔ اِن لوگون نے ایک مہینہ مین تیرہ ہزار کی جمعیت تیار کرلی۔ اور بصرہ پہونچتے پہونچتے اِنکی جماعت تیس ہزار کے قریب پہونچگئی۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے۔ یہ خبر پاکر خموش رہجانا۔ اپنی مدبرانہ بیدار مغزی سے خلاف سمجھا۔ اور چھ سو آدمیون کی جماعت کے ساتھ عراق کا رُخ کیا۔ واقعات کافی طور سے بتلا رہے ہین کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام کا قصد اِن خانہ جنگیون سے یہ نہین تھا کہ مسلمان مارے جائین۔ اور آپسمین کشت و خون کا دریا موجزن ہو۔ آپ کی غرض صرف اُنکی فہمایش تھی۔ وہ نہ مانے اور مقابلہ کی نوبت آہی گئی۔ تو آپکے لیئے انکی مدافعت ضروری ہوگئی۔ اِن مجبوریون نے حریف کا جواب دلوایا۔ ورنہ امیرالمؤمنینؑ کی نیت کبھی نہین تھی کہ آپس مین دست بقبضہ ہونے کی نوبت آئے۔

جنگ جمل مین خونریزی سے آپ کی انتہائی احتیاط۔ اب یہ بھی دیکھ لینا ضروری ہے کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے کس حالت مین اُنپر ہاتھ اُٹھایا۔ جب آپکے مُنہ پر تلوارین کھینچی گئین۔ تو اُنکے معاملات کہان تک پہونچ چکے تھے۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے جیساکہ تاریخی واقعات سے بکمال وضاحت ثابت ہورہا ہے پہلے خود خط لکھ لکھ کر اُن کو سمجھانا اور اُنکو راہ راست پر لانا چاہا جو مفید کلہ نہوا۔ پھر اپنے معتمدین کو سفارت کے طور پر بھیجا۔ کچھ شنوائی نہوئی۔ اِن کے بعد سہیل ابن حنیف اگرچہ قعقاع وغیرہ۔ فیمابین مصالحت کرادینے پر مستعد ہوئے۔ مگر بیکار اور ناکامیاب رہے۔ اِن سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہلِ عراق کی طرف سے امیرالمؤمنینؑ کی جمعیت پر حملہ ہوہی گیا۔ اب آپنے سمجھ لیا کہ یہ امر ہاتھ سے باہر ہوگیا

[1] ابوالفداء، طبری جلد چہارم ۱۲

اور انہین ہماری آیندہ خاموشی اور سکوت ہمارے رفقا کی غریب جانون کے ضائع ہونے کے اصلی باعث قائم ہون گے بصرے مین فساد ہوچکے۔ حکیم۔ اسکے بیٹے اور بھائی کے قتل عام ہوچکے۔ تمام قبیلہ خزاعی تباہ وبرباد کرڈالا گیا۔ دار الخلافت اور بیت المال بصرہ کا لٹ چکا۔ عثمان ابن حنیف انصاری موجودہ عامل بصرہ کی دُرگت بن چکی۔ مگر ابھی تک امیرالمؤمنین ؑ خموش بیٹھے رہے۔ عین مقابلہ کے وقت بھی۔ جب مسلم ابن عبداللہ بدیل ابن ورقہ خُزاعی اور اُنکے بھائیون کا خون ہوچکا۔ تب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے ان کی مدافعت مین دست بہ قبضہ ہونے کا حکم دیا ؛

شام کی بغاوت ؛ یہ تو جمل کے واقعات تھے۔ صفین کے حالات یہ ہین۔ امیرالمومنین ؑ نے اہل شام کی موعظت اور ہدایت کی کوششون مین بھی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا۔ خط پر خط لکھے اور وفد پر وفد بھیجین۔ مگر سب بیکار اور بے سود۔ اہل کمیشن یا وفد والون کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ یہ لوگ نہایت ذلت اور حقارت کیساتھ دربار شام سے نکلوا دیئے گئے۔ دریاے فرات پر قبضہ کرنیکے لئے فیما بین جو کچھ واقع ہوا اُس سے بھی اہل شام کی کمظرفی۔ بیدردی اور کج خلقی کے پورے ثبوت ہوتے ہین۔ جب ان امور کی حالت بھی دست اختیار سے باہر ہوتے دیکھ لی تو امیرالمومنین علیہ السلام نے ان کے مقابلے کا قصد فرمایا۔ پھر جو کچھ ہوا وہ سب کو معلوم ہے؛

اہل شام کی بدخوئیان

ان مخالفتون کا سلسلہ آپ کی شروع سلطنت سے قائم ہوا اور آخر سلطنت تک برابر قائم رہا۔ معاملات تحکیم کے بعد بھی ۳۹ھ سے ۴۰ھ تک معاویہ کی تحریک سے عراق۔ حجاز یمن۔ غرض چارون طرف ملک مین مختلف لوگون کے ذریعہ سے تاخت ہوتی رہی۔ مگر جیساکہ ہم اسکی پہلی جلد مین لکھ چکے ہین۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے ان تمام شورشون کا نہایت استقلال اور پاداری سے جواب دیدیا۔ اور ان مین سے کسی ایک مین اپنے مخالف کو کامیابی کا موقع نہ ملنے دیا ؛

بلکہ مخالفین کی امید کے خلاف ان تمام فسادات کا معقول انتظام فرمایا۔ اور ہر مقام کی پوری خبر لی۔ اور کبھی ان لٹیرون اور باغیون کو کسی علاقہ پر متصرف نہونے دیا۔ جہان وہ پہونچے۔ انکی وہین خبر لیلی گئی۔ اور پھر ایسی کہ آیندہ وہان ٹھیرنا کیسا دم لینا دشوار ہوگیا۔ حقیقت مین یہ جناب امیر ؑ کا استقلال تھا۔ اور آپ ہی کا کام کہ مخالفین کا انسداد بھی فرمایا اور ملک کو آباد رکھا۔ نہ رعایا کو ایذا ہوئی نہ پریشانی ؛

امیرالمؤمنین کا استقلال

امیرالمؤمنین علیہ السلام کی خلافت کی اجمالی صورت یہی تھی جو بیان کی گئی۔ اور تخت خلافت پر بیٹھتے ہی روز اول سے لیکر آخر دن تک۔ آپ کو جن جن مصیبتون اور دشواریون سے۔ برابر سامنا ہوتا گیا۔ وہ یہی تھین۔ جنکا خلاصہ نہایت اختصار کے ساتھ اوپر درج کیا گیا۔ جن کا آپکے نظام ملکی سے پہلے لکھدینا۔ ہمارے لئے۔ اسوجہ سے ضروری تھا کہ ان مضامین اور حالات کو پڑھکر ہر شخص باآسانی سمجھ سکتا ہے کہ امیرالمؤمنین علی

علیہ السلام کسحالت مین ممالک اسلامی کے خلیفہ تسلیم کیے گئے اُسوقت ملک کی عموماً اندرونی کیفیت کیا تھی۔ اور ملکی رعایا مین اپنے فرمانروا کی متابعت اور فرمان برداری کے کتنے مادّے موجود تھے ۔

ایسے انتشار اور افکار مین ہمہ دم گرفتار رہنے والے کو۔ ان مخالفتون کی اصلاح کے بعد اتنی فرصت کہان تھی۔ جو ملک کے زوائد انتظامات کی طرف متوجہ ہوتا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کو ان امور کے قائم کرنے کا تو کجا اُنکی نسبت غور کرنے کا بھی موقع نہین ملا ۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کا مقابلہ :۔ ایسی حالت مین خلافت علیؑ پر پولیٹیکل نظر ڈالنے والے۔ اگر ہمین بھی وہی امور ڈھونڈھین جو حضرت عمرؓ کی خلافت مین واقع ہوئے۔ تو کہان سے ملین گے۔ اس تلاش سے پہلے اگر وہ تاریخی مضامین سے کوئی دلچسپی رکھتے ہین تو اُنکو لازم ہے کہ پہلے دونون خلافتون کے تمام حالات مین مساوات قائم ہونا ثابت کرلین۔ جب دونون خلافتون کے جزوی اور کلی۔ اندرونی اور بیرونی حالات کی مساوات ثابت کرلینگے تو اُن کا یہ تجسس اور تفحص ضرور جائز ہو سکتا ہے۔ اور جب حالتین ایک دوسری سے برعکس مخالف اور دگرگون ثابت ہوتی ہین تو ایک کی حالت کو دوسرے کی حالت سے خواہ مخواہ مساوی کہنا۔ اور ایک ہی انداز دونون مین تلاش کرنا۔ شعار عقل اور قرین انصاف نہین کہا جا سکتا ۔

خلافت ثانیہ اور خلافت رابعہ کا موازنہ۔

ہم نے دونون خلافتون کے احوال پر جہان تک غور اور تلاش کی نظر ڈالی ہے۔ ہم کو پورے طور سے یہ امر ثابت ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کی ملکی توسیعات اور فتوحاتی اضافات۔ اُن کے تدبّر اور سیاستدانی کو اعلیٰ پیمانون پر ظاہر کرتی ہین۔ مگر اُنکے ملکی اضافات کے مقابلہ مین جناب علی علیہ السلام کے استقلال اور اثبات اور چارون طرف سے غدر اور پر آشوبی کی ایسی حالتون مین آپ کی استقامت اور پاداری اور ملکی رعایا کی حفاظت اور نگہداری۔ مدبّران زمانہ کی نگاہون مین اُن ملکی اضافات اور فتوحاتی توسیعات سے وقعت اور قدر مین کسی طرح کم نہین سمجھی جا سکتی ۔

خلافت علیؑ مین سب سے بڑی اور ضروری بات جو عموماً غور کرنیکے قابل ہے وہ یہ ہے کہ جس زمانہ مین خلافت کے انتظام حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو سپرد کیئے گئے تھے۔ وہ۔ فساد۔ فتنہ۔ سرکشی اور غدر سے بھرا ہوا تھا ایسی حالت مین اس خلافت سے اضافات یا توسیعات کی امید رکھنا تو سراسر جہالت اور خلاف عدالت ہے شاید کوئی مدبّر ملکی کبھی سوتے جاگتے بھی ایسی امیدون کا خیال نہین کرتا ہوگا۔ اور حقیقت مین یہ اضافات و توسیعات اسوقت خلافت مرتضوی کے منصبی خدمات بھی نہین بتلائے جا سکتے اور نہ کوئی صاحب تدبیر آپ کی خلافت کو ان امور کی تعمیل پر مجبور کہہ سکتا ہے۔ اس خلافت کے جو فرائض و خدمات۔ ضرورت ملکی اور تحفظ رعایا کے اعتبار سے ضروری اور لازمی تھے وہ نہایت استقلال اور بیدار مغزی سے تمام و کمال

امیر المومنین کا بے نظیر استقلال۔

اوا کیئے گئے +

خلافت مرتضوی کے فرائض۔

ایسی عام پر آشوبی اور فتنہ و فساد کے زمانے مین فتوحاتی اضافات کے خدمات۔ خلافت مرتضوی کے فرائض نہین تھے۔ اُسکے لیئے جو خدمات ملک اور رعایا کے منافع اور فوائد کے لیئے ضروری اور مفید تھے۔ وہ عام شورشون کا کامل استیصال متمرد باغیون خود سر سرکشون کے مخالفانہ اور باغیانہ حملات کی مدافعت۔ اور حتی الامکان ملک اور رعایا کے تحفظ اور اطمینان کے سوا اور کچھ نہین تھے۔ جسکو اس خلافت نے اپنے عدیم المثال استقلال سے تعمیل کی تکمیل تک ایسا پہونچایا کہ آج اسکی مثال دنیا کے کارنامون مین بہت کم پائی جاتی ہے +

حضرت عمر کے زمانہ کا اطمینان اور حضرت علیؑ کے زمانہ کا انتشار

اب خلافت مرتضوی کے پر آشوب زمانہ کو حضرت عمر کے مطمئن اور خاموش ایام حکومت سے مقابل کیا جاوے تو معلوم ہو جائیگا کہ جو دقتین۔ مصیبتین اور مشکلین حضرت علیؑ کو اپنے ہی ملک مین اپنی ہی رعایا سے۔ درپیش تھین۔ اُن مین سے ایک بھی حضرت عمر کے پیش نظر نہین تھی۔ حضرت علیؑ کے زمانہ مین تمام غدر تھا اور فساد حضرت عمر کے وقت مین تمام امن تھا اور اطمینان۔ اُن کے زمانہ مین عمائد سے لیکر عوام تک تمام رعایا کا طبقہ خلافت کا مطیع تھا اور جان نثار۔ اِنکے وقت مین رعایا مین قوم کی قوم۔ قبیلہ کا قبیلہ۔ بلکہ ان کا ہر ہر بچہ باغی تھا اور سرکش۔ آمادہ پیکار۔ اور خلافت سے مقابلہ پر تیار۔ خلیفہ ثانی کے عہد مین عمائد اور تمام اکابر۔ اپنے آپ کو خلافت کا خیر خواہ اور جان نثار رعایا سمجھتے تھے۔ خلیفہ چہارم کے وقت مین تمام مہاجرین و انصار جو ارکین اور خلافت کے بازوے یمین تھے۔ خلافت کی اطاعت اور اُسکے تمام حقوق سے دست بردار ہو کر خود مختار ہو رہے تھے۔ اور اس دست برداری اور خود مختاری ہی پر موقوف نہین تھا بلکہ وہ اپنے آپ کو امر خلافت کیلئے پورے طور سے مستحق اور سزاوار سمجھکر اُسکے کھلے کھلے امیدوار تھے۔ خلافت ثانیہ مین رعایا خلیفہ کے انتہاے متابعت کے اظہار کے لیئے اُسکے حکم کی منتظر رہتی تھی۔ خلافت رابعہ مین حکم کا انتظار کیسا۔ اور اُسکے فرمان کی تعمیل اور اپنی متابعت کے اظہار کہان۔ جو تھا وہ خود خلیفہ کی جان لینے کی گھات مین تھا۔ اور خلافت کی تاک مین +

ان معاملات کو پڑھکر اور دریافت کر کے ہر شخص دونون خلافتون کی ضروریات اور اُنکے منصبی خدمات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ مگر ہم اسکے ساتھ ہی اتنا ضروری بیان کرنیکے لیئے کبھی ملزم نہین ہو سکتے۔ کہ حضرت عمر کی فتوحاتی توسیعات سے حضرت علی علیہ السلام کی استقلال اور مردانہ پاداری۔ آپ کی رعایا کی حفاظت اور نگہداری۔ اور تمام حفاظت خود اختیاری کی کوششین۔ دشوار تر۔ زیادہ گرانقدر اور زیادہ قابل۔ اور وقعت کے لائق ہین +

بیرونی فتوحات سے اندرونی مدافعات خلافت مرتضوی ع کے لیئے نہایت ضروری تھے۔

جن لوگون کے دست اختیار مین ملکی کاروبار رہتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ ملکی معاملات کی پیچیدگیون مین کسی بیرونی اُلجھاوے کا تصفیہ ایسا دشوار نہین ہوتا۔ جیسے اندرونی مخالفات اور خانگی معاملات کا۔ باہر کا وار پردہ کی چوٹ سے کہین آسان ہوتا ہے اور سامنے کا نشانہ۔ پہلو کے وار سے کہین سہل سمجھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جمل و

صفین یا اسکے ایسی دوسری تمام شورشوں کی مدافعت مین جو حقیقتاً پردہ کی چوٹین اور پہلو کے وار تھے جو کوششین جناب علی مرتضی علیہ السلام سے ظاہر ہوئین وہ حضرت عمرؓ کی فرستادہ فوج کی اُن جانفشانیون سے عزت اور وقعت مین ضرور بڑھی ہوئی تھین - جنکو اُنھون نے عراق - فارس - اور روم کے مختلف معرکون مین دکھلایا تھا ؛

جس طرح زمانہ بدلتا رہتا ہے اسیطرح اسکی ضرورتین بھی متغیر ہوتی رہتی ہین - ہمکو ہمارا روزانہ تجربہ صاف صاف بتلا رہا ہے کہ جس شئے کی ضرورت ہمکو کل درپیش تھی - آج اُسکی جگہ ہمکو ایک نئی چیز کی ایسی حاجت محسوس ہوئی ہے جسکے ضروری ہونے کا کل تک ہمکو ذرا خیال بھی نہ تھا - انہین روزانہ تغیر و تبدل سے ہم بڑے بڑے ملکی تغیرات اور انکے ضروریات بھی معلوم کرسکتے ہین - ہمکو سمجھ لینا چاہیئے کہ جب ہمارے ایسے چھوٹے چھوٹے کاموں مین اور تھوڑی تھوڑی ضرورتون مین روزانہ تغیر ہوتا رہتا ہے تو بڑی بڑی سلطنتون اور عظیم الشان مملکتون مین روزانہ کتنے کتنے اور کیسے کیسے تغیر ہوتے رہتے ہونگے ؛

خلافت مرتضوی کے تغیر و تبدل اس بات کی ہرگز اجازت نہین دیتے تھے کہ ملک کی اندرونی مخالفات کی شورشوں اور خانگی مناقشات کی پرجوشیون سے بیخبر اور بے پروا ہوکر بیرونی معاملات کی طرف توجہ کیجاوے ان امور کی سعی اُس وقت مین بالکل بیکار تھی - اس سے ملک کو ہرگز فائدہ نہین اُٹھ سکتا تھا - بلکہ اور سخت نقصان پہونچنے کا پورا یقین تھا - کیونکہ اگر یہی فوجین جو ملکی بغاوتون اور شورشون کی روک تھام کر رہی تھین اور مختلف مقامات پر فتنہ و فساد کو رفع کرکے امن و امان قائم کر رہی تھین - فتوحات ملکی کی غرض سے دُور دُور ملکون مین بھیجدی جاتین تو اُن مقامات کے فتح کرنیسے پہلے اپنا ہی ملک ہاتھ سے جاتا رہتا اور اپنے پہلو کے دشمن اور گھر کے باغی اور رہزن جو پہلے سے اسی تاک مین تھے - میدان خالی پاکر نکل پڑتے تو اُسوقت کیا ہوتا - فوج تو باہر تھی - مقابلہ ہوتا تو کیسے بنتی - نتیجہ یہ ہوتا کہ غنیم جی بھر بھر کر لُوٹتا - مارتا - اور کھڑے کھڑے ملک خالی کرالیتا ؛

خلافت چہارمی کے لیئے اسوقت مین خانگی مخالفت کی مدافعت اور عام فتنہ و فساد کا انسداد ہی ضروری تھا - اور ان مین جو کوششین کی گئین اور جیسی جیسی جانفشانیان عمل مین لائی گئین وہ وقعت عزت اور قدر مین کبھی فتوحاتی خدمات سے کم نہین ہوسکتین - خلافت مرتضوی مین بڑی بڑی فتوحات کا نہونا اُسکی فروگزاشت اور سہل انگاری اور بے پروائی یا غفلت نہین کہا جاسکتا - کیونکہ ضرورت زمانہ کے اعتبار سے فتوحاتی خدمات اس خلافت کے لیئے خصوصاً اُسوقت ایسی ضرور نہین تھین - ہم خلافتِ علیؓ پر غفلت اور بیخبری کا اُس وقت الزام لگاتے جب ہم دیکھ لیتے کہ فتوحات کا زمانہ آگیا - اسکی ضرورتین محسوس ہونے لگین - ملک مین امن ہے رعایا مطیع و فرمانبردار اور لشکر جان نثاری پر مستعد اور تیار ہے - ان تمام آسانی اور اطمینان کے سامان فراہم ہوتے پر بھی فرمانروائے خلافت ہاتھ پر ہاتھ رکھے خاموش بیٹھا ہے - اور حدود سلطنت کو ایک انچ آگے بڑھانے کی

کوشش نہین کرتا۔ تو ایسی حالت مین ضرور اُس کو غافل اور لاپرواہی کہتے۔ اور اُسپر غفلت اور لاپرواہی کا الزام بھی لگاتے ۔

مگر یہان تو زمانہ کا زمانہ اُلٹا تھا۔ خلافت کا اصل مجسمہ اپنے ضعف اور اضمحلال کیوجہ سے بالکل کمزور اور بیکار ہو جانیکے قریب پہنچا ہوا تھا۔ اُسکے تمام اندرونی اور بیرونی اعضا تابو سے بے تابو اور اختیار سے بے اختیار ہو رہے تھے اپنا آپ سنبھالنا دشوار تھا۔ گھر سے ایک قدم باہر رکھنے کی صلاحیت تو باقی ہی نہین تھی۔ دور و دراز ملکون مین یلغار کرنے کی رفتار کہان سے پیدا کیجا سکتی تھی۔ اندرونی کمزوریون نے ضعیف سے ضعیف حریف کو قوی سے قوی دشمن بنا رکھا تھا۔ اور پھر ایسا لاگو جو ہر وقت پیچھے لگا ہی۔ ممکن نہین کہ اُسکے ہر وقت کے حملات سے ایک لمحہ کے لیئے بھی اطمینان ملے آنکھ جھپکی اور وہ سر پر موجود۔ نظر چوکی اور وہ جان لینے اور گردن کاٹنے پر تیار جب عام طور سے تمام ملک کی یہ صورت ہو اور ملکی فرمانروائی جان اس کشمکش مین پھنسی ہو تو پھر اُسکو اتنی فرصت کہان سے ہو سکتی ہے جو وہ بیرونی معاملات اور دوسرے کاروبار کی طرف کوئی خاص توجہ کر سکتا ہو ۔

اب ان دشواریون کے بالکل برعکس۔ خلافت مرتضوئی کے محاسن اور خوبیون پر انصاف اور تحقیق کی گہری نظر ڈالی جائے تو ثابت ہو جائیگا کہ باوجود ہر دم کے انتشار۔ ہر وقت کے اضطرار اور شبانہ روز فکر و افکار کے بھی۔ اس خلافت نے اپنے کمال استقلال اور پاداری سے۔ جہانبانی اور ملکداری کے تمام فرائض ادا کیئے۔ اور حسن و خوبی اور خوش اسلوبی سے پُر آشوبی اور عام فتنہ و فساد کی مدافعت۔ رعایا کی نگہداری۔ اُنکے مال متاع کی محافظت کے ضروری خدمات انجام دیئے وہ اپنی آپ مثال ثابت ہوتے ہین۔ اور دنیا کے تمام کارنامون مین استقلال اور پاداری کے لاجواب اور عدیم النظیر واقعات قائم کر کے آیندہ فرمانروایان ملکی کے لیئے ایک نہایت گرانبہا اور مفید دستور العمل یادگار چھوڑتے ہین ۔

اسلامی تاریخون کے دیکھنے والون پر ظاہر ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ایسی ضیق النفسی کے عالم مین بھی نظام ملکی کے متعلق تمام جزوی اور کلی فرائض اُسی اطمینان اور استقلال سے ادا کیئے جس طرح ایک مطمئن اور فارغ البال فرمانروا اپنے پورے اطمینان اور فراغت کے زمانہ مین انجام کرتا ہی۔ جیسا کہ بہت جلد آپ کے نظام ملکی کی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی عدیم الفرصتی کے زمانہ مین بھی جیسا کہ تاریخی مشاہد ثابت کر رہے ہین۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ملکی انتظام کیطرف پوری توجہ کی۔ یہ نہین ہوا کہ کسی مقام کی رعایا نے کسی امر کی شکایت کی اور امیر المومنین ؑ نے عدیم الفرصتی اور قلت وقتی کا عذر دکھلا کر اُسکی طرف کوئی خیال نہین کیا۔ بخلاف اسکے ایک نہین سینکڑون واقعات ایسے موجود ہین جو ہمین صاف صاف بتلا رہے ہین کہ اگرچہ امیر المومنین ؑ کو ان تردّدات سے ایک لحظہ بھی فرصت نہین تھی مگر جب کبھی رعایا کی شکایت۔ عمّال کی شقاوت یا اہل لشکر کی بے اعتدالیون اور زبردستیون کی

کیسی ہی خبر آپکے کانون تک پہونچی۔ آپنے فوراً اپنے موجودہ کاروبار اور پیش افتادہ ضرورتون سے دست بردار ہوکر انکی رفع شکایت اور اصلاح معاملات کیطرف پوری توجہ فرمائی۔ اور اُن کی دلجمعی اور اطمینان کے دلخواہ انتظام فرمادیئے ؀

خلافت مرتضوی کے ان محاسن کے متعلق جو اوپر بیان کیئے گئے۔ ہمکو کوئی خصوصیت یا ندرت کا دعوےٰ نہین ہی۔ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ تمام امور وہی ہین اور ویسے ہی ہین جو عموماً دنیا کے تمام فرمانروایان ملکی کے فرائض ہوا کرتے ہین۔ فرق ہے تو اسیقدر کہ ایک فرمانروا نے انکو اطمینان سے اور کافی وقت مین انجام دیا۔ اور امیر المومنین ؑ نے عدیم الفرصتی اور ضیق النفسی کی عین حالتون مین۔ اس واسطے اپکے محاسن خدمات زیادہ وقعت کے قابل ہین۔ مگر باین ہمہ۔ ہم ان محاسن خدمات کی کوئی خصوصیت اور نوعیت نہین قائم کرسکتے آپکی خلافت یا اُسکے نظام حکومت مین جو نوعیت اور نُدرت ہی وہ ابھی تک عام نگاہون سے کسیقدر پوشیدہ ہی۔ اور امور ملکی کے ساتھ کوئی مخصوص تعلق نہ رکھنے کی وجہ سے۔ اسپر تاریخ دیکھنے والون اور واقعات پڑھنے والونکی نگاہین کم پڑتی ہین۔ آپکے نظام حکومت کی یہ نوعیت دوسری ملکی ضروریات سے بالکل علٰحدہ ہی۔ اور اُسکا تعلق پورے طور سے آپ ہی کی ذات مجمع الصفات کیساتھ ثابت ہوتا ہی۔ اُسکی تعمیل اور انجام دہی نہ کسی مالی افسر کے متعلق ہی اور نہ کسی ملکی عہدہ دار کے سپرد۔ نہ کوئی فوجی معتمد علیہ اُسکو انجام دے سکتا ہی اور نہ کوئی ملکی مامور الخدمت۔ اب وہ مخصوص ملکی خدمت کیا ہی؟ وہ خلافت مرتضوی کے نظام حکومت مین **صیغہ ارشاد و ہدایت** اور **توسیع علوم متفرقہ** ہے۔ جس کیطرف اسلام کے سابقین خلفا نے۔ ملکی کاروبار اور فتوحاتی ضروریات کیوجہ سے یا کسی اور مصلحت سے اسوقت تک بہت کم توجہ کی۔ آپکے نظام ملکی کی تفصیل مین ہم نے اسکو پوری تشریح اور توضیح کے ساتھ لکھا ہی اور اس کے متعلق جیسی جیسی کوششین آپنے ظاہر فرمائی ہین انکو نہایت شرح و بسط سے قلمبند کیا ہی۔ اہل اسلام کو دنیا کے متعلق کافی ہدایات پہونچا کر جو تمام اسلامی فرمانروایون کا پہلا اور سب سے ضروری فرض ہی اور ہونا چاہیئے جناب امیر علیہ السلام نے اپنی چار سالہ خلافت کے قلیل عرصہ مین اہل اسلام کو خصوصاً اور اپنی تمام رعایا اہل عرب کو عموماً۔ علوم مختلفہ کی تعلیم کرنے مین جیسی جیسی عرقریزیون سے کام لیا ہے۔ اُنکی مثالین ہمکو کسی دوسرے ملکی حکمران کے تذکرہ مین نہین ملتین۔ نظام حکومت کے اور فرائض مین آپنے اسکو بھی ایک ضروری اور بہت بڑا مفید فرض سمجھہ لیا تھا۔ اور سلطنت کے روزانہ کاروبار کے ساتھ اسکے خدمات بھی اُسی پابندی اور معمول سے ادا کیئے جاتے تھے۔ مالی امور کی دیکھ بھال جنگی اور فوجی ضروریات کی نگرانی۔ قضا اور اُسکے تعلقات کی خبرگیری۔ عمال اور تحصیل مال و صدقات زکوٰۃ کے افسرون کی جانچ پڑتال کے روزانہ خیال کے ساتھ ایک وقت خاص اس مخصوص ضرورت کے پورا کرنیکے لیئے علٰحدہ کرلیا گیا تھا اور وہ اکثر ظہرین کی نماز کے بعد ہوتا تھا جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ وہ کون علوم تھے۔ جن کی تعلیم مین اتنے بڑے اہتمام سے کام لیا جاتا تھا۔ آیا وہ ملک کے لیے ضروری تھے یا نہین۔ اور اُن سے ملک اور رعایا کو فائدہ پہونچ سکتا تھا یا نہین ؞

خلافت مرتضوی کے زمانہ مین علوم شرعیہ کے علاوہ علوم عقلیہ کی تعلیم

اول تو ایسا سوال کرنا ہی جہالت کی دلیل ہے۔ دنیا مین علم ہی ایسی شئے ہے جو کسی وقت مین کسی قوم و ملت کے آگے آجتک غیر مفید ثابت نہین۔ اور جو غیر مفید ہو وہ علم نہین۔ کوئی دوسری شئے ہے۔ جسکا کوئی نام رکھا جا نہین سکتا۔ اب رہا یہ امر کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت مین تمام قلمرو اسلامی کو جن علوم کی تعلیم دینی چاہیے تھی وہ وہی علوم تھے جنھین ہم اپنے زمانہ مین ہزارہا کوس کی مصیبت خیز مسافتین اٹھاکر ترک وطن دوری والدین۔ اور فراق احباب کے صدمون پر صدمے سہہ سہہ کر غیر ممالک مین۔ ہزارون آلام و مصیبت کیساتھ حاصل کرتے ہین۔ **ہیئت۔ نجوم۔ فلسفہ الٰہی۔ ریاضی۔ نحو۔ منطق** وغیرہ وغیرہ۔ تمام علوم کی تعلیم اور توسیع مین آپنے کوشش فرمائی۔ اور ان تمام علوم پر مختلف طریقون سے برابر خطبات ارشاد فرمائے۔ اور انکے تمام اصول۔ گو وہ ابتدائی ہی کیون نہین (اہل عرب کی کیحالت بھی تو مبتدی تھی) ایک ایک کرکے بتلائے۔ اور ان معنون مین آپنے اپنی ملکی رعایا کی مردہ دلی مین تحصیل علم کے ذریعہ سے وہ نئی روح پھونکنی چاہی جو آپکے آئین فرمان روائی کو اعجاز مسیحائی ثابت کرنے لگی ؞

یہ مخصوص خدمات آپکے نظام ملکی اور رعایا کی بہبودی اور بہی خواہی کا خاص تمغہ ہے جو سوائے آپکے اور کسی دوسرے اسلامی فرمانروا کی خوش قسمتی کا حصہ نہین ٹھیرا۔ دنیا کے بڑے بڑے مدبر جب آپکے ان خدمات اور نظام ہدایات پر غور کی نظر ڈالین گے تو بخوبی سمجھ لین گے کہ **افتتاح** قلوب اور **انکشاف** صدور۔ قدر مین عزت مین اور وقعت مین **ملکی فتوحات** سے کہین بڑھے ہوئے ہین۔ اور رعایا یا ملک کی انتظامی ترقیون سے انکی تعلیم کے سامان کرنا اور انکو روشن خیال اور روشن ضمیر بنانا وہ ملکی فرمانرواے کے اصلی فرائض سمجھتے ہین آج کل بھی دنیا کی تمام سلطنتین خصوصاً یوروپین پاورس European Powers. یعنی یوروپ کی سلطنتین اپنے ملک اور اپنی رعایا کے قابل اور لائق بنانے اور اُن کے Intelectual Powers قوائے ذہنی کے بڑھانے اور علمی ترقیون کے اعلیٰ درجات تک پہونچانے مین کتنی سرگرم اور مستعد ہین۔ انکے خزانہ شاہی سے رعایا کی تعلیمی ضرورتون مین جتنا صرف کیا جاتا ہے وہ انکے ذاتی مصارف اور خرچ آسایش سے بھی کہین بڑھا ہوا ہے۔ اسمین شک نہین جیسا کہ یوروپین مدبرین کا قول ہے کہ اس بادشاہ کے ایسا کوئی دوسرا بدبخت اور اُس رعایا کے ایسی کوئی رعایا بدنصیب نہین ہوگی جو اپنے ملک اور رعایا کو جاہل رکھکر اس سے خود منتفع ہونے کی امید رکھتا ہو ؞

عرب کی رعایا کو تعلیم کی ضرورت

خلافت مرتضوی کی حق بین نگاہون نے اپنے ملک اور رعایا کی ان ناگزیر ضرورتون اور اپنے سابقین خلفاء کی ان فروگزاشتون کی طرف پہلے نظر کی۔ اور غایت دلسوزی اور نہایت ہمدردی سے ملک کی اس کمی کے

پورا کرنیکا پورا ارادہ کر لیا۔ اور اُن کو جہالت سے نکالنے اور علم کی نورانی روشنی مین لانیکے کامل سامان کیئے۔ انکی تعلیم کے انتظام اپنے ہاتھ مین لیئے۔ اور خود بالنفس النفیس اُنکی موجودہ کمی کے پورا کرنیکے جوابدہ بنے تھے۔ معرفت خدا سے لیکر روزمرہ کے ضروریات تک کے ہر جزوی اور کلی تعلقات۔ ایک بار نہین کئی بار انکو بتا دیئے۔ سکھلا دیئے اور سمجھا دیئے۔ اسیطرح اصناف علوم اور اطراف حکمت کے تمام ابتدائی اصول۔ اُنکی کامل ماہیت اور اُنکے تمام طریقے ایک ایک کرکے سُنائے۔ سمجھائے اور بتلائے۔ اور اُنکے قلوب کو جو سالہا سال سے فطرتاً معرکہ آرائی اور خونریزی کی طرف زیادہ مائل تھے۔ بہت بڑی کوشش کے بعد علوم مختلفہ کی تحصیل و تحقیق کے راستہ پر پھیرا۔ اور اُنکی شدت مزاج۔ درشتی طبع اور جنگجوئی اور ناحق خونریزی کی عادتون کو مشاغل علوم کی راہون پر لگاکر صلاحیت صلح پسندی اور سلامت روی سے تبدیل کر دینے کی لا انتہا کوشش کی ۔

اسمین کوئی شک نہین کہ عرب کی ہسٹری آف سویلیزیشن History of Civilization. (تاریخ تہذیب ملکی) مین رعایا کو جہالت سے نکالنے اور انکو قابل بنانے اور ملک مین علمی مذاق پیدا کرنیکے [illegible] تذکرے سے تعلق ہم کیا کوئی تاریخ دیکھنے والا خلافت مرتضوی کے سوا کسی دوسری خلافت یا سلطنت کا [illegible] نام نہین لے سکتا۔ یہ اسی خلافت کے فیوض تھے جنہنے باوجود لا انتہا جنگی ضرورتون کے۔ رعایا کو دلیری اور شجاعت ہی کیطرف مائل رکھنا پسند نہین کیا۔ بلکہ اُن مین علم و حکمت پیدا کرنیکے شوق پیدا کر دیئے۔ اُنکے قوی اور مضبوط ہاتھون مین اُسنے ایکیلی تلوارون کا دیکھنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ تلوارون کی جگہ قلمون کے نیزے اور سپرون کی جگہ کھلی ہوئی علم و حکمت کی کتابین دیکھنا۔ اُسکی دلچسپی اور خوشنودی کا سب سے زیادہ باعث ہوا ۔

خلافت مرتضوی نے عرب کی جاہل اور جنگجو قومون مین علمی مذاق پیدا کرکے ایک نئی طرح [illegible] نظام ملکی۔ محاسن اخلاق اور رعایا کے ساتھ ہمدردی اور اشفاق کی ایک ایسی عدیم المثال اور عظیم الشان یادگار چھوڑی جسکی مثالون سے سلاطین عرب کے کارنامے خالی پڑے ہین۔ ابو الاسود دیلی (علم نحو کا امام) عبدالرحمن سلمی (علم قرأت کا امام) امام شعبی (علم فقہ و حدیث کا امام) عبداللہ ابن عباس (محیط العلم بین الصحابہ) کمیل ابن زیاد نخعی (علم المساحت والحساب کے ماہر کامل) عمر ابن سلمہ (عرب کے مشہور زباندان) عبادۃ ابن صامت (علم عروض کے موجد) وغیرہ وغیرہ آپکے خرمن فیوض کے خوشہ چین تھے۔ اور اُس مبارک زمانہ کی قابل قدر اور قیمتی یادگارین خلافت مرتضوی کے ان بے نظیر محاسن اور لاجواب خوبیون پر غور کرکے اسوقت کے علماء حکمت اور صاحبان بصیرت و جامعیت نے جو مشرقی علوم کے علاوہ مغربی علوم سے بھی کامل طور پر آراستہ و پیراستہ پائے جاتے ہین۔ یہ رائے قائم کی ہے اور نہایت حسرت کیساتھ۔ کہ جناب امیر المومنین علی مرتضےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ایسے صاحب قابلیت اور جامعیت کو اُس زمانہ مین نہین بلکہ علم و حکمت کے موجودہ روشن

زمانہ مین پیدا ہونا اور موجود رہنا چاہتا تھا کہ آج آپکے روحانی اور اخلاقی غرض تمام ذاتی اور صفاتی جوہرون کی کامل قدر کیجاتی۔ اور آپکے فیوض ظاہری و باطنی سے تمام زمانہ کے لوگ مستفید و مستفیض ہوتے +

اسمین شک نہین ہے کہ خلافت مرتضوی کے بہت سے عدیم المثال فیوض۔ زمانہ کی تنگی۔ قلت وقت اور ناموزونیت۔ اور اہل زمانہ کی گران گوشی اور ناتوجہی کی خاموشی کے باعث ظاہر نہ ہو سکے۔ اور اس مجسم حکمت آلہی کے گنجینہ اور علوم لامتناہی کے خزینہ کے ہزارون بیش بہا اور انمول جواہر۔ اپنی ضیائے عالمتاب کی کافی روشنی صفحہ دنیا پر نہ پھیلا سکے۔ اگر خلافت اسلامی کے اس ہمدرد۔ محسن اور دلسوز فرمانروا کی یہ دلی تمنا پوری ہو گئی ہوتی اور زمانہ نے اپنی خوش نصیبی سے آپکے فیض صحبت مین انکی تحصیل کیطرف پوری توجہ کی ہوتی۔ تو آج اہل عرب کی موجودہ نسلون کو انکی تحصیل کے لیئے غیر قومون کے احسان کا زیر بار ہونا نہین ہوتا۔ مگر تاہم امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی خلافت کے قلیل زمانہ مین جسقدر اسکے متعلق کیا ہے وہ آپ کی عدیم الفرصتی اور دشواریون کے مقابلے مین بہت کچھ شمار کیا جاتا ہے۔ اگر آپ کی خلافت کچھ اور عرصہ تک رہتی اور آپ کو اجل موعود سے فرصت ملتی تو ہمکو یقین ہے کہ آپکے یہ محاسن اشفاق۔ اہل عرب کو تہذیب۔ شایستگی۔ اخلاق۔ اور تحصیل علم مین طاق اور شہرۂ آفاق بنا دیتے جو کچھ انکی درستی اور تربیت اخلاق کی نسبت کیا گیا وہ زمانہ کے مذاق اور رفتار کے لحاظ سے غنیمت تھا اور بہت غنیمت +

ان مخصوص محاسن اور مکارم کے لیئے جناب علی مرتضی علیہ السلام کے سوا۔ کیا کسی دوسرے اسلامی فرمانروا کا بھی نام لیا جا سکتا ہے۔ اور انکے کارنامون کے علاوہ کیا کسی دوسرے فرمانروائے اسلامی کے دفتر مین تعلیم اخلاق۔ تحصیل علوم و حکمت کے متعلق۔ اس کثرت سے اُس کے احکام۔ خطبات۔ ارشادات۔ دستور العمل اور توقیعات دکھلائے جا سکتے ہین۔ اسلامی علما کی بہت سی جامع اور بسیط تالیفات۔ سالہاسال سے میرے پیش نظر ہین اور مین نے برابر اپنے موجودہ سلسلہ تالیف مین۔ اُن کے قیمتی اور قابل قدر انتخابات اور استنباط کا شرف حاصل کیا ہے مگر اسوقت تک میری نظر کسی اسلامی فرمانروا کی ان کارروائیون پر نہین پڑی ہے۔ اور مین نے باوجود تفحص و تلاش کے اتنے علوم مختلفہ کے متعلق اُنکے ارشادات۔ خطبات اور توقیعات کو نہین دیکھا ہے قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ +

ان واقعات کو پڑھکر ایک روشن دماغ مدبر۔ جو سیاست و ملن کی کامل دستگاہ رکھنے کیساتھ علم و حکمت کے زیورون سے بھی آراستہ ہوگا وہ بغیر کسی تحریک کے سمجھ لیگا۔ کہ خلافت مرتضوی کے یہ محاسن خدمات ملکی فتوحات سے۔ ملک اور رعایا کی فائدہ رسانیون مین ہرگز کم نہین سمجھے جا سکتے۔ بلکہ اکثر قرینون سے یہ اُنکے مفید ہونیکے لیئے ان سے زیادہ ثابت ہون گے۔ یہ خدمات خاص طور پر عرب کے نظام ملکی کا جزو ضروری تسلیم کیئے جا سکتے ہین کیونکہ

تعلیم عامہ ہمیشہ
نظم ملکی کا جزو ہی

عرب کی سلطنت اسلامی فرمانرواؤن کے زیر حکومت ہونے کا شرف رکھتی تھی۔ اور ہدایت عامہ اور تعلیم و تربیت زمانہ ان حکمرانون کے اصول مین پہلا اصول اور انکے فرائض مین پہلا فرض تہا۔ اسلام نے اپنے ظہور کے وقت تمام زمانہ کو ہدایت و تعلیم کی بشارت پہونچاکر اور تہذیب و اخلاق کے سبق پڑھاکر اپنا مطیع و منقاد بنا لینے کا دعوے کیا تھا۔ اور وہ اپنے اس برحق اور بالکل سچے دعوے مین پورے طور پر کامیاب ہوا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آئین جہانداری اور ملک گیری کے ساتھ اپنی حیات ستودہ آیات کے تمام ایام تک۔ اپنی قوم۔ ملک اور امت کی تعلیم و تلقین کی ضروری پابندیون کو نہ چھوڑا۔ سفر مین۔ حضر مین۔ رستہ مین۔ گھر مین۔ یہان تک کہ کارزار اور جنگ و پیکار مین۔ آپ کی مقدس صحبت۔ اہل اسلام کے محاسن اخلاق۔ تہذیب۔ درستگی اور ترتیب کے مفید اور ضروری مواعظ سے خالی نہ رہی۔ مسجد نبوی کا کوئی حلقہ وعظ ایسا باقی نہ رہا۔ جسمین احکام آلہیہ و حدود شرعیہ کی تعلیم کے ساتھ ان محاسن کی تحصیل کے لیے سخت سے سخت تاکید نہ پہونچائی گئی +

ان حالات کو غور سے سمجھکر۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ان اصول کی پابندی اُنکے خلفاء اور قائم مقامون کے لیے ضروری نہین تھی۔ یہ دوسری بات ہی کہ کسیوجہ سے وہ اسکی طرف توجہ نہ کرسکے۔ یا کسی مصلحت خاص سے خود اسکا اہتمام نہ کرسکے مگر یہ انکا فرض ضرور تھا۔ اور فرائض سے تغافل۔ انسان کی اصلی فروگزاشت ہی +

ملکی فتوحات کی کثرت مین ملک اور رعایا کو فائدہ پہونچاتے ہین

ہمکو اس امر کے اعتراف کرنے مین کوئی کلام نہین کہ ملک گیری اور فتوحاتی توسیعات فرمانروائے ملکی کی بہت بڑی شہرت کا باعث ہوتی ہین۔ اور ان سے ملک و رعایا کو بھی ایک حد تک فائدہ پہونچنے کی کامل اُمید ہوتی ہی مگر ایک تجربہ کار مدبر کی نگاہ مین یہ فوائد بھی اپنی پوری حدود تک اُسیوقت پہونچتے ہین۔ جب ملک و رعایا شایستہ اور مہذب ہوچکے ہون۔ اور اُن مین ان امور سے فائدہ حاصل کرنے کی صلاحیت آگئی ہو۔ ورنہ اگر ملک فتح ہی کیئے گئے اور ممالک مفتوحہ کے ڈھیر پر ڈھیر لگائے گئے۔ اور وہان کی رعایا نے ان مفتوحہ اضافات سے اپنے مستفید اور منتفع ہونے کے لیئے کوئی ذرائع نہین پیدا کئے۔ اور کوئی راہ نہ نکالی۔ تو اُس فاتح فرمانروا کی یہ کوششین اور جانفشانیان۔ بیکار اور فضول تضیع اوقات سمجھی جائینگی۔ رعایا کا مستفید اور منتفع ہونا۔ اُسکی شایستگی اور قابلیت پر موقوف ہی۔ جس ملک کی رعایا مین اسکی صلاحیت کا مادہ پیدا نہین ہوتا۔ وہان کی رعایا کو بادشاہ کی فتوحات سے کوئی نفع نہین اُٹھتا۔ رفتہ رفتہ وہ تمام اضافات بھی ضائع ہوجاتے ہین +

ہمارے موجودہ بیان کی تصدیق مین اسپین کی تاریخ موجود ہے۔ سلطان فلپ کے زمانہ مین فتوحات ملکی کی کثرت نے اُسکے عروج و ثروت کا ڈنکا۔ تمام یورپ مین بجا دیا تھا۔ اور اسکی ملک گیری کی بڑھتی ہوئی سیل یورپ سے امریکہ تک پہیل گئی تھی اور وہ وقت آ لگا تہا کہ دول یورپ مین اسپینیالون کی قوت پہلی قوت تسلیم کیجائے۔ مگر ملک

اور رعایا چونکہ دونون ناشایستہ۔ غیر مہذب۔ حد درجہ کے غافل تھے۔ خودداری اور ظاہری نمایش مین آگے تعلیم ترتیب اور تربیت مین یورپ کی سب قومون سے پیچھے۔ اسلیئے وہ نہ اپنے فرمانروا کی جانفشانیون کی قدر کرسکے اور نہ اُسکے فتوحاتی اضافات سے اپنے لیئے کوئی فائدہ اٹھانے کی صورت پیدا کرسکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ضعف اور روز بروز سلطنت مین اضمحلال پیدا ہونیکے باعث۔ ممالک مفتوحہ بھی اپنے ہاتھ سے نکلکر۔ اغیار کے ہاتھون مین جا پہونچے اب وہ ایک کی جگہ دو اور دو کی جگہ چار۔ انہین ممالک سے پیدا کر رہے ہین۔ اور دوگُنے سہ گُنے فائدے خود بھی اُٹھا رہے ہین۔ اور دوسرے ملک والون کو بھی برابر پہونچا رہے ہین۔ یہ ہین کہ نہ ان سے اُسوقت کچھ ہوسکا۔ اور نہ اس وقت کچھ بن سکتا ہے*

ہمارے اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ فتوحاتی اضافات اور ملکی توسیعات اُسوقت ملک کیلئے خاص طور پر مفید اور نفع رسان ہوسکتے ہین جب ملکی رعایا مین ان فتوحات سے مستفید اور منتفع ہونیکا مادّہ پیدا ہوگیا ہو۔ عرب کے فرمانروا کی یہ فتوحاتی اضافات اُنکے ملک کو کہان تک فائدہ پہونچا سکے۔ اور ملکی رعایا نے۔ تجارت حرفت اور صنعت اور دیگر ذرائع جنسے وہ کامل طور پر منتفع ہوسکین کتنے حاصل کیئے۔ ان امور کو ہم اپنی موجودہ بحث سے خارج سمجھتے ہین۔ مگر اتنا ہم ضرور کہین گے کہ ان فتوحاتی اضافات سے اسلام کی ظاہری اشاعت ضرور ہوئی اور مسلمانون کا شماری نمبر البتہ بڑھ گیا۔ انکی وجہ سے فرمانروا کی شہرت عام نگاہون مین بڑھ گئی۔ اور عرب کی رعایا مین بھی ہندوستان اور چین کے قدیم باشندون کیطرح (Aristocracy) سلاطین و امراء پرستی کا کسیقدر اثر ضرور پیدا ہوگیا۔ اور انکے معرکون پر معرکے۔ دور دراز ملکون مین یلغار پر یلغار۔ جہاد فی سبیل اللہ کے عنوان مین ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدافعانہ غزوات پر بھی غیر قومون سے حملے کروا گئے۔ اور ایسے صلح کل اور امن پسند سچے خدا کے طریقون کو اسلام باصمصام یا اسلام وِتھ سورڈس Islam with Swords. کا خطاب دلوا گئے جن کی تردید کے لیئے سرسید کو مجبور ہوکر صاف صاف لفظون مین لکھدینا پڑا کہ "پیغمبر صاحب کے بعد خلفاء کے وقت مین جو معرکے واقع ہوئے اُن کو جہاد سے کوئی واسطہ نہین ہے"*

فتوحاتی وسعت ملکی بغاوت کا کبھی کبھی باعث ہو جاتی ہے*

مدبران زمانہ اور حکمائے سیاست جن کے مقتدر ہاتھون مین بڑی بڑی سلطنتون کی نبضین دبی رہتی ہین اور جو عظیم الشان سلطنتون اور حکومتون کے تغیر پذیر اور جادۂ اعتدال سے بڑھ جانے والے مزاج کی ہر وقت دیکھ بھال کیا کرتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ فتوحاتی اضافات کبھی کبھی ملک مین شورش اور استحکام سلطنت مین لغزش بھی پیدا ہو جانیکے اصلی باعث ہوتے ہین۔ اسمین تو شک نہین کہ ملک گیری کے اثر سے رعایا مین خود مختاری اور آزادی کی حرص اور طمع ضرور بڑھ جاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ اُنکی یہی دلی خواہشین سرحد اعتدال سے تجاوز کرکے اُنکو سرکش اور خود مختار بنا دیتی ہین معاویہ ابن ابوسفیان اور اہل شام پر جو اُنکی رعایا تھے۔ یہی اثر برابر دو خلافتون کے

زمانہ تک پڑتا رہا۔ اور چوتھی خلافت مین وہ ہر طرح قوی اور خود مختار ہوکر فرمان روائے عصر سے مقابلہ کے لیے کھلے میدان مین نکل آئے۔ ملک شام ہی کے عام فسادی پر کچھ موقوف نہین۔ خلافت مرتضوی مین جتنی ملکی بغاوتین اور دقتین پیش ہوئین۔ انکی اصلی وجہین بھی ثابت ہوتی ہین۔ اور اسمین شک نہین کہ اس خلافت کے زمانہ مین جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہین۔ اہل عرب کے قریب قریب تمام قبیلون مین خود مختاری اور سرکشی کے مادے پیدا ہو چکے تھے۔ اور ہر شخص اپنے مقام پر اپنے آپ کو امر خلافت کے سزاوار یا کم سے کم اس عہدے کا امیدوار ضرور سمجھنے لگا تھا۔

ہندوستان کی [illegible] لارڈ ڈلہوزی کی انتظامی ملکی تدبیر تھی۔

اگر ہمارے اوپر کے بیان سے تشفی اور اطمینان نہو۔ اور قدیم مثالون کو اعتبار کے قابل نہ سمجھکر موجودہ زمانے مین اسکی مثالین تلاش کرین تو ہم انہین مختلف ممالک کی تاریخون کے مطالعہ کی تکلیف نہین دینگے بلکہ اسکی واضح اور روشن صورت حال ہندوستان کی تمام تاریخون مین پچاس برس پہلے دکھلا دینگے جن حضرات نے ہندوستان کی تاریخین غور سے دیکھی ہین اور اُسکے ہر واقعات کی نسبت مدبران ملکی اور حکمائے انتظامی کی زرین رائین پڑھی ہین۔ انکو کافی طور سے ثابت ہو چکا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے وجوہات قائم کرنیکے سلسلہ مین مدبران ملکی نے منجملہ اور دیگر وجوہ کے ایک وجہ خاص **لارڈ ڈلہوزی** کے ایڈمنسٹریٹیو انکزیشنس (*Administrative Annexations.*) اضافات ملکی کو بھی بتلایا ہے۔

لارڈ ڈلہوزی نے اپنے زمانہ حکومت مین ہندوستان کی تمام دیسی ریاستون کو قریب قریب ایسٹ انڈیا کمپنی (*East India Co.*) کا مطیع بنا دیا۔ اسمین شک نہین کہ اسوقت تک ہندوستان کی دیسی ریاستین ایسی مطیع نہین تھین جیسی ہم اپنے زمانہ مین دیکھتے ہین۔ یہ لارڈ ڈلہوزی ہی کی حسن لیاقت کے جوہر تھے۔ جس نے برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کی اطاعت اور زیر اثر رہنے کا تمام ہندوستان سے عہد کرا لیا۔

لارڈ کیننگ کی پیشینگوئی مدافعانہ کوششین

مگر ان کے چلے جانیکے بعد۔ **لارڈ کیننگ** (*Lord Canning*) کو ہندوستان مین آتے ہی اُس بلائے عظیم اور فساد سے سامنا ہوا۔ جسکے آثار وہ انگلینڈ کے ہورآزن (*Horizen*) اُفق مین دیکھ چکے تھے۔ اور جنکا اظہار بھی انہون نے اپنی اُس اسپیچ (*Speech*) مین کر دیا تھا۔ جو اُنہون نے انگلینڈ سے رخصت ہوتے وقت ہاؤس آف کامنس (*House of Commons*) کے جلسہ مین پڑھی تھی۔

لارڈ کیننگ کے ایسے مدبر کی تقریر نے پیشین گوئی کے طور پر ہندوستان مین غدر پیدا ہو جانیکی خبر پہلے ہی سلطنت برطانیہ کے ارکین کو کر دی تھی۔ جسکا اُن کو پورا علم اور یقین پہلے سے ہو چکا تھا۔ لارڈ کیننگ کی یہ پیشین گوئی نہایت صحیح اور سچی نکلی۔ ان کا ہندوستان مین آنا اور ۱۸۵۷ء کے غدر کا اُٹھنا ساتھ ہوا جن لوگون

غدر کے حالات کو اچھی طرح دیکھا ہے اور ابھی بہت سے ایسے لوگ زندہ باقی ہین جنہون نے وہ تیرہ و تاریک زمانہ اپنی آنکھون سے دیکھا ہے۔ کیا وہ کہہ سکتے ہین کہ اس وقت کی غیر اطمینانی۔ پریشانی۔ بدنظمی۔ فتنہ و فساد۔ قتل و خون۔ غارتگری۔ لوٹ مار سے۔ یہ بات معلوم ہوتی تھی کہ انگریزون کی سلطنت حدود ہندوستان مین قائم رہ سکتی ہے؟ یا اُنکے پاؤن ملکی سطح پر جم سکتے ہین؟ +

اودھ کی بغاوت۔ **بندیل کھنڈ** مین لسی بائی رانی جھانسی کی سرکشی۔ **کانپور** مین نانا راو کے مظالم۔ **بہار** مین بابو کنور سنگھ کی شورش۔ **آم سوت** مین قاضی عنایت علی کی بیجا کوشش **دہلی** مین فیروز شاہ کی اخیر قسمت آزمایان۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسپر قیامت یہ کہ تمام ہندوستان کی فوج کا بگڑ جانا۔ یہ سب ایسے آثار تھے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کو پھر ہندوستان کی حکومت کے واپس ملنے کا ذرا بھی یقین نہین دلاتے تھے ان حالات پر پورا عبور رکھنے والا شخص کبھی آب رفتہ باز بجو درآمدن کا قائل نہین ہوسکتا +

ہم جہانتک ان واقعات پر تحقیق کی نظر ڈالتے ہین یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ لارڈ کیننگ کے وقت کی دشواریان۔ اور اُن کے زمانہ کے غدر و فسادات۔ خلافت مرتضوی کی پر آشوبی۔ اور ملکی غدر کے ساتھ ایک قدرتی مشابہت اور مماثلت رکھتے ہین +

ہندوستان کے غدر ۵۷ع کی شورش کی مثال

کیونکہ وہان بھی **شام** مین معویہ کی بغاوت **عراق** مین طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ کے فسادات **الجزائر** مین ضحاک بن قیس فہری کی تاخت **حجاز** مین عبداللہ ابن زبیر کی مخالفت **یمن** مین یعلی بن منیہ کی مخاصمت۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسی دشواریان اور ایسی مشکلین تھین جو کہ ان کے قیام کو بھی خلافت مرتضوی کیلئے اگر محال نہین تو قریب المحال تو ضرور ثابت کرتی تھین +

ان واقعات کی تصریح کے بعد ہمکو لارڈ کیننگ کے استقلال و بردباری کا خاص طور پر ممنون ہونا چاہیے جسنے ایسے تاریک زمانہ مین ہماری پوری محافظت کی۔ اور حریف کے متعدد مقابلون مین اپنی پوری ثابت قدمی اور کمال استقلال سے کام لیا۔ اور اضطرار کی عین حالتون مین اپنے ہوش و حواس جمع رکھے۔ ہر فساد کے موقع پر اور ہر غدر کے مقام پر اُن کی پوری خبر لی۔ اور مخالفون اور باغیون سے ہر مقام مین پورا مقابلہ کیا۔ اور تاوقتیکہ ان تمام مخالفتون کا خاتمہ نہ کر لیا۔ اپنے آرام و آسایش کو قطعی حرام سمجھا +

اسی طرح جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی خلافت کے تمام غدر اور فسادات کا نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے جواب دیا۔ جہان جسوقت جس فساد کی خبر آئی فوراً ایک تازہ فوج اُسکے تدارک کے لیئے روانہ کی گئی۔ اور اُسکا پورا استیصال کر دیا گیا۔ اور حریف کسیطرح اپنے مخالفانہ ارادون مین کامیاب نہونے پایا۔ جب ملک کے کسی گوشہ سے کسی غدر یا فوجی تاخت کی خبر لی۔ یا کم سے کم ایسا شبہہ ہوا۔ اُسکے انسداد کی سبب

تدبیرین عمل مین لائی گئین۔ اِن امور کا نشان تاریخی مشاہدہ سے خلافت مرتضوی مین سنہ ۳۹ھ ہجری سے لے کر سنہ ۴۰ھ ہجری تک برابر ملتا ہی۔ معٰویہ ابن ابوسفیان۔ اِن ایام مین مکہ۔ مدینہ۔ بصرہ۔ یمن۔ حضرموت اور ساحل کے علاقون مین برابر تاخت وتاراج کے پورے ارادون سے فوجون پر فوجین بھیجتے رہے۔ وہ بھی اِسطرح کہ ایک وقت مین ایک ملک مین ایک ہی افسر کی ماتحتی مین نہین۔ اعلان یا اظہار کے ساتھ نہین بلکہ مختلف اوقات مین۔ مختلف افسرون کے زیر فرمان۔ غیر متعارف رستون سے۔ نہایت رازداری اور پوری ہوشیاری کیساتھ اِن خدمتون کے متعلق جو افسرونکو حکم دیئے گئے۔ اُن مین کسی قسم کی رعایت۔ محاسن سلوک اور قومی ہمدردی کا حکم نہین۔ بلکہ ظلم۔ قتل وخون۔ غارت اور لوٹ مار کی تاکید کی گئی۔ جسے چاہو مارو۔ جسے چاہو لوٹو۔ نہ اسلام کی ہمدردی اور نہ اہل اسلام کے ساتھ مروّت۔ اِنکے ظلم وتعدّی کی دست درازیان یہان تک بڑہین کہ حُجّاج کے قافلے لوٹے گئے۔ اور ہزارون بندگان خدا کے مال ومتاع حق وناحق غارت اور برباد کردیئے گئے ۔

خلافت مرتضوی کے قلیل زمانہ مین ہمیشہ اِن فتنہ وفساد کے طوفان اُٹھتے تھے اور ملکی بغاوت کی سیل پرسیل ملک کے اِس کنارے سے اُس کنارے تک پھیل رہی تھی۔ مگر ایسے نازک اوقات مین ملکی فرمانروا جناب علی مرتضےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا اِس استقلال اور پاداری کیساتھ کام کرنا۔ حریف کی شبانہ روز عیارانہ کارروائیون کے مقابلے مین ایسی بیدارمغزی اور ہوشیاری کیساتھ کام لینا اُسکی اعلےٰ لیاقت اور قابلیت کا پورا ثبوت دیتا ہی۔ اور حقیقت مین استقلال اِسی کا نام ہے کہ حریف کی تمام مخالفتون کا جواب بھی دیا جاوے اور پھر کوئی فتنہ وفساد کہین ہونے پائے۔ اور ملک کے امن مین خلل بھی نہ آوے ۔

جناب امیر علیہ السلام کا پورا زمانہ حقیقت مین اِنہین مدافعت اور روک تھام کی شبانہ روز فکرون مین تمام ہوگیا۔ انکو اپنے چار سالہ زمانِ حکومت مین اتنی فرصت کہان ملی۔ اور ایسا امن وامان کا موقع کب ملا کہ وہ حضرت عمرؓ کے زمانے کے ایسا غیر ممالک پر قبضہ کرنے کی طرف توجہ فرماتے ۔

خلافت مرتضوی کے بیرونی ملکی اضافات

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنی جنگی اور فتوحاتی لیاقتون کے دکھلانیکی کوئی ضرورت باقی نہین رہی تھی۔ آپ کی فتوحاتی لیاقتین زمانہ کی آنکھون سے پوشیدہ نہین تھین۔ آپکے لیئے جو امن اور اطمینان کا زمانہ تھا اُسمین آپنے اپنی فتوحاتی لیاقتون کو کامل طور سے دکھلا دیا تھا۔ اور اسلام کی فتوحاتی وسعت کو یثرب کی زمین سے اُٹھاکر بحرعرب اور سرحد روم تک پہونچا دیا۔ اور مخصوص ایسے وقت مین جب اسلام کا نام لیوا تمام دیار وامصار مین ڈھونڈھے نہین ملتا تہا۔ یہ علیؑ ہی کی فتوحاتی لیاقتین تھین جسنے عرب کی ہر قوم اور ہر قبیلہ سے اسلام کا کلمہ پڑھوایا۔ اور اُس خدائے واحد کی خدائی اور اُسکے پیغمبر کی سچائی کی پوری تصدیق کرالی ۔

مگر بااین ہمہ۔ اگر خلافت مرتضوی نے اپنی پہلی خلافتون کے ایسا امن و امان کا پورا اور کافی زمانہ پایا ہوتا تو آپ کی سعی اور حسن انتظامی سے ہمکو کامل یقین ہے کہ اسلامی ممالک کی وسعت بحیرہ روم اور قلزم کے اُس پار لاکھون کوس تک پہیل جاتی۔ اور شاید دنیا مین ایسا ہی کوئی بدبخت مقام ہوتا جہان اسلامی خطبہ اور سکہ جاری نہوتا۔ عموماً تمام عرب مین جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کی فتوحات کی ایسی شہرت پہیلی ہوئی تھی اور اہل عرب کے دلون مین عام اِس سے کہ وہ اہل اسلام ہون یا کوئی اور۔ آپ کی شجاعت اور دلیری کی وہ ہیبت سمائی ہوئی تھی کہ ملک روم۔ فارس اور شام کے فتح کرنیوالے سرداران فوج جو اِن فتوحات کے سبب آج تک اکثر مسلمانون کے سرمایہ ناز بنے ہوئے ہین۔ انہین معرکون مین اپنے مخالف کے مقابلہ کے وقت اپنی رجز خوانیون مین مین اپنی ذاتی شجاعت و قوت کے اظہار سے پہلے جناب علی مرتضےٰ کی دلیری ہمت اور شجاعت کو انہین یاد دلاتے تھے اور اپنے تمام مفاخر کے اظہار سے پہلے اُنہین یہ باور کراتے تھے کہ علیؑ جیسا بزرگ۔ شجاع۔ تبرو آزما ہمارے ساتھ ہے۔

مگر تاہم باوجود ان تمام باتون کے جو ہم اسوقت تک اپنی موجودہ بحث کے متعلق اوپر لکھ آئے ہین خلافت مرتضوی مین۔ ممالک بیرونی پر فوجون کے بہیجے جانے اور اُنکو فتح کرکے بلادِ اسلامی مین ملائے جانے کے واقعات ڈہونڈہنے والے حضرات کیخدمت مین دکھلائے دیتے ہین کہ اگر یہ امور لامحالہ آپ حضرات کیخدمت مین سیاست کیلئے ایسے ہی ضروری ہین جیسا آپ سمجھے ہین تو ہم آپ کو یاد کراتے ہین کہ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے اپنی ضرورت اور اپنے موجودہ وقت کے اعتبار سے اسکی طرف بھی توجہ فرمائی ہے۔ اور ممالک غیر مین اسلامی حکومت کا کامل اثر پہنچانے یا اُن ممالک مین جو اسلام کے زیر حکومت تو تھے مگر وہ پورے طور سے خلافت کے مطیع و منقاد نہین تھے۔ احکام خلافت کے جاری کرنیمین اور اُنکو پورے طور سے محکوم بنانے مین۔ اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا ہے۔ اُنکو خلافت کا پورا مطیع بنایا اور احکام اسلام اور اصول شریعت کا پورا پورا انقیاد اُن ممالک مین فوجین بھی بہیجی گئین اور بندوبست اور انتظام کی درستی اور ترتیب بھی عمل مین لائی گئی جہان خلافت کا اثر نہین پہونچا تھا اور اگر پہونچا تھا تو سابق فرمانروائے خلافت کی کمزوری کی وجہ سے زائل ہوچکا تھا یا بالکل قریب زوال تہا۔ انکے علاوہ **دیگر حدود مثل ہندوستان۔ فارس** وغیرہ کے فوجین بہیجی گئین۔ اور ان ممالک مین جہان خلافت اسلامیہ کے اثر پہونچائے گئے تھے۔ اُن مین اضافہ فرمایا گیا۔

یہ تمام امور بالتفصیل اسی کتاب مین اپنے مقام پر درج ہین۔ مگر موجودہ بحث کی ضرورت ہمین اُن کے اجمالاً ذکر کے لیئے اِس مقام پر بھی مجبور کررہی ہے۔ اور اسیلئے ہم اُنکو ضمناً بیان کیئے بغیر نہین رہ سکتے **جزائر عرب** کی بابدیگر فتح آپ کی فتوحات مین اسوجہ سے خاصکر شامل کیجائیگی کہ یہ ملک اور سواحل عرب کے تمام شہر

خلافت ثالثہ کی اقربا پروری کی بدولت امیر معاویہ کے قبضہ مین چلے گئے تھے۔ امیرالمؤمنین کی خلافت مین اُنہون نے ضحاک ابن قیس فہری کو یہان کا عامل مقرر فرماکر اسکی حفاظت و حراست کے پورے سامان مضبوط کر لیئے۔ امیرالمؤمنینؑ نے اسکی خبر پاکر مالک ابن اشتر کو ایک لشکرگران کے ساتھ بہیجا۔ مالک نے وہان پہونچکر ضحاک ابن قیس کی موجودہ فوج کو اٹھارہ دن کے پُورے محاصرے کے بعد پس پا کردیا۔ اور اسکے ساتھ ہی معاویہ کی فرستادہ فوج کو جو عبدالرحمن کی ماتحتی مین ضحاک کی کُمک کی غرض سے بہیجی گئی تھی۔ راہ مین شلع و قمع کرڈالا ضحاک پسپا ہوکر بہاگا۔ اور مالک نے ملک پر قبضہ کرکے۔ اُسکا خاطر خواہ انتظام کرلیا۔ اور اُسکو خلافت اسلامیہ کا ویسا ہی مطیع منقاد بنایا جیساوہ سابق مین تھے[۵۱]۔

غور اور اُسکے توابع حضرت عثمانؓ کے شروع ایامِ خلافت مین۔ خلافت اسلامی کے زیر فرمان آچکے تھے۔ مگر **شنْصَب** وہان کا موجودہ فرمان روا۔ جو ترک کی نسل سے ضرور تھا۔ شرائط جزیہ دینے پر راضی ہوگیا تھا۔ اور اسلیئے اُسکا ملک اور وہ اب تک دولت اسلام سے محروم اور بےبہرہ تھے۔ خلافت اور خاصکر مروان کی غفلت و لت پسندی نے اسکی طرف کوئی خیال نہین کیا۔ اور غور کے معاملات ویسے کے ویسے ہی رہگئے۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے غور کے معاملات کو غور سے دیکھا۔ اور دارالخلافت سے شنصب کے نام فرمان جاری ہُوا کہ تم اتنی مدت سے خلافت اسلامیہ کے زیراثر رہکر تمام آفات سے محفوظ رہے۔ مگر اِسوقت تک تم نے اسلام کے محاسن کیطرف کوئی توجہ نہین کی اور اِسکی خوبیون کو اور اُسکی سچی بشارتون کیطرف اپنی دلی رغبت ظاہر نہین کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم اسلام سے کراہت کرتے ہو۔ اِسلیئے ضرور ہے کہ تم دارالخلافت مین حاضر آؤ۔ اور اسکے اُصول۔ اس کے قواعد اور اسکے فوائد سُن جاؤ۔ خود بھی مسلمان ہو اور اپنی تمام رعایا کو اسکی دعوت کرو۔ شنصب حاضر ہوکر مسلمان ہوا۔ اور تمام رعایا کے نام فرمان خاص لیکر غور مین گیا۔ اور اسلام کو تمام غور کا ملکی مذہب بنایا[۵۲]۔

ہندوستان مین قاسم کی ماتحتی مین ایک معتدبہ فوج روانہ کیگئی جو ۳۸ھ ہجری کے اوائل مین **سندھ** کی فتوحات مین مصروف ہوئی۔ اُس نے چند مقامات سندھ پر قبضہ کیا۔ قاسم کے بعد ۳۸ھ ہجری کے اخیر مین **حارث ابن مرۃ عبدی** ایک دوسری فوج کیساتھ دارالخلافۃ سے روانہ کیا گیا۔ اور اُسنے اُن ممالک مین بہت سے مقامات فتح کیئے۔ بہت سے سندھی گرفتار کیئے گئے۔ اور کثیرالتعداد مال غنیمت ہاتھ لگا جو ہراور رہت دارالخلافۃ کو روانہ کیا گیا۔ اور ایک دن مین ایک ہزار لونڈی غلام غنیمت کے مال مین تقسیم کیئے گئے۔ اور اسی طرح اموالِ غنیمت مین حارث ابن مُرّہ مدت تک ان بلاد پر قابض رہے[۵۳]۔

فارس کی حدود مشرقی مین۔ حریث ابن جعفر جعفی ایک لشکر جرار کے ہمراہ روانہ کیئے گئے اُنہون نے وہان پہونچکر خلافت اسلامیہ کے تصرف اور اثر کو ان علاقون مین مستحکم کردیا۔ جو خلافت ثالثہ کے

[۵۱] روضۃ الصفا جلد ۲۔ ابن اثیر ۱۲ [۵۲] تہذیب المتین۔ تاریخ فرشتہ ۱۲ [۵۳] روضۃ الصفا۔ ربیع الابرار زمخشری ۱۲

زمانہ کے فتوحات مین شامل ہو چکے تھے۔ اور اُن مین اپنی طرف سے بھی اکثر بڑے اور مستحکم اضافہ بھی کیئے جسکی وجہ سے فارس کے حدود مشرقی مین اسلامی حدود کا رقبہ پہلے سے زیادہ دور تک بڑھ گیا[لہ]۔

ربیع ابن خشعم کے ہمراہ دوسری جرار فوج علاقہ قزوین اور ملک رے کی طرف روانہ فرمائی۔ اور اِن دونون فوجی افسرون نے قزوین اور رے دونون علاقون کو فتح کر کے خلافت اسلامیہ کے حدود مین کافی اضافہ فرمایا۔

یہ تھے خلافت مرتضوی ؑ کے بیرونی فتوحات اور اضافات۔ اِن واقعات کو پڑھکر کیا اب بھی کوئی شخص اِس خلافت کے کارنامے کو فتوحاتی خدمات سے خالی بتانیکی کوشش کریگا۔ ہم اِس مضمون کی ابتدا مین لکھ آئے ہین کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اِس امر خاص کیطرف اُسی حد اور اسی انداز تک کام کیا۔ جس حد اور جس انداز تک آپ کا انتشار اور آپ کا وقت آپ کو اجازت دیتا تھا۔ اِس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے ملکی ترددات سے جتنا وقت ملا۔ اُتنا وقت اِن خدمات کی تعمیل مین صرف کیا گیا۔

آپکے اِن خدمات کو دنیا کے بڑے بڑے مدبران ملکی۔ خصوصاً ایسی پُر آشوبی اور ملکی فساد کے زمانہ مین نہایت قدر اور عظمت کی نگاہ سے دیکھین گے۔ کیونکہ آپکے روزانہ انتشار اور ہر وقت کے تردد و فکار صاف صاف بتلا رہے ہین کہ جناب علی مرتضیٰ ؑ کے ایسے متردد اور متفکر فرمانروا سے جو اپنے ملک کے تمام اندرونی حصون مین بغاوت اور فساد پھیل جانیکی وجہ سے ایک منٹ کیلیئے بھی مطمئن نہین کہا جا سکتا۔ اِن خدمات کا انجام ہونا اور ملک کے اندرونی انتظام کے علاوہ بیرونی ممالک کی فتوحات کا بندوبست کرنا۔ اگر محال نہین تو قریب المحال تو ضرور تھا۔ مگر آپکے استقلال اور پاداری نے اِن امور کو بھی اپنی ضروری حدود تک تعمیل کر کے ثابت کر دیا کہ ہم اِن انتشار اور شبانہ روز کے غور و افکار کی وجہ سے بیدل نہین ہونیوالے۔ ملکی بغاوت اور باغیون کی مخالفت۔ ہماری ہمت اور پاداری مین سرمو فرق پیدا نہین کر سکتی۔ یہ ہماری ہی ہمت اور جگرداری ہے جو باوجود اِس قلت وقتی اور ضیق النفسی کے بھی اُن کے استیصال اور مقابلہ پر بھی تیار ہے۔ اور انہین کے ساتھ بیرونی مقامات کی فتوحات کے لیئے بھی مستعد اور آمادۂ پیکار۔ خلافت مرتضوی ؑ کی یہ خصوصیات ہمکو اِس سے پہلی خلافتون مین نہین ملتین۔ اور کسی خلیفہ اور فرمانروا کا نام ہمکو خلافت کے دفتر مین ایسا دکھلائی نہین دیتا جو اِن مصیبتون مین شبانہ روز گرفتار رہکر ملک کے اندرونی فسادون کی بھی اصلاح کرتا رہا ہو اور اسی کے ساتھ بیرونی ممالک مین بھی اپنے حدود حکومت بڑھانے اور اپنے حقوق مستحکم کرنیکے بھی کافی انتظام کرتا رہا ہو۔ اِن عدیم المثال خصوصیات پر نظر کر کے ہم اپنی کتاب کے ناظرین کو باور کراتے ہین کہ خلافتِ اسلامی کے جریدہ مین خلافت

[لہ] روضۃ الصفا

مرتضوی ہی ایسی تنہا اور یکتا ثابت ہوتی ہے جو اندرونی اور بیرونی پولیٹکس (Politics.) کو ایسے انتشار اور اضطرار کے زمانہ مین کافی طور سے انجام تک پہونچا گئی۔

خلافت مرتضوی کو حضرت عمرؓ کے عہد حکومت سے مقابل کرنیوالے بزرگوار اور خلافت چہارم مین خلافت دوئم کے لیسے بڑے بڑے ملکی فتوحات تلاش کرنے والے۔ اگر اُن کو کچھ بھی سوچنے۔ غور کرنے اور سمجھنے کا مادّہ ہوگا تو وہ ضرور سمجھ جائینگے کہ جس مستقل المزاج فرمانروا نے اپنی پاداری اور ثبات طبعی کیوجہ سے ایسے اضطرار و انتشار کیحالتون مین اور اتنی عدیم الفرصتی کے زمانہ مین۔ ان خدمات کو یہانتک انجام دیا۔ تو وہی پُر ہمت اور اولوالعزم بزرگوار اگر اپنے سابقین فرمانرواؤن کے ایسا عام امن امان کا زمانہ پاتا اور ملک کی رعایا اسکی بھی اُسیطرح اطاعت و فرمانبرداری کرتی تو دنیا مین آج اسکے فتوحاتی اضافات کہان تک پہونچے ہوتے۔ ہمارے قدیم عنایت فرما۔ خان بہادر مولوی **دلاور حسین خان** صاحب سابق انسپکٹر جنرل جسٹریشن بنگال نے ان مضامین پر غور کرکے اپنے لکچر شیعاز آو علی اینڈ خالورس او سنت مین اسکو بالتفصیل لکھا ہے جسکو ہم اسی کتاب کے پہلے حصہ کے بعض مقامات پر درج کرچکے ہین۔

مولوی خواجہ **عبید اللہ** صاحب امرت سری بھی اپنی کتاب ارجح المطالب مین اُنکی تائید فرماتے ہوئے یون رقمطراز ہین:۔

آپ کی خلافت کا بڑا بھاری حصہ خانہ جنگیون مین صرف ہوا۔ آپ کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس رہی۔ بارھوین ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری کو لوگون نے آپسے بیعت کی۔ اور رمضان ۴۰ھ ہجری مین آپ شہید ہوگئے اس فرصت قلیل مین ان خانہ جنگیون سے آپ کو دم بھر کی مہلت نہین ملی۔ ابھی بیعت کی تکمیل بھی نہین ہوئی تھی کہ واقعہ جمل پیش ہوا اور ابھی اس واقعہ کا خاتمہ نہین ہوا تھا کہ صفین کا ٹھنا شروع ہوگیا۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب مین لکھتے ہین کہ جناب علی مرتضی علیہ السلام سے پانچ برس تک معاویہ لڑتے رہے۔ ابھی انکے معرکے سے فارغ نہین ہوئے تھے کہ آپکو خارجیون سے لڑنا پڑا۔ پس یہ واقعات ایسے تھے کہ جن کے سد راہ ہونے کی وجہ سے نہ آپ ممالک غیر پر فوج کشی کرسکے اور نہ فتح بلاد کیطرف متوجہ ہوسکے۔ اگر صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین رضؓ مین تھا جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کیوقت بھی قائم رہتا تو البتہ دونون زمانون کی فتوحات کا صحیح موازنہ کیا جاتا[۵۱]"۔

ہم اپنی موجودہ بحث مین اس سے زیادہ طول دینا نہین چاہتے۔ کیونکہ اس کے ضمن مین جزوی اور کلی۔ جتنے واقعات اور نکات تھے اُن کو ہم ایک ایک کرکے بیان کرچکے۔ اور اسکو سیاسی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور

[۵۱] ارجح المطالب مطبوعہ لاہور ص ۲۲۴۔

روحانی اصول سے ثابت کر چکے کہ خلافت مرتضوی نے اسکے متعلق جو کچھ کیا وہ مصلحت وقت اور ضرورت زمانہ سے لازمی اور مناسب تھا۔ اور مصلحت وقت اور ضرورت زمانہ کے مطابق۔ اپنے امور کو عملی صورتون مین لانا اسیکا نام سیاست ہی اور اسی کو پولٹیکس کہتے ہین ۔

خلافت مرتضوی کے نظام ملکی اور ان کی خبرگیریان

اب ہم اپنی موجودہ بحث کو تمام کرکے خلافت مرتضوی کے اُن نظام ملکی کے حالات کو بیان کرتے ہین جو باوجود قلت وقت اور دقت زمانہ کے سابق خلافتون کیطرح سیاست کے اعلی پیمانہ پر نہایت بیدار مغزی اور حزم و احتیاط سے عمل مین لائے گئے۔ جسکو دیکھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اس خلافت کے نظام حکومت اور طرز سلطنت پچھلی خلافتون سے اپنے کسی صیغے مین پیچھے نہین تھے۔ بلکہ تعلیم شریعت اور ترویج ہدایت اور دیگر احکام ہدایت وغیرہ مین جو اسلامی خلافت کا خاص حسن خدمت اور اسلامی خلیفہ کا پہلا فرض ہونا چاہیئے۔ یہ خلافت اپنی سابق خلافتون سے کہین آگے تھی ؛

نظام ملکی کے متعلق۔ ملک کی خبرگیری اور حفاظت۔ رعایا کے ساتھ حسن سلوک۔ اُنکی ترقی۔ رفاہ و صلاح کی کوششین۔ اُنکی تہذیب۔ شایستگی اور تربیت کے انتظام مین پوری توجہ سے کام لیا گیا۔ عاملون کا تعین۔ اور اُن مین قابل ناقابل کی پوری تمیز نہایت احتیاط سے کیگئی۔ مصالح ملکی۔ امن عام۔ راستون کی درستی اور نگہداری۔ قافلون اور مسافرون کی آرام رسانی اور اُنکی نگرانی۔ نہایت ہوشیاری سے عمل مین لائی گئی۔ لشکر اور اہل لشکر کا انتظام۔ اُنکی دلجوئی مین ہمیشہ خاص لحاظ رکھا جاتا تھا۔ عامۃ المسلمین اور اُنکے تمام حقوق کی رعایت۔ مساوات کے اصول پر جس احتیاط اور انصاف سے اس خلافت کے زمانہ مین کیگئی۔ وہ کسی اور خلافت کے وقت مین نہین کیگئی۔ رعایا کی دادرسی کے لیئے ہر وقت اجازت تھی۔ یہان تک کہ فرائض پنجگانہ کے مخصوص اوقات مین بھی عام طور سے۔ ملکی مستغیثون کے استغاثے پوری توجہ سے سُنے جاتے تھے۔ اور اُن کی تمام شکایتوں کا خاطرخواہ فیصلہ کر دیا جاتا تھا۔ حفاظت۔ نگرانی۔ ادائے حقوق اور رعایت مین اہل اسلام اور اہل ذمہ ایک نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ تُجار۔ اہل حرفہ اور عام ملکی پیشہ ور کے محاسن سلوک نہایت خوش اسلوبی سے قائم رکھے گئے۔ انکی صنعت اور حرفت کی چیزین ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھی گئین اور اُنکی ترقی اور مالی حالتون کو ترقی تک پہونچانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا گیا۔ اور اُصول سیاست کیساتھ آئین تمدن بھی نہایت توجہ اور احتیاط کیساتھ برتے گئے۔ اور ملک کی سیاسی درستی کے ساتھ تمدنی ترقی کی بھی پوری فکر کی گئی۔ رعایا اور ملک مین امن و امان قائم رکھنے مین۔ جتنی اور جیسی۔ اس خلافت کے زمانہ مین کوششین کی گئین۔ اور شبانہ روز سخت عرقریزیون سے کام لیا گیا وہ اور کسی خلافت مین نہین ہوا ؛

ان امور کے علاوہ۔ وہ کونسے اور دوسرے امور نظام ملکی کے متعلق تبلائے جائینگے جنکو جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے

اپنی خلافت کے زمانہ مین انجام نہین دیا۔ یا اُنپر توجہ نہین فرمائی۔ یا اُن کو ایک بیدارمغز۔ مدبّر اور کامل متدین امیر کی شان مین تنہا ہوکر ادا نہین فرمایا۔

مسٹر گبن کی غلط فہمی کی معذرت

مسٹر ایڈورڈ گبن۔ ام۔ پی۔ کے اِس (Mr Edward Gibbon M.P) لکھدینے نے کہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی چہل سالہ خانہ نشینی نے آپ کی ملکداری اور سیاسی قوٰی کو بالکل سرد اور کمزور کردیا تھا۔ بہت سے اہلِ اسلام کو ایک خوفناک غلط فہمی مین ڈال دیا ہے۔ مغربی علماء کے نام پر مرمٹنے والے حضرات۔ اُنکی تالیفات و تصنیفات کے پایہ کو آجکل وحی متلو سے اگر زیادہ نہین تو کم بھی نہین جانتے۔ مگر افسوس اتنا نہین سمجھتے کہ ہمارے اندرونی حالات بیرونی حضرات مین کس ذریعہ سے پہونچے۔ اور زمانہ کی ناقدردانی۔ تاثر جہی اور تغافل نے انکو کس حالت مین اُن تک پہونچایا۔ اول تو جناب امیرالمؤمنین علی علیہ السلام کے نظام ملکی خود گھروالون کو (مسلمانون ہی کو) معلوم نہین ہین۔ اور فضائل۔ مناقب۔ معجزہ۔ کرامات اور شجاعت و دلیری کے سوا آپکے سیاست و تمدن کے حالات پر بالکل پردہ پڑا ہوا ہے۔ اور عام اہلِ اسلام نے آجتک آپکے ان حالات کی کوئی تلاش بھی نہین کی اور نہ اُسکی تجمیع و ترتیب کی کوئی فکر۔ ہم مشکل سے کسی کتاب کا نام ایسا بتلاسکتے ہین۔ جسمین آپ کی سیاست اور جہانداری کے واقعات ترتیب و تفصیل سے مندرج کیے گئے ہون۔ پھر جب اپنا گھر ان ضروریات سے خالی ہو تو دوسرے کے گھرون مین اپنی دولت کا سُراغ لگانا فضول اور بیکار ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مسٹر گبن نے ان تمام حالات کو اسلامی تاریخون سے لیا ہے۔ اور بدقسمتی سے اسلامی تاریخین ان جوہرون سے بالکل خالی۔ تو پھر مسٹر گبن یہ اسباب کہان سے لاتے اور یہ مادّے کیونکر فراہم کرتے۔ اگر کم سے کم نہج البلاغت ہی کا ترجمہ انگریزی یا کم سے کم اُردو ہی مین ہوگیا ہوتا۔ اور وہ دوسری اسلامی تالیفات کیطرح اطراف عالم مین شائع ہوگیا ہوتا تو البتہ مسٹر گبن کے ایسے روشن دماغ مدبّر کو جناب علی مرتضیٰ کے نظام ملکی کی اعلےٰ خوبیون کا کامل طور سے اندازہ ہوجاتا اور پھر اُسکے ایسا مؤیّد حقوقِ اہل بیتؑ کبھی آپکے متعلق ایسا بیدھڑک فیصلہ کرنیکی جرأت نہ کرتا۔ یہ اسلامی تاریخون کی فروگذاشت اور خاموشی ہے۔ جس نے مسٹر ایڈورڈ گبن کو اس غلط فہمی پر مجبور کردیا ہے۔ مسٹر گبن کی کیا خطا۔ انچہ برماست ازماست کا سچا مضمون ہے۔

خلافتِ مرتضوی کے نظام ملکی

جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلے جس امر کیطرف توجہ فرمائی وہ اُس وقت کی موجودہ بدامنی اور پرآشوبی کی اصلاح تھی۔ جسکی مدافعت کے دو طریقے تجویز کیے گئے۔ اوّل تو موجودہ اضطراب اور انتشار کی حالتون مین رعایا کی پوری محافظت اور خبرگیری۔ اُنکے حقوق کی رعایت۔ اور اُنکی کافی دلجوئی اور

تسکین و تشفی تھی۔ دوسرا طریقہ اُسی مدافعت کا اُن بڑے بڑے سرکش مخالفون کا مقابلہ تھا۔ جو عام طور سے ملک مین بدامنی اور فساد قائم رہنے کی خاص طور پر کوشش کر رہے تھے۔ مگر اس مدافعانہ مقابلہ سے پہلے جو زمانہ موجودہ کی قانونی اصطلاح مین۔ صاف صاف حفاظت خود اختیاری کے پورے منشاء ہیں۔ اُنکو صلح و آشتی کے راستون پر لانے کی فکر بھی اسمین ضرور شامل تھی ٭

ہم اپنے موجودہ سلسلہ کو خلافتِ مرتضوی ؑ کے پہلے اختیار کردہ طریقہ کی تفصیل سے شروع کرتے ہین۔ اور اسی کے ضمن مین رعایا کے تمام جزوی اور کلّی تعلقات کو سلسلہ وار بیان کرتے ہین ٭

رعایا کی تقسیم اور انکی جداگانہ تفصیل

امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ملکی رعایا کو اپنی خلافت کے زمانہ مین دو بڑے حصون مین تقسیم فرمایا تھا۔ اوّل حصہ رعایا کا وہ تھا جو سلطنت کا ملازم تھا۔ اور اس مین **فوج۔ کاتب۔ قاضی** اور **عمّال** شامل تھے ٭

دوسرا حصہ رعایا کا وہ تھا جو سلطنت کا ملازم نہین تھا۔ اور اُن مین **اہلِ اسلام۔ اہلِ جزیہ اہلِ صنعت۔ تجار۔ فقرا اور محتاجین** شامل تھے ٭

امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان مین سے ہر فرقہ کی ماہیت۔ انکے حقوق اور اُنکے ساتھ محاسن سلوک اختیار کرنیکے طریقے۔ نہایت توضیح سے علٰحدہ علٰحدہ خود بیان فرمائے ہین۔ اور اُنکی حفاظت جان و مال۔ دلجوئی۔ خاطر داری۔ استحفاظ حقوق اور اُنکے ساتھ ہمیشہ ملائمیت اور نرمی سے پیش آنیکے لیئے۔ اپنے عمّالانِ خلافت کو جو مختلف علاقون پر خلافت کی طرف سے حکمرانی کرتے تھے۔ سخت تاکیدون کے ساتھ ہدایت فرمائی ہے۔ اب ہم اُن کی ماہیت اور اُن کے حقوق وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ذیل مین مندرج کرتے ہین ٭

تقسیم رعایا کی نسبت جو فرمان جاری ہوا اُسکے تمہیدی مضامین یہ ہین

اعلم ان الرعیۃ طبقات لا یصلح بعضہم ببعض ولا اغناء ببعضہا عن بعض فمنہا **جنود اللہ** ومنہا **اہل الجزیۃ** ومنہا **کتاب العامۃ و الخاصۃ** ومنہا **قضاۃ العدل** ومنہا **عمال الانصاف والرفق** ومنہا **اہل الجزیۃ والخراج** من اہل الذمۃ ومسلمۃ الناس ومنہا **التجار واہل الصناعات** ومنہا الطبقۃ السفلیٰ من ذوی الحاجۃ و

ملکی رعایا مختلف قسم کی ہوتی ہین۔ ایک کی اصلاح حال دوسرے کی اصلاح سے متعلق ہے۔ اور ایک کو دوسرے کی احتیاج ہے انہین مین **خدا کا لشکر** (اسلامی فوج) پھر دفتر کے لوگ (جو ملک کا کام کرتے ہین) **قاضی**۔ جو متنازعہ فیہ معاملات کا فیصلہ کرتا ہے۔ **عمّال** جو سلطنت کی طرف سے حاکم ہوتے ہین۔ **اہل جزیہ**۔ جو رقم جزیہ دیکر اسلامی حفاظت مین آتے ہین۔ **تجار**۔ تجارت پیشہ اقوام۔ **اہل صنعت**۔ ملک کی دستکار قومین۔ **فقراء اور محتاجین** جو دوسرون کی

والمسکینة وکل قد سمی الله له سهمه ووضع علی حده وفریضة فی کتابه وسنة نبیه عهدا منه محفوظا +

استمداد و اعانت پر اپنی گزران کرتے ہین۔ یہ سب فرقے ملکی رعایا مین داخل ہین۔ ان تمام طبقون کو خدا نے اپنی کتاب مین یاد فرمایا ہی۔ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگون کا ایک ایک حصہ جدا جدا معین فرمایا ہی۔ اور ان کی اعانت انسے قوی اور اعلی طبقہ والون پر واجب اور لازم ٹھیرائی ہی

اس عبارت سے رعایا کے اقسام معلوم ہوگئے۔ ہمارا خیال ہی کہ خلافت مرتضوی کے بعد سے اسوقت تک جسکو قریب ڈیڑھ ہزار برس ہوتے ہین۔ ان اقسام کے علاوہ اور کوئی دوسری قسم کی رعایا نہین دیکھی گئی جس سے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی یہ تقسیم ایسی کامل تھی جسمین اسوقت سے اسوقت تک پھر کسی قسم کی ترمیم نہین ہو سکی +

بہر حال اقسام رعایا کی تفصیل لکھکر اب ان کے حقوق کی تصریح مین جو ارشاد ہوا ہی وہ ذیل مین قلمبند کیا جاتا ہے

لشکر اور اسکے حقوق

"لشکر" فالجنود باذن الله حصون الرعیة وزین الولاة وعز الدین وسبیل الامن ولیس یقوم الرعیة الا بهم ثم لاقوام للجنود الا بما یخرج الله لهم من الخراج الذی یقوون به علی جهاد عدوهم ویعتمدون علیه فیما اصلحهم ثم تفقد من امورهم ما یتفقد الوالدان من ولدهما ولا یتفاقمن فی نفسك شئ قویتهم به +

لشکر رعایا کے قلعے ہین کہ رعایا انکی حفاظت مین رہتی ہی۔ وہ والیان ملک کے زیب و زینت ہین۔ دین الٰہی اور شریعت رسالت پناہی کی عزت ہین۔ امن و امان ملک کے ذمہ دار ہین۔ رعایا بغیر فوج کے نہین رہ سکتی۔

فوج کے ساتھ تم اپنے محاسن سلوک قائم رکھو جس طرح تم اپنے بال بچون کے ساتھ کرتے ہو۔ انکے ساتھ اسطرح پیش آنا چاہیے کہ وہ راضی اور خوشنود رہین۔ اور ہمیشہ ایسی باتون سے انکی امداد کرنا چاہیے کہ انکی قوت اور ہمت مین اضافہ ہوتا رہے +

لشکر اور اہل لشکر کی ماہیت کے بعد اہل دفتر کی نسبت تحریر ہے

اہل دفتر اور انکے حقوق

"اہل دفتر" ثم انظر فی حال کتابك فول علی امورك خیرهم واخصص رسائلك التی تدخل فیها مکائدك واسرارك باجمعهم لوجوه صالح +

دفتر کے لوگون کے احوال پر ہمیشہ نظر رکھنی چاہیے جو ان مین بہمہ صفت موصوف ہو اسکو اختیار کرنا چاہیے یعنی اسکو ترقی دینی چاہیے +

قاضی اور اسکی تعریف

اہل دفتر اور کتابت کے کام کرنے والون کے بعد قاضی یا قضا کا کام کرنے والے کی تعریف اور اسکے اوصاف بیان کیے جاتے ہین اور سلطنت اسلامی کے تمام انتظامی افسرون مین جیسا اس منصب اور صیغہ کا حاکم جوابدہ اور ذمہ دار ہے اتنا کسی دوسرے صیغہ یا محکمہ کا نہین؛

قضا کا دفتر۔ ایسے ضروری اور جوابدہ منصب کی ماہیت اور اُس کے ضروریات اِن الفاظ مین بیان فرمائے جاتے ہین +

قاضی کی خدمات اور اُس کے اوصاف

ثم اختر للحکم بین الناس افضل رعیتک فی نفسک ممن لا یضیق به الامور ولا تمحکه الخصوم ولا یتمادی فی الذلة ولا یحصر من الفیء الی الحق اذا عرفه ولا تشرف نفسه علی طمع ولا یکتفی بادنی فهم دون اقصاه اوقفهم فی الشبهات واخذهم بالحجج واقلهم تبرما بمراجعة الخصم واصبرهم علی تکشف الامور واصرمهم عند اتضاح الحکم ممن لا یزدهیه اطراء ولا یستمیله اغراء اولئک قلیل ثم اکثر تعاهد قضائه وافسح له فی البذل ما یزیح علته ویقل معه حاجته الی الناس واعطه من المنزلة لدیک ما لا یطمع فیه غیره من خاصتک لیامن بذلک اغتیال الرجال له عندک فانظر فی ذلک نظرا بلیغا فان هذا الدین قد کان اسیرا فی ایدی الاشرار یعمل فیه بالهوی ویطلب به الدنیا +

قضا کا عہدہ رعایا مین سے اُس شخص کے سپرد کرو جو اُن مین سب سے افضل ہو۔ اور معاملات کی یورش سے نہ گھبراتا ہو۔ اور لوگون کی کثرت دیکھکر پریشان نہوتا ہو۔ اگر کوئی خطا کرے تو اپنی خطا پر ضد نہ کرتا ہو۔ جب کوئی امر حق اُسپر ظاہر ہوجاوے تو اُس کے تسلیم کرنے مین توقف نہ کرتا ہو۔ اُسکے نفس مین طمع کا گزر نہ ہو۔ اور تا وقتیکہ معاملہ کی تہہ تک پہنچ لے اپنی کم فہمی پر اعتبار نہ کرتا ہو۔ اور شبہہ کے اوقات مین معمول سے زائد غور و فکر کرتا ہو۔ اور اُسمین جو راستی اور دیانت کا راستہ ہو وہی اختیار کرتا ہو۔ مرجوعات کے وقت لوگون کو دیکھکر ترش رو نہوتا ہو۔ ہر امر کے سُراغ لگانے مین نہایت استقلال سے کام کرتا ہو۔ جب کسی معاملہ مین حقیقت کے رُو سے مناسب تجویز کر چکا ہو تو پھر اُسکے اجرا مین مطلق دیر نہ کرتا ہو۔ اور بغیر کسی کے انتظار کے اُسکو فیصل کرتا ہو۔ اگر لوگ اُسکی تعریف توصیف مین مبالغہ کرتے ہون تو وہ اُسپر پھول نہ جاتا ہو۔ اگر کسی امر مین اُس سے سفارش کرین تو وہ راہ حق سے متجاوز نہوتا ہو۔ مگر ایسے لوگ جن مین یہ تمام اوصاف موجود ہون۔ بہت کم ہاتھ آتے ہین۔ اگر کسی ملک مین قاضی مقرر کیا جاوے تو اُس ملک کے گورنر یا عامل کا فرض ہے کہ وہ اُن معاملات کی جو دار القضا مین پیش ہوتے ہون پوری نگرانی کرے اور جن معاملات کو وہ چھوڑ دے۔ اُن سے غفلت نہ کیجاوے۔ بیت المال سے قاضی کا وظیفہ اتنا مقرر ہونا چاہیے کہ پھر اُسکو رشوت لینے کی ضرورت نہ باقی رہے اور وہ دوسرون کا محتاج نہ ہو۔ دربار حکومت مین قاضی کو صدر کی جگہ دیجاوے۔ تاکہ ارکین سلطنت مین اُسکا امتیاز اور اعزاز ہو کہ لوگ اُسے بُرا نہ کہین اُسکی تحقیر نہ کرین۔ اور اُسکے امور درہم و برہم نہون۔ اِس سے وہ اپنے مخالفون سے محفوظ رہیگا۔ اور قبل اسکے کہ وہ ذلیل اور سُبک ہو اِن اندیشون سے محفوظ ہو جائے گا۔

عمال ملکی۔ محکمہ قضا کے بعد اِس طبقہ کے جلیل القدر اور عظیم الشان عہدہ دارون کا ذکر ہے جو باعتبار اپنے

اعلیٰ مناصب کے خلافت کیطرف سے ممالک بیرونی مین نیابت اور وائسرائیلٹی Viceroyalty کے فرائض ادا کرتے تھے۔ اُنکی ذمہ داریان اور فرائض۔ اُنکے خدمات کے انجام۔ اُنکے اخلاق اور محاسن سلوک کے متعلق جیسی جیسی ہدایتین فرمائی گئین۔ وہ ایک ایک کرکے ہم ذیل مین لکھتے ہین +

ان عملك ليس لك بطعمه ولكنه فى عنقك امانة وانت مرعى لمن فوقك ليس لك ان تصارف فى رعيته ولا تخاطر الا بتوثيقه وفى يديك مال من اموال الله عز وجل وانت من خزانى حتى تسلمه الى ولعلا ان اكون شر ولاتك +

ثم ان للوالى خاصة وبطانة فيهم استيثار وتطاول وقلة انصاف فى حتم مادة اولئك يقطع اسباب تلك الاحوال ولا تقطعن لاحد من حاشيتك و حاميتك قطيعه ولا تطمئن منك فى اعتقاد عقدة يضر ممن يليها من الناس فى شرب او عمل مشترك يحملون مؤنته على غيرهم فيكون منهم ذلك لهم دونك و عيبه عليك فى الدنيا والاخرة والزم الحق من لزم من القريب والبعيد وكن فى ذلك صابرا محتسبا واقعا ذلك من قرابتك وخاصتك حيث وقع ابتغ عاقبة بما يثقل عليك منه فان مغبته ذلك محمودة وان ظنت الرعية بك حيفا فاصحر لهم بعذرك واعدل عنهم ظنونهم باصحارك فان فى ذلك اعذارا تبلغ فيه حاجتك من تقويمهم على الحق ولا تدفعن صلحا دعاك اليه عدوك لله فيه رضا فان فى الصلح دعة لجنودك وراحة لهمومك وامنا لبلادك ولكن الحذر كل الحذر من عدوك بعد صلحه فان العدو ربما قارب ليتغفل فخذ بالحزم واتهم فى ذلك حسن الظن

عامل یا والی ملک کی حیثیت

تمہاری امارت (موجودہ منصب) تمہاری ملکیت نہین بلکہ مسلمانون کی امانت ہی جو تمہاری گردنون مین بندھی ہے اور تم بھی اپنے بادشاہ کے مقابلہ مین ایک رعیت سے زیادہ حیثیت نہین رکھتے۔ تم اسکے ہرگز مجاز نہین ہوسکتے کہ بغیر اجازت سلطانی کے رعایا کے امور مین کوئی تصرف کرو۔ تمہارے ہاتھون مین خدا کے مالون مین سے مال ہی اور تم میری طرف سے اُسکے خزینہ دار ہو۔ جب تک کہ اُسکو میرے سپرد نہ کرلو تم اپنی امانت داری کی جوابدہی سے بری نہین ہوسکتے۔ مجکو امید ہی کہ ان احکام کے نافذ کرنے کی وجہ سے مین تمہارے نزدیک بُرا امیر ثابت نہ ہونگا +

لڑکرمی مین قرابت کا لحاظ رکھو

بیرونی علاقون مین عامل ایسے مقرر کیے جائین جنکا پورا حال پہلے سے معلوم ہو۔ جو لوگ والیان ملک سے قربت کا تعلق رکھتے ہین اور وہ اُنکے ساتھ جامہ اندرونی کی طرح سے رہتے ہین۔ اُنہین خاصکر نخوت اور سرکشی کے مادے ہوتے ہین اُنکی طبیعتین ناانصافی اور دست اندازی کیطرف مائل ہوتی ہین پہلے اُنکا استیصال کرو۔ اور اُنکی پوری تنبیہ کرکے اُن کے مظالم دنیا سے اُٹھا دیے جائین۔ اپنے قرابتمند اور عزیزون مین سے کسیکو حکومت کا اختیار نہ دینا چاہیے۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو وہ اپنے اقتدار و اختیار کے باعث اپنے ہمسایون کو سخت آزار پہنچاتے رہین گے۔ اور غریبون پر پانی بند کرکے ہزارون مصیبتون کے باعث ہون گے۔ جو ملکی خدمات اُنکو اور ملک والون کو ملکر آپ کرنا چاہیے وہ آپ نہ کرین گے

قرابت ملک کو تکلیف پہنچاتی ہے

وان عقدت بينك وبين عدوك عقدة او البسته
منك ذمة فحط عهدك بالوفاء وارع ذمتك بالامانة
واجعل نفسك جنة دون ما اعطيت فانه ليس من
فرائض الله شيئا الناس اشد عليه اجتماعا مع تفرق
اهوائهم وتشتت آرائهم من تعظيم الوفاء بالعهود وقد لزم
ذلك المشركون فيما بينهم دون المسلمين لما استوبلوا
من عواقب الغدر فلا تغدرن بذمتك ولا تخيسن
بعهدك ولا تختلن عدوك اياك والدماء وسفكها
بغير حلها فانه ليس شئ ادعى لنقمة ولا اعظم
لتبعة ولا احرى بزوال نعمة وانقطاع مدة من
سفك الدماء بغير حقها والله سبحانه مبتدي بالحكم
بين العباد فيما تسافكوا من الدماء يوم القيامة
فلا تقوين سلطانك بسفك دم حرام فان ذلك
مما يضعفه ويوهنه بل يزيله وينقله ولا عذر
لك عند الله في قتل العمد لان فيه قود البدن
وان ابتليت بخطاء افرط عليك سوطك
او يدك بعقوبة فان في الوكزة فما فوقها
مقتلة فلا يطمحن بك نخوة سلطانك عن
ان تؤدي الى اولياء المقتول حقهم +

بلکہ اپنے شرکا پر چھوڑ دینگے۔ اور جو کام خاص انہین کو تنہا کرنا چاہیئے وہ بھی اپنے خادمون کے سپرد کر دین گے ایسی حالت مین اگر نیکنامی ہوئی تو اُسکے دعویدار خود ہونگے اور اگر بدنامی ہوئی تو غریب خادمون کے سر گئی ؞

رعایا کے ادائے حقوق

جسکا حق ثابت ہوجائے۔ اُسکے دلا دینے مین ذرا بھی توقف نہ چاہیئے۔ اور اپنے پرائے۔ دور۔ عموماً سب کو اپنی نگاہون مین ایک سمجھو اور ثابت قدمی سے اِس طریقہ پر ہمیشہ کاربند رہو۔ رضا خدا کی طلب کرنے کی خواہشون پر مستعد رہ کر اسپر عمل کرو۔ عام اِس سے کہ اِس طریقہ سے تمہارے خواص وعام تم سے خوش ہون یا ناخوش۔ اگر اِن امور سے کوئی امر تمہارے دل پر گران گزرے تو تم اُسکے لیئے عاقبت اندیشی سے کام لو اور اُسکے انجام پر نظر رکھو۔ اور ہرگز دل تنگ اور پریشان خاطر نہ ہو +

رعایا اگر تم سے تمہارے ظلم وستم کی شکایت کرے تو تم انکو اپنے وجوہات واضح طور سے دکھلا دو۔ اور انکو اپنے معقول عذر دکھلا کر اُنکے شاکی دلون کو اپنا موافق بنالو۔ اور اُن کو پھر ہدایت پر لگالو +

دشمن سے صلح کرنے اور اُس سے ہوشیار رہنے کے فوائد

جب تمہارا دشمن تم سے صلح کرنے کی خود درخواست کرے درانحالیکہ وہ صلح تمہارے لیئے مفید ہو تو تم اُسکی استدعا کو واپس دو۔ تمہارے صلح کر لینے سے تمہارے لشکر کو آرام پہنچیگا اور تم کو شبانہ روز کے اندیشون سے راحت ملیگی۔ تمہارے ملک کے تمام شہرون مین امن ہوجائے گا۔ بدامنی کے خوف ملک سے اٹھ جائینگے۔ مگر باین ہمہ یہ بھی خیال رکھو کہ صلح کر لینے کے بعد بھی تم کو اپنے دشمن سے ہمیشہ خوف کرنا ہوگا۔ اور وہ بھی بہت۔ کیونکہ اکثر مخالف ایسے بھی ہوتے ہین کہ تم سے صلح تو کر لیتے ہین۔ اور موقع پاکر فوراً اپنے معاہدِ صلح توڑ ڈالتے ہین جب تم کو وہ غافل پائے گا۔ اپنا کام ضرور نکال لیگا۔ ایسے واقعات مین تم اپنی بیدار مغزی اور مآل اندیشی کو ہاتھ سے نہ دو +

اگر ہان جو عہد تم نے اپنے مخالف سے کیئے ہین۔ اُن کی رعایتون مین امانت سے کام لو۔ اور اُنکو پورا کرو۔ اور اپنے

نفس کو ایفائے وعدہ کے لیئے سایہ کی طرح سامنے رکھو اگر تمہارا نفس اُس عہد کے عوض کسی بلا مین پڑتا ہو تو تم اپنے نفس کو اُس بلا مین ڈالدو۔ کیونکہ ایفائے وعدہ خدا کے فرائض مین داخل ہی۔ ایفائے وعدہ سے بڑھکر انسان کے لیئے کوئی دوسرا فرض نہین ہی۔ اور دنیا کے تمام لوگون نے ایفائے وعدہ کے ضروری اور لازمی ہونے پر اتفاق کر لیا ہے۔ اور باوجود مختلف عقائد اور راؤن کے اسکی ضرورت تسلیم کر لی گئی ہی۔ تو ایسی حالت مین اپنے وعدون کا وفا کرنا نہایت ضروری ہی جسپر تمام مسلمین اور مشرکین متفق ہو چکے ہین۔ اور اُسکے بُرے نتیجون سے جن خرابیون کا اندیشہ ہوتا ہی قبل از وقت اُن سے پرہیز کرنا واجبات سے ہی۔ مگر ہان ہم تم کسی کے ساتھ ایفائے وعدہ اُسکی قربت یا رعایت۔ یا اُسکے فریب یا دغا دینے کی نیت سے بھی نہ کرو۔ جہان تک تم سے ممکن ہو تم ان امور مین پاک و صاف رہو +

ملک مین معاہدہ پر قایم

ناحق خونریزی سے بچو

ناحق خونریزی سے بچو۔ کوئی چیز عتاب الٰہی کی اتنی جلد باعث نہین ہوتی جیسی ناحق خونریزی۔ اور کسی گناہ کی ایسی سخت سزا نہین رکھی گئی جیسی اسکی۔ خدا کی نعمتین جو بندون پر ہوتی ہین۔ وہ اسکی وجہ سے جاتی رہتی ہین۔ بادشاہون کی سلطنتین مٹ جاتی ہین۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ ناحق خونریزی کی پرسش سے ابتدا کرے گا۔ اور سب حسابون سے پہلے اسکا حساب لیا جائے گا۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ سلطنت اس سے قوی ہوتی ہے۔ یا اسکی وجہ سے انتظام حکومت مین درستی اور مضبوطی آتی ہی بلکہ بخلاف اسکے یہ اور خرابی کا باعث ہوتی ہی اور تھوڑے دنون کے بعد سلطنت پر زوال لاتی ہ۔ اور تم لوگ (عمال) ناحق خونریزیون کے لیئے نہ میرے آگے کوئی عذر پیش کر سکتے ہو۔ اور نہ خدائے سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک کیونکہ ایسی صورت مین تم سے پورا نقصان لینا چاہیئے۔ اور اگر تم سے یہ امر سہواً ہو گیا ہی یعنی مثلاً تم نے کسی کو تہدیداً طمانچہ مارا اور وہ مر گیا تو اسکی دیت اور خونبہا تم پر لازم ہی۔ غرض کوئی حالت ہو تم اُسکے الزام سے بری نہین ہو سکتے۔ تم اپنی سلطنت کے موجودہ اقتدار پر مغرور نہو۔ اور اپنے ملک کے مقتولین کے ادائے حقوق مین جو اُن کے اصلی وارثون کو پہنچنے ہون غفلت نہ کرو +

یہ اُن احکام و فرامین کے چند تمہیدی مضامین ہین جو عرب کے لارڈ Lords Spiritual and Secular (بادشاہ دین و دنیا) نے اپنے زمانہ حکومت مین اپنے ماتحت گورنرس اور دیگر جوڈیشل افیسرس GOVERNERS & JUDICIAL OFFICERS. عمال اور قاضیون کو اپنی طرف سے اُن کا دستور العمل بنا کر دیئے تھے۔ جن کا تفصیلی ذکر بہت جلد آگے آتا ہے ان احکام کو دیکھکر اور غور سے پڑھکر کیا اسوقت کوئی مدبر ملکی ایسا ہی۔ جو اسکے ضروری اور لازمی ہونے سے انکار کریگا۔ یا اسکو اصول سیاست اور قانون تمدن کے خلاف بتلائیگا۔ اگر غور کیا جائے تو ثابت ہوجائیگا کہ اسوقت

بھی دنیا کی تمام سلطنتین بیرونجات مین عمّال مقرر کرنیکے وقت انہین ضرورتون کو مدنظر رکھکر اُنکو ایسی ہی ہدایتین کرتی ہین ٭

اہل حرفت وتجارت پیشہ :۔ ملکی رعایا مین ۔ ان لوگون کی نسبت عاملانِ مُلکی کو ذیل کے مضامین مین ہدایت فرمائی گئی ہے ٭

اہل تجارت و حرفت پیشہ

ثم استوص بالتجار وذوی الصناعات واوص بهم خیرا المقیم منهم والمضطرب بماله والمترفق ببدنه فانهم مواد المنافع واسباب المرافق وجلابها من المباعد والمطارح فی برک وبحرک وسهلک وجبلک وحیث لا یلتئم الناس لمواضعها ولا یجترؤن علیها فانهم سلم لا تخاف بائقته وصلح لا تخشی غائلته تفقد امورهم بحضرتک وفی حواشی بلادک واعلم مع ذلک ان فی کثیر منهم ضیقا فاحشا وشحا قبیحا واحتکارا للمنافع وتحکما فی البیاعات وذلک باب مضرة للعامة وعیب علی الولاة فامنع من الاحتکار فان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم منع منه ولیکن البیع بیعا سمحا بموازین عدل واسعار لا تجحف بالفریقین من البائع والمبتاع فمن قارف حکرة بعد نهیک ایاه فنکل به وعاقبه من غیر اسراف" ٭

تجار اور اہل صنعت کے ساتھ تم اپنے حسن معاملات اور لین دین درست رکھو کہ وہ لوگ خاص شہر کے رہنے والے اور پردیسیون کے ساتھ جو اور دوسرے شہرون سے تمہارے شہر مین آوین اپنے حُسن معاملت کو قائم رکھین ٭

اہل حرفت اور صنعت کے ساتھ بھی تم ایسے ہی لحاظ قائم رکھو ۔ کیونکہ ان سے تمہارے ملک کی رعایا کو اُن کے اسباب زندگانی مین بہت نفع پہونچتا ہے ۔ اور تمہارے شہر کے علاوہ جنگل دریا ۔ پہاڑ اور ایسے غیر آباد مقامون کے رہنے والون کے لیئے اُن کی ضرورت کی چیزین یہی لوگ مہیا رکھتے ہین ۔ اور جہان بہت سے آدمی جا نہین سکتے یہ وہان جاتے ہین ۔ اور جو کام اکثر لوگون سے نہوگا وہ یہ کرگزرتے ہین ۔ اور یہ یاد رکھو کہ اس طبقہ کے لوگ عام صلح اور امن و امان پر قائم اور مستعد رہتے ہین اور ان کے خیال کبھی لڑائی وغیرہ کی طرف مائل نہین ہوتے ۔ یہ تمہارے خائن نہین ہین جو تمہارے خزانے مین خیانت کرینگے ۔ یہ تمہارے لشکر کے افسر نہین ہین جو تم سے سرکشی یا بغاوت کرینگے ۔ ایسی حالت مین تم اہل حرفت اور تجارت کا کام خود نکالو ۔ اور ان مین سے وہ لوگ جو تمہارے پاس حاضر نہین ہین یا اور ممالک مین دور ہین ۔ تم اُنپر بسبیل مناسب نگران رہو ۔ مگر باوجود اس امر کے کہ اہل تجارت ملک کے منافع اور فوائد کے باعث ہوتے ہین ۔ مگر بعض اوقات ان مین سے ایسی گندم نمائیان اور جو فروشیان دکھلاتے ہین اور تنگدلی سے کام لیتے ہین جو نہایت نازیبا اور ضرر رسان ہوتی ہین ۔ وہ یہ ہین کہ یہ لوگ اکثر اوقات ارزانی کے ایام مین کثرت سے

ان کے ساتھ سلوک

غلہ خرید لیتے ہین۔ اور قحط سالی کے زمانہ تک اُسکو چھپائے رکھتے ہین۔ جب مُلک مین قحط کا اتفاق ہوتا ہی تب یہ لوگ خلائق کے ہاتھ اُسے رُک رُک کے بیچتے ہین۔ اور اِس بیچنے مین بھی سختی جبر اور تحکم سے کام لیتے ہین۔ اور یہ باتین ایسی ہین جنسے ملک اور عامۃ الخلائق کو سوائے ضرر اور نقصان کے فائدہ نہ پہنچیگا پس تم اپنے علاقون مین اہل تجارت کو ایسا بندوبست نہ کرنے دو۔ اور اُنکو منع کردو۔ اور ایسی باتون کے منع کرنے کے تم بیشک مجاز ہو۔ جن کے باعث سے ملک کو نقصان پہنچتا ہے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایسی بیع وشرا کو اپنے زمانہ مین منع فرمایا تھا ٭

تجارون کی بے اعتدالیان

عموماً بیع وشرا ایسی ہونی چاہیئے کہ فیمابین معاملت مین مساہلت اور مصالحت ہو۔ اور فریقین آپس مین راضی اور خوشنود ہون۔ ترازو اور ترازو کے بٹ ہمیشہ پورے اور درست رہنے چاہئین۔ اور نرخ بھی ایسا قائم ہونا چاہیئے کہ جس سے خریدار اور بیچنے والے کو نقصان یا تاوان نہ ہو۔ اور تم گران کرنے کی نیت سے غلہ جمع کرنیکے رواج کو توڑدو۔ تمہارے اِس حکم کے بعد اگر اُن مین سے کوئی شخص پھر ایسی حرکت کا مرتکب ہو تو تم اُسکی سیاست کرو۔ اور شریعت کے مطابق اُسکی جو سزا ہو۔ وہ تم اُسپر پہنچا سکتے ہو ٭

لین دین کے طریقے

اِن احکام کو پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہی کہ خلافت مرتضوی نے نظام ملکی کے جزوی اور کلی تمام ضروریات کیطرف پوری توجہ سے کام لیا ہی۔ اور اِن تمام امور کے متعلق ایسی ضروری اور مفید ہدایتین فرمائی ہین جو آپسے پہلی خلافتون مین کسی ایک نے ایسے احکام اپنے عہد مین نافذ نہین فرمائے ٭

محتاجین اور فقرا ٭ تجار اور اہل حرفہ حضرات کے بعد۔ رعایا کے طبقات مین۔ اخیر نمبر محتاجین اور فقرا کا ہے۔ جن کی نسبت ذیل کی ہدایتین نافذ فرمائی گئی ہین ٭

ثم اللہ فی الطبقۃ السفلی من الذین لاحیلۃ لھم من المساکین والمحتاجین واھل البوسی الزمنی فان فی ھذہ الطبقۃ قانعا ومعترا واحفظ ما استحفظک من حقوقھم واجعلھم قسما من بیت مالک غلات صوافی الاسلام فی کل بلد فان للاقصی منھم مثل الذی للادنی وکل قد استرعیت حقہ ولا یشغلنک عنھم نظر فانک لا تعذر بتضییع التافہ لاحکامک الکثیر المھم فلا تشخص ھمک عنھم ولا تصعر خدک لھم وتفقد امور من لا یصل الیک الحقیر منھم ممن تقتحمہ العیون وتحقرہ الرجال ففرغ لاولئک ثقتک من اھل الخشیۃ والتواضع فلیرفع الیک امورھم ٭

اب ہم رعایا کے سب سے نیچے درجہ والون کی طرف توجہ دلاتے ہین جو کوئی ہنر نہین جانتے جس سے وہ اپنی گزران اوقات کی کوئی سبیل نکال سکتے ہون وہ تمہارے ملک کے فقرا مساکین اور اہل احتیاج ہین جو اپنی جگہ سے اُٹھ نہین سکتے۔ اِن مین اکثر ایسے ہین جو کسی سے کچھ طلب نہین کرتے۔ ایسے لوگون کی خبرگیری لازم ہی۔ اِنکے حقوق کی رعایت کا جس طرح جناب باری عز اسمہ نے فرمایا ہے۔ ہمیشہ لحاظ رکھو اور بیت المال اسلامی مین سے کچھ اِن کی گزران کے لیئے معین کردینا چاہیئے

اور خالصات اسلامی سے اُن کی وجہ معاش کے لیے کچھ وقف کردینا لازم ہے۔ اور ان مین سے جو لوگ تم سے واقفیت رکھتے ہین یا تم اُن سے واقف ہو۔ وہ دونون اپنے استحقاق مین تمہارے نزدیک برابر ہین۔ اور تقسیم بیت المال مین تمہاری واقفیت ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین دے سکتی۔ تم کو چاہیئے کہ ان مین سے ہر ایک کے حقوق کی رعایت کو بنحو مناسب بجالاؤ۔ اور اپنے موجودہ تعلقات کی وجہ سے اُنکے احوال کی نگرانی سے غافل نہ رہو کیونکہ باوجود ان امور عظیمہ کے جو تم سے متعلق ہین۔ اور اُن مین تم نے اپنی بڑی محنتون سے کام لیا ہے۔ اگر تم حقوق مسلمین کے ادا کرنے مین ذرا بھی سہل انگاری کروگے تو تم ضرور معرض عتاب مین پڑوگے۔ اور تمہارے اس عذر کو بوجہ کثرت کار یا اور کسی وجہ سے۔ قابل سماعت نہ سمجھا جائیگا۔ عاجز اور فقرا لوگون کی خبرگیری مین اہتمام کرو۔ اور اُنکے ساتھ رعونت اور تکبر سے نہ پیش آؤ۔ اور اُن لوگون سے وہ لوگ جو خلائق کی نظر مین ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہین۔ اور اس ذلت و خواری کی وجہ سے وہ تم تک نہین پہنچ سکتے ہین تو تم بذات خاص اُنکے تفقد احوال سے غافل نہ ہو۔ اور اپنے خاص لوگون مین سے۔ جن کے مزاجون مین انکسار اور تواضع ہو۔ اُن کی خبرگیری کے لیئے مقرر کرو کہ وہ ایسے حاجتمند لوگون کو تم تک پہنچا دینے مین کافی ذریعہ نہین۔ اور اُنکی ضرورتون سے تمہین برابر آگاہ کیا کرین ؛

فقرا کے ساتھ محاسن سلوک

ان فرامین سے ثابت ہوگیا کہ خلافت مرتضوی نے تفقد احوال رعایا اور ادائے حقوق مساکین و محتاجین مین ایسی کشادہ دستی سے انتظام فرمایا جسکا جواب کسی اور سلطنت مین نہین پایا جاتا۔ عمال کو عام تعلقات مین مصروف رہنے کے باعث دوسرے متدین لوگ اُنکی اعانت اور استمداد کے انتظامون کیلیے علیحدہ مقرر فرمائے گئے۔ اور اُنکے ذریعہ سے اُنکی راحت رسانی اور گزران اوقات کے طریقون مین پورے طور پر سہولت اور آسانی پیدا کی گئی ؛

یہ امر مسلم ہے کہ اتنے ہی فرقہ کے لوگ۔ ایک ملک کی رعایا مین شامل ہوتے ہین۔ اور اُنکے سچے اور جائز حقوق بھی یہی تھے۔ جن کی تفصیل اور تصریح کامل ہدایتون کے ساتھ ملکی عمال کو سخت تاکیدون کیساتھ پہنچائی گئی۔ ہم نے جہان تک اسلامی تاریخون کی تلاش کی ہے۔ ہمکو یہ امر کامل طور سے ثابت ہوگیا ہے کہ کسی اسلامی فرمانروا نے جناب امیر المؤمنین علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا سے پہلے ملک کی رعایا اور اُن کے مختلف مناصب اور حقوق ایسی کامل تفصیل اور تشریح کے ساتھ بیان نہین فرمایا ہے۔ رعایا کی خوش قسمتی کے لیئے اس سے بڑھکر اور بھی کوئی دوسری گورنمنٹ مل سکتی ہے۔ جو اپنی ملکی رعایا کے طبقہ مین ایک ایک کے جداگانہ فرائض اُنکے ادائے حقوق۔ اُنکی حفاظت و نگرانی اور اُنکے ساتھ اپنے محاسن سلوک قائم رکھنے کے لیئے اپنے ماتحتی والیان ملک کو ایسی تاکیدون کے ساتھ ہدایت کرے اور نظام ملکی کی ضرورت کے مطابق ہونے کے علاوہ

ان امور کو شریعت خداوندی کے موافق بھی پورا پورا ثابت کرے۔ کیا عرب کی تاریخ حکومت مین خلافت مرتضوی کی ان حسن تدبیرون کی مثال دکھلائی جا سکتی ہے اور فرمانروایان اسلامی کی فہرست مین انکے سوا کسی دوسرے حکمران کا ایسا نام بتلایا جا سکتا ہی جس نے رعایا کی خبرگیری۔ اُنکی رفاہ اور استحفاظ حقوق کی نسبت ایسے نادر اور مشفقانہ احکام صادر فرمائے ہون۔ ہم کافی طور پر کہہ سکتے ہین کہ ایسی حکومت ایسی سلطنت اور ایسی خلافت اُس ملک اور اُس رعایا کے لیئے بیشک خدا کی رحمت۔ خدا کی نعمت اور خدا کی عین عنایت ہی جسنے اپنی خوش قسمتی سے ایسا ہمدرد۔ دلسوز اور شفیق فرمانروا پایا ہو +

نظام ملکی کے ہر صیغے کی تفصیل

ہم اپنے موجودہ بیان کو عمالانِ ملکی کے انعقاد سے شروع کرتے ہین والیان ملک کا جیسا عظیم الشان۔ اور جلیل القدر منصب ہوتا ہی۔ اس کو ہر شخص بخوبی سمجھتا ہے۔ اس لیئے ضرور ہی کہ ہم اپنے سلسلہ بیان کو نہین لوگون کے احوال سے شروع کرین +

عاملون کے اوصاف

خلافت مرتضوی مین عام طور سے وہی بزرگوار اس معزز عہدے پر مامور فرمائے جاتے تھے جو اپنے محاسن اوصاف سے آراستہ و پیراستہ ہوا کرتے تھے۔ اور ان تمام امور کے علاوہ جناب سید المرسلین سلام اللہ علیہ واٰلہ اجمعین۔ کی صحبت سے فیضیاب ہو چکے تھے۔ اور خلفائے سابقین کی خدمات مین بھی اپنی استعداد اور قابلیت کا اظہار کر چکے تھے۔ ان امور سے قطع نظر کرکے وہ سب اوصاف اُن بزرگون مین ہوتے تھے جو ایک والی ملک کے لیئے ضروری ہوتے ہین۔ اور تاوقتیکہ یہ اوصاف اُن مین پائے نہ جائین کسی ملک یا علاقے مین مقرر نہین کیئے جاتے تھے۔ ان کے تعین کے وقت۔ رعایا کی نگرانی۔ ملک کی آبادی ظلم و تعدی کی ممانعت۔ تقویٰ اور دینداری کی متابعت۔ خلافت کی اطاعت۔ فوج کی حفاظت اور بیت المال کی امانت وغیرہ وغیرہ۔ ان امور کی نسبت امیر المومنین اسلام کے سامنے اقرار لیا جاتا تھا +

عاملون کو اخلاقی ہدایتین

والیان ملک کی ہدایتین جو اُنکے دستور العمل مین درج کی جاتی تھین جن کا ذکر کسیقدر اوپر ہو چکا ہی صرف اُنکے امور ملکی ہی کے متعلق نہین ہوا کرتی تھین۔ بلکہ خاص اُنکے اخلاق کی درستی۔ شایستگی اور تہذیب کے متعلق بھی۔ اُنکے ادائے فرائض اور خدمات کی انجام دہی کے لیئے اکثر کامون کو اپنے ہاتھون سے خود کرنے کی سخت تاکید کی جاتی تھی۔ اِسکے متعلق جو ارشاد ہوا ہے وہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہے +

ثم امور من امورك لا بد لك عن مباشرتها منها اجابة عمالك بما يعي عنه كتابك ومنها	اب چند باتین ایسی ہین جو تمہارا عمل کرنا تمہارے اعمال کے لیئے ضروری ہین۔ اُن مین سے ایک مراسلات ہی۔ تم اپنے خطوط

اپنا کام آپ کرو

اصدار حاجات الناس عند ورودها علیک مما یحرج به صدور اعوانک وامض لکل یوم عمله فان ما فیه*

کے جواب آپ لکھا کرو۔ انکو اپنے دفتر کے لوگون پر نہ چھوڑا کرو۔ دوسرے اہل احتیاج کی رفع حاجت ہی۔ اُنکی حاجتون کو تم خود پورا کیا کرو۔ اپنے کسی خادم پر نہ اُٹھا رکھو۔ جو کام جسدن کا ہو۔ اُسی دن انجام دو۔ کیونکہ شاید دوسرے دن تم کو اُس سے بھی کوئی بھاری کام نکل پڑے*

اسی طرح والیان ملک کو خود نمائی اور اظہار تمکنت وغیرہ بُری باتون سے ہمیشہ بچنے کے لیئے ان الفاظ مین تاکید فرمائی گئی ہے*

رعایا سے پردے مین نہ رہو۔

فلا تطولن احتجابک عن رعیتک فان الولاۃ عن الرعیۃ شعبۃ من الضیق وقلۃ اعلم بالامور والاحتجاب عنهم الکبیر ویعظم الصغیر ویقبح الحسن ویحسن القبیح وتبات الحق بالباطل وانما الوالی بشر لا یعرف ما توادی عنه الناس به من الامور ولست علی الحق سمات یعرف بها ضروب الصدق من الکذب*

تم اپنی رعایا سے اپنے آپ کو پردے مین نہ رکھو (عام صحبت یا دربار مین بیٹھو۔ اور زیادہ خلوت مین نہ رہو) ایسی صحبت نہ رکھو کہ غریب رعایا تم تک نہ پہنچ سکے۔ اور یون چھپ کر اُن کے دلون کو نہ توڑو۔ کیونکہ تمہارے پردے مین رہنے سے تمہاری رعایا کو تمہاری ناتوجہی اور بے التفاتی کی شکایت کا پورا موقع ملیگا۔ اور تمہارے اس امر پر رعایا کو تم پر غفلت کے الزام لگانے کا قابو۔ اگر تمام والیان ملک اس قاعدہ کو پڑھ لین گے اور اپنے لیئے عام دربار مقرر نہ کرینگے تو بہت سے امور ملکی اُن کی آنکھون سے پوشیدہ رہین گے۔ پھر وہ اپنی تحقیق کی نظر کو اپنے ممالک محروسہ کی چارون طرف نہین پھرا سکتے۔ چھوٹے کام اُنکی نگاہون مین بڑے معلوم ہون گے۔ اور بڑے کام چھوٹے۔ اچھی اور عمدہ باتین نازیبا اور قبیح معلوم ہونگی۔ اور بُری اور نازیبا باتین اچھی اور مناسب نظر آئین گی۔ اور حق کو حق اور باطل کو باطل نہ سمجھین گے۔ اور جب اتنی باتین ایک آدمی سے جاتی رہین تو پھر اُس مین کیا رہا۔ تم ایک ملک کے والی ہو۔ اس سے زیادہ نہین۔ اور مستغیث یا کوئی اور تمہارا حاجتمند۔ ایک آدمی ہی تمہارے ایسا۔ اُسکو غیب کی باتون کا علم نہین اور وہ اُنپر کچھ عبور نہین رکھتا۔ جو عموماً اُسکی آنکھون سے چھپا ہی۔ امر حق کی کوئی صورتِ خاص نہین ہوتی ہے۔ جس سے ہمیشہ اسکی پہچان ہو جایا کرے*

والیانِ ملک کو اُنکے تعین کے وقت۔ اُن کے ادائے فرض کے لیئے خاصکر ایک علیحدہ ہدایت نامہ دیا جاتا تھا جس مین اُنکے معزز عہدے کے تمام خدمات اور اُن کی تعمیل کے طریقے نہایت تفصیل سے بتلا دیئے جاتے تھے۔ وہ یہ ہی*

والیان ملک کے فرائض کا دائم دستور العمل

اعلم انی قد وجھتک الی بلاد قد جرت علیہ دول قبلک من عدل او جور وان الناس ینظرون من امورک فی مثل ما کنت تنظر فیہ من امور الولاۃ قبلک ویقولون فیک ما کنت تقول فیھم وانما نستدل علی الصالحین بما یجری اللہ علی السن عبادہ فلیکن احب الذخائر الیک ذخیرۃ العمل الصالح فاملک ھواک وشح بنفسک عما لا یحل لک فان الشح بالنفس الانصاف منھا فیما احبت وکرھت واشعر قلبک الرحمۃ للرعیۃ والمحبۃ لھم واللطف بھم ولا تکونن علیھم سبعا ضاریا تغتنم اکلھم فانھم صنفان اما اخ لک فی الدین واما نظیر لک فی الخلق یفرط منھم الزلل ویعرض لھم العلل ویؤتی علی ایدیھم فی العمد والخطاء فاعطھم من عفوک وصفحک مثل الذی تحب ان یعطیک اللہ من عفوہ وصفحہ فانک فوقھم ووالی الامر علیک فوقک واللہ فوق من ولاک وقد استکفاک امرھم"

اِسکو تم سمجھ لو کہ مین نے تمہین ایک ملک کی امارت پر بحال کرکے بھیجا ہے۔ جہان تم سے قبل بھی دوسرون کی حکومت ہوچکی ہے۔ اور اُن حکومتون مین انصاف بھی ہوا ہے اور ظلم بھی۔ اب اِسوقت یہان کی رعایا خاصکر تمہارے محاسن سلوک پر نظر ڈالے گی۔ اور اِس امر کی آزمایش کرنیکا اُسکو پورا موقع ملیگا۔ کہ وہ لوگ دیکھین کہ تم اُن کے ساتھ اُنہین کے ایسے پیش آتے ہو جیسے اُنکے پہلے حکمران تھے اور تم بھی دیکھو کہ یہ لوگ تمہارے حق مین بھی وہی باتین کہتے ہین جو اپنے سابق فرمان رواکے حق مین کہتے تھے۔ اور کسی والی ملک کی ناموری اور نیک نامی کی دلیل اِس سے بڑھکر نہین ہوسکتی کہ اُسکے ملک کی رعایا اُسکی نیک نامی اور محاسن سلوک پر گواہی دے اور اُن کا اعتراف کرے اور اُسکے دوستانہ اشفاق کے تذکرے اپنی صحبتون مین کرین تم کو لازم ہے کہ اپنی نیکیون کے ذخیرے کو سب ذخیرون سے زیادہ سمجھو۔ اور نیک نامیون کے ذخیرے مین سے سب سے اچھا وہی ذخیرہ ہی جو بندگانِ خدا کو راضی اور خوشنود رکھ کے جمع کیا جائے۔ اپنی خودغرضی کے تابع نہ بنو اور جو کچھ تم پر جائز نہین کیا گیا۔ اُسکی طرف نظر نہ کرو۔ اپنی خواہشون کے پورا کرنے مین تم تنگ دلی نہ کرو۔ مگر اُن چیزون مین جو ضروری ہون۔ اُن تمام چیزون سے تم اپنی حفاظت کرو جن کو تم چاہتے ہو۔ تم اپنے دل کو ہمیشہ رعایا کی محبت۔ مجبور اور ضعیفون کے ساتھ رحمت کرنیکے لباسون سے آراستہ رکھو۔ اور اُن کو معاملت کے مستحسن طریقے تعلیم کرو۔ رعایا کے ساتھ حیوان درندہ کے ایسا نہ پیش آؤ کہ اُنکو پکڑ پکڑ کر کھا جاؤ۔ اور اُن کی جان و مال کو نقصان پہنچاؤ۔

یہ بھی یاد رکھو کہ تمہاری ماتحتی رعایا دو قسم کی ہوتی ہین۔ ایک وہ ہین جو باعتبار اسلام کے تمہارے دینی بھائی ہین۔ اور ایک وہ ہین جو باعتبار بشریت اور خلقت کے تمہارے ہمسر ہین۔ مگر تمہارے دین مین شریک نہین۔ پس اگر اِن لوگون سے کوئی نادانستہ یا دانستہ خطا سرزد ہو۔ تو تم کو چاہیئے کہ اُن امور سے خبردار ہولو

ور اُسکی پوری تحقیق کر لو۔ وہ صرف تم کو اپنا متلاشی پاکر اُس خطا سے باز آئینگے۔ اور پھر اُسکے پاس نہ جائینگے اگر تم چاہتے ہو کہ حق سبحانہ تعالی تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے تو تم اپنی رعایا کے قصوروں کو معاف کر دیا کرو کیونکہ تم اُنسے قوی ہو اور خدا یتعالی تم سے کہین قوی ہے۔ خدائے تبارک و تعالی نے تمہین اُنکے انجاح مطالب کے لیئے اجازت دی ہے اور تم کو ان کے امور کا نگران بنایا ہے ✤

خلافت روحانی اور سلطنت آسمانی کے احکام ایسے ہوتے ہین۔ جنکے حرف حرف سے کمال عدالت شفقت۔ اخلاق اور اشفاق کا پورا پورا اظہار ہوتا ہے۔ سمجھ لینے کو یہی کافی ہے کہ جس ہمدرد اور شفیق فرمانروا نے اپنے بیرونی ماتحتون کو ان محاسن کے ظاہر کرنے اور قائم رکھنے کی ایسی تاکیدین اور تائیدین فرمائی ہین۔ اُسکے ذاتی محاسن اخلاق اور مکارم اشفاق کیسے ہون گے۔ ان احکام مین ملک کی رعایا کے رفاہ و فلاح کی نسبت وہ اور کون سے امور باقی ہین۔ جو اس مختصر سے دستور العمل مین نہین پائے جاتے ✤

اب ہم اپنے موجودہ سلسلہ بیان مین۔ اُن بزرگوارون کی فہرست اور اُن کے ذاتی محاسن اور اعلی خدمات ذیل مین درج کرتے ہین جو جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے زمانہ مین بیرونی ممالک اور صوبجات پر امارت و ولایت کے عظیم الشان عہدون کے ساتھ ممتاز تھے ✤

خلافت مرتضوی کے والیان ملک کی فہرست اور ان کے ذاتی محاسن

نمبر شمار	نام	مقام ماموریت	ذاتی محاسن
۱	عبد اللہ ابن عباس رض	یمن	محیط العلم بین الصحابۃ۔ ان کے اوصاف میری کسی تصریح کے محتاج نہین ✤
۲	معقل ابن قیس ریاحی رض	بصرہ	کوفہ کے مشہور رئیسون مین تھے ✤
۳	عبید اللہ ابن عباس رض	بصرہ	فضل و کمال مین اپنے بھائی کے ہمسر تھے ✤
۴	عثمان ابن حنیف انصاری رض	بصرہ	خلافت ثانیہ مین اضلاع فرات کے افسر بندوبست تھے اور حساب کتاب اور علم المساحت کے بہت بڑے ماہر تھے۔ غزوہ بنی نضیر مین آپکے محاسن خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسرت کے بہت بڑے باعث ہوئے ✤
۵	سہیل ابن حنیف الانصاری رض	مدینہ	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی تھے ✤

نمبر شمار	نام	مقام ماموریت	ذاتی محاسن
۶	ابو ایوب انصاری رض	مدینہ	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معزز اور ممتاز صحابیون مین شمار ہوتے تھے۔ غزوۂ احد مین حضرت حمزہ اور حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے ہمراہ انکی کوششین بہت کچھ قابل قدر ثابت ہوئین ان کا مزار شہر قسطنطنیہ مین واقع ہے جو سلطان المعظم کی طرف سے نہایت آراستہ و پیراستہ ہو کر آجتک مرجع خاص و عام بنا ہوا ہے ۔
۷	قثم ابن عباس رض	مکہ	فضل و مراتب مین یہ اپنے بھائیون کے ہمسر تھے ۔
۸	مالک ابن کعب رض	عین التمر	اکابر صحابہ مین داخل ہین ابی ابن کعب کے بھائی ہین ۔
۹	قیس ابن سعد ابن عبادہ رض	مصر	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابیون مین تھے۔ شجاعت۔ دلیری اور معرکہ آرائی مین تمام عرب کے مایۂ ناز تھے ۔
۱۰	محمد ابن ابی بکر الصدیق رض		خلیفۂ اول کے بڑے صاحبزادے۔ ان کے اوصاف میرے کسی بیان کے محتاج نہین ۔
۱۱	حذیفہ ابن الیمان رض	مدائن	جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور راز دار تھے جنکو آپنے تمام منافقین کے نام تبلا دیے تھے ۔
۱۲	مالک ابن اشتر رض	حمص	شجاعت اور دلیری مین بے نظیر تھے۔ حضرت عمر رض کے زمانہ مین محاربۂ روم کے وقت جو دلیرانہ کوششین انہون نے اسلامی فتوحات کے لیے کین نہایت ہی قابل قدر تھین۔ ان کے محاسن خدمات کی تفصیل اس کتاب مین بالتصریح موجود ہے ۔
۱۳	مخنف ابن سلیم رض	اصفہان	بہت بڑے پایہ کے بزرگ تھے ۔
۱۴	عمر ابن سلیمہ ہجری رض	بحرین	سیاست و تدبر مین مشہور و معروف تھے ۔
۱۵	اسود ابن قرطبہ رض	حلوان	بہت بڑے رتبہ کے بزرگ تھے ۔
۱۶	کمیل ابن زیاد نخعی رض	قالیقت	دین داری۔ تقویٰ اور علم المساحت مین آپ بہت بڑے ممتاز تھے ۔

۱۷	محمد ابن سلیمہ رض	آردشیر	عرب کے بہت بڑے ذی خاندان تھے +
۱۸	یزید ابن قیس رض	مدائن	نہایت بڑے بزرگ تھے +
۱۹	مخنف ابن سلیم رض	ہمدان	مشہور و معروف صحابی ہین +
۲۰	قدامۃ ابن کعب انصاری رض	بہقازات	ایضًا
۲۱	قدامۃ ابن مظعون رض	ملاقہ کسکر	جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی +
۲۲	ابو حسان بکری رض	استان عالی	بہت بڑی لیاقت کے آدمی تھے +
۲۳	ربعی ابن کاسن تمیمی رض	سجستان	سیاست اور تدبیر مین بہت بڑی قابلیت رکھتے تھے +
۲۴	خلید رض	خراسان	ایضًا
۲۵	شنصب رض	غور	ایضًا
۲۶	زیاد ابن سمیۃ رض	کوفہ	ایضًا

یہ وہ ذی جوہر اور صاحب استعداد بزرگوار تھے جو خلافت مرتضوی کے ارکان تھے - اور جن کے مقدس ہاتھون مین بلاد اسلامیہ کے تمام اندرونی و بیرونی ملکی تعلقات کے اختیارات تفویض فرمائے گئے تھے امیر المؤمنین علیہ السلام کی بیدار مغزی اور عاقبت اندیشی کی ایک بہت بڑی مثال اس واقعہ سے ثابت ہوتی ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے عمال ملکی کو انہین کی ذات تک ہدایتین نہین فرمائی ہین - بلکہ یہ سمجھکر کہ اتنے بڑے جلیل القدر منصب والے کیلئے ایک مشیر اور وزیر کی بھی اکثر ضرورت ہوتی ہی - اس خاص طبقہ والون کے متعلق بھی ویسی ہی مفید اور ضروری ہدایتین ارشاد فرمائین جنکا خلاصہ ذیل مین مندرج ہی +

وزیر اور سلطنت کے مشیر - ثم انظر فی حال کتابک فول علی امورک خیرھم واخصص رسائلک التی تدخل فیھا مکائدک واسرارک باجمعھم لوجوہ صالح الاخلاق ممن لا یبطرہ الکرامۃ فیجتری بھا علیک فی خلاف لک بحضرۃ ملاء ولا یقصر بہ الغفلۃ عن ایراد مکاتبات عمالک علیک و اصدار جواباتھا علی الصواب عنک وفیما یاخذ لک ویعطی منک ولا یضعف عقدۃ

اب تم اپنے دفتر کے لوگون - وزیرون اور مشیرون کیطرف توجہ کرو - جو ان مین ہمہ صفت موصوف ہو - اُسی کو اختیار کرو - تمہارا وزیر وہ ہونا چاہیئے جو تم سے خدمت پاتے ہی اپنے جامہ سے باہر نہو جائے - اور اپنی راہ سے بے راہ نہ چلے اور دوسرے جلسون مین بیٹھکر تمہاری مخالفت پر جرأت نہ کرے - اور اُن حالات کے بیان کرنے اور اُن عرائض کے پڑھنے مین خطا نہ کرے جو تمہارے ماتحتی لوگ تمہاری خدمت مین بھیجتے ہین - اور پھر تم سے اُنکے جواب لینے مین توقف نکرے

لك ولا يعجز عن اخلاق ما عقد لك عليك ولا يحصل مبلغ قدر نفسه فی الامور فان الجاهل بقدر نفسه یکون بقدر غیرہ اجهل ثم لا یکن اختیارك ایاهم علی فراستك واستنامتك وحسن الظن منك فان الرجال یتعرضون لفراسات الولاۃ بتصنعهم و حسن حدیثهم لیس وراء ذلك النصیحة والامانة شیء ولكن بما ولوا للصالحین قبلك فاعمد لاحسنهم کان فی العامة اثرا واعرفهم بالامانة

تمہارے اور تمہاری رعایا کے درمیان جو قرار ہون وہ خود اُنکو اچھی طرح جانچ لے۔ اور جب رعایا کے ساتھ تمہارے خاص معاہدہ کا موقع آجائے تو وہ اُس تعہد مین خوب غور و فکر کرلے۔ جو معاہدہ تمہاری طرف سے وہ کرے اُنکو مضبوط ہونا چاہیئے۔ اور جو معاہدہ دوسرون سے تمہارے لیے ہون۔ وہ ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ پہر وہ اُسکی تعمیل مین عاجز نپایا جائے عام لوگون مین اپنے حفظ مراتب کو پہچانتا رہے اور اپنے انداز اور بساط کو کبھی نہ بھولے۔ اور تاوقتیکہ کوئی شخص اپنی ذات کو اچھی طرح نہ پہچانے گا۔ دوسرون کی قدر کو کیا سمجھے گا۔ بااین ہمہ تم جس شخص کو اپنا مشیر یا وزیر بناؤ۔ تو اُسکی خوبی اور صلاح کی وجہ سے اپنی خاص عقل کو معطل نہ چھوڑو اور صرف اپنے حسن ظن کو جو اسکی ظاہری خوبیوں کی وجہ سے تم کو حاصل ہوا ہے کافی نہ سمجھو۔ کیونکہ ایسے لوگ صرف اپنے محاسن ظاہری کے اظہار کے لیئے طرح طرح کے مصنوعی تعلقات سے اپنے آپ کو آراستہ رکھتے ہین اور اپنی دلکش اور دلفریب باتون سے تم کو اپنا معتقد بناتے ہین۔ اور حالانکہ جو کچھ وہ کہتے ہین وہ اُسپر عمل نہین کرتے۔ اور جو کچھ وہ تمہین دکھاتے ہین اُن مین سے اُن کے پاس کچھ نہین ہوتا۔ تم کو اُنکے امتحان اُن کی ایسی خدمات سے لینا چاہیئے۔ جو اُنہون نے کسی وقت مین دکھلائی ہون اور جو نموداریان اور نیکنامیان تم سے قبل اُنسے عمل مین آئی ہین۔ تم اُنہین کو اُنکی قابلیت کی دلیل مانو۔ اب ایسے لوگون مین سے جن لوگون کے محاسن خدمات تم پر اچھی طرح ظاہر ہوگئے ہون۔ اور جو تمہاری تحقیق مین امانت اور دیانت اور ذاتی فضیلت کے اعتبار سے سب مین ممتاز ہو۔ وہی تمہاری پیشدستی اور وزارت کے قابل ہوگا۔

بہرحال والیانِ ملک اپنے اپنے ماتحتی علاقون اور صوبون کے نگران تھے۔ اور اُنکی نگرانی خلیفۂ عصر اور خلافت سے متعلق تھی۔ امیرالمومنین علیہ السلام کے محاسن سلوک ایسے ہی انصاف و عدالت پر مبنی تھے کہ کبھی والیان ملک کی کسی امر کی شکایت کا موقع رعایا کو نہ ملا۔ مگر تاہم امیرالمومنین علیہ السلام کی خبرگیری کی آنکھ اُن کے تفحص احوال سے غافل نہین رہی۔ اور باوجود روزانہ ترددات کے امیرالمومنین علیہ السلام ہمیشہ اُن کے حالات کی تلاش اُسی طرح فرماتے رہے۔ جس طرح مخالف کے حرکات کی معمولی سی معمولی شکایتون پر

بھی اُنسے سخت کیفیت طلب کی جاتی تھی۔ اور ذراسی اطلاع پر بھی اُنکی پوری تحقیق کیجاتی تھی +

اشعث ابن قیس۔ حضرت ابی بکر صدیق رضؓ کے سالے۔ آذربائیجان کے عامل تھے۔ مگر یہ خراج اور خود پسند ضرور تھے۔ چند دنون کے بعد انھون نے بیت المال اسلامی پر دست تصرف دراز کرنا چاہا امیرالمؤمنین علیہ السلام کو اسکی خبر لگ گئی۔ اُن کے نام جو چشم نمائی کا خط لکھا گیا۔ اُس کے مضامین عمّال کی ہدایت مین اوپر لکھے گئے ہین +

اِسی طرح عثمان ابن حنیف الانصاری کا واقعہ ہی۔ یہ بزرگ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت مین اضلاع فرات کے افسر بندوبست تھے۔ اسوقت بصرہ کے عامل تھے۔ بصرہ کے کسی متمول شخص کے ہان دعوت تھی جسمین خاصکر عمائد اور امرا طلب کیئے گئے تھے عثمان بھی مدعو تھے۔ یہ اُس صحبت مین شریک بھی ہوئے۔ دارالامارۃ بصرہ سے دارالخلافت کوفہ تک اِس دعوت کی بو پہیل گئی۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کو امرا کی تخصیص نہایت بری معلوم ہوئی۔ عثمان ابن حنیف کو سخت چشم نمائی مین بہت بڑا ہدایت نامہ لکھا گیا جس کے تمہیدی مضامین کی نقل پر ہم اکتفا کرتے ہین +

یا بن حنیف الانصاری قد بلغنی ان رجلا من فئۃ اھل البصرۃ دعاک الی مأدبۃ فاسرعت الیھا تستطاب لک الالوان وینقل الیک الجفان وما ظننت انک تجیب الی طعام قوم عائلھم مجفو و غنیھم مدعو +	مین نے سنا ہے جوانانِ بصرہ مین سے کسی شخص نے تمہاری دعوت کی۔ تم کو بُلایا۔ اور تم جلدی سے دوڑے چلے گئے اور اُس دعوت مین حاضر ہوگئے۔ وہان تمہارے لیئے اچھے اچھے اور لذیذ کھانے چُنے گئے۔ اور کھانون سے بھرے ہوئے خوانون پر خوان تمہارے پیشکش کیئے گئے مجکو تمہاری طرف سے اِس امر کا یقین ہرگز نہین تھا کہ تم

اُن لوگون کی دعوت قبول کروگے جو خاصکر اپنے شہر کے فقرا اور محتاجین کو بھوکا رکھین اور اپنے شہر کے رؤسا کی دعوت پر دعوت کرین +

عاملان ملکی سے اتنی اتنی باتون کے لیئے بھی پوری کیفیت طلب کیجاتی تھی۔ اور ان تدبیرون سے رعایا کے مختلف طبقات مین اصول مساوات قائم رکھنے کی اُنکو تعلیم کی جاتی تھی۔ جو فرمان روا کے انصاف اور معدلت پروری کا اقتضا تھا۔ زیاد ابن سمیہ کی نسبت بیت المال کی کچھ شکایت ہوئی فوراً دارالخلافت مین طلب کیئے گئے۔ جن الفاظ مین انکی طلبی کی گئی وہ یہ ہین +

قد بلغنی عنک امر ان کنت فعلتہ فقد اسخطت ربک و عصیت امامک واخزیت	میرے پاس تیری نسبت ایسی خبر پہنچی ہے کہ اگر حقیقت مین تو ایسی حرکات کا مرتکب ہوا ہی تو بیشک تو نے اپنے خدا کو

اما بعد فانہ بلغنی انک جردت الارض فاخذت ما تحت قدمیک واکلت ما تحت یدیک فارفع الی حسابک واعلم ان حساب اللہ اعظم من حساب الناس * والسلام

سخت غصہ کیا۔ اور واقعی تونے اپنے امام کی نافرمانی کی۔ اپنی امانت کو ذلیل کیا اور اپنے آپ کو بدنام اور رسوا مجھے خبر پہنچی ہی کہ تونے بیت المال اسلامی مین جو کچہ تیرے اختیار کے اندر تھا خیانت کی۔ اور انکو خرچ کرڈالاہی۔ تو بس تو اپنے ملک کا حساب کتاب لیکر میرے پاس جلد حاضر ہوجا۔ مگر اتنا سمجھ لے کہ اسپر بھی خدا کا حساب لینا آدمیون کے حساب لینے سے کہین زیادہ ہی *

مصقلہ ابن ہبرہ الشیبانی۔ جو سیاست ملکی مین مشکل سے اپنا جواب رکھتا تھا حضرت عثمان رضہ کے وقت سے علاقہ اردشیر کا عامل تھا۔ اُس نے کسی مقام پر اپنی فوج بھیجی تھی۔ فوج نے مخالف کو پوری شکست پہنچائی۔ اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ جو انکی شکایت کا باعث ہوا۔ فوج نے اسکی خبر دار الخلافہ اسلامی مین پہنچائی۔ اگرچہ یہ شکایت ملکی خراج۔ بیت المال۔ یا صدقات وغیرہ کے لیئے نہین تھی۔ صرف مال غنیمت مین تقسیم غنیمت کے متعلق کمی وبیشی کا اعتراض تہا۔ یہ امر اگرچہ ایسا کچھ قابل لحاظ نہین تہا۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام نے اِس اتنی شکایت کو بھی نہایت ضروری سمجھا۔ اور مصقلہ ابن ہبرۃ الشیبانی کے نام سخت چشم نمائی کا ہدایت نامہ لکھکر اُن کی پوری تنبیہ کردی۔ وہ خط یہ ہی *

اما بعد بلغنی عنک امر ان کنت فعلتہ فقد اسخطت الٰہک واغضبت امامک انک تقسیم فی المسلمین الذی حازتہ رماحھم وخیولھم واریقت علیہ دماؤھم فیمن اعتامک ومن اعراب قومک فوالذی فلق الحبۃ وبرا النسمۃ لئن کان ذلک حقا لتجدن لک علی ھوان ولتخفن عندی میزانا فلا تستہین بحق ربک ولا تصلح دنیاک فتکون من الاخسرین اعمالا وان حق من قبلک وقبلنا من المسلمین فی ھذا الفیئ سواء یردون علیہ ویصدرون عنہ *

تیری طرف سے مجکو ایک خبر پہنچی ہی اور وہ ایسی ہی ہے کہ اگر تو نے حقیقت مین یہ کام کیا ہی تو اپنے خدا کو تو غضب مین لایا اور اپنے امیر کو اپنا دشمن بنایا۔ وہ امر یہ ہی کہ تونے مسلمانون کے مال غنیمت کو جو اُنھون نے لڑائی مین حاصل کیا ہی۔ اور اپنی تلوارون اور نیزون کے زور سے اپنے قبضہ مین کیا ہی۔ اپنے گھوڑون کو انکی دستیابی مین تھکایا ہی۔ تم انکو ایسے لوگون مین تقسیم کرتے ہو جو خوشامد سے تجھکو اپنا امیر اور رئیس کہتے ہین اور خاصکر انہین عربون کو تم وہ مال دیتے ہو جو تمہاری قوم اور قبیلہ سے ہوتے ہین۔ اُس خدا کی قسم جس کی قدرت سے دانہ شگافتہ ہوتا ہے۔ اور وہی انسان کی روح کو کتم عدم سے قالب وجود مین لاتا ہے کہ اگر یہ باتین میری تحقیقات مین سچ ثابت ہوئین تو تم میرے آگے ہمیشہ کے لیئے ذلیل وخوار ہوجاؤگے۔ اور تمہارا وہ

اعتبار جو اسوقت تک میرے پاس ہی بالکل جاتا رہیگا۔ تم کو لازم ہی کہ حقوق خدا کو ضائع نہ کرو۔ صلاح دنیا کیلئے زوال آخرت نہ اختیار کرو۔ اگر تم نے ایسا نہین کیا تو تم اُن لوگون کی طرح ہوگے جن کی خدا نے سخت ملامت فرمائی ہی۔ اور اُنکو بدکارون میں شمار فرمایا ہے۔ اور ہمیشہ یہ یاد رکھو کہ مال غنیمت مین اُن تمام مسلمانون کا حصہ برابر ہی جو تقسیم کے وقت حاضر ہین +

یہ حضرات تو وہ تھے جو عمّال معمولی ہونیکے علاوہ اور کسی خاص ذاتی اوصاف و شرافت سے ممتاز نہین سمجھے جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس سا بزرگوار بھی ان چشم نمایون سے نہ بچ سکا۔ یہ مدت تک شہر بصرہ کے عامل رہے۔ ایک بار بیت المال بصرہ مین ان کی طرف خیانت کی شکایت سُنی گئی جو تحقیق سے صحیح ثابت ہوگئی پھر کیا تھا۔ جن الفاظ مین عتاب نامہ تحریر ہوا ہی وہ آپ ہی شاہد کامل ہی +

حضرت عبداللہ بن عباس کی چشم نمائی

اما بعد فانی کنت اشرکتك فی امانتی وجعلتك شعاری وبطانتی ولم یکن فی اهلی رجل اوثق منك فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانة الی فلما رایت الزمان علی ابن عمك قد کلب والعدو قد حرب وامانة الناس قد خزیت وهذه الامة قد فتکت و شغرت قلبت لابن عمك ظهر المجن ففارقته مع المفارقین وخذلته مع الخاذلین وخنته مع الخائنین فلا ابن عمك آسیت ولا الامانة ادیت وکانك لم تکن الله ترید بجهادك وکانك لم تکن علی بینة من ربك وکانك انما تکید هذه الامة عن دنیاهم وتنوی غرتهم عن فیئهم فلما امکنتك الشدة فی خیانة الامة اسرعت الکرة وعاجلت الوثبة واختطفت ما قدرت علیه من اموالهم المصونة لارا ملهم وایتامهم اختطاف الذئب الازل دامیة المعزی الکسیرة فحملته الی الحجاز رحیب الصدر تحمله غیر متأثم من اخذه کانك لا ابا لغیرك حدرت علی اهلك ترا ثك

اِسمین شک نہین کہ مین تمہین اپنے اُس جامۂ بیرونی کی طرح سمجھتا تہا۔ جو جسم سے قریب ہوتا ہی اور تمام عزیزون مین تم جسقدر میرے نزدیک معتمد علیہ تھے اور جسقدر مجھکو تمہاری امانت اور دیانت پر اعتبار تھا اُتنا اور کسی پر نہین اور مین تمہاری امانت سے اپنی وزارت کا کام لیتا تھا پس جب تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے چچازاد بھائی کے ساتھ زمانہ سختی سے پیش آنے لگا۔ اور دشمن اُسپر دلیر ہوگیا اور آدمیون کی امانت خیانت سے تبدیل ہوگئی۔ اور امت اسلام کا نتیجہ قتل و خون پر آلگا۔ اور خیر و صلاح اُنکے درمیان سے اُٹھ گیا۔ تم نے بھی اپنا مُنہ اپنے ابن عم کیطرف سے پھیر لیا۔ اور اُسکی اعانت کو معطل چھوڑا۔ اور باوجود اسکے کہ تمہارا مُنہ اُسکی طرف تھا۔ تم نے اُسکی طرف پشت کردی اور تم بھی اُسکی مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ اور جو اُس سے علیحدہ ہوگئے تھے تم بھی اُنہین لوگون مین شامل ہوگئے اور تم بھی اُنہین کے ایسے ہوگئے۔ جو اسکی رعایت کو مہمل خیال کرتے تھے اور اپنی صداقت و امانت کے وعدون مین خیانت کو روا رکھا۔ اور خیانت کرنے والون اور نقض

من ابيك وامك فسبحان الله اما تؤمن
بالمعاد اوما تخاف نقاش الحساب ايها
المعدود كان عندنا من ذوی الالباب
كيف تسيغ شرابًا وطعامًا وانت تعلم
انك تاكل حرامًا وتشرب حرامًا و
يتباع الاماء وتنكح النساء من مال اليتمیٰ
والمساكين والمؤمنين والمجاهدين الذين
افاء الله عليهم هذه الاموال فاحرزهم
هذه البلاد فاتق الله واردد الى هؤلاء
القوم اموالهم فانك وان لا تفعل ثم
امكنني الله منك لاعذرن الى الله فيك
ولاضربنك بسيفي الذی ما ضربت به احد
الا دخل النار والله لوان الحسن والحسين
فعلا مثل الذی فعلت ما كانت لهما عندی
هوادة ولا ظفرا منی بارادة حتى اخذ الحق
منهما وازيح الباطل عن مظلمتهما واقسم
بالله رب العلمين ما يسرني انما

اخذته من اموالهم حلال لی
اتركه ميراثا لمن بعدی فضح
رويدا فكان قد بلغت المدى
ودفنت تحت الثرى وعرضت
اليك اعمالك بالمحل الذی
تنادی الظالم بالحسرة
ويتمنى المضيع فيه الرجعة
ولات حين مناص

کرنے والون کیساتھ مل گئے۔ نہ اپنے ابن عم کے حقوق کی رعایت کی اور نہ امانت و دیانت کے فرائض ادا کیے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ تم نے اسلام کو سچی اور قوی دلیلون کے ساتھ قبول ہی نہین کیا تھا۔ اور نیت خالص سے کسی جہاد مین شرکت ہی نہین کی تھی۔ بلکہ حصول دنیا کی غرض سے اور اموال غنیمت مین شریک ہونیکے لالچ سے تم نے اسلام قبول کیا تھا۔ تم کو اسی لیئے جب موقع ملا تو تم نے اداے حقوق امت مین غفلت اور تساہل اختیار کیا۔ اور نہایت عجلت کیساتھ مسلمانون کے مال پر دست تصرف دراز کیا۔ اور مسلمانون کے حقوق کو ضائع کیا۔ اور وہ مال جو بیوہ اور یتیمون کا خاص حق تھا۔ لوٹ لیا۔ اُن کو اُٹھا لے گئے اور کھا گئے۔ جیسے تیز دوڑنے والا بھیڑیا گوسفند کی بریدہ اور خون آلود استخوان کو اٹھا لیجاتا ہے اور جلدی سے کھا جاتا ہے۔ اور نہایت خوشدلی کیساتھ تم نے اُن مالون کو حجاز روانہ کر دیا۔ اس طرح کہ شاید ان اموال مین کسی دوسرے کا کوئی حق ہی نہین تھا۔ اور شاید یہ تمہارے باپ کی طرف سے تمہین وراثت مین پہنچا تھا۔ کیا تم خداے تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین نہین کرتے ہو۔ اور تم کو اُس دن کے حساب کتاب کا بھی خوف دل مین باقی نہین رہا۔ افسوس۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ تمہارے مان باپ کا شمار صاحبان عقول مین ہوتا تھا ہم نہایت تعجب کرتے ہین کہ باوجود اس امر کے کہ تم جانتے ہو کہ مین غیرون کا مال ناجائز تصرف کرتا ہون۔ پھر کیونکر لقمہ تمہارے حلق سے نیچے اترتا ہی اور پھر تم باوجود اس علم کے اُن مالون سے کس طرح لونڈیان خریدتے ہو

اور اُنسے نکاح کرتے ہو۔ اور یہ مال اُن بیوون۔ یتیمون اور مومنون اور مجاہدون کا ہی جو خدا ے تعالیٰ نے تمہاری امانت مین دیا ہے۔ اور یہ سب ملک اور علاقے اُنہین کی کوششون سے ہمکو ملے ہین۔ اب تم خدا اور اُسکی قوتون کیطرف خیال کرو۔ اور مسلمانون کے مال و دولت کو واپس دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہین کیا تو یہ سمجھ لینا کہ خدا مجکو تم پر قادر کر دیگا۔ اور مین تم سے اُن حرکات کا بدلہ اُس تلوار کے ذریعہ سے لیلونگا۔ جسے آجتک مین نے سوائے اُن لوگون کے جو ضرور آتش جہنم مین ڈالے جاوینگے اور کسی پر نہین کھینچا ہی۔ اور اس امر پر بھی مین اپنے خدا ے لایزال کی قسم کھاتا ہون کہ اگر حسن وحسین (علیہما السلام) نے بھی ایسے امور کیئے ہوتے تو اُن کا اعتبار بھی میرے نزدیک کچھ باقی نہ رہتا۔ اور وہ اُن امیدون پر ہرگز نہ پہنچتے جو اُنکو میری ذات سے وابستہ تہین۔ مین اِن کی وجہ سے اُن مظالمون کو کب پسند کرتا۔ اور اِن ناجائز امور کو اُن کی خاطر سے کب روا رکھ سکتا تھا۔ مین خدا کی قسم اِس امر کا اعتراف کرتا ہون اور تم کو یقین دلاتا ہون کہ میری یہ خواہش ہرگز نہین ہی کہ مین مسلمانون کے مال کو جو اُنہون نے حلال طور پر حاصل کیا ہی۔ اپنے قبضہ مین لاکر اُسکو اپنے مملوکات مین شامل کر دون۔ اور پھر اُس سے نفع اٹھاؤن۔ اور اپنے بعد اپنے وارثون کے لیئے میراث چھوڑ جاؤن۔ دنیا مین تندرستی اور نیک نامی سے ہو۔ اور یہ تھوڑے دن۔ آسانی اور فراغت سے کاٹ دو۔ کہ وہ زمانہ بہت قریب آتا ہی کہ تمہارا کام ہو جاے۔ اُسکے بعد وہ دن ضرور آنیوالا ہے کہ دنیا سے تمہارا گھر مٹی کے نیچے بنایا جاوے اور وہان تمہارے اعمال اچھے یا بُرے جو کچھ دنیا مین تم نے کیئے ہین۔ تمہارے سامنے حاضر کیئے جاوین اور وہ وقت ایسا ہی ہوگا۔ جہان ظالم حسرت اور ندامت اٹھائے گا۔ اور غافل کو دنیا مین پھر واپس آنیکی آرزو باقی رہجاے گی۔ مگر نہ اُسکے ندامت کام آئے گی۔ نہ اُسکے لوٹ آنیکی تمنا اُسے کوئی فائدہ پہنچائیگی والسلام*

صیغہ تحصیل خراج

اِس صیغہ مین دو قسم کے لوگ شامل تھے۔ ایک تو وہ جو عموماً رعایا سے ملکی خراج وصول کرتے تھے۔ دوسرے وہ جو رعایا سے صدقات اور زکوٰۃ کی رقوم کی تحصیل کرتے تھے۔ پہلی رقم کی تحصیل تو زیادہ تر نقد۔ چاندی اور سونے کے رائج الوقت سکون مین ہوتی تھی۔ مگر دوسری تحصیل یعنی صدقات و زکوٰۃ کی رقم کے معاوضہ مین غلہ اور حیوانات سے تبادلہ کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ آیندہ واقعات سے ظاہر ہوگا۔ اِن رقوم کے علاوہ ایک خاص رقم جزیہ کی بھی تھی۔ جو غیر مذہب والون سے اُنکی حفاظت وحراست کے معاوضہ مین وصول کیجاتی تھی۔ اِن تین رقمون کے علاوہ اور کوئی چوتھی رقم خلافت مرتضوی مین ملکی رعایا سے وصول نہین کیجاتی تھی*

رقم خراج کے وصول کرنیوالے جدا ہوتے تھے۔ اور رقم صدقات و زکوٰۃ کے لینے والے علیحدہ۔ اور یہ لوگ کبھی خلافت

سے مقرر کیئے جاتے تھے اور کبھی عمالانِ ملکی اپنے اپنے ملکون مین ایسے لوگون کا آپ بندوبست کر لیتے تھے خراج کے تحصیل کرنیوالے تو کم مگر صدقات وزکوٰۃ کے لینے والے ۔ اکثر خلافت کے خاص انتظام سے معین کیئے جاتے تھے ۔ اور یہ وہی بزرگوار ہوتے تھے جن کی امانت اور دیانت کی طرف سے خلیفۂ عصر کو پورا اطمینان ہوتا تھا رقم خراج اور اُس کا حساب و کتاب بالکل عمال ملکی کے تعلق رکھتا تھا ۔ اور اوقات مقررہ پر بیرونی علاقجات سے دار الخلافت کو روانہ ہوتا تھا ۔ مگر صدقات وزکوٰۃ کی رقمین عمالانِ ملکی سے کوئی علاقہ نہین رکھتی تھین ۔ انکا حساب و کتاب براہ راست دار الخلافت سے ہوتا تھا ۔ اور اُسکی رقم بھی بخط مستقیم دار الخلافت کے خاص بیت المال مین داخل کی جاتی تھی ✦

ہم صدقات وزکوٰۃ کی تحصیل کی کیفیت پیچھے لکھین گے ۔ اپنے موجودہ سلسلۂ بیان کو ہم تحصیل خراج کی تفصیل سے شروع کرتے ہین ۔ خلافت مرتضوی کے ایک علاقہ کے خراج کا تحصیلی افسر بھی اپنے فرائض منصبی کے انجام دہی کے لیئے اتنا ہی جوابدہ شمار کیا جاتا تھا جتنا اُس علاقہ کا ایک مستقل عامل ۔ خراج کے معاملات مین تشخیص کا مسئلہ نہایت دشوار تھا ۔ امیر المومنین علیہ السلام کو ملک کے کسی جدید مساحت کی تو ضرورت ہوئی نہین ۔ مگر ہان رعایا کی معذرت کے وقتون مین تحقیقات کی البتہ ضرورت ہوئی ۔ تشخیص کی گاہ بیگاہ ضرورتون کے موقع پر دربار خلافت سے ایک متدین شخص مقرر کیا جاتا تھا ۔ وہ تشخیص کا کام بھی کرتا تھا ۔ اور عذر داریون کے وقت اُنکی مجبوری اور تحصیلی افسرون کی بے اعتدالیون کی بھی کامل تحقیقات کرتا تھا ۔ مصعب ابن یزید انصاری کو اکثر ایسے خدمات سپرد ہوا کرتے تھے ۔ اِن امور کے علاوہ یہ بزرگ مدائن کے علاقہ مین چار مختلف مقامات پر تشخیص کی اتفاقی ضرورت سے بھیجے گئے تھے ۔ علاقہ بہقبازات ۔ نہرسیر ۔ نہرجوزا اور نہرملک ۔ انکی بار دیگر تشخیص سے اِن چار علاقون کی مجموعی آمدنی ایک کرور اسی ہزار وصول کی گئی تھی ✦

اِن واقعات کو پڑھکر ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے ایام حکومت مین خراج کا صیغہ باوجود اسکے کہ تمام ملک مین فساد اور بدآئینی پھیل رہی تھی ۔ ناپرسانی کی حالتون مین نہین چھوڑ دیا گیا تھا بخلاف اسکے اسپر غور کیا جاتا تھا ۔ اسکی کامل تلاش کیجاتی تھی ۔ اور اُن اہتمامون سے حتی الامکان تحصیل خراج مین مخصوص اضافہ فرمایا جاتا تھا ✦

مگر اِن معاملات کے ساتھ ہی رعایا کے حقوق پامال نہین کیئے جاتے تھے ۔ اُنپر کبھی شدت اور سختی کرنے کا حکم نہین دیا جاتا تھا ۔ اُنکے آرام و اطمینان کے لیئے بھی وہی تاکیدین اہل خراج کو بھی کیجاتی تھین جو والیانِ ملک کو ۔ اِن کے ساتھ نرمی اور سہولت سے سلوک کرنیکے لیئے افسران خراج بھی ویسے ہی جوابدہ تھے جیسے عمال ملکی ۔ جس طرح والیان ملک کو دار الخلافت سے دستور العمل ملتا تھا اُسی طرح افسران خراج کو ۔ جسکے مطابق

کام کرنے کی اُن کو ہمیشہ ہدایت ہوتی تھی۔ اُس کی اصلی عبارت یہ ہے:-

خراج کے تحصیلداروں کا دستور العمل

من عبد اللہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب
(علیہ السلام) الی اصحاب الخراج اما بعد
فان لم یحذر ما ہو صائر الیہ لم یقدم
نفسہا ما یحرزہا واعلموا ان ما کلفتم
یسیرا وان ثوابہ کثیرا ولو لم یکن فیما
نہی اللہ عنہ من البغی والعدوان عقاب
یخاف لکان فی اجتنابہ ما لا عذر فی ترک
طلبہ فانصفوا الناس من انفسکم و
اصبروا لحوائجہم فانکم خزان الرعیۃ
ووکلاء الامۃ وسفراء الائمۃ ولا
تحشموا احدا من حاجتہ ولا تحبسوہ عن
طلبتہ ولا تبیعن للناس فی الخراج کسوۃ
شتاء ولا صیف ولا دابۃ ولا تمس مال
احد من الناس مصل ولا معاہد الا ان
تجدوا فرسا او سلاحا یعدی بہ علی اہل
الاسلام فانہ ینبغی للمسلم ان یدع ذلک
فی ایدی اعداء الناس فیکون شوکتہ
علیہم ولا تدخروا انفسکم نصیحۃ ولا الجند
حسن سیرۃ ولا الرعیۃ معونۃ ولا دین اللہ قوۃ و
ابلوا فی سبیلہ ما استوجب علیکم فان اللہ سبحانہ قد
اصطنع عندنا وعندکم ان نشکرہ بجہدنا وان ننصرہ
بما بلغت قوتنا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

بندۂ خدا۔ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کی طرف سے صاحبان خراج کو لکھا جاتا ہے کہ وہ شخص جو اپنی پیش آنیوالی چیزوں سے نہین ڈرتا۔ یا جسکے پاس ایسی چیزین نہین ہین جنکی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہو۔ وہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ کے فرائض اُسکے ذمہ بہت تھوڑے ہین لیکن اُنکے ادا کرنے مین ثواب بہت کثرت سے ہے۔ اگر خدائے تعالیٰ امور ممنوعہ کے لیئے کوئی عذاب مقرر نہین کرتا تو دنیا مین صرف ثواب ہی ثواب رہجاتا۔ پھر کوئی آدمی اُسکے ترک کرنیکا ثواب ہی حاصل نہین کرتا۔ اب تمہارے فرائض منصبی کے متعلق ذیل کی ہدایتین درج کیجاتی ہین۔ تم ہر شخص کے معاملہ مین انصاف کی خاص نظر رکھو۔ لوگون کی رفع احتیاج مین تغافل نہ کرو۔ کیونکہ تم رعایا کے امین ہو امت عامہ کے وکیل اور اپنے خلیفہ کے سفیر۔ کسی شخص کو اُسکے حق سے ناامید نہ کرو۔ اور کسیکو اُسکی مطلب برآری سے محروم نہ رکھو اور اپنے خراج کی تحصیل کے لیئے رعایا کے جاڑے اور گرمیون کے کپڑے نہ اُتارو۔ اور اُن کو کھڑے داموں بازار مین نہ بیچو۔ اُن کی سواری کے گھوڑے نہ نیلام کرو۔ اُن کے غلام اور لونڈیان نہ چھین لو۔ اُن کو بقایا یا خراج کے لیئے تازیانہ نہ مارو۔ یا اُن کے اموال کو اپنے بقایا کے لیئے نقصان نہ کر ڈالو۔ یہ محاسن سلوک اُنکے ساتھ ہونے چاہئین۔ جو تمہاری ملت مین تمہارے شریک ہین یا تمہین جزیہ دیتے ہین۔ ہان اُن لوگون کا مال تم البتہ ضبط کر سکتے ہو جو نہ تمہاری ملت مین شریک ہین اور نہ جزیہ کی رقم ادا کرتے ہین۔ اگر تم اُنکے ساتھ بھی ایسی ہی رعایت کیا کروگے تو ان لوگون کو مسلمانون پر قوت حاصل ہو جائے گی۔ مسلمانون کی تنبیہ یا موعظت مین تمہین جو کچھ بیان کرنا ہو وہ علانیہ بیان کرو اور خدائے سبحانہ تعالیٰ کیطرف سے

جو کچھ تمہارے اوپر فرض کیا گیا ہی۔ اُسکے ادا کرنے مین توقف نہ کرو۔ سوچو اور غور کرو کہ خداے تبارک تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بہت احسان اور بہت سے انعام فرماے ہین۔ اور وہ سب اسی لیئے کہ ہم اپنی نہایت درجہ کی کوششون کے ساتھ اُسکی شکرگزاریون مین مصروف رہین۔ اور ہم سے جہانتک ہو سکے اُسکے سچے دین کو قوت پہنچانے مین سعی کرین۔ اور یہ بھی سمجھ رکھو کہ کوئی قوت بغیر اُسکی قوت کے نہین ہو سکتی"

خراج ہر علاقہ سے دار الخلافت کو روانہ ہوتا تھا بعض مقامات کا خراج جو اتنا کثیر نہین ہوتا تھا کہ وہان کے مصارف سے زائد ہو۔ وہ وہان کے عامل کے متعلق کر دیا جاتا تھا اور پھر اُسکا حساب و کتاب اس ملک کے والی سے متعلق ہوتا تھا۔ مگر ایسے خراج کی رقمین جو ملک کے مصارف سے بچ رہی ہون۔ وہ سہ ماہی شش ماہی۔ سالانہ قسطون مین دار الخلافت کے بیت المال مین داخل کر دی جاتی تھین۔

خراج کی تشخیص

خراج کی تشخیص عموماً پیداوار زمین کی حیثیت پر ہوتی تھی۔ خلافت مرتضوی مین ذیل کی شرح سے خراج وصول کیا جاتا تھا

نمبر شمار	قسم خراج	تعداد زمین	رقم	
۱	شاداب اور گنجان زراعت پر	فی جریب (پون بیگھہ)	۱½ درہم	
۲	اوسط پر	ایضاً	۱ درہم	
۳	ناقص پر	ایضاً	⅔ درہم	
۴	انگور پر	ایضاً	۱۰ درہم	
۵	عام نخلستانوں پر	ایضاً	۱۰ درہم	

قبیلۂ بنی تمیم کے لوگون نے ایک بار اپنے والی ملک عبید اللہ ابن عباس رض کی تندمزاجی کی شکایت دار الخلافت مین لکھ بھیجی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اُنکی سفارش اور اُنکے حقوق کے قائم رکھے جانے کے بیے جو خط تحریر فرمایا۔ اُسکے الفاظ یہ ہین:

بنی تمیم کے ساتھ رعایت

وان بنی تمیم لم تغب لهم نجم الا طلع لهم آخر وانهم لم یسبقوا بوغم فی جاهلیة ولا اسلام وان لهم بنا رحما ماسة وقرابة خاصة نحن ماجورون علی صلتها وما زورون علی قطیعتها ماربع ابا العباس رحمك فیما جری علی ید لك ولسانك من خیر وشر فانا شریكان فی ذلك وكن عند صالح ظنی بك ولا یغلبن رایی فیك	ہمکو خبر پہنچی ہے کہ تم نے قبیلۂ بنی تمیم سے نا بد معاملگی کی اور اُن کے امور مین صفائی سے کام نہین لیا اُنکے معاملہ مین تم نے جانوران درندہ کی خصلت اختیار کی۔ اور آخرکار تم نے اُنکو آزردہ کیا۔ اور حالانکہ یہ لوگ ایسے ہین کہ ان مین سے کسی کا ستارہ ایسا غروب نہوا کہ دوسرے کے اقبال کا زمانہ نہ چمکا ہو یعنی اُنکو ہمیشہ سے نسلاً بعد نسل ترقی حاصل ہی اور یہ وہ لوگ ہین جو جاہلیت اور اسلام دونون مین بڑے نہین تھے۔ اور اِن کا

خون کسیوقت ضائع نہین کیا گیا۔ اِن لوگون کو ہمارے ساتھ ایک قرابت بھی ہی۔ اگر ہم اُن کا حق قرابت ادا کرین تو جائز ہوگا۔ اور اُن کے ساتھ اتفاق کرکے رہین تو مناسب ہوگا۔ اور خدا کی طرف سے بھی ثواب کے مستحق ہون گے اگر اُن کی قرابت کو ہم ضائع کردین تو بیشک اُنکو ہم آزردہ کرینگے۔ اور خدا کے عذاب مین ہم گرفتار ہون گے۔ اے ابو العباس خدا تم پر رحم کرے۔ جو تمہاری زبان اور مُنہ سے نکلا کرے۔ پہلے تم اُسپر غور اور تامل کرلیا کرو۔ کیونکہ اچھی یا بری باتین جو تمہاری طرف سے ہونگی۔ اُن مین ہم بھی تو شریک ہین۔ اور چونکہ تم میری نیابت مین کام کررہے ہو۔ اسلیے مین تمہاری برائیون کے الزام سے بری نہین کہا جا سکتا۔ مین امید کرتا ہون کہ تم میرے نیک خیالون کی ضرور رعایت کروگے جو مین تمہاری نسبت رکھتا ہون اور مسلمانون کے اصلاح حال کے سوا اور کسی طرف اپنے خیال کو منعطف نہ کروگے کیونکہ اسی سبب سے میری رائے تمہاری نسبت صواب پر رہیگی۔ اور اسی لیے میرا گمان تمہارے لیے غلط نہو سکیگا۔ والسلام

بنی تمیم تو اہل اسلام تھے۔ اب ہم ذیل کا واقعہ لکھکر ثابت کیئے دیتے ہین کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کچھ اہل اسلام کے ساتھ رعایت اور حقوق قرابت ملحوظ رکھے جانیکے لیے حکم نہین فرمایا تھا بلکہ اہل ذمہ اور اہل جزیہ اور دوسری قومین بھی جنھون نے اسلام قبول نہین کیا تھا۔ بلکہ جزیہ کے شرائط قبول کرکے اسلام کو اپنے امن و امان کا ذمہ دار بنا لیا تھا۔ اسمین شریک تھین جس طرح اہل اسلام کے حقوق کی رعایت کی جاتی تھی۔ اُسی طرح ایک یہودی اور عیسائی کے بھی حقوق کا ہمیشہ لحاظ رکھا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ اہل ذمہ۔ جو قدیم سے بصرہ مین آباد تھے۔ دار الخلافت مین آکر اپنے عامل عبد اللہ ابن عباس کی کج خلقی اور بے مروتی کی شکایت لائے اور بیان کیا کہ وہ ہمکو کسی قابل نہین سمجھتا۔ ہمیشہ ذلیل و حقیر سمجھا کرتا ہی یہ محض معمولی باتین تھین۔ اگر اِن پر توجہ بھی نہ کیجاتی تاہم کوئی اعتراض لازم نہین آسکتا تھا۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام نے اِس امر کو اپنے مساوات کے اصولِ سیاست کے بالکل خلاف سمجھا جو آپ کی خلافت اور اُسکے نظام حکومت کے اصلی جوہر اور سچے معیار تھے۔ اِن لوگون کی شکایت سُن کر عبد اللہ ابن عباسؓ کے نام ذیل کے مضمون مین مخصوص ہدایت نامہ تحریر فرمایا گیا۔

امّا بعد فان دھقانین بلدک شکوا منک قسوۃ و غلظہ واحتقارا و جفوۃ فنظرت فلم ارھم اھلا لان تدنو بشرکھم ولا لان یقبضوا و یجفوا العھدھم فلیس لھم جلبابا من اللین لشوبۃ بطرف من الشدۃ و داول بھم بین القسوۃ والرافۃ وامزج لھم بین التقریب

تمہارے شہر کے دہقانون نے میرے پاس تمہاری تندمزاجی کی شکایت کی۔ اور وہ سختی جو تم اُن پر روا رکھتے ہو مجھسے بیان کی اور وہ جور و ستم جو تم اُنکے لیے جائز سمجھتے ہو۔ ظاہر کیئے مین نے خود اُنکے معاملات مین غور کیا ہی۔ اور مین نے ہر طرح اُن کو اس قابل سمجھ لیا ہی کہ تم اُنکو اپنے پاس بلاؤ اور بٹھلاؤ یہ اتنے ہی ہین کہ مشرک ہین۔ مگر اب اِسکے لائق بھی نہین کہ

رعایا کے ساتھ نرمی پیش آنیکے لیے عبد اللہ ابن عباسؓ کو ہدایت

والادناء والابعاد الاقصاء ان شاء الله تعالیٰ +

تم انکو اپنے پاس سے نکالدو۔ اور اُن کے حق مین اِس سختی اور جور و ستم کو روا رکھو۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہین جن کے ساتھ تم نے عہد کیا ہی۔ پس تم کو ان کے ساتھ محاسن سلوک قائم رکھنے کی غرض سے ایسا نرمی کا جامہ پہن لینا چاہیے جس مین سختی بھی ہو اور نرمی بھی۔ مگر وہ نرمی سختی کے ساتھ اور وہ سختی نرمی کے ساتھ ملی جلی ہو۔ مثلاً کبھی کبھی اُنکو اپنے پاس بھی بُلایا کرو۔ اور کبھی موقع دیکھکر اپنے پاس سے علیحدہ بھی کردیا کرو + ان شاء اللہ تعالیٰ

یہ احکام وہ احکام ہین جن کی نسبت ہمین ہمارا خیال یقین دلاتا ہی کہ یہ احکام اور مساوات قائم رکھنے کے اعلان خلافت مرتضویؑ کے پہلے کسی دوسری خلافت مین شائع نہین ہوئے تھے۔ اور نہ ایسی ہمدردی محبت سے رعایا کے حقوق مین مساوات کے اصول قائم کیے گئے تھے۔ اور انکے جملہ امور کی اصلاح اُنکی خبرگیری ایسی مستعدی سے نہین کیگئی تھی حقیقت مین وہ رعایا بڑی خوش قسمت سمجھی جائیگی جو ایک ایسے فرمانروا کے زمانہ مین جو کسی وقت اپنے تردد اور پریشانی سے دم لینے کی بھی فرصت نہ پاتا ہو اُپنے حقوق کی رعایت اور نگرانی مین ایسے آسانی اور مہربانی کے احکام کا موقع پاوے +

تحصیلی کاروبار مین سلطنت کے ملازمون کی سختی اور زیادتی کی شکایت دارالخلافت تک پہونچتی تھی اور یہ عموماً تمام سلطنتون مین سُنی جاتی ہے۔ مگر جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہمیشہ ایسے موقعون پر رعایا ہی کیطرف زیادہ توجہ فرماتے تھے۔ اگرچہ ایسی شکایتون مین اکثر کے محض بے ضرورت اور بے اصل ہونیکا آپ کو یقین ہوتا تھا۔ مگر تاہم اپنے محاسن سلوک اور نیز ملکی رعایا کی دلجوئی اور اطمینان کی غرض سے تحصیلی افسرون کو رعایا کے حقوق قائم رکھنے اور اُنکے ساتھ بملائمت پیش آنے کی سخت سے سخت تاکید کیجاتی تھی ایسے اوقات مین افسران تحصیل کے نام جو تاکید نامے لکھے جاتے تھے اُن کی عبارت یہ ہوتی تھی +

رعایا کے ساتھ حسن سلوک رکھنے کیلئے عاملان ملکی کو ہدایت

وتفقد امر الخراج بما یصلح اھله فی صلاحه وصلاحھم صلاحا لمن سواھم لانھم لان الناس کلھم عیال الی الخراج واھله ولکن نظرك فی عمارت الارض ابلغ لغیرت عمار اخرب البلاد واھلك البلاد ولم یستقم امرہ الا قلیلا فان شکوا ثقلا او علة او انقطاع شرب او بالة او حالة ارض اعتمرھا غرق واجحف لھا عطش عنھم بما ترجون	خراج کے باقی رہجانے پر تم کو اپنے خراج گزارون کو تکلیفین نہین پہونچانی چاہئین۔ کیونکہ تم خراج صرف زمین سے لیتے ہو اور جب زمین ہی غیر آباد ہوجائے گی اور خلائق خدا ہلاک ہوجائے گی تو تمہارے استحکام مملکت مین بھی ضرور خلل پڑیگا اگر خراج گزار لوگ تمہارے پاس زیادتی خراج کا عذر کرین یا تمہارے اُس افسر کی شکایت کرین جو اُنپر تحصیل کیغرض سے مقرر ہوا ہے یا آفت آسمانی کے سبب غلہ کی کم پیداوار کا عذر کرلاتین یا غیر سیرابی اور خشک سالی کا دعویٰ کرین

يصلح به امرهم ولا يثقل عليك شيئاً خففت
به المؤنة عنهم فانه ذخر يعودون به عليك
في عمارة بلادك وتزيين ولايتك مع استجلابك
حسن ثنائهم وتبجحك باستفاضة العدل فيهم
معتمداً فضل قوتهم بما ذخرت عندهم من اجمامك
لهم والثقة منهم بما عودتهم من عدلك عليهم من
احتمله اعواز اهلها لاشراف انفس الولاة على
الجمع سوء ظنهم بالبقاء وقلة انتفاعهم بالعبر

یا زمین کے کم پیدا کرنے والی حیثیت کا باعث دکھلائین یا شدت آب اور غرق کے عذرات پیش کرین تو تمکو چاہیے کہ ان تمام حالتون پر تم غور کرو اور تخفیف خراج کرو۔ مگر اُسیقدر کہ اُنکے رفاہ کے لیے کافی ہو۔ اُن کے معاملت مین آسانی اختیار کرو۔ اور اُنکی تخفیف مین اِس اندازہ کا خیال رکھو کہ وہ تم پر گران نگزرے۔ کیونکہ ملک کے محاصل ہی پر ملک کی آمدنی اور ترقی منحصر ہے۔ بیرونجات کی درستی۔ اور آرایش بھی اُسی پر موقوف ہی۔ اگر تم اِن تمام امور کے ساتھ اپنی رعایا کی صلاح ورفاہ بھی مدنظر رکھوگے تو بیشک تم کو اپنے دوسرے والیان ملک کے مقابلہ مین وہ فخر ومباہات حاصل ہوگا۔ خاصکر اِس وجہ سے کہ تم نے اپنے ملک مین قانون معدلت کو جاری رکھا ہی۔ اور تمہاری رعایا بھی خوش حال ہی۔ اور تم نے اُنکے تمام امور آسانی اور نرمی کے ہاتھون سے انجام دئے ہین۔ اب اسی رسم وراہ کی وجہ سے تم کو اُنکے خاص مال مین بھی ایک قسم کی شرکت ہوگئی ہی۔ اور جو کچھ اُنکے مصارف سے بچ رہے گا وہ تمہارے لیئے بچا رہیگا۔ اور اُسکی مثال یہ ہی کہ اگر تم پر کوئی سخت وقت آلگیگا۔ اور تم اُسکے دور کرنے کی کوششون مین بالکل عاجز ہوجاؤگے اور تمہین اُس سے نجات پانے کی کوئی صورت نہین معلوم ہوگی تو ایسی حالت مین اگر تم نے رعایا کے ساتھ محاسن سلوک پہلے سے قائم کیے ہون گے تو وہ بیشک ایسے موقع مین جہانتک اُنکا دسترس ہوگا تمہاری ضرور مدد کرینگے۔ اور جس وقت کے واسطے تم اُنسے کہوگے وہ اُسکے قبول کرنے مین کبھی انکار نہ کرینگے۔ کیونکہ ملک اُسیوقت تک آباد ہی۔ جبتک رعایا مطمئن اور خوشنود ہی۔ تم جسقدر اُن کو تکلیف دوگے۔ پہلے تو وہ سب کو برداشت کرتے جائینگے۔ مگر جب ملک خراب ہونے لگیگا تو پھر رعایا بھی کچھ نہین کرسکے گی۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ ملک کی خرابی۔ رعایا کی تنگ دستی اور غربت سے پیدا ہوتی ہی۔ اور رعایا کی غربت اور پریشانی والیان ملک کی حرص وطمع کی زیادتی کے سبب سے واقع ہوتی ہی۔ اسلئے عموماً یہی اصلی وجہ ثابت ہوتی ہی +

زکوۃ وصدقات کی تحصیل کا صیغہ

یہ دونون طرح کی رقمین ایک قسم کے سالانہ ٹیکس ہین۔ اور مسلمانون کے ساتھ مخصوص ہین۔ اور اُنکی ہر قسم کی آمدنی اور جائداد از قسم طلا ونقرہ وشتر وگاؤ وگوسفند واسپ وغیرہ پر حساب لگاکر برابر وصول کی جاتی تھیں + صدقات یا زکوۃ کی آمدنی۔ فقرا مساکین۔ عاملان صدقہ۔ مؤلفۃ القلوب۔ غلامون کی آزادی۔ قرضون کی ادائگی

مہاجرین اور مسافرین حجاج کی امداد مین صرف ہوتی تھی * المرتضیٰ صفحہ ۱۲۷

جو لوگ صدقات کی وصولی پر مامور کیے جاتے تھے۔ اُن کو بھی افسران خراج اور والیان ملک کی طرح دار الخلافت سے ایک دستور العمل تیار کرکے دیا جاتا تھا۔ وہ دستور العمل یہ تھا *

تفصیل زکوٰۃ کا دستور العمل

اما بعد انطلق علی تقوی اللہ وحدہ لا شریک له ولا تروعن مسلما ولا تجتازن علیه کارها ولا یاخذن منه اکثر من حق اللہ وماله فاذا قدمت علی الحی فنزل بمائهم من غیر ان تخالط ابیاتهم ثم انظر الیهم بالسکینة والوقار حتی تقوم بینهم فتسلم علیهم ولا تخدع بالتحیة لهم ثم تقول یا عباد اللہ ارسلنی الیکم ولی اللہ وخلیفته لاخذ منکم فی اموالکم فهل للہ فی اموالکم من حق فتؤدوه الی ولیه قال قائل لا فلا تراجعه وان انعم لك منعم فانطلق معه من غیر ان یخیفه او توعده او تعسفه او ترهقه فخذ ما اعطاك من ذهب او فضة فان کانت له ماشیة او اهل فلا تدخلها الا باذنه اکثرها فاذا اتیتها فلا تدخلها دخول مسلط علیه ولا عنیف ولا تنفرن بهیمة ولا تفزعنها ولا تسوءن صاحبها فیها واصدع المال صدعین ثم خیره فاذا اختار فلا تعرض لما اختار ثم فلا تزال کذلك حتی یبقی ما فیه وفاء لحق اللہ فی ماله فاقبض اللہ منه فان استقالك فاقله ثم اخلطهما ثم اصنع مثل الذی صنعت اولا حتی تاخذ حق اللہ فی ماله ولا تاخذن عودا ولا هرمة ولا مکسورة ولا مهلوسة ولا ذات عوار ولا تامنن علیها

اب تم تقوے پر ثابت قدم ہو جاؤ۔ خدائے سبحانہ تعالیٰ کی ذات مین کسیکو شریک نہ کرو۔ کسی مسلمان کو خوف و دہشت مین نہ ڈالو۔ اور جسوقت وہ تمہارے آنیکو نہ پسند کرین تم اُنکے پاس نہ جاؤ۔ اور جسقدر کہ خدا کے حقوق اُنپر واجب ہین اُن سے زیادہ مت لو۔ اور کسی خلقت کو آزار نہ پہونچاؤ۔ اور اُنکے چشمہ کے پاس اُترو تو اُن کے جانورون پر ستم نہ کرو نہایت آہستگی اور عظمت سے اُنکے قریب جاؤ تو پہلے اُنکو سلام کرو۔ اور واجبات تحیۃ بجالاؤ۔ پھر کہو۔ اے خدا کے بندو! خدا کے ولی اور اُسکے خلیفہ نے مجکو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ مین تم سے خدا کے اُن مالون کو جو تمہارے ذمہ ہوتے ہین۔ لون۔ کیا تمہارے مالون مین خدا کا کوئی حق نہین ہے؟ اگر تمہارے اس سوال کے جواب مین کوئی تم سے کہے۔ نہین۔ اور دینے مین مضائقہ کرے تو تم پھر اُسکو ادائے زکوٰۃ کی تکلیف نہ دو۔ اگر تم سے کہے کہ ہان ہے تو تم اُسکے ساتھ رہو۔ اُسکے دل کو تقاضہ اور غصہ کے ناخونون سے نہ تراشو۔ نہ اُسکو ڈراؤ۔ اور نہ کوئی آزار پہنچاؤ۔ سونے اور چاندی مین سے جتنا وہ تمکو دین تم لیلو۔ اور جو چیز وہ تم کو نہ دینے پر راضی ہون وہ تم نہ لو اگر وہ اُسکے عوض مین اونٹ اور چارپائے دین تو تم بغیر اجازت اُنکے گلون مین نہ گھس پڑو۔ اور صرف حق اللہ کے لینے کے لیئے جو محض قلیل ہے، اُن کی جان پر بار نہو جب وہ تم کو اجازت دیدین اور اپنے ساتھ تم کو اپنے گلہ

الا من یثق بدینه واقفاً بمال المسلمین حتے
توصله الی ولیهم فیقسمه بینهم ولا توکل بها الا
ناصحاً شفیقاً و امیناً و حفیظاً غیر معنف ولا
ملغب ولا متعب ثم احدر الینا ما اجتمع عندک
نصیّره حیث امر الله به فاذا اخذها امینک فاوعز
الیه ان لا یحول بین ناقة و فصیلها ولا یمصر
لبنها فیضر ذلک بولدها ولا یجهدنها رکوباً و
لیعدل بین صواحباتها فی ذلک و بینها و لیرفه
علی اللاغب ولیستان بالنقب و الظالع ولیوردها
ما تمر به من الغدر ولا یعدل بها عن نبت الارض
الی جواد الطرق و لیروحها فی الساعات و لیمهلها
عند النطاف و الاعشاب حتی یاتینا باذن
الله بدناً منقیات غیر متعبات ولا مجهودات
لنقسمها علی کتاب الله و سنة نبیه صلی الله
علیه و آله وسلم فان ذلک اعظم لاجرک و
اقرب لرشدک ۔ ان شاء الله تعالی +

مین لیجائین تو تم اُسکے پورے گلہ پر قبضہ نہ کرلو۔ اور انپر
سختی نہ کرو۔ اُن سے نفرت نہ کرو۔ درشتی روا نہ رکھو اُنکے
جانورن اور مویشیون کو پریشان نہ کرو۔ اُنکے ساتھ یون
پیش آؤ کہ وہ تم سے ملول اور غمگین نہ ہون۔ پہلے اُن کے
مال کو دو حصون پر برابر تقسیم کرو۔ اِس تقسیم مین وہ جس حصہ
کو پسند کرین۔ اُنکو دیدو۔ پھر اِس بچے ہوئے حصہ کو تقسیم کرو
اِسمین بھی وہ جس کو پسند کرین لے لین یہانتک کہ اِس
تقسیم کے بعد جتنا کہ حق العباد ہوتا ہو باقی رہجائے۔ اُسیقدر
وہ اُسکے حقوق کو کفایت کریگا۔ اب تم اِن مالون (حق
اللہ) کو اپنے قبضہ مین کرلو۔ اور انہین کو مال زکوٰۃ مین شمار
کرو۔ اور اگر وہ اِس تقسیم سے راضی نہو تو تم اُسکی خاطرخواہ
اطمینان کو ملحوظ رکھو۔ اور تمام مال کو پھر جمع کرکے تقسیم کرو
اور تقسیم مین وہی پہلا طریقہ اختیار کرو بوڑھے اونٹ
یا اونٹنیون کو نہ لو۔ لنگڑے بیمار اور عیبدار جانورون کو نہ
پسند کرو۔ اور جو مویشی کہ تم کو ملے تم ایسے آدمی کو سپرد کرتے
جاؤ جو متدین ہو۔ اور تم کو اُسکی دیانت پر اعتماد ہو اور کبھی
ایسے آدمی کو جس مین مسلمانون کے ساتھ رعایت اور امانت قائم رکھنے کے مادے نہون اپنے مال کے ہمراہ
نہ روانہ کرو۔ اور اُسکو بھی نہدو۔ جو ان جانورون کو مسلمانون کے ولی تک نہ پہونچاسکے۔ پھر مسلمانون کا ولی اِن مالون
کو تقسیم کرے۔ اور شرعی تقسیم کے مطابق اسمین مسلمانون کا جتنا حصہ ہو۔ اُنکو بانٹ دے۔ اپنے جانورون پر
اُسی شخص کو امین مقرر کرو۔ جو تمہارا بہی خواہ۔ معتمد اور شفیق ہو کہ جانورون پر سختی نہ کرے۔ اور اُنکو شدت سے
نہ دوڑائے اور اُنکو تکلیف نہ پہونچائے۔ اور ضعیف و لاغر نہ کرے۔ پھر تمہارے پاس جتنے مال جمع ہون ہمارے
پاس بھیجتے جاؤ۔ تاکہ ہم اُسکو خدا کے حکم کے مطابق۔ اُسکے مستحقین کو پہونچادین۔ اور جب تم اپنے مال کو امین کے
حوالے کرو تو ان باتون کے لیئے اُسکو خاص طور پر ہدایت کردو۔ کہ وہ بچون کو مان سے جدا نہ کرے۔ اور اُس کا تمام
دودھ دوہ نہ لے۔ کیونکہ اگر بچے کیلئے کچھ نہ چھوڑا جائیگا تو بچے کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ سواری کے وقت
جانوروں کو تکلیف نہ دے۔ اور پھر بعض ایک ہی سواری پر سوار نہ ہوا کرے۔ بلکہ برابری اور اعتدال کو ان طریقون

مد نظر رکھے۔ اور جو اونٹ زیادہ مسافت طے کرنے کی وجہ سے تھک گیا ہو۔ اُسکو آرام دے۔ اور اونٹنیون کے ساتھ جن کے پاؤن نازک ہوتے ہین۔ اگر کثرت راہ سے اُنکے پاؤن زخمی ہوگئے ہون۔ رعایت کرے اور اُنکو زیادہ نہ چلایا کرے۔ اور جسکی رفتار مین فطرتی طور پر کجی واقع ہو۔ اور سیدھی راہ نہ چل سکے اُسکو تیز نہ اُنکو آہستہ چلائے۔ اور راستہ مین جو حوض و تالاب ملے۔ جانورون کو چھوڑ دو۔ اور کوئی چشمہ یا تالاب راہ مین ایسا نچھوڑو جس سے جانورون کو پانی نہ پلایا کرو۔ اور جب راستہ مین سبزہ زار یا چراگاہین ملین۔ تب بھی اپنے جانورون کو چھوڑ دو۔ اور جس راستہ مین دانہ گھانس وغیرہ نہ ملتا ہو۔ اس راستہ سے جانورون کو نہ لیجاؤ۔ مویشیون کو دُور راہ چلنے سے باز رکھو۔ اُنکو صاف پانی کے نزدیک ٹھیرایا کرو۔ اور جس جگہ سبز گھانس دیکھو۔ جانورون کو ضرور چھوڑ دو اور اُنکو زیادہ تیز نہ ہنکاؤ تاکہ جسوقت وہ ہمارے پاس آئین۔ موٹے تازے اور صحیح ہون نہ لاغر ضعیف اور مریض۔ پس ہم خدا کے ان تمام و کمال اموال کو اُسکے حکم کے مطابق اُنکے مستحقین پر تقسیم کر دین جو کچھ اِس دستور العمل مین بیان کیا گیا ہے اگر تم اسپر عمل کروگے تو تمہارے اجر زیادہ ہون گے۔ اور تمہاری رشادت ظاہر ہوگی۔ ان شاء اللہ المستعان۔ والسلام +

امیر المؤمنین علیہ السلام نے صدقات و زکوٰۃ کی رقمین وصول کرنیمین رعایا کے ساتھ حد درجہ کی نرمی اور ملائمت ظاہر کرنیکے لیئے جو اتنی تاکیدین فرمائی ہین۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ ان رقوم کو خراج ملکی مین شامل کرنا نہین چاہتے تھے اور انکو بھی عمال یا افسران وصولی کی سخت گیری کے حوالہ کرنا نہین چاہتے تھے کیونکہ خلافت اول کے دور مین اسی تحصیل زکوٰۃ کی وجہ سے ملک کے شمالی حصہ مین ایک خوفناک شورش پیدا ہوکر خالد ابن ولید کی سخت گیری اور زبردستیون کی بہت بڑی شکایت کا باعث ہوچکی تھی +

جزیہ۔ اُسکی شرح اور اُسکے مصارف

یہ رقم اُن غیر مسلم قومون سے لیجاتی تھی۔ جو مسلمانون کی حفاظت اور حمایت مین رہتی تھین۔ یہ قومین ایک سالانہ رقم مقررہ ادا کیا کرتی تھین۔ اُنکی جائداد چاہے کتنی ہی کثیر الحاصل ہو۔ اُس سے کوئی واسطہ نہین ہوتا تھا۔ جزیہ کی رقم تعداد نفوس پر منحصر تھی۔ جزیہ کی شرح فی کس حسب ذیل مقرر تھی +

جزیہ کی شرح

نمبر شمار	مدارج	فی کس	رقم مقررہ	کیفیت
۱	اُمراء	″	۴۸ درم	
۲	متوسط الحال	″	۲۴ درم	
۳	تُجار	″	۲۴ درم	
۴	عامۃ الناس	″	۱۲ درم	

وصولی کے وقت۔ فقرا، مساکین ضعیف اور کم استطاعت والے عموماً اداکاری سے بری کردیئے جاتے تھے۔ اور مفصلۂ ذیل اشخاص تو ہمیشہ کے لیئے رقم جزیہ کی اداکاری سے مستثنےٰ سمجھے جاتے تھے

۱- پچاس برس سے زیادہ عمر کا مرد

۲- بیس برس سے کم عمر کا

۳- عورتین

۴- مفلوج الاعضا، مرد- چاہے وہ کسی عمر کے ہون

۵- معطل العضو ایضاً ایضاً

۶- نابینا ایضاً ایضاً

۷- مجنون ایضاً ایضاً

۸- مفلس- جسکے پاس سو درم سے کم ہو*

جزیہ کا روپیہ لشکر کی آراستگی- درستی- سرحد کی حفاظت- قلعون کی تعمیر مین لگایا جاتا تھا۔ اور جو اس سے بچ رہتا تھا وہ رستون کی تیاری اور پلون کی تعمیر مین کام آتا تھا۔ اس تجویز سے غیر مسلم اشخاص کو بھی جزیہ کی رقم سے اور اُنکے مصارف سے فائدہ پہونچتا تھا* (المرتضیٰ صفحہ ۱۲۷)

قضا کا محکمہ یا عدالت کا صیغہ

خراج کے صیغہ کے بعد ہم اس محکمہ کی کیفیت بیان کرتے ہین- یہ وہ محکمہ ہے جسکو خلافت کی طرف سے جوڈیشل یا ورسس (ختیارات انفصال تنازعات) عنایت ہوتے ہین- اور انہین اختیارات کے ساتھ وہ تمام ملکی تنازعات کا فیصلہ احکام شریعت کے مطابق کرتا ہے۔ اور اپنے تمام احکام کی بنا اُسکو قرآن کے احکام اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے موافق رکھنی ہوتی ہے اس محکمہ کا جواب دہ افسر قاضی ہے جو اور والیان ملکی کیطرح ہر علاقہ- ہر صوبہ بلکہ قریب قریب ہر شہر مین مقرر ہوتا ہے۔ اپنے ذاتی اعزاز کے ہتیاز سے قاضی ایک والی ملک یا عامل خراج سے کم نہین خیال کیا جاتا- والی ملک- عامل خراج اور قاضی- یہی لوگ ہین جو اعلیٰ اعلیٰ مجلسون کے صدر مین بٹھلائے جاتے ہین- اور دار الخلافت کے دربار مین ان کے مدارج کا لحاظ کیا جاتا ہے*

علم قضا مین امیر المومنین علیہ السلام کی مہارت

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اس صیغے سے خاص دلچسپی تھی- فقہ مین جو علم القضا کا اصل الاصول ہے آپ کو جیسی لیاقت تھی ویسی صحابہ مین سے کسی کو بھی نہین- کیونکہ احکام شرعیہ کو قاضی کے

توکہ زبان ہونا چاہیئے۔ اور شریعت کا کوڈ (قانون) علم القرآن اور علم الحدیث پر تمام ہے۔ ان دونون علوم کا جاننے والا امیرالمومنین علیہ السلام سے بڑھکر دوسرا اہل اسلام مین پیدا نہین کیا جا سکتا علم القرآن کی نسبت حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ دعوئے نہایت صحیح و درست تہا کہ کلام مجید کی ہر آیت کی نسبت مین یہ بتلا سکتا ہون کہ یہ آیت مدینہ مین نازل ہوئی یا مکہ مین۔ رات کو اتری۔ یا دن کو۔ وہ سفر کی حالت تھی یا قیام کی۔ وہ مقام پہاڑ یا کسی اونچی زمین پر واقع تہا یا ہموار زمین پر ۔

اب رہا علم الحدیث اُسکی تحصیل کی تکمیل کے ثبوت مین صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سبع سنۃ قبل احد کافی ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثین انا مدینۃ العلم و علی بابہا وغیرہ وغیرہ موجود ہین۔ تینتیس ۳۳ برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین ہر وقت حاضر رہنا ہمارا پورا اطمینان کرتا ہے۔ انہین مخصوص محاسن کے اعتبار سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ مین آپ ہی کو ملک یمن کا قاضی بنایا۔ اور اتنے بڑے قبیلہ کی ہدایت کا منصب جو علمی کمالات کے اعتبار سے تمام قبائل عرب مین سر برآوردہ شمار کیا جاتا تہا۔ آپ ہی کو سپرد فرمایا اور اقضاکم علی فی دینی کی مستند بین الفریقین حدیث کا تمغہ آپ ہی کی ذاتی قابلیت اور فضلیت کا جوہر تہا ۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہت سے قضا کے متعلق ایسے فقہی مسائل پیش ہوئے جس مین بڑے بڑے قاضی کوئی حکم نہین لگا سکے۔ آخر انکو امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصل فرمایا اور بہت سے احکام شریعت ایسے ہوتے تھے جو اہل اسلام کو معلوم بھی نہین ہوتے تھے۔ ایسے اوقات مین زیادہ تر ان ہی کے محاسن سے مدد لیجاتی تھی۔ مسائل دربار خلافت سے آپ کی خدمت مین بہیجدیئے جاتے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام اُنکی نسبت حکم مناسب نافذ فرماتے تھے ۔

امیرالمومنین علیہ السلام کے اسی فضل و کمال نے اپنی عدیم المثالی اور افضلیت کا حضرت عمرؓ کے ایسے شخص سے بھی اقرار کرالیا۔ نعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابوالحسنؑ۔ حضرت عمرؓ ہی کا قول ہے۔ یعنی پناہ مانگتا ہون مین خدا سے اُس امر مشکل کے واسطے جسکے حل کے لیئے ابوالحسنؑ موجود نہ ہون۔ لولا علی لہلک عمرؓ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر مارے جاتے۔ یہ اور اُنکے ایسے اور دیگر کلمات انہین مقامات مین کہے جاتے تھے جن کا ذکر تفصیل کے ساتھ آپکے علم الفقہ کے بیان مین مندرج ہین ۔

ان کے علاوہ حضرت عمرؓ نے احکام شریعت کے فتوے کی نسبت عام طور سے حکم دیدیا تہا لا یفتین احد فی المسجد و علی حاضر۔ کوئی شخص مسجد مین فتوے دینے کا مجاز نہین ہے جب حضرت علی علیہ السلام موجود ہون ۔ (امام سیوطی)

ان امور کے علاوہ ایسے واقعات کثرت سے اسلامی تاریخ مین موجود ہین جن سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے قوت فیصلہ کا پورا امتیاز ہوتا ہے۔ انہین وجہون سے ثابت ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اس صیغے سے ایک خاص دلچسپی تھی۔ اور اسکی نسبت آپنے جسقدر کوشش فرمائی ہے وہ بالکل نادر اور عدیم المثال ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے مہاجر اور انصار مین سے یہ عہدے اور منصب انہین بزرگوارون کو سپرد فرمائے جو اپنے تقدس۔ تقوے۔ امانت۔ صداقت اور راستبازی کے معاملات مین اپنا جواب نہین رکھتے تھے۔ تعین کے وقت اُنکے اعزاز محفوظ رکھے جاتے تھے۔ مگر فرائض منصبی کی اداکاریون مین غفلت یا کسی قسم کی شکایت سنی جانے کیوقت ان حضرات کی تنبیہ اور زجر و توبیخ ایک معمولی حیثیت مین کیجاتی تھی +

ہر قاضی کو بے لوثی صفائی اور امانت سے کام لینے کے لیے ہمیشہ سے سخت سے سخت تاکید کی جاتی تھی۔ اور ذراسی شکایت پر ان لوگون کو پورا جواب دینا ہوتا تھا۔ ذیل مین ہم قاضی کے خاص احکام اور ہدایتین درج کرتے ہین جو ہمارے بیان پر کافی روشنی ڈالینگی +

ثم اختر للحکم بین الناس افضل رعیتک فی نفسک ممن لا یضیق بہ الامور ولا تمحکہ الخصوم ولا یتمادی فی الزلۃ ولا یحصر من الفیء الی الحق اذا عرفہ ولا تشرف نفسہ علی طمع ولا یکتفی بادنی فہم دون اقصاہ اوقفہم فی الشبہات واخذہم بالحجج واقلہم تبرما بمراجعۃ الخصم واصبرہم علی تکشف الامور واصرمہم عند اتضاح الحکم ممن لا یزدہیہ اطراء ولا یستمیلہ اغراء واولئک قلیل ثم اکثر تعاھد قضائہ وافسح لہ فی البذل ما یزیل علتہ وتقل معہ حاجتہ الی الناس واعطہ من المنزلۃ لدیک ما لا یطمع فیہ غیرہ من خاصتک لیامن بذلک اغتیال الرجال لہ عندک فانظر فی ذلک نظرا بلیغا فان ھذا الدین قد کان اسیرا فی ایدی الاشرار یعمل فیہ بالھوی ویطلب بہ الدنیا +

تمہاری ملکی رعایا مین جو سب سے زیادہ تمہارے نزدیک معتمد علیہ ہو۔ تم اُسی کو قاضی مقرر کرو اور ذیل کی باتون کو اُس مین اچھی طرح دریافت کرلو۔

قاضی وہ ہو جو کثرت معاملات سے نہ گھبراتا ہو۔ اگر وہ اپنے کسی فیصلہ مین خطا کرے تو اُسپر اصرار نہ کرتا ہو۔ اور جب کوئی امر اُسپر اچھی طرح ثابت ہوجائے۔ اور اسکی طرف اُس کو پورا یقین ہوگیا ہو تو وہ پھر اُسکے اجرا مین توقف نہ کرتا ہو کسی حال مین کسی چیز کی طمع نہ کرتا ہو جب تک معاملات کی تہ کو نہ پہنچ لے۔ اپنی کم فہمی پر کفایت نہ کرتا ہو اور صرف اپنی سمجھ پر نہ رہتا ہو۔ جب کسی امر واجب مین اُسکو شبہہ واقع ہو تو جلدی نہ کرتا ہو بلکہ غور و تامل کرتا ہو۔ اور جب غور کرنیسے بھی نہ پہنچ سکے تو اور دلیلون پر توجہ کرے اور اُن مین جو حق اور صحیح ثابت ہو اُسپر اعتبار کرلے۔ مرجوعات کے وقت فریقین مقدمہ کے ساتھ کج خلقی سے نہ پیش آتا ہو۔ اور ترش رو ہوکر نہ بولتا ہو۔ ہر معاملہ کی تحقیق مین

تلون کو راہ نہ دیتا ہو۔ جب کسی معاملہ مین اُسکی تجویز حق پر ہو۔ پھر اُسکے جاری کرنے مین دیر نہ کرے۔ اگر ملک کے لوگ اُسکی حد سے زیادہ تعریف کرین تو وہ اپنے اعتدال سے آگے نہ بڑھجائے۔ کسی کی سفارش کسی کے کہنے سُننے سے فیصلہ نہ کرتا ہو۔ والیان ملک کو قاضی ملک کے معاملات کی پوری خبر لینی ہوتی تھی۔ اوران لوگون کے متعلق ذیل کی مخصوص امور کی خبرگیری والیان ملک کے ذمّہ واجب اور فرض ہے۔

جن لوگون کو قاضی مقرر کیا جاوے۔ اُن کے معاملات کی پوری خبرگیری کیجائے۔ قاضی کی تنخواہ براہ راست بیت المال کی رقم سے دیجائے۔ تاکہ اُن کو پھر کسی غیر سے سوال کرنے کی احتیاج اور ضرورت باقی نہ رہے۔ اور پھر وہ رشوت نہ لے سکین۔ اُنکو اپنی صحبتون اور مجلسون مین ممتاز جگہین دو۔ تاکہ عام لوگون کو اُن پر غلبہ یا دست رسی کا موقع نہ ملے۔

قاضی اور محکمہ قضا کے متعلق اتنے احکام لکھکر ہمارا یہ دعوے ہرگز بیجا اور ہمارا یہ سوال کسیطرح نازیبا نہین خیال کیا جا سکتا۔ اگر ہم یہ پوچھین کہ ان امور کے علاوہ اور وہ کون سی چیزین اور باقی رہ گئی ہین جو اس صیغے کے متعلق نہین بیان کی گئین۔ اور جناب علی مرتضی علیہ السلام نے اُنکا ذکر نہین فرمایا۔ یا وہ کون سے اسمین زائد امور ہین جو بیش از ضرورت اسمین داخل کردیے گئے ہین۔ یہ ہدایتین جو محکمہ قضا کے افسر کے لیے ضروری اور لابدی خیال کیجاتی ہین۔ مگر باایںہمہ اُسکو اتنی قوت اور آزادی بھی نہین دی گئی کہ وہ حد اعتدال سے باہر ہوجائے بلکہ وہ اپنے والی ملک کی زیر نگرانی رکھا گیا۔ سمجھنے کے لیے قاضی اپنے صیغے کا خود مختار افسر تو ضرور تہا۔ مگر پھر بھی اُسکی آزادی اور خود اختیاری ایک دوسرے شخص کی قوت کے ذریعہ سے کامل طور پر محدود کردیگئی۔

جناب امیرالمومنین علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا نے اپنے ایام خلافت مین اس صیغے کی نسبت نہایت سخت تحقیق سے کام لیا۔ اور مہاجر و انصار مین سے جو اس منصب کے لیے لائق ہوتا تھا اُسکو یہ منصب تفویض کیا جاتا تھا۔ جو لوگ کہ پہلے سے مقرر تھے۔ اگر وہ حقیقت مین اس عہدے کی لیاقت اور صلاحیت رکہتے تھے۔ اُن کے ساتھ کوئی تعرض نہین کیا گیا۔ اور وہ اُسی طرح بحال رکھے گئے۔ اُن کے اختیارات بھی قائم رکھے گئے اور اقتدار بھی۔ جیسے قاضی شریح اور عبادہ ابن صامت۔

اور ایسے لوگ جو اس منصب کے لیے لائق نہین سمجھے گئے وہ اس سے علحدہ کردیے گئے۔ اور اُن کے اختیارات اُن سے واپس لیلیے گئے۔ اور محض خانہ نشینی پر مجبور کردیے گئے۔

والیان ملک اور اُن کے تمام امور کی نگرانی جس احتیاط اور اہتمام سے کیجاتی تھی۔ اُسی کوشش اور اُسی احتیاط سے اُن کی کارروائیون پر بھی غور کیا جاتا تھا۔ جس طرح والیان ملک سے کسی شکایت پر اُن سے

پوری کیفیت طلب کیجاتی تھی۔ اُسی طرح قضا کے افسرون سے بھی کسی شکایت پہنچنے پر جواب طلب کیا جاتا تھا اور جس طرح اُنکی موعظت ہدایت اور سیاست کیجاتی تھی اُسی طرح اُنکی بھی +

قاضی شریح کی چشم نمائی۔

کوفہ کے مشہور و معروف قاضی شریح نے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ سے کوفہ مین قاضی تھے۔ اپنی ضرورت سے زائد ایک مکان خریدا۔ وہ مکان نہایت آراستہ و پیراستہ تھا۔ وہ کوفہ کی مشہور اور معروف عمارتون مین شمار ہوتا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام کو اسکی خریداری کی نسبت رشوت کی خبر دیگئی۔ قاضی شریح کو صفین کے قیامت خیز میدان سے نہایت گرم الفاظ مین ہدایت نامہ لکھا گیا۔ جسکے مضامین یہ تھے +

اے شریح سمجھ لو۔ کہ تم کو اُس سے مقابلہ ہونیوالا ہے جو نہ تمھارے اس مکان کے وثیقہ پر لحاظ کریگا اور نہ اس وثیقہ کے گواہوں سے کچھ پوچھے گا۔ اور تمکو اس گھر سے یکہ و تنہا نکالدے گا۔ اور تم کو ایک محض گڑھے مین ڈالدے گا۔ وہ آدمی نہین ہے۔ بلکہ تمھاری موت ہے جو آج یا کل تمھارے پاس عنقریب آنیوالی ہے۔ دیکھو شریح۔ اب پھر ہم تمکو یاد دلائے دیتے ہین۔ لیکن ایسا نہو کہ تم نے یہ مکان ناجائز طور پر نہ خریدا ہو۔ اور تم اُس پر اسیطرح متصرف ہوئے ہو تو ایسی حالت مین تم کو دونون طرف کا خسارہ اُٹھانا نہوگا۔ اور تم بیشک دنیا مین بھی گھاٹا اُٹھاؤگے اور آخرت مین بھی +

امیر المومنین علیہ السلام خود بھی ان احکام کے بہت بڑے پابند تھے۔ اپنے خاص معاملات مین بھی جنھین آپ خود فیصل فرماسکتے تھے۔ مگر قاضی ہی کو اُنکے فیصل کا حکم فرماتے تھے۔ اور خود ایک معمولی حیثیت مین فریق بنکر اپنے حقوق کو فیصل کراتے تھے +

جنگ صفین مین آپ کی ایک زرہ کھو گئی تھی۔ بہت تلاش کیگئی۔ نہ ملی۔ ایک دن امیر المومنین علیہ السلام نے وہی زرہ ایک شخص کو پہنے دیکھا۔ جو عیسائی تھا۔ زرہ پہچان کر امیر المومنین علیہ السلام نے اُسے قاضی شریح کے پاس مجرم بناکر کھڑا کر دیا۔ اور بیان فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے۔ نہ مین نے اس عیسائی کے ہاتھ اسے بیچا ہے۔ نہ اُسکو بخشا ہے۔ نصرانی سے پوچھا گیا کہ یہ زرہ کسکی ہے۔ اُس نے کہا میری۔ اور میرا قبضہ میری ملکیت کی دلیل ہے شریح نے امیر المومنین علیہ السلام سے اُنکے دعوے کی نسبت گواہ طلب کیے۔ امیر المومنین علیہ السلام اُسوقت کوئی گواہ اس امر کی تصدیق مین کہ یہ زرہ میری ہے پیش نہ کرسکے۔ قاضی شریح کو امیر المومنین علیہ السلام کی وجہ سے فیصلہ سنانے مین کچھ تامل ہوا۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام نے فوراً ٹوک دیا کہ فیصلہ مطابق شریعت کے ہونا چاہیئے۔ قاضی کو سخت مجبوری ہوئی۔ امیر المومنین علیہ السلام پر معاذ اللہ جھوٹی گواہی کا گمان کیسے ہوسکتا ہے نصرانی کی چیز نصرانی کے پاس موجود ہے اور القبض دلیل الملک کی روشن دلیل موجود +

امیر المومنین علیہ السلام نے قاضی کی خاموشی کو بخوبی سمجھکر فرمایا کہ ایسے معاملات مین خلافت یا امارت کا

خیال کرنا سخت ظلم ہے۔ شریح نے یہ سن کر امیرالمومنین علیہ السلام کے خلاف فیصلہ کیا اور امیرالمومنینؑ اور وہ مرد عیسائی دارالقضا سے واپس آئے +

فریقین کی بعض کتابون کے مطالعہ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ وہ مرد عیسائی اس معاملہ کے بعد امر حق کے اظہار کرنے پر مجبور ہوا اور امیرالمومنینؑ کے ہاتھون پر اسلام لاکر کہنے لگا کہ حقیقت امر تو یہ ہے کہ زرہ آپ ہی کی ہی۔ اور مین نے اسے میدان صفین مین پڑا پایا تھا۔ پھر وہ سعادت مند امیرالمومنینؑ کی رکاب مین جنگ نہروان مین فائز بہ شہادت ہوا +

فوج اور لشکر کا صیغہ

فوجی بندوبست اور لشکر کے انتظام کے ساتھ بھی امیرالمومنین علیہ السلام کو ایک خاص دلچسپی تھی کیونکہ لشکر اور فوجی تعلقات کے ساتھ جسقدر امیرالمومنینؑ کی مقدس حیات کا زمانہ گزرا ہے۔ ہم یقین کرتے ہین۔ کہ انکے اسلامی ہمعصرون مین سے کسی کو بھی اتنا موقع نہ ملا ہوگا +

فوج کی ترتیب اور امیرالمومنین کی مہارت

یہ تو ظاہر ہے کہ امیرالمومنین علی ابن طالب علیہ السلام نے نہایت کم سنی سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت مین اسلامی مجاہد کا اعزاز پایا۔ اور غزوۂ احد سے لیکر حنین و طائف کے آخر معرکون تک فوج اسلامی کے منصب امارت پر ممتاز رہے اپنی مبارک عمر کا بیش بہا وقت فوجی انتظام فوجی بندوبست۔ لشکر کی ترتیب اور لشکر کی درستی مین صرف فرمایا پھر اس زمانہ مین ایسے ایسے معرکے پڑے اور عرب کے ایسے ایسے نمودار اور دلیر جوانمردون سے سامنا ہوا جن کی دلیری کا شہرہ۔ شجاعت کی دھوم ہیبت کی دھاک۔ عرب کے بڑے بڑے پہلوانون کے بدن مین تھرتھری ڈالدیتی تھی۔ ان سب کو علی مرتضیٰ کی شجاعت نے زیر کیا اور مار گرایا تھا۔ امیرالمومنینؑ کے ذاتی تجربہ اور ذاتی لیاقت نے کل دس یا گیارہ برس کی مدت مین اسلام کی وسعت کو حجاز اور یثرب سے اٹھا کر بحر فارس اور عراق عرب تک پہنچایا +

یہ فنون جنگ کے کمال ہی تھے۔ اور یہ فوجی معاملات کی قابلیت ہی تھی جسنے امیرالمومنین علیہ السلام کی اقتدا اور استمزاج پر حضرت عمرؓ کے ایسے شخص کو مجبور کردیا۔ اور خلیفۂ ثانی نے اپنے زمانہ کے غزوات کو زیادہ تر انہین کی ہدایت پر موقوف رکھا۔ اور حقیقت امر یہ ہے کہ اس صیغے کے شعبے مین جیسے اعلیٰ اور قابل قدر مشورے اور اصلاحین حضرت عمرؓ کو جناب امیرالمومنینؑ سے ملی ہین۔ ویسی صحابہ مین کسی اور صاحب سے نہین ملین۔ تینون خلافتون کے زمانہ کو چھوڑدو۔ امیرالمومنین علیہ السلام کی چار سالہ حکومت کا تمام زمانہ بلکہ اسکا ایک ایک دن اور ایک ایک لحظہ فوجی انتظام اور لشکر کی ترتیب مین گزر گیا۔ اور اتنی مدت مین ایک وقت

بھی اِن امور کی دیکھ بھال اور غور و فکر سے خالی نہ رہا۔ جب کسی ملکی فرمان روا کو کسی خاص صیغے سے آتنی دلچسپی ہو اور وہ اُس کے ہر اندرونی اور بیرونی امور سے پورا تجربہ حاصل کر چکا ہو تو یہ قاعدہ کی بات ہو کہ وہ بادشاہ اُس صیغہ کو ایک خاص توجہ کی نظر سے ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اِسکے علاوہ امیرالمومنین ؑ کی روزانہ ضرورت کیا کم تھی جو اِن امور کیطرف سے آپ کو ایکدم بھی مطمئن اور مستغنی نہ رکھ سکی +

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تخت نشینی کے وقت اسلامی فوج کی کیا کیفیت تھی۔ اِسکے جواب کے لیئے ہمارا اتنا ہی لکھ دینا کافی ہوگا کہ جب نظام ملکی کے تمام صیغوں مین۔ سابق خلیفہ کے وقت سے بدنظمی پھیلی ہوئی تھی۔ اور تمام کاروبار ابتر ہو رہے تھے تو تنہا اِس صیغے کی حالت کیسے درست رہ سکتی تھی + ملکی بغاوت کا اثر بہت جلد لشکر اور اہل لشکر پر پڑتا ہو۔ جب ملک مین اندرونی بغاوت پھیلے گی۔ تو لشکر مین بدنظمی ہو جانے کا بھی قوی احتمال ہوتا ہو۔ امیرالمومنین ؑ کی خلافت مین بھی لشکر کی وہی کیفیت تھی جو اور صیغون کی حالت۔ مروان کی خود مختاری اور مطلق العنانی نے جسطرح خلافت ثالثہ کے تمام نظام ملکی کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔ اُسیطرح فوج کی ترتیب اور لشکر کی درستی کے بند بند بھی جدا کر دیئے تھے۔ اِن کے بعد امیرالمومنین ؑ نے جہان اور نظام ملکی کی درستی فرمائی وہان اِسکی بھی۔ اور ملک کی تقسیم اور والیان ملکی کے تعین کے بعد۔ وہان کی فوج بھی اُسکی نگرانی مین سپرد فرمائی۔ اور بیت المال اسلامی اور رقوم خراج مین سے پہلے اہل لشکر کی تنخواہ کا خرچ نکالدیا۔ جو والیان ملک ملکی انتظام کے علاوہ فوجی تعلقات مین بھی بہت بڑے تجربہ کار اور ہوشیار تھے۔ وہی اُس ملک کی افواج متعینہ کے کمانڈنگ آفیسر Commanding Officer بھی بنا دیئے گئے۔ جیسے مالک ابن اشتر۔ یہ بزرگ علاقہ الجزائر کے امیر ملک بھی تھے اور امیر افواج بھی۔ مگر بہت سے ایسے لوگ جو نظام ملکی مین تو پوری مہارت رکھتے تھے۔ مگر فوجی امور مین بہت کم دخل رکھتے تھے۔ اُن کے صوبون مین البتہ ایک فوجی امیر کا علیحدہ اضافہ فرمایا جاتا تھا۔ جیسے عبداللہ ابن عباس یمن کے امیر تو تھے مگر فوج کی امارت سعید ابن قیس ہمدانی سے متعلق تھی +

اِس انتظام کی نسبت ہمارا یہ گمان صحیح ہو کہ اِسکی ابتدا زیادہ تر اِسی زمانہ سے ہوئی۔ سابق خلافتون کے عہد مین اِن امور کی طرف کم توجہ کی گئی۔ اِسوقت اسلامی لشکر مین دو قسم کے لوگ بھرتی ہوتے تھے۔ ایک تو وہ جو ہمیشہ ایک مقام خاص پر متعین رہتے تھے۔ دوسرے وہ جن کا نام فوج کے رجسٹر مین درج تھا۔ اُنکی روزانہ حاضری ضروری نہین تھی۔ ضرورت کے وقت بلا لیئے جاتے تھے۔ مگر امیرالمومنین علیہ السلام کی ضرورتون نے اِس تقسیم کو توڑ دیا۔ اور جمل و صفین کی لڑائیون نے دونون قسم کی فوجون کو امیرالمومنین علیہ السلام کی رکاب مین حاضر رہنے پر مجبور کر دیا۔ اِس لیئے ہمکو اِس امر کا اعتبار کرنا بہت مشکل ہو کہ یہ انتظام امیرالمومنین علیہ السلام کے

وقت میں باقی رہا۔ یا نہین۔ مگر ہان اتنا ہم البتہ کہہ سکتے ہین کہ باوجود روزانہ معرکہ آرائیون کے امیر المومنین علیہ السلام نے ملک کو فوج سے بالکل خالی نہین کر دیا تھا۔ جو مقامات فوج کے لیے مخصوص تھے۔ وہان فوجین موجود رہتی تھین۔ جب اُن کی ضرورت ہوئی بلالی گئین۔ اور تھوڑی بہت وہان بھی ملک کی حفاظت و نگرانی کے لیے چھوڑ دی گئین ✦

لشکر اور اہل لشکر نے جتنی محنت امیر المومنین علیہ السلام کے زمانہ مین اُٹھائی۔ اُسیقدر آرام بھی اور جسقدر اُن کی خاطرداری۔ دلجوئی اور مروت امیر المومنین علیہ السلام کے دلمین تھی۔ ہم خیال کرتے ہین۔ اُتنی اور کسی فرمانروا کے دلمین نہ ہوگی ✦

والیانِ ملک کو جنکے حقوق کے محفوظ رکھنے کے لیے سب سے پہلے تاکید کیجاتی تھی وہ لشکر اور اہل لشکر تھے۔ اہل خراج۔ عاملان صدقات۔ والیان ملک اور حاکمان بندوبست۔ ان تمامی لوگون کو جنکے ساتھ رعایت ہمدردی اور مروت سے پیش آنیکے لیے ہدایت فرمائی جاتی تھی۔ وہ یہی تھے۔ لشکر اور اہل لشکر اور تمام امور سے پہلے انہین لوگون کی راحت رسانی کی نسبت تاکید کیجاتی تھی۔ محمد ابن ابی بکر الصدیق کے اُس دستور العمل مین جہان رعایا کی تقسیم اور اُنکے مختلف حقوق تبلائے گئے ہین۔ اُن مین نمبر اول یہی ہین۔ اِنکی نسبت جو دستور العمل مین درج ہوا ہے۔ اسکو ابھی ابھی ہم نظام ملکی کے بیان مین لکھ چکے ہین۔ مگر ہمارے سلسلہ بیان کی ضرورت ہم کو پھر اُس عبارت کے بعض مقامات کے انتخاب درج کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ جسکو ہم اپنی ضرورت کے موافق ذیل مین درج کرتے ہین ✦

"فان الجنود حصون الرعیة وزین الولاة وعز الدین وسبیل الامن ویقوم الرعیة الا بهم۔"	تمہارے لشکر تمہاری رعایا کے قلعے اور محافظت کے ذریعہ ہین۔ تمہارے لشکر تمہارے ملکون کی زینت ہین اور تمہارے دین کی عزت اور تمہارے راستون کے امن ہین۔ رعایا کو ملک مین بغیر لشکر کے قیام مشکل ہے ✦

یہ تو لشکر کی پوری تعریف ہے اور کیسی سچی۔ فوج کی ماہیت اور فوجی لوگوں کی ضرورت اِس سے مختصر الفاظ مین اور بہتر نہین ہو سکتی۔ اِنکے ادائے حقوق کی نسبت امیر المومنین علیہ السلام کے جو خیال تھے وہ ذیل مین مندرج ہین ✦

اہل لشکر کے حقوق اور اُن کی رعایتین

ثم تفقد من امورهم ما یتفقد الوالدان من ولدهما ولا یتفاقمن فی نفسک شیء قویتهم به ولا تحقرن لطفا تعاهدهم به	اپنے لشکر والون کے ساتھ تم ایسے پیش آؤ جیسے تم اپنے بیٹون کے ساتھ۔ اور تم اُن سے اِس طرح ملو کہ وہ تم سے ہمیشہ ملتے رہین۔ کیونکہ اگر تم اُنکے ساتھ کسی ادنیٰ چیز سے بھی سلوک کروگے

ان عطفك عليهم يعطف قلوبهم عليك ولا يصح نصيحتهم الا بحيطتهم وواصل من حسن الثناء عليهم وتعديد ما ابلى ذو البلاء منهم فان كثيرة الذكر لحسن فعالهم تهز الشجاع وتحرض الناكل +

تو یہ اُن کی قوت کی زیادتی کا باعث ہوگی۔ اور یہ سمجھ لو کہ اُن کے ساتھ تمہارا مہربانی سے پیش آنا اُن کو تم پر مہربان کردے گا۔ اور اُنکی مہربانیون سے تم کو بہت بھلائیان ہون گی۔ تم اُن کی ثنا و صفت سے اور اُنکی کوشش اور جانفشانیون کے ذکر سے اُنکو خوش رکھو۔ جو انہون نے جو تمہارے لیے اُٹھائی ہین۔ کیونکہ اُن کے محاسن اوصاف کا ذکر کرنا اُن کی ہمت۔ دلیری اور شجاعت کو بڑھاتا ہے۔ اور اُن مین جو بُزدل ہوتے ہین۔ اُن کو دلیر کرتا ہو +

اہل لشکر کے محاسن سلوک قائم رکھنے کی نسبت ہم اتنی ہی ہدایتون کو کافی سمجھتے ہین اور ہم کو انہین مختصر الفاظ سے امیر المومنین علیہ السلام کی اُس ہمدردی اور خاص توجہ کا پورا ثبوت ملتا ہے جو اُن کو اپنے لشکر اور اہل لشکر کے ساتھ مدنظر رہتی تھین +

ہم نے اِن تمام ہدایتون کو نہایت تفصیل کیساتھ اوپر لکھا ہے جن مین اُنکی رعایت حقوق کی نسبت امیر المومنین علیہ السلام نے کوئی ایسی بات اُٹھا نہین رکھی جسکے لیے پورے طور سے اپنے ملکی افسرون یا اُن کو جو اِس صیغے کے خاص افسر ہون۔ ہدایت نہ فرمائی ہو۔ ایسا مہربان فرمانروا۔ ایسا شفیق حکمران جسکو اپنے لشکر سے ایسی سچی ہمدردی اور محبت کے دعوے ہون۔ اُن کے لیئے ایک عدیم المثال نعمت ہے اور وہ ان حالتون پر بھی اگر اُسکے ساتھ کوئی مخالفت کرین تو یہ اُن کی شامت اور بدبختی مین شامل ہوگا +

مگر اِن تمام رعایتون کے ساتھ بھی اُن کے اختیارات ایک حد تک محدود کر دیئے گئے۔ اور حقوق رعایا کے مقابلہ مین اُنکی مطلق العنانی غیر مفید سمجھکر فوراً روک دی گئی۔ ایسا نہین کیا گیا کہ اہل لشکر کے محاسن سلوک کے آگے رعایا کے تفقد احوال کیطرف کوئی توجہ نہین فرمائی گئی۔ ایسا نہین کیا گیا کہ اہل لشکر کی خاطر داری اسدرجہ تک بڑھا دیگئی ہو کہ وہ خود مختار اور خود غرض ہو کر رعایا کے حقوق کو پامال کرین۔ یا اُن کی پریشانی۔ خوف۔ اور ایذا رسانی کے باعث ہون۔ رعایا اور لشکر کے درمیان بھی امیر المومنین علیہ السلام نے وہی اصول قائم رکھے جو اِس دستور العمل کے ابتدا مین درج کر چکے تھے۔ اور بتلا چکے تھے کہ اہل لشکر رعایا کے قلعے اور جائے حفاظت ملک کی زینت۔ دین کی عزت۔ اور رستون کے امن و راحت ہین۔ رعایا بغیر لشکر کے کسی ملک مین قیام نہین کر سکتی +

یہ وہی امور ہین جو جانبین کے حقوق کو دونون طرف سے مستحکم بناتے ہین۔ اور دونون کو اپنے اپنے منصب پر قائم رکھتے ہین۔ رعایا کے آرام اور آبادی کی ضرورت لشکر کے ساتھ ملحق ہو اور لشکر کی اطمینان و

راحت کے سامان رعایا کے ساتھ۔ جانبین کو ان اُصول کی کافی طور پر تسلیم دیگئی۔ اور ایک کو دوسرے کی ضرورت کامل طور سے دکھلادی گئی۔ ایسی مساوات کی حالتون مین نہ لشکر سے ملک جدا ہو سکتا ہی نہ ملک سے لشکر ؛

امیرالمومنین علیہ السلام نے خود ہمیشہ انہین اصول کو مدنظر رکھا۔ اور جانبین سے ایک کو کبھی دوسرے پر ترجیح کا موقع نہین دیا جس حدتک ملکی رعایا کے حقوق تھے ادا کیے جاتے تھے۔ اور جہان تک لشکر کے حقوق تھے۔ اُنکی ہمیشہ تعمیل کیجاتی تھی ؛

ہم ان واقعات کی مثال کثرت سے امیرالمومنین علیہ السلام کے اُس سفر مین پاتے ہین جو کوفہ سے شام تک معاویہ کے مخالفانہ حملات کی مدافعت کی غرض سے کیا گیا تھا۔ اس سفر مین نوسے ہزار سے زائد فوج امیرالمومنین علیہ السلام کی رکاب مین ساتھ تھی۔ مدینہ سے عراق۔ عراق سے شام کی سرحد تک کی پوری مسافت لشکر کے ساتھ طے فرمائی گئی۔ مگر ملک مین کہین کسی شخص نے ایک اہل لشکر کی زیادتی۔ زبردستی یا ایذا رسانی کی شکایت نہین کی۔ اسکی کیا وجہ تھی۔ صرف یہی کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی نگاہ مین لشکر اور رعایا دونون کے استحقاق برابر جہ مساوی قائم تھے۔ اسی سفر مین جب امیرالمومنین علیہ السلام کا لشکر شہر انبار مین پہونچا تو وہان کے اُمرا نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا رسم استقبال ادا کیا۔ اور اچھے اچھے عجمی گھوڑے نذر کے طور پر پیشکش کیے۔ اور یہ استدعا کی کہ ہم نے لشکر کی دعوت کا پورا سامان کیا ہی۔ قبول فرمایا جائے ؛

امیرالمومنین علیہ السلام اُن کے اظہار اطاعت سے نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ تم کیون اتنی تکلیف اُٹھاتے ہو۔ تمھارے یہ تحفے تمہین کوئی فائدہ نہین پہونچا سکتے۔ مین تمھارے ہدیے اس شرط پر قبول کرتا ہون کہ تمھارے خراج مین اُنکی قیمت مجرا دون۔ اور فوج کی رسد (دعوت) قطعی قبول نہین کی جائیگی۔ اُن لوگون نے اپنی استدعا پر پھر اصرار کیا۔ اور نہایت خلوص عقیدت کا اظہار کیا تو آخر مین یہ حکم صادر فرمایا گیا کہ گھوڑے۔ خراج مین قیمت محسوب کیے جانیکے بعد لیے جاوین۔ اور لشکر مین جن لوگون کو جن لوگون کے ساتھ تعارف ہو وہ مہمان کیے جاوین۔ بقیہ اور عام رسد کی قیمت اُنکو خزانہ سے ادا کر دیگئی۔ مگر اہل خراج کو نہایت سختی سے تاکید کر دیگئی کہ ہمارے لشکر مین سے کوئی شخص تم سے کوئی چیز بہ جبر لینا چاہے تو اُس سے مجکو فوراً مطلع کرنا ؛

امیرالمومنینؑ کی ایک نظر نے لشکر اور رعایا دونون کے استحقاق برابر برابر نظر رکھی۔ ایسی بغاوت کے زمانے مین اتنی احتیاط۔ محافظت اور بیدار مغزی سے کام لینا اُسی فرمان روا کا کام ہی جو اپنے استقلال اور ثابت قدمی کے محاسن مین اپنی آپ مثال ثابت ہوا ہو ؛

یہان تک تو وہ حالات تھے جو رعایا اور اہل لشکر کے فیمابین مشترک تھے۔ اب ہم لشکر اور اہل لشکر کے خاص قواعد اور اُنکے احکام کا ذکر کرتے ہین۔ جو امیرالمومنین علیہ السلام نے نافذ فرمائے ہین لشکر کی ترتیب باعتبار مختلف حصون کے امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانے مین حسب ذیل کیجاتی تھی ٭

تقسیم لشکر وقت مقابلہ

۱	قلب	امیر لشکر اسی حصہ مین رہتے تھے
۲	مقدمۃ الجیش	قلب کے آگے کچھ فاصلے پر قائم رہتا تھا۔
۳	میمنہ	قلب کے داہنے ہاتھ پر رہتا تھا۔
۴	میسرہ	اُلٹی طرف والا فوجی حصہ۔
۵	ساقہ	پیچھے رہنے والا حصہ
۶	رادہ	جو ساقہ سے پیچھے رہتا تھا۔ اس خیال سے کہ فوج کو دشمن کے پیچھے حملوں سے بچائے ٭

یہ تقسیم تو مقابلہ یا ترتیب فوج کیوقت کیجاتی تھی۔ اب اُن کے منصب اور خدمات کے اعتبار سے اُن کے حسب ذیل حصے کیئے جاتے تھے ٭

لشکر کی عام تقسیم

۱	رکبان	شتر سوار۔ یہ سب سے آگے رہتا تھا۔
۲	فرسان	گھوڑے سوار۔ جو شتر سوارون سے پیچھے رہتے تھے ٭
۳	راجل	پیادے۔
۴	رماۃ	تیر انداز۔ خاصکر ریزرو ڈیوٹی کا کام دیتے تھے اور ضرورت کے وقت کام آتے تھے
۵	طلیعہ	حفاظت فوج۔ غنیم کی سراغرسانی۔ اِنکے سپرد ہوتی تھی۔
۶	رائد	اسکے متعلق فوج کی رسدرسانی ہوتی تھی ٭

محاصرہ یا مقابلہ کے وقت اہل لشکر کو جن جن باتون کی ہدایت کیجاتی تھی۔ اُس سے امیرالمومنین علیہ السلام کی جنگی لیاقتون کا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ہم ذیل مین وہ ہدایتین درج کرتے ہین جو فوجی افسرون کو ان مخصوص اوقات مین دی جاتی تھین ٭

امیر افواج کے لئے ضروری ہدایات

فاذا انزلتم بعدو او نزل بکم فلیکن معسکرکم فی قبل الاشراف او سفاح الجبال او اثناء الانهار کما یکون لکم ردءا ودونکم مردا ولیکن مقاتلتکم من وجه او اثنین	جب تم دشمن کے سر پر چڑھ جاؤ یا دشمن تمہارے سر چڑھ آئے۔ اور مقابلہ کی ضرورت واقع ہوجائے تو تم اسکا خیال ضرور رکھو کہ تمہارا اُسوقت قیام کسی پہاڑ پر ہو یا کسی اونچی زمین پر یا دریا کا کنارہ ہو تاکہ تمہارے لیئے پناہ کی جگہ

واجعلوا لكم رقباء في صياصي الجبال و مناكب الهضاب لئلا ياتيكم العدو من مكان مخافة او امن واعلموا ان مقدمة القوم عيونهم وعيون المقدمة طلائعهم اياكم والتفرق فاذا نزلتم فانزلوا جميعا فاذا ارتحلتم فارتحلوا جميعا واذا غشيكم الليل فاجعلوا الرماح كفة ولا تذوقوا النوم الا غرارا او مضمضة ۔

کافی ہو۔ اور پھر دشمن تم پر کسی جانب سے پہونچ سکے اپنے لشکر کو ہمیشہ یکجا رکھو لیے۔ وقتون مین پارہ پارہ اور متفرق نہ ہو رو۔ اپنی ہر وجمعیت مین سے تھوڑا سا حصہ پس پشت یا کسی اونچی زمین پر علحدہ تیار رکھو تاکہ وہ تمکو ضرورت کے وقت یا دشمن کے سامنا ہو اور الیبا ہی حملہ کے وقت کافی مدد پہونچا سکے۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ لشکر کا مقدمہ اُس کی آنکھین ہین۔ اور مقدمہ لشکر کی آنکھین طلیعہ ہوتی ہین۔ جو مقدمہ لشکر کے آگے رہتی ہین۔ ان کی خدمت یہ ہے کہ وہ دشمن کا پتہ لگائین۔ اور محافظت اور جاسوسی کی خدمت بجالائین۔ اسلیے مناسب ہے کہ وہ لشکر کے آگے رکھے جائین جس جگہ قیام کرو۔ وہان متفرق نہ اترو۔ اور جہان سے کوچ کرو تو یکجا اور اکٹھا ہو کر جب تم کے وقت کہین اترو تو اپنے نیزون کو لشکر کی چارون طرف گاڑدو اور ان سے اپنی محافظت کرلو۔ اور رات کیوقت ضرورت سے زیادہ نہ سویا کرو۔

یہ وہ احکام ہین جو عموماً فوج کشی کے زمانہ مین افسران فوج کو دیئے جاتے تھے۔ اور ان کے متعلق تمام امور کی اسی طرح سخت تاکید کیجاتی تھی۔ صفین کے معرکون مین جو فوج سب سے پہلے دار الخلافہ کو فہ سے روانہ کی گئی۔ اسکی امارت معقل بن قیس ریاحی کے متعلق تھی معقل کو چلتے وقت جو ہدایتین کی گئین وہ یہ تھین

امیر فوج کو ہدایتین

اتق الله الذي لا بد لك من لقائه ولا منتهى لك دونه ولا تقاتلن الا من قاتلك وسر البردين وغور بالناس وقرّة في السير ولا تسر اول الليل فان الله تعالى جعله سكنا وقدره مقاما لا ظعنا فارح فيه بدنك وروح ظهرك فاذا رفعت حين ينبطح السحر وحين تنفجر الفجر فسر على بركة الله فاذا لقيت العدو فقف من اصحابك وسطا ولا تدن من القوم دنو من يريد ان ينشب الحرب

خدا سے جسکی ملاقات مین ضرور ہے ڈرو کہ بغیر اسکے تم کو چارہ نہین ہے اور بغیر اسکے لطف کے تمہارے لیے پناہ نہین ہے کسی کو قتل نہ کرو۔ جبتک وہ تمہارے قتل کا پورا ارادہ نہ کرلے۔ صبح شام۔ دونون وقت سیر کیا کرو کہ یہ ٹھنڈا وقت ہے اور قیلولہ کے وقت۔ اپنے ہمراہیون کو آرام کرنے کی اجازت دیا کرو اور اپنی سواری کے جانورون اور اونٹون کو روز پانی پلایا کرو۔ (ملک عرب کے لیے یہ نہایت ضروری ہے) اور ابتدائے شب سے سفر نہ کرو۔ کیونکہ یہ خاص وقت آرام کا ہے۔ نہ تکلیف اٹھانے اور سیر کرنے کا۔ اول شب مین اپنے ہمراہیون کو آرام دو۔ اور سواری کے جانورون کو آرام پہونچاؤ۔ جب سپیدہ صبح کا ظاہر ہو

ولا تباعد من بهات الناس حتی یاتیک امری ولا یحملنکم سیاتهم علی قتالهم قبل دعائهم ولاعذر الیهم ؛	اور طلوع صبح کا وقت قریب ہو تو اُسوقت راہ چلو۔ اگر راستہ مین تم سے اور تمہارے حریف سے مقابلہ ہو جاوے تو اپنے اور اُس مین فاصلہ نہ رکھو۔ اور اُسکو دیکھکر کنارہ کنارہ

نہ پکڑو۔ اگرچہ وہ تمہارے کتنا ہی نزدیک نہ آجائے۔ کیونکہ اگر تم اُس سے زیادہ دوری یا کنارہ اختیار کروگے تو وہ سمجھینگے کہ تم اُنکے خوف سے ڈر گئے۔ اِن باتون کی پوری پابندی کرنا۔ جب تک کہ تم کو خاص کوئی حکم ثانی ہماری طرف سے نہ ملے۔ اپنے حریف کو سمجھانے اور ہدایت پر لانے کی غرض سے پہلے اُن کے قتل و خون یا لڑائی کا ارادہ نہ کرو ؛

امیرالمومنین علیہ السلام کے اِن احکام سے ہم آپ کے اُن اشفاق و خاطرداریون کا کامل اندازہ کرتے ہین جو آپ کو اپنے لشکر اور اہل لشکر کے ساتھ منظور تھین وہ کونسا امر ان کی راحت و آرام کے متعلق تھا جس کی نسبت امیرالمومنین علیہ السلام نے اُنکے افسر کو تاکید نہین فرمائی۔ دشمن کا سراغ۔ لشکر کی حفاظت۔ ہمراہیون کی راحت باربرداری کی پرداخت۔ کوچ اور مقام کے متعلق ضروری اور مفید ہدایت۔ مقابلہ محاصرہ کے اوقات کی ضروری باتین۔ حریف سے پیش آنیکے طریقے۔ اِنکے علاوہ اور وہ کونسی دوسری باتین تھین جو اِس حکمنامہ مین نہین درج کی گئین۔ کیا کوئی فرمانروا اپنے ایسے ترددات اور انتشار کے زمانہ مین اِس استقلال اور اِس ثابت قدمی سے ایک ایک صیغہ کے ہر ہر پہلو پر اِس توجہ سے غور کرسکتا ہی ؛

اور اُنپر اِس تفصیل اور تشریح سے ایسے ضروری اور مفید احکام جاری کرسکتا ہی؟۔ یہ اُسی کا کام ہی جو اپنے شبانہ روز کے انتشار کو اپنے استقلال کے آگے کچھ نہ سمجھتا ہو۔ اور ہمکو یہ احکام اِس امر کا پورا یقین دلاتے ہین کہ یہ اوصاف امیرالمومنین علیہ السلام مین تھے اور ضرور تھے۔ شجاعت کے ساتھ رعایت یہ امیرالمومنین علیہ السلام کے اُصول جنگ مین سے ایک خاص اصول ہی جسکو ہم اِس کتاب کے ابتدائی مضامین مین متعدد واقعات سے ثابت کرچکے ہین۔ اب ہم یہ دکھلاتے ہین کہ اِس اصول کی پابندی کچھ مخصوص موقع پر ظاہر نہین فرمائی جاتی تھی بلکہ اِن اصول کی تعلیم آپنے اپنے تمامی ملکی۔ مالی اور فوجی افسر کو پہونچائی ہی ؛

اسمین شک نہین کہ امیرالمومنین علیہ السلام نہایت سختی سے اپنے حریف کا مقابلہ کرتے تھے۔ لیکن اگر خیال کرو۔ اور غور سے کام لو تو تم کو معلوم ہوجائے گا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے حریف کے مقابلہ مین جتنی نرمی اور مروت کو راہ دی ہے اُتنی کسی اور نے نہین۔ اب ہم وہ احکام ذیل مین لکھے دیتے ہین جن مین حریف سے مقابلہ کے وقت یا اُسوقت جب وہ ہزیمت اُٹھائے یا شکست کھائے۔ اُس کے ساتھ پیش آنے کے طریقے درج ہین ؛

لاتقاتلوهم حتی یبدء وکم فانکم بحمد الله علی حجته وترککم ایاهم حجة اخری لکم علیهم فاذا کانت الهزیمة باذن الله فلاتقتلوا مدبرا ولاتصیبوا معورا ولاتجهزوا علی جریح ولاتهیجوا النساء باذی وان شتمن اعراضکم وسببن امراءکم فانهن ضعیفات القوی والانفس والعقول ان کنا لنؤمر بالکف عنهن وانهن لمشرکات وان کان الرجل لیتناول المراءة فی الجاهلیة بالفهر والهراوة فیعیر بها وعقبه من بعد

امابعد۔ جب تک کہ تم پر وہ قتل کے ہاتھ نہ اُٹھائین تم انکے قتل کا ارادہ نہ کرو۔ وہ جب تک کہ تم کو نہ مارین تم دست بقبضہ نہو۔ کیونکہ اُنکے مقابلہ مین تمہارے پاس خدا کی سچی اور روشن دلیل موجود ہی۔ اور اس تاخیر کے لیئے تمہارے پاس خدا کی طرف سے دوسری حجت ہی۔ جسوقت تمہارا حریف تم سے شکست پا جاوے۔ اور اُسکی جمعیت منہزم ہو جاوے اور وہ بھاگنے لگین تو اُن کے بھاگنے والون کو قتل نکرو اور اُن مین سے اگر کوئی انتہا درجہ کی عار اور ذلت گوارا کرکے اپنے ستر کو کھولدے تو تم اُسکو نہ مارو۔ جو اُن مین زخمی ہوگئے ہون۔ اُن کو تکلیف نہ پہونچاؤ۔ اُنکی عورتون کے ساتھ کوئی اعراض نہ کرو۔ اُنکو تکلیف نہ پہونچاؤ۔ ہرچند کہ وہ تمہین گالیان بھی دین اور بُرا بھلا بھی کہین تم اُنکو کچھ نہ کہو۔ کیونکہ عورتین جیسی ضعیف الاعضا ہوتی ہین ویسی ہی ضعیف العقل اور ضعیف الطبع۔ اس لیئے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین۔ عورتون کو باوجود اسکے کہ وہ کافرہ اور مشرکہ ہوتی تہین تکلیف دینے کا حکم نہین تہا۔ اور ہم اُنکی ایذا رسانیون سے سخت منع کیئے گئے تھے۔ دیکھو زمانہ جاہلیت مین بھی اگر کوئی مرد کسی عورت کو پتھر سے بھی مار دیتا تہا تو وہ ہمیشہ اُس کے لیئے سخت شرم کی بات ہو جاتی تھی اور قوم کے لوگ اُس کو اور اُس کی اولاد کو نفرت سے برابر دیکھتے تھے اور بُرا کہتے تھے۔

امیر المومنین علیہ السلام کے یہ احکام اُس اصول کی کامل طور سے تصدیق کرتے ہین جو اسلام کی صداقت اور مقبولیت کے معیار تھے۔ اسلام نے اپنے حریف سے مقابل ہونیکی جتنی اجازت دی تھی اُتنی ہی تھی۔ اور غنیم کے ساتھ سختی کے مقابلہ مین نرمی کرنیکی جو صورتین بتلائی تہین وہ یہی تہین۔ امیر المومنین علیہ السلام کو اگر اسلام کی سچی ہمدردی۔ خلوص اور محبت کا دعوےٰ نہ ہوتا تو ہم یقین کرتے ہین کہ وہ صفین جمل اور نہروان کے ایسے سخت اور خوفناک معرکون مین اتنے بڑے حریف کے ساتھ اس نرمی اور آسانی سے پیش نہ آتے۔

مگر اسلام کی تخصیص کیساتھ ہمارا یہ خیال غلط ہے۔ کچھ اسلام ہی پر منحصر نہین۔ ہمارے پاس کثرت سے ایسے واقعات موجود ہین جنسے یہ امور پورے طور سے ثابت ہوتے ہین کہ امیر المومنین علیہ السلام نے غیر مسلم شخصون کیساتھ بھی ایسی ہی نرمی اور آسانی کو ملحوظ رکھا ہے۔ طلحہ ابن ابی طلحہ کے مقابلہ کی کیفیت غزوہ احد مین دیکھو

یہودی اور اُسکے تھوک دینے کی نقل مشہور ہے۔ اور مثنوی مولوی روم مین مذکور ہے ۵ اوخیو انداخت بر روے علی افتخار ہر وصیؔ و ہر ولی +

امیرالمومنین علیہ السلام کے یہی احکام تھے جنھون نے اُنکے لشکر اور اہل لشکر کو اپنے اعتدال سے قدم باہر رکھنے نہ دیا۔ اور سفر سے لیکر مقابلہ کے وقت تک ملک کی رعایا پر اُنھین کوئی زبردستی اور ظلم نہین کرنے دیا۔ رات دن فوجین حجاز سے۔ یمن سے۔ جزائر سے۔ برابر عراق مین آتی جاتی رہین۔ مگر کبھی کسی مقام کی رعایا نے اہل لشکر کی زیادتی کی شکایت نہین کی۔ رعایا کے آرام و طمینان کی مزید احتیاط کے لیئے جن کے علاقون سے لشکر عبور کرتا تھا۔ وہان کے عاملون کے نام رعایا کے تحفظ اور امن و امان قائم رکھنے کے لیئے جو حکمنامے لکھے جاتے تھے اُن کی بجنسہ عبارت ذیل مین لکھی جاتی ہے +

عاملان ملکی کے نام روانگی لشکر کے وقت حکمنامے

من عبد الله علی امیر المؤمنین الی عمال العباد اما بعد فانی سیرت جنوداهی مارة بکم ان شاء الله وقد اوصیتهم بما یجب الله علیهم من کف الاذی وصرف الشذا وانا ابرء الیکم والی ذمتکم من معرة الجیش الامن جوعة لایجد المضطر عنها مذهبا الا الی سعته فنکلو من تناول منهم ظلما عن ظلمهم وکفوا ایدی سفهائکم من مضادتهم والتعرض لهم فیما استثناه منهم وانا بین اظهر الجیش فارفعوا الی مظالمکم وما عراکم مما یغلبکم من امرهم ولا تطیقون دفعة الا بالله وبی اغیره بمعونة الله۔ ان شاء الله +

امابعد۔ اِن شاء اللہ۔ لشکر تمہارے ملکون مین ہوکر عبور کریگا مین نے اُنکو اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ وہ تم لوگون کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچائین۔ اور اپنی مضرت کے ہاتھ تمہاری طرف نہ بڑھائین جسقدر کہ خدا سبحانہ تعالیٰ نے اُن کے لیے واجب ٹھیرایا ہے وہ اُسیقدر تم سے لین اور کسی قسم کا ظلم کافر یا اہل اسلام کے ساتھ روا نہ رکھین۔ اس ہدایت پر بھی اگر وہ لوگ کسی کافر یا اہل اسلام کے ساتھ کوئی زبردستی کرین تو مین تمہارے سامنے اُنکے افعال سے بری ہوتا ہون۔ مگر ایسی مخصوص حالتون مین کہ لشکر کو کافی رسد نہ پہونچے اور وہ بھوکون مرے۔ تو اُسوقت اُنکو بغیر رعایا کے کوئی دوسری صورت نہوگی۔ تو ایسی حالتون مین وہ رعایا سے اپنی رسد کی چیزین لے سکتے ہین۔ اگر لشکر والون مین سے کوئی ظلم اور جبر دکھلا کر رعایا سے کوئی چیز لے لے۔ تو تم اِسکی پوری سزا کرو مگر اہل لشکر کو ایسی ہی ضرورت ہو اور وہ رعایا کی چیزون سے کچھ لینا چاہین تو اپنے آدمیون کو جو اُن کو اِن چیزون کے لینے سے باز رکھین منع کردو۔ مین بھی تمہارے ملکون مین قریب آتا ہون۔ اور فوراً لشکر کے پیچھے پہونچتا ہون۔ اگر تمکو کوئی ظلم اہل لشکر سے پہونچے۔ اور تم اُنکی پوری سیاست نکر سکو تو مجکو آنے دو۔ مین آکر تمہاری شکایت کی پوری مدافعت کردون گا۔ اور کسی شخص کو اُنکی ایذارسانیون

کی حالت مین تنہا نہ چھوڑون گا +

جنگ جمل کی فتح کے بعد۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے لشکریون کو حریف کے تعاقب مین ایک عورت ملی۔ وہ حمل سے تھی۔ جنگی سپاہیون کو دیکھتے ہی وہ خوف زدہ ہوکر بھاگی۔ حمل ساقط ہوگیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد خود بھی فنا ہوگئی۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کو اسکی خبر ہوئی تو بچہ اور بی بی دونون کی دیت بیت المال سے اُس کے شوہر کو دلوادی +

یہ وہی واقعات تھے جنسے امیرالمؤمنین علیہ السلام کی ہمدردی اور رعایا کے احوال سے خبرگیری پورے طور سے ثابت ہوتی ہے۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے ایسے منتشر اور متردد فرمانروا کے لیئے۔ اتنے اتنے امور کی محافظت نہایت دشوار تھی۔ وقت تنگ سے تنگ۔ فرصت کم سے کم۔ انتشار و ترددات کے عالم مین کوئی کیسا ہی مستقل المزاج کیون نہو۔ مگر ہوش حواس اُسکے بھی بجا نہین رہتے۔ ضروری باتین اکثر چھوٹ جاتی ہین۔ لیکن امیرالمؤمنین علیہ السلام کا استقلال اور ثابت قدمی ایسی ہی تہی جو لشکر کی ضروریات کے ساتھ ملکی معاملات پر بھی ایک ہی نظر ڈالتی تھی +

جنگ صفین کے سرداران لشکر کے نام

جمل وصفین کے معرکون مین جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اگرچہ تمامی فوج کی کمان اپنے ہاتھ مین رکھی تھی۔ مگر تاہم نوے ہزار آدمیون کی درستی اور ترتیب ایک شخص سے ہونی ناممکن تھی۔ اور اگر کسی طرح ہوتی بھی تو وہ طمینان دہ اور کامل نہین کہی جاسکتی تھی۔ اس لیئے یہ انتظام کیا گیا تہا کہ لشکر مین قبیلہ کے قبیلہ علیحدہ کرلیئے گئے تھے۔ اُن مین جو ممیز۔ معتمد۔ متدین اور خاصکر فنون جنگ مین ہوشیار اور تجربہ کار ہوتے تھے وہ اُس قبیلہ کے سردار بنائے جاتے تھے۔ اُن کے اہل قبیلہ کے تمام امور کی نگرانی انہین کے متعلق کیجاتی وہی اُنکے محافظ ہوتے تھے اور خبرگیران۔ وہی اُنکی تمام ضرورتون کو دربار خلافت مین عرض فرماتے تھے اور اُن کے آرام وآسایش کے خاطرخواہ سامان مہیا کرتے تھے۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے ان امرار قبائل اور افسران فوج کے محاسن خدمات کا جائزہ اپنے ہاتھ مین رکھا تھا۔ جو مہینے مین دو مرتبہ یا اس سے زائد۔ نہایت سختی سے لیا جاتا تھا +

اب ہم اُن قبیلون کی تقسیم اور اُن امرا کے نام ایک نقشہ مین لکھکر ناظرین کتاب کے پیش نظر کرتے ہین جس سے معلوم ہوجائے گا کہ فلان قبیلہ یا قبائل کا فلان شخص امیر تہا +

نمبرشمار	امراء کے نام	قبائل کے نام	کیفیت
۱	سعید ابن مسعود ثقفی	قبیلہ قیس و بنی عبدالقیس	
۲	معقل ابن قیس الریاحی	قبائل تیم ضبتیہ رباب۔ قریش۔ بنی اسد	

نمبرشمار	امراء کے نام	قبائل کے نام	کیفیت
۳	مخنف ابن سلیم	قبائل ازد۔ بجیلہ۔ بنی خثعم	
۴	حجر ابن عدی	قبائل۔ کندہ۔ حضرموت۔ قضاعہ	
۵	زیاد ابن نضر	" مذحج اور اشعری	
۶	سعید ابن ہمرۃ ہمدانی	" ہمدان اور حمیر	
۷	عدی ابن حاتم الطائی	قبیلہ طے	
۸	خالد ابن معمر سدوسی	" بکیر ابن وائل	

رسد رسانی کا انتظام

رسد رسانی کا انتظام بیرونجات سے کیا جاتا تھا۔ اور والیان ملک کو اسکے متعلق حکمنامے بھیجے جاتے تھے۔ کہ وہ لشکر کے لیے اپنے اپنے ملکون سے کافی رسد بھیجا کرین۔ معاملات صفین مین آب فرات کی ممانعت کے بعد معاویہ نے رسد رسانی کے سلسلہ کو قطع کرنا چاہا تھا۔ مگر اُن کی یہ کوشش پیش نہ چل سکی ہم اس واقعہ کو تاریخ طبری اور روضۃ الصفا کے ترجمے سے ذیل مین لکھتے ہین +

معاویہ نے آب فرات کے واقعہ کے بعد۔ رسد کے روک دینے کی تجویز پیش کی۔ عمرو بن عاص نے باز رکھنا چاہا۔ مگر معاویہ نے نہ سُنا۔ اور عبدالرحمن ابن خالد ابن ولید کو اس امر پر آمادہ کرنا چاہا اُس نے بھی قطعی انکار کردیا تو آخرکار یہ عہدہ ضحاک ابن قیس فہری کے سپرد ہوا۔ اور ضحاک ہزار سپاہیون کے ساتھ عراق کے رستہ پر جا بیٹھا۔ جہان سے جو۔ گیہون۔ خرما۔ اور روغن زیت اور دیگر اشیائے رسد امیرالمومنین علیہ السلام کے لشکر مین پہونچائی جاتی تہین۔ یہ لوگ تاجر نہین ہوتے تھے بلکہ یہ ان خاص لوگون کا قافلہ تھا جو ممالک اسلامی کی طرف سے لشکر مین رسد رسانی کی اشیاء فراہم کرتے تھے +

ضحاک کو یہ قافلہ مل گیا ضحاک نے ان سے کہا کہ اگر یہ چیزین تم اہل شام کے لشکر مین لیچلو تو ہم امیرالمومنین علی مرتضی علیہ السلام کے لشکر سے دوگنی سہ گنی قیمت دلوادین گے۔ اُنہون نے کہا کہ ہم تاجر اور تجارت پیشہ نہین ہین۔ اور نہ ہم نے کسی ذاتی نفع کے خیال سے یہ خدمت اپنے سر لی ہی۔ بلکہ ہم خلافت کی طرف سے رسد رسانی کے منصب پر مامور ہین اور اپنے ملک سے امیرالمومنین کے لشکر مین رسد کی چیزین لیئے جاتے ہین " +

ضحاک نے انکی باتون کو نہ سُنا ان کو قید کیا اور شام کے لشکر مین بھیجدیا۔ انکی جماعت سی کسی نہ کسی طرح ایک آدمی جانبر ہوا۔ جس نے امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت مین اسکی خبر پہنچائی امیرالمومنین علیہ السلام نے زہیر ابن قیس کو پانچسو آدمی کے ہمراہ ضحاک کے مقابلہ کو روانہ کیا زہیر نے پہنچکر ضحاک کو جا گھیرا اور فیما بین بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ضحاک کی ہزیمت ہوئی اور اہل شام ناکامیاب واپس آئے۔ اور پہر انقطاع پر جراءت نہ کرسکے"۔

محاصرہ کے وقت تو فوج کی رسد رسانی کا یہ انتظام تہا جو اوپر بیان کیا گیا اب قیام کے وقت اس کا بندوبست اُس ملک کے عامل کے متعلق ہوتا تہا جس ملک مین وہ لشکر مقرر ہوتا تھا۔ مگر اس بندوبست کی پوری تحقیق ہم کو امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانہ مین مشکل سے ہوتی ہے۔ کیونکہ امیرالمومنین علیہ السلام کی چارسالہ حکومت کو رات دن معرکہ آرائیون سے سامنا رہا۔ اُن کا ایک جگہ قیام نہین ہوا۔ آج اگر بصرہ کی مہم پر فوجین روانہ کی گئی ہین تو کل شام کی سرحد پر۔ آج یمن کے محاصرہ پر ہین تو کل حجاز کے۔ اسیطرح ملکی بغاوت کے ہاتھون لشکر کے قیامگاہ اور اُنکے مقامی انتظامات کی نسبت بہت کم تحقیق ہوسکتا ہی۔ مگر ہم اتنا ضرور کہین گے۔ جیساکہ اکثر واقعات سے ظاہر ہوتا ہی کہ فوجون کی مخصوص جگہیں بالکل لشکر سے خالی بھی نہین کر دی جاتی تہین۔ اگرچہ وہان سے بھی فوجین برابر صفین اور جمل کی مہمات پر بلائی گئین۔ مگر وہ مقامات بالکل خالی بھی نہین کر دیے گئے تھے جس قدر فوجین وہاں رہ گئی تھین۔ اُن کے لیئے وہی سابق کے انتظام قائم تھے۔

صیغہ تقسیم بیت المال

ہم اس کتاب کے پہلے حصے مین لکھ آئے ہین کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنی تخت نشینی کے دوسرے ہی دن اس صیغہ کی طرف توجہ فرمائی۔ اسکی حالت حضرت عثمانؓ کیوقت سے جیسی کچھ ابتر ہورہی تھی وہ تاریخی واقعات سے ظاہر ہے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے جسوقت سے بیت المال کا چارج لیا۔ آخر وقت تک اسکی تقسیم مین اپنی طرف سے خاص انتظام فرمایا۔ اور اسکی درستی اور ترتیب کی کوششون مین وہ توجہ فرمائی کہ اہل اسلام کی تمام وکمال شکایتین جو اکثر اوقات اس کے متعلق ہوا کرتی تھین۔ رفع ہوگئین۔

تقسیم بیت المال کے متعلق سابق شکایتین

اسکی نسبت عام طور پر خیانت کی شکایتین ہوتی تہین۔ اور یہ خیانت بھی ایک صورت مین نہین بیان کی جاتی تھی۔ کہین خازن کی خیانت ظاہر کیجاتی تھی۔ اور کہین خلیفہ کی اقرباپروری، جنبہ داری اور اسراف کا۔ غرض ان تمام شکایتون سے خیانت کے ایک ہی معنی نکلتے تھے۔ یہ شکایت کچھ نئی نہین تھی۔ بلکہ وہی قدیم جو مروان کی بدولت تیسری خلافت کے وقت سے برابر چلی آتی تھی۔ اور اصل وجہ یہ تھی کہ مروان کی خودغرضیون

نے تقسیم بالمدارج کے انتظام کو بھی بالکل پارہ پارہ کر دیا تھا۔ اور وہ مدارج و مناصب جو دوسری خلافت کے زمانہ سے بیت المال کی تقسیم مین قائم ہوئے تھے۔ انہین کی نفسانیت کی بدولت پانچ پانچ چھ چھ برس سے بالکل درہم و برہم ہو گئے تھے۔ اور اُسکی کوئی صورت قائم نہین رہی تھی۔ ہم ان بدانتظامیون کی پوری کیفیت پوری تفصیل کے ساتھ اس کتاب کے پہلے حصہ مین اکثر مقام پر لکھ آئے ہین +

تقسیم بیت المال مین ترمیم

امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس شکایت کے دفع کرنے کی پہلی صورت یہ نکالی کہ تقسیم بیت المال کی بالکل حالت تبدیل کر دی۔ اور تقسیم بالسویہ کے انتظام کو اہل اسلام کی شکایت کے دفع کرنیکے لیئے مناسب خیال فرمایا جو ان شکایتون کے اصلی باعث ہو رہے تھے، وہ جانتے رہے۔ تقسیم بالسویہ بمقابلہ تقسیم بالمدارج کے امیر المؤمنین علیہ السلام کے زمانہ کی کوئی خاص ایجاد نہین تھی۔ بلکہ یہ وہی طریقہ تھا جو گیارہ برس تک قلمرو اسلامی مین جاری رہ چکا تھا۔ مگر تاہم اسکی ترمیم چند اہل اسلام کی شکایت کا باعث ہو ہی گئی جن مین زیادہ وہی لوگ تھے جو مروانی داد و دہش کے مدت سے زیر بار احسان چلے آ رہے تھے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان چند آدمیون کی شکایت کو عام اہل اسلام کے مقابلہ مین ضروری نہین سمجھا۔ اور تقسیم بالسویہ کے بار دیگر انتظام کو بحال رکھا +

تقسیم کا عام طریقہ

جب خراج کہین سے آتا تھا تو آپ اُسکو اسیدن سب مسلمانون مین بحصہ مساوی برابر بانٹ دیتے تھے۔ بیت المال مین صرف وہی مال رکھا جاتا تھا جو اُسدن کی تقسیم ہونیسے رہجاتا تھا۔ اپنے لیئے ان مین سے کوئی شئے مختص نہین کیجاتی تھی۔ اور نہ اپنے کسی دوست۔ قرابتمند اور عزیز کو بالخصوص کوئی چیز نہین دیجاتی تھی۔ آپ کا یہ دستور تھا کہ تقسیم بیت المال کے بعد مکان بیت المال مین خود اپنے ہاتھون سے جھاڑو نہین دیتے تھے۔ اور نماز پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اے مکان! تو قیامت کے دن خدا کے آگے اس امر کی شہادت دینا کہ جو مال تیرے اندر تھا علیؑ نے اُسکو مسلمانون سے روک کر جمع نہین کیا +

تقسیم مین احتیاط

مال کی تقسیم مین یہان تک احتیاط فرمائی جاتی تھی کہ چھوٹی سے چھوٹی سی چیز کو بھی تقسیم سے مستثنٰے نہین رہنے دیتے تھے۔ اصفہان سے کچھ مال آیا تھا۔ جس مین ایک روٹی بھی تھی۔ پہلے آپنے مال کے سات حصے کیئے۔ پھر اُس روٹی کے سات ٹکڑے کیئے۔ اور ہر ایک ٹکڑہ ہر حصہ مین شامل کر کے وہ تمام کمال مال مستحقین پر تقسیم کر دیا[1] +

بیت المال کی تقسیم بالکل اپنے ہاتھ مین رکھتے تھے۔ ہر ہفتہ مین شب پنجشنبہ کو مسجد بیت المال مین تشریف لاتے تھے۔ اور ہفتہ وار آمدنی کا حساب خازن سے لیکر اپنے ہاتھون سے بیت المال کی تمام

[1] ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کمال موجودہ رقم اہل اسلام پر تقسیم فرمادیتے تھے۔ کبھی ایسا نہین ہوتا تھا کہ جمعہ کا دن آئے۔ اور بیت المال مین کچھ باقی رہجاوے ؀

امام شعبی بیان کرتے ہین کہ میرا بچپن تھا۔ مین لڑکون کے ساتھ کھیلتا کھیلتا۔ کوفہ کے مشہور محلہ رحبہ مین جا نکلا۔ دیکھا امیر المومنین علیہ السلام بیت المال کی تقسیم فرمارہے ہین اور سامنے سونے اور چاندی کے انبار ہین۔ اہل اسلام کا مجمع گردو پیش جمع ہی۔ تا اینکہ وہ تمام و کمال رقم تقسیم ہوگئی۔ امیر المومنین علیہ السلام تقسیم سے فرصت کرکے جب گھر جانے لگے تو بالکل ہاتھ خالی تھے۔ اور آپکے پاس کچھ نہین تھا +

تقسیم بالسویہ آنحضرت کے وقت بھی جاری امیر المومنین علیہ السلام نے اس تقسیم مین زمانۂ رسالت کے مطابق مساوات کا عام قاعدہ جاری رکھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دستور کے مطابق۔ تمام اہل اسلام اس تقسیم مین برابر حصہ پاتے رہے۔ کسی کو کسی پر ترجیح نہین تھی۔ اس قاعدے کی پابندی نہایت سختی اور احتیاط سے برتی جاتی تھی اسمین کسیکی خصوصیت کا مطلق خیال نہین کیا جاتا تھا۔ اکثر ایسے لوگ جن کی طبیعتین مساوات کی خوگر نہین تھین۔ اسکی شکایتین بھی وقتاً فوقتاً کرتے تھے۔ انکو نہایت آزادی سے جواب دیا جاتا تھا۔ اور اس اصول سے کبھی خلاف نہین کیا جاتا تھا ؀

ایک مرتبہ اصحاب مخصوصین مین سے۔ ایک صاحب نے مساوات کے خلاف کچھ عرض کی۔ اور اسپر یہ دلیل پیش کی کہ آپ قریش اور تمام عرب کے قبائل کو اہل عجم اور دیگر تازہ مسلمان شدہ قومون کے برابر جانتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ امیر شام کے پاس اہل عرب زیادہ رجوع ہوتے ہین اور آپکے پاس بہت کم۔ امیر المومنین *تعمیم مساوات کا خیال* علیہ السلام نے نہایت متانت سے اور آزادی سے جواب مین ارشاد فرمایا کہ ہرگز میری یہ خواہش نہین ہے کہ مین اسلام کی جماعت مین ایک قوم پر ظلم کرکے دوسری قوم کی اعانت کرون۔ مین کبھی اپنے لیے یہ پسند نہین کرتا۔ یہ مال تو انہین مسلمانون کا ہی۔ اگر میری خاص ملکیت بھی ہوتی تو مین اپنی عام ہمدردی کے خیال سے انپر بحصہ مساوی تقسیم کردیتا[ملہ] +

اسی طرح دو عورتین امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئین۔ ان مین سے ایک عرب تھی دوسری عجم۔ تقسیم کا وقت تھا۔ یہ دونون بھی اسلامی مستحقین مین شامل تھین۔ ان مین سے ہر ایک کو پچیس پچیس درہم دیئے گئے۔ زن عربیہ جل اٹھی۔ اور کہنے لگی۔ یا امیر المومنین علیہ السلام میری بہن عجم ہی میرے برابر حصہ پانے کی مستحق نہین ہوسکتی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس مال مین بنی اسمٰعیل کو بنی اسحٰق پر ترجیح نہین ہوسکتی +

ملہ کتاب غارات محمد ابن ابراہیم ثقفی - تہذیب ص ۳۰۸ +

تقسیم بالسویہ مین یہ احتیاط تو اُن کے ساتھ تھی جو عامۃ المسلمین مین داخل تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام سے اُنکو کوئی قرابت اور خصوصیت نہین تھی۔ اب ہم اِسکے بعد وہ واقعات لکھتے ہین جو بیت المال کی تقسیم کے متعلق امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے خاص قرابتدارون اور عزیزون سے پیش آئے مگر تقسیم بالسویہ کے اصول ایسے ہی استقلال اور استحکام سے عدالت کی میزان مین تول لیئے گئے تھے کہ پھر انکو نہ کسی کی قرابت بڑھا سکتی تھی اور نہ کسی کی خصوصیت گھٹا سکتی تھی ◆

> تقسیم مین عزیزون اور قرابتدارون کی رعایت نہین کیجاتی

> حضرت عبد اللہ ابن جعفرؓ کا واقعہ

سب سے پہلے ہم عبد اللہ ابن جعفرؓ کا واقعہ لکھتے ہین۔ یہ بزرگ حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب کے بڑے صاحبزادے تھے۔ اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خویش۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے شوہر۔ ان کو ایک گھوڑا خریدنے کی ضرورت ہوئی۔ بیت المال کی تقسیم والے دن پر ٹالا۔ یہ اپنی موجودہ ناداری اور تنگدستی کی حالتین دکھلاکر اصرار کرنے لگے تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جانِ عم۔ مین نے تم کو اپنی مجبوری دکھلادی۔ اب یہی باقی رہ گیا ہے کہ مین اب چوری کرون اور تم کو پہنچاؤن۔ یہ جواب سنکر وہ خاموش ہو گئے اور آیندہ اصرار پر جراءت نہ کر سکے ◆

> عقیل ابن ابی طالبؓ کا واقعہ

اسی کے ضمن مین حضرت عقیل ابن ابی طالبؓ کا قصہ ایسا مشہور ہے جو قریب قریب تمام اسلامی تاریخون مین مذکور ہے۔ خراج مین کہین سے گیہون آئے تھے۔ بیت المال مین رکھے تھے۔ عقیل ایک تو عیالدار دوسرے اُن دنون نہایت تنگ دست ہو رہے تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام سے اپنی حالتین دکھلاکر اپنے حصہ سے زائد کے خواستگار ہوئے۔ امیر المومنین علیہ السلام کو انکی تنگدستی اور افلاس کی پوری کیفیت معلوم تھی۔ ان کے چہروں سے انکی پریشانی اور نہایت درجہ کا افلاس ظاہر تھا۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی عدالت اور اصول مساوات کے مقابلہ مین۔ اُن کی موجودہ حالتوں پر مطلق توجہ نہین فرمائی۔ اور اُن کو اِس فقط استدعا کرنیکی سزا مین سخت تنبیہ فرمائی اور مسجد مین تشریف لاکر عقیل کی ساری روداد تمام اہل اسلام کے سامنے ذیل کے خطبہ مین بیان فرمائی ◆

واللہ لان ابیت علی حسک السعدان مسھدا واجر فی الاغلال مصفدا احب الی من ان القی اللہ یوم القیامۃ ظالما لبعض العباد وغاصبا لشئ من الحطام وکیف اظلم احدا لنفس یسرع الی البلاء قفولھا ویطول فی الثری حلولھا واللہ لقد رأیت عقیلا وقد املق حتی استماحنی

اگر میرے تمام بدن مین ریگنی کے کانٹے چبھو دیئے جائین اور مین اُنکی شدت سے دم بھر نہ سو سکون یا میری گردن مین بھاری طوق پہنائے جائین۔ مین ان تمام تکلیفون کو اس امر کے مقابلہ مین پسند کرتا ہون کہ مین قیامت کے دن خدائے منتقم کے آگے اُسکے کسی بندے پر ظلم کرنے یا انکی چیزون پر ناحق تصرف کرنے اور غصب کرنیکے جرم مین پکڑا جاؤن

من بزکم صاعاً ورایت صبیانه شعث الالوان
من فقرهم کانما سودت وجوههم بالعظلم
وعاودنی مؤکداً وکرر علی القول مردداً
فاصغیت الیه سمعی فظن انی ابیعه دینی
واتبع قیادة مفارقاً طریقتی فاحمیت له
حدیدة ثم ادنیتها من جسمه لیعتبر بها فضج
ضجیج ذی دنف من المها وکاد ان یحترق
من میسمها فقلت له ثکلتک الثواکل یا
عقیل اتئن من حدیدة احماها انسانها
للعبه وتجرنی الی نار سجرها جبارها
لغضبه اتئن من الاذی ولا ائن من لظی و
اعجب من ذلک طارق طرقنا بملفوفة فی
وعائها ومعجونة شنئتها کانما عجنت
بریق حیة او قیئها فقلت اصلة ام زکوة
ام صدقة فذلک کله محرم علینا اهل البیت
فقال لا ولا ذاک ولکنها هدیة فقلت هبلتک
الهبول عن دین الله اتیتنی لتخدعنی
امختبط ام ذو جنة ام تهجر والله لو اعطیت
الاقالیم السبعة بما تحت افلاکها علی ان
اعصی الله فی نملة اسلبها جلب شعیرة
ما فعلته وان دنیاکم عندی لاهون من ورقة
فی فم جرادة تقضمها ما لعلی ولنعیم یفنی
ولذة لا تبقی نعوذ بالله من سبات العقل
وقبح الزلل وبه نستعین •

مین اپنے نفس کے لیئے جو ابھی ابھی فنا ہو جائیگی اور
مٹی مین مدتون تک گلتی رہیگی۔ کیونکر اتنا بڑا مظلمہ گوارا
کر سکتا ہون۔ مین نے ابھی ابھی اپنے بھائی عقیل ابن
ابیطالب کو دیکھا کہ اُنکی حالت نہایت درجہ پر پہنچ چکی
تھی۔ اُنکے چہرہ سے افلاس اور تنگدستی کے آثار نمایان
تھے۔ اُسنے صرف ایک پیمانہ گیہون کی مجھسے تمہارے
گیہون کے ڈھیرون مین سے جو بیت المال اسلامی مین
رکھے ہوئے ہین۔ درخواست کی۔ اِسلیئے کہ وہ اپنے بھوکے
اور مصیبت زدہ بال بچون کو کھلائے اور حقیقت مین مین
نے اُنکے عیال کو ایسی حالت مین دیکھا کہ فاقون کے سبب
اُنکے رنگ بدل گئے تھے۔ اُنکے مُنہ سیاہ ہوگئے تھے اگر
تم اُنکی صورتون کو دیکھتے تو کہتے کہ انہون نے اپنے مُنہ
کو نیل سے رنگا ہے۔ مین نے اول بار اُسے ٹالدیا۔ مگر وہ
پھر میرے پاس آیا۔ اور اُسیقدر گیہون طلب کیئے اور مجھسے
بہت اصرار کیا مین نے اسکے مُنہ سے اپنے کان قریب
لگا دیئے۔ وہ یہ سمجھا کہ مین اُسکی استدعا کو قبول کرتا ہون
اور اپنے دین کو اُسکی ضرورتون کے ہاتھ بیچتا ہون۔ یا
اُسکی قربت اور اطاعت کی وجہ سے مین اپنے اصول کو
توڑ دونگا۔ مین وہان سے اُٹھا اور ایک لوہے کو گرم کرکے
اُسکے بدن کے قریب پہنچایا۔ جلا دینے کے یقینی خیال
سے نہین۔ صرف تنبیہ اور عبرت کے لحاظ سے اور اس
خیال سے کہ وہ اپنی طمع کی خواہش سے باز آئے۔ جب
میرا لوہا گرم اُسکے بدن کے قریب پہنچا تو اُس نے اُسکی
حرارت کی وجہ سے فریاد کی۔ اور بیمارون کی طرح آہ آہ
کرتا رہا۔ اور قریب تھا کہ اُسکی حرارت سے اُسکے بدن پر داغ پڑجائے اور اُسکی جلد بدن جل جائے۔ مین نے اُس کی

فریاد و سنا کر کہا کہ اے عقیل تیری ماں تیرے سوگ مین بیٹھے۔ تم صرف ایک لوہے کی حرارت سے جسکو ایک انسان نے صرف تمہاری تنبیہ کے لیے گرم کیا ہے اِسقدر روتے ہو اور فریاد کرتے ہو۔ اور مجکو اُس آگ کے سپرد کیا چاہتے ہو جو خداے جبار نے اپنے غضب کے اظہار مین روشن کی ہی۔ تم تو اس آگ کی گرمی سے پریشان ہو۔ مین دوزخ کی آگ سے خوف نہ کھاؤن۔ اور اپنے آپ کو اُسکے ہیبتناک شعلون سے نہ بچاؤن اور اس سے بڑھکر ایک کیفیت کل شب کو گزری ہی۔ اُسکو بھی سُن لو۔ ایک شخص رات میرے پاس آے۔ اور سرپوش سے ڈھکی ہوئی ایک چیز لاے۔ مین نے دیکھا تو حلوا تھا نہایت خوشگوار۔ مگر میری نظر مین وہ اچھا نہ معلوم ہوا۔ اور مین نے اُسکی طرف مطلق رغبت نہ کی وہ مجکو ایسا معلوم ہوا جیسا زہر مین پکایا گیا ہو۔ یا سانپ کے لعاب دہن مین توام کیا گیا ہو۔ مین نے اُس شخص سے پوچھا کہ یہ کیسا عطیہ ہی جو تم مجکو دیتے ہو۔ یہ مال زکوۃ سے ہی۔ صدقات سے یا خیرات سے۔ حالانکہ یہ تینون چیزین ہم اہل بیت (علیہما السلام) پر مطلق حرام ہین۔ اور ہم اسکو ہرگز قبول نہین کرسکتے۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ نہ یہ عطیہ ہے نہ زکوٰۃ اور نہ صدقہ بلکہ محض تحفہ ہے جو مین آپکے لیئے لایا ہون۔ مین نے جواب دیا کہ تیری ماں تیرے سوگ مین بیٹھے۔ آیا تیری نیت مین یہ آیا ہے کہ اسکی وجہ سے تم مجکو خدا کے کامون مین فریب دو۔ تم کو خبط ہو گیا ہے یا تم دیوانے ہو گئے ہو۔ اگر کوئی مجکو تمام اقلیم کی دولت بھی دیدے۔ مگر اس شرط پر کہ مین خدا کی نافرمانی کرون تو مین اُسکو چیونٹی کے پر کے برابر نہین سمجھتا۔ دنیا میری نگاہ مین اُس پتی کے برابر بھی نہین ہے جو ٹڈی کے منہ مین آتی ہے۔ علی کو دنیاے فانی کی نعمتون سے کیا سروکار۔ اور اسکی لذتون سے کیا علاقہ۔ مین خدایتعالے سے اپنی عقل کی بدی اور گناہون کے عوض پناہ مانگتا ہون اور اُسی سے مدد ۱؎

تحفہ اور امیر المومنین

ایک مرتبہ کہین سے خراج مین شہد کی بھری ہوئی مشکین آئی تھین۔ جناب امام حسن علیہ السلام کے پاس چند مہمان آے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایک درہم دیکر بازار سے روٹیان منگوائین مگر سالن کی ضرورت پیش آئی۔ قنبر سے کہا کہ ایک مشک کھولکر شہد دے دو۔ قنبر نے مشک کھولی اور اُسمین سے ایک رطل شہد لیکر بھیجدیا۔ امیر المومنین علیہ السلام جب مشکون کی تقسیم کے لیئے بیٹھے۔ قنبر سے فرمایا کہ اس مشک مین مجھے کچھ فتور دکھائی دیتا ہے۔ قنبر نے عرض کی کہ آپ سچ بیان فرماتے ہین۔ پھر جناب امام حسن علیہ السلام کے شہد لینے کی پوری کیفیت عرض کردی۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے غصہ ہوکر فرمایا کہ حسن کو میرے پاس بلاؤ۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام آے تو امیر المومنین علیہ السلام نے غصہ ہوکر حضرت حسن کے مارنے کا قصد فرمایا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے آپ کو اپنے چچا جعفر طیار علیہ السلام کی قسم دی۔ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اُن کی قسم دی جاتی تھی تو آپ کا غصہ فرو ہو جاتا تھا۔ آپنے

جناب امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ تم کو اس بات پر کس چیز نے جرأت دلائی کہ تم نے تقسیم سے پہلے شہد لے لیا۔ امام حسن علیہ السلام نے عرض کی کہ اسمین ہمارا بھی حق تھا۔ ہم نے یہ خیال کیا کہ جب ہم کو ہمارا حق ملیگا ہم اُسیقدر اُسمین سے واپس کر دینگے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا یہ سچ ہی کہ اسمین تمہارا حق تھا مگر یہ حق تم کو کب حاصل تھا کہ تم اور سلمانون سے پہلے اس مال سے نفع اُٹھاؤ۔ یہ کہکر قنبر کو بلایا اور ایک درہم دیا کہ بازار سے خالص شہد لے آو۔ راوی حدیث کا بیان ہی کہ اب تک وہ بات میری نگاہون مین ہے کہ امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشک کا مُنہ کھولا ہی اور قنبر اُسمین شہد ملا رہے ہین اور امیر المومنین علیہ السلام کی یہ حالت ہی کہ آپ روتے جاتے ہین اور فرماتے جاتے ہین۔ بار خدایا حسنؑ کو بخش دے کہ وہ جانتا نہ تھا[۱] ✦

یحیٰ ابن سلمہ ناقل ہین کہ عمر ابن سلمہ اصفہان کے عامل تھے۔ ایک بار وہ وہان سے آئے تو گھی اور شہد کی مشکین بھری ہوئین اپنے ہمراہ لائے۔ امیر المومنین علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیہا نے عمر ابن سلمہ سے قدرے گھی اور شہد طلب فرمایا۔ عمر نے ایک برتن مین گھی اور ایک مین شہد بھیجدیا دوسرے دن جناب امیر المومنین علیہ السلام نے وہ مشکین ملاحظہ فرمائین تو اُن مین سے دو مشکین ٹوٹی ہوئی پائین۔ عمر سے اُنکے بارے مین پوچھا تو اُنھون نے اصل کیفیت عرض کر دی۔ یہ روئداد سُن کر امیر المومنین علیہ السلام نے وہ مشکین جانچ کرنے والون کے پاس بھیجدین۔ اور اُنکے نقصان کی جانچ کرنیکا حکم دیا۔ اُنھون نے جانچ کرکے تبلایا کہ اِن مین پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے۔ پس جناب ام کلثوم علیہا السلام کے پاس ایک آدمی بھیجکر پانچ درہم منگوا لیئے۔ پھر وہ مال سلمانون پر تقسیم فرمادیا[۲] ✦

حضرت ام کلثوم اور امیر المومنینؑ

علی ابن ابو رافع۔ جن کو خاندان اہل بیتؑ سے خدمت کا پشتینی شرف حاصل ہی۔ امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے بیت المال کے خازن تھے۔ بیان کرتے ہین کہ بصرہ سے خراج مین ایک موتیون کا ہار آیا تھا۔ عید اضحیٰ قریب تھی حضرت ام کلثوم علیہا السلام بنت امیر المومنین علیہ السلام نے مجھ سے وہ ہار اِس وعدہ پر لیا کہ عید کے روز پہنکر پھر مجکو واپس کر دیا جائے گا۔ مین نے دیدیا۔ عید کے دن امیر المومنین علیہ السلام گھر مین تشریف لیگئے۔ صاحبزادی کو وہ ہار پہنے دیکھا۔ استفسار فرمایا۔ تو صاحبزادی نے عرض کی کہ ابو رافع سے عاریتًا مین نے اِسکو لیا ہے۔ آج پہنکر کل واپس کر دینگے۔ یہ سُن کر آپ باہر تشریف لائے اور ابو رافع کو بلا کر پوچھا کہ تم بیت المال اسلامی مین خیانت کرتے ہو۔ ابو رافع نے کہا معاذ اللہ۔ فرمایا پھر یہ ہار جو بیت المال مین رکھا ہوا تھا۔ میرے گھر کس طرح پہنچگیا۔ ابو رافع نے سارا قصہ کہہ سُنایا۔ جواب

[۱] مطالب السول ۱۲ [۲] ابن اثیر ۱۲

مین نہایت عتاب سے ارشاد ہوا کہ وہ ہار واپس لیکر بیت المال مین اسیجگہ رکھدو۔ اور پھر بار دیگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو یہ یاد رکھنا کہ مین نہایت سختی سے پیش آونگا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ میری لڑکی نے یہ ہار اگر تجھسے بطور مستعار نہ لیا ہوتا تو زنان ہاشمیہ مین آج پہلی عورت وہی ہوتی جسکا ہاتھ بعلت سرقہ قلم کیا گیا ہوتا [۹۱] +

تقسیم مین امیر المومنین کا حصہ بھی اتنا ہی جتنا ایک معمولی مسلمان کا

بصرہ مین تسلط ہو جانیکے بعد۔ وہان کے بیت المال کا جائزہ لیا گیا تو معتد بہ رقم موجود پائی گئی اسیوقت وہ تمام وکمال رقم اہل اسلام پر تقسیم کردیگئی۔ اور امیر المومنین علیہ السلام کے حصہ مین بھی اسیقدر آیا جسقدر اور اہل اسلام کو ملا تھا۔ خادم امیر المومنین علیہ السلام کے حصہ خاص کی رقم اٹھا کر لیگیا۔ فوراً ایک بزرگ اہل اسلام مین سے تشریف لائے اور عرض کی کہ تقسیم کے وقت مین حاضر نہ تھا۔ میرا حصہ مجکو ملنا چاہیے امیر المومنین علیہ السلام نے بار دیگر خادم کو آواز دی۔ وہ آیا تو فرمایا کہ میرے حصہ کی رقم انکو دیدو۔ وہ رقم انکو حوالہ فرمائی گئی۔ اور امیر المومنین ویسے کے ویسے ہی رہ گئے [۹۲] +

قنبر اور امیر المومنین علیہ السلام

ایک دن قنبر نے عرض کی کہ تمام بیت المال اسلامی کی رقم آپ تقسیم کردیتے ہین اور اپنے لیے کچھ بھی باقی نہین چھوڑتے۔ مین نے اپنے حصون مین سے آپکے لیئے کچھ بچا رکھا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہان ہے؟ قنبر آپ کو وہان لے گئے جہان وہ مال رکھا ہوا تھا۔ وہ مال کچھ اور نہ تھا۔ تھوڑے سے روپے تھے۔ جو دو تھیلیون مین سیئے ہوئے ایک جگہ رکھے ہوئے تھے۔ ان تھیلیون کو دیکھکر امیر المومنین علیہ السلام اپنے آپ مین نہ رہے۔ اور قنبر کیطرف خشم آلود نگاہ سے دیکھکر فرمایا کہ تو میرے مکان کو آتش دوزخ سے بھرنا چاہتا ہے۔ یہ کہکر اپنی تلوار نکالی اور ان تھیلیون کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ وہ روپے تمام زمین پر پھیل گئے۔ پھر ان روپیون کو وہان سے اٹھوایا۔ اور مسجد مین لیجاکر اسی مساوات کے حساب سے تمام اہل اسلام پر تقسیم کردیا۔ اور فرمایا۔ یا بیضاء ویا صفراء غری غیری۔ اے زر سرخ وسفید مجکو چھوڑکر تم کسی دوسرے کو فریب دینا [۹۳] +

تقسیم بالمدارج کے انتظام کے وقت جب مجلس شوریٰ مین یہ مسئلہ پیش ہوا کہ حضرت عمرؓ کو بیت المال سے مصارف ذاتی کے لیئے کتنی رقم ملنی چاہیئے تو تمام اسلامی جماعت مین سخت غور اور فکر پیدا ہوئی۔ لوگون نے مختلف رائین دین۔ حضرت علی علیہ السلام چپ تھے۔ حضرت عمرؓ نے انکی طرف دیکھا تو انھون نے جواب دیا کہ صرف معمولی درجہ کی خوراک اور لباس [۹۴] +

تقسیم کا اعلان

خراج یا اور کسی قسم کی رقم جب کہین سے آتی تھی۔ اسیدن تمام اہل اسلام کو اطلاع دیدی جاتی تھی کہ اسقدر خراج آیا ہے۔ تم لوگ اپنا مال لے جاؤ۔ علی ابن ابی طالب مین اتنی طاقت نہین کہ تمہارا

---

۹۱ ایضاً۔ ۹۲ تہذیب الشیعین۔ ۹۳ طبری واقعات ۳۸ ہجری۔ الفاروق حصہ دوم ص: ۹۰ +

خزانہ دار بنار[1] ہے ؁

ایک معدلت پرور اور انصاف دوست فرمانروا کی بے لوثی اور عدالت کے ثبوت مین اون واقعات سے زائد اور دوسرے ثبوت پیش نہین کیئے جاسکتے۔ اور پھر اسمین بھی ایک کو دوسرے پر کسی قسم کی ترجیح نہین دیجاسکتی۔ عدالت کے اصلی معنی یہی ہین کہ اسمین کسی خصوصیت کا لگاؤ نہو۔ اُسکے احکام اُسی حد تک جاری کیئے جائین جسمین کسی کو کسی پر ترجیح پانیکے لیئے استحقاق قائم نہوسکین ہم حضرت عقیل رض عبداللہ ابن جعفر حضرت اُم کلثوم ع اور جناب امام حسن علیہ السلام کے واقعات کو پڑھکر کہہ سکتے ہین کہ کوئی فرمانروا۔ گو وہ اپنے اصول کا کیسا ہی پابند اور عدالت پسند ہو۔ اِن مخصوص حالتون مین اپنے اُن اُصول مین کچھ کچھ تغیر کیئے بغیر نہین رہ سکتا مگر یہ عدالت امیرالمؤمنین علیہ السلام کی عدالت تھی جسمین نہ قرابت کو دخل تھا اور نہ خصوصیت کو۔ جیسے عام اہل اسلام اسمین شریک تھے ویسے ہی خواص۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے جو خیال بیس پچیس برس پہلے تھے وہی اب تک موجود تھے۔ عام اس سے کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام کی ذاتی حالتون مین کتنا ہی اختلاف نہ پیدا ہو گیا ہو۔ مگر انکے خیالات طاہرہ مین کسی قسم کا تغیر نہین واقع ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ اُسی طرح قائم تھے۔ یہ ممکن نہین تھا کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام حضرت عمر کے لیئے تو ایسی سختی کا حکم دیتے اور اپنے لیئے اپنی حکومت کے زمانہ مین تمام بیت المال اسلامی کو وقف کرلیتے۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کی عدالت کا منشاء یہی تھا کہ وہ تمام اہل اسلام کے حقوق کو برابر رکھتے اور کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے۔ ہمنے جہان تک حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کے ان حالات پر غور کیا ہے۔ ہم آپکو ابتدا سے لیکر آخر تک انہین اصول کا پابند پاتے ہین۔ ان واقعات کے عدیم المثال ہونے کے ثبوت مین ہم اتنا ضرور کہینگے کہ فی زمانا دنیا کی تمام پولیٹیکل قومین ان امور مین راست بازی۔ بےنفسی۔ اور بےغرضی سے بہت کم کام لیتی ہین ؁

حج اور حجاج کے انتظام

رفاہ عامہ کے کام

حج اور حجاج کے معقول انتظام ہمیشہ سے خلافت مرتضوی کی شہرت کا باعث رہے ہین۔ اگرچہ پہلی خلافتون مین بھی ایسے ہی انتظام تھے اور بندوبست۔ مگر اس خلافت مین اسکے اہتمام اور انتظام مین پہلے سے زیادہ بلیغ کوششین کیگئین۔ حجاج کے کئی دور دور سے قافلون پر قافلے آتے تھے۔ مصر سے۔ یمن سے۔ عراق سے اور فارس سے۔ منزلون کا سفر ہوتا تھا۔ وہ بھی کہان کی منزلین۔ عرب کی۔ عرب بھی کون حجاز جہان

[1] تہذیب المتین ۱۲

قدم قدم پر ہزارون مصیبتون کا سامنا ہوتا تھا۔ اُنکی آرام رسانی کے لئے ہر سال دار الخلافت سے اُن ملکون کے نام نہایت سختی کے ساتھ تاکیدی احکام لکھے جاتے تھے کہ وہ اپنے اپنے ملکون مین حُجّاج کے رستون پر کھانے پینے کی چیزین کثرت سے مہیّا رکھین اور اُنکی تمام ضروری چیزین جنکی ضرورت اُنکو سفر مین ہوتی ہو فراہم رکھین ؛

حجاج پر معویہ کی تاخت

سنہ ۳۹ ہجری مین امیر شام کی کوتہ اندیشی اور خباثت نفسی نے ضحاک ابن قیس الفہری کے ذریعہ اس اتنی رفاہ اسلامی پر بھی سخت حملہ کر دیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فوراً حجر ابن عدی کو اُسکے تعاقب مین روانہ کیا اگرچہ حجر بہت ہی موقع پر پہونچے اور بہت ہی جلد۔ مگر تاہم ضحّاک کی دست بُرد اس انتظام مین بہت ہی نقصان پہونچا چکی تھی ؛

اس سے بڑھکر امیر صاحب نے یہ غضب کیا کہ عین موسم حج مین بُسر ابن ارطاۃ کے ذریعہ مکّہ پر تاخت کرادی اور سوچے کہ حجاج سے میری بعیت لیجائے اور میرا انتظام حکومت ٹھیک کیا جائے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کو اسکی خبر لگی تو آپ نے قثم ابن عباسؓ کے نام خط لکھا۔ اور اسکے فوری انسداد کی سخت ہدایت کی۔

معویہ کے حملات کی مدافعت مین قثم ابن عباسؓ کے نام ہدایت نامے

فان عینے بالمغرب کتب الی یعلمنی انّه وجه الی الموسم اناس من اهل الشّام العمی القلوب الصم الاسماع الکلمه الابصار الّذین یلبسون الحق بالباطل ویطیعون المخلوق فی معصیته الخالق ویمتلون الدّنیا درها بالدّین ویشترون عاجلها باجل الابرار المتقین ولن یفوز بالخیر الا عاملة ولا یجزی جزاء الشّرّ الا فاعله فاقم علی ما فی یدیك قیام الحازم الصلیب والناصح اللبیب والتابع لسلطانه المطیع لامامه وایّاك وما یعتذر منه ولا یکن عبد النعماء بطر ولا عند الباساء فشلا والسّلام ؛	میرے مخبر نے مجھکو مغرب سے لکھا ہی کہ اہل شام کی جماعت جنکے دل سیاہ۔ کان بہرے اور آنکھین اندھی ہین۔ موسم حج مین مکّہ کی طرف بھیجی گئی ہی کہ حق کو باطل کے لباس مین چھپائین اور باطل کو حق کیصورت مین دکھلائین وہ لوگ معصیت خالق کرکے مخلوق کی اطاعت کرتے ہین اور دین کو دنیا کے عوض بیچتے ہین۔ اسباب فانی کو متاع باقی سے بدلتے ہین اور جو کچھ خدا کے بندگان ابرار کے لئے مہیّا کیا گیا ہی اُس سے اعراض کرتے ہین۔ ایسے لوگ ہرگز خیر پر فائز نہونگے۔ مگر وہی لوگ جنکے اعمال خیر ہونگے اور اسی طرح شر کی سزا بھی وہی پائیگا جسنے شر کیا ہوگا پس جہانتک تمھارے امکان مین ہو تم محافظت مین قائم رہو اور ایک عاقبت اندیش اور عقلمند کی طرح اپنے کامون کو دیکھو۔ اور اپنے کامون کی حفاظت

وحراست کرو۔ اور ایسا طریقہ اختیار کرو جو ایک مطیع کو اپنے امام کے ساتھ اور ایک تابعدار کو اپنے آقا و سردار کے ساتھ اختیار کرنا لازم ہی۔ اور ہمیشہ ایسی خطاؤن سے اپنے آپ کو بچاؤ جسکی وجہ سے

کل تمکو معذرت کرنی پڑے اور اگر کوئی نعمت تمھارے ہاتھ لگے تو تم اُسپر مغرور نہو جاؤ اور لڑائی کے وقت کوئی اندیشہ اپنے دل مین نہ رکھو ؛

امیرالمومنین علیہ السلام کی یادگارین۔

ایک بار بہت سے خرمون کی گٹھلیان آپکے پاس جمع دیکھی گئین۔ دریافت کیا گیا کہ یہ گٹھلیان کیون اکٹھا کی گئی ہین۔ ارشاد ہوا کہ یہ درخت ہین جنکو تم بہت جلد دیکھو گے۔ وہ تمام گٹھلیان مکہ اور مدینہ کے عاملون کے پاس بھجوا دی گئین۔ اور خلافت کی طرف سے اُنکی زراعت کی گئی۔ اُنکے درخت تیار ہوے اور وہ تمام نخلستان **اوقاف علی علیہ السلام** کے نام سے مشہور رہے۔ ان درختون مین بہت سے درخت ایسے بھی ہین جو مکہ اور مدینہ کے قیام کیوقت اپنے ہاتھون سے لگائے گئے تھے۔ ان درختونکو امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے ہاتھون سے لگایا تھا۔ کوڑا تھا اور پٹایا تھا۔ اسی طرح خیبر اور وادی القرٰی وغیرہ مین آپکے بہت سے اوقاف موجود ہین ؛

ینبع مین ایک سو چشمے نکالے۔ اُن تمام چشمون کو حاجیون پر وقف کر دیا ؛

مدینہ مین حضرت حمزہ علیہ السلام کی قبر منورہ کے قریب۔ کوہ احد مین۔ متعدد کنوئین کھدوائے اور اُنکو مسافرین و زائرین پر وقف فرما دیا ؛

مکہ کے راستون مین بھی ایسا ہی انتظام کیا گیا۔ مسجد فتح کے قریب یہ کنوئین موجود ہین ؛

میقات مین بھی آب رسانی کا کافی انتظام فرمایا گیا ؛

کوفہ اور بصرہ مین متعدد کوئین کھدوائے گئے۔ جو اتبک موجود ہین ؛

مساجد کی تعمیر اور شعائر اللہ کی تعظیم

امیرالمومنین علیہ السلام نے شعائر اللہ کی تعظیم کی اُسی قدر اجازت دی تھی جسقدر کہ حق سبحانہ تعالے نے کلام مجید مین اذن فرمایا تھا۔ و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ ان اماکن کی آبادی اور بند و بست مین غایت درجہ کی کوششون اور نہایت درجہ کی تاکیدون سے کام لیا گیا خانۂ کعبہ مشعر الحرام۔ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اُنکے متعلق جو بند و بست ہوتے تھے۔ اور انکے ایام مخصوصہ مین جو اہتمام کئے جاتے تھے وہ اسی طرح قائم رکھے گئے بلکہ اُنمین چند ضروری اضافے کئے گئے ؛

امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنے شبانہ روز کے ترددات سے اتنی فرصت نہین ملی اور کوفہ کے ہمیشہ قیام نے آپکو ان متبرک مقامات کے انتظامات مین کسی خاص اہتمام کا موقع نہ دیا۔ اگر آپکا زمانہ مطمئن ہوتا تو ہمکو یقین ہے کہ ان انتظامات کی وسعت کی طرف مخصوص توجہ فرمائی جاتی ؛

قیام کی وجہ سے کوفہ مین مسجد جامع کی درستی اور اُسکی خاطر خواہ تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔ اس سے پہلے اس مسجد کی عمارت بھی ایسی ہی معمولی تھی۔ جیسے عموماً شہرون مین ہوا کرتی ہی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے وقت مین اس عمارت کو اور وسیع فرمایا۔ اور آپکی چار سالہ حکومت تک اسکی زیب و زینت۔ آبادی جماعت کی کثرتین بہت دنون تک یادگار رہین ؛

مسجد سہلا کی مرمت

کوفہ سے دو کوس کے فاصلہ پر مسجد سہلا[۱] جو مسجد اقصٰی کے نام سے بھی مشہور ہی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے وقت مین پھر مرمت وغیرہ سے مرتب ہوئی۔ یہ مسجد اُسی مبارک مقام پر واقع ہے جہان قریب قریب تمام انبیاے مقدسین علی نبینا و علیہم السلام نے نماز پڑھی۔ خصوصًا حضرت ابراہیم۔ ہود اور جناب عیسٰی بن مریم علی نبینا و علیہم السلام کا ایک معتدبہ زمانہ تک یہان خدا کی عبادت مین مصروف رہنا بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے آنحضرت شفیع روز جزا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سفر شام کے زمانہ مین اس مقام پر نماز پڑھی ہے ؛

اس مسجد کی عمارت بالکل صاف اور کھلے میدان مین واقع ہی۔ اور کوسون دور تک آبادی کا نشان نہین ہی۔ جو عبادتگاہ کے لئے خاصکر موزون ہے۔ جن لوگون کو اُس مین نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہی وہ اس مقام کی دلچسپی اور موزونیت کو خوب جانتے ہین۔ اب دو چار صحرائی عرب نے اپنی چھاونیان وہان ڈال رکھی ہین۔ اور اُس کھلے ہوے میدان مین اپنی دنبوں کے ساتھ نہایت آزادی سے بسر کرتے ہین۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو شعائر اللہ کے قائم رکھنے اور اُنکے اہتمام کے مستحکم کرنے مین خاص توجہ تھی۔ مگر زمانہ کو کیا کر سکتے تھے۔ جسکی برہمزن چالون نے دم بھر بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ اُن مساجد کی مرمت کے

منزل اقطار

بعد امیر المؤمنین علیہ السلام نے منزل اقطار مین جو شہر ہیت سے ایک دن کے فاصلہ پر واقع ہی بہت بڑی عالیشان مسجد بنوادی۔ اس کی کیفیت یون ہے کہ کوفہ سے صفین تک کے سفر مین جب امیر المؤمنین علیہ السلام کا یہان قیام ہوا تو اس منزل کے پُر فضا میدان اور وسیع پاکیزہ ریگستان کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوے۔ وہان کے عامل کو بُلاکر اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ حسب الحکم مسجد فورًا تعمیر کرادی گئی جو اسوقت تک جامع علیؑ کے مبارک نام کی یادگار رہے[۲] ؛

صیغۂ تعلیم و ارشاد

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کی جاہل اور بادنشین قومونکو حقیقت مین سوا اس

[۱] تہذیب باسناد مناقب ابن شہر آشوب رحمہ ۱۲ [۲] تہذیب المتین ۱۲

تعلیم کے اور کوئی دوسری تعلیم نہین دی تھی۔ اور اسی سے اُنکی تہذیب نفوس۔ غرض تمام اخلاقی اور روحانی ضرورتین پوری کردی تھین۔ اور اسی کی مقدس تاثیر سے کل دس گیارہ برس کے عرصہ مین اُنہین جاہل اور بادیہ نشین قومون کو جنکو دنیا کی اور دوسری قومین برابر نفرت اور ذلت کی نگاہون سے دیکھا کرتی تھین خیر الامم اور امت مرحومہ کے پاک القاب سے مشہور کردیا۔ اور اُنکو ایسا جوہر لطیف کر دکھلایا کہ دنیا کی خردہ بین اور عیب جو قومین جو اُنپر تساہل اور تجاہل کا الزام لگاتی تھین۔ انکے مقابلہ سے کوسون پیچھے رہگئین۔ کہان تو یہ جاہل اور بادیہ نشین قومین سفاکی اور خونخواری اور غارتگری مین نام رکھی جاتی تھین کہان محاسن اخلاق۔ محبت و الفت۔ رعایت و مروت اور تمام اخلاقی محاسن مین اپنی آپ نظیر مان لی گئین؛

یہ کیا تھا؟ اسی مبارک تعلیم کے فیوض تھے اور اُسی مقدس تربیت کے محاسن تاثیر جسکو اُس بانی اسلام علیہ السلام نے عرب کے پتھریلے دلون پر نقش کردی تھی۔ اس تعلیم کے متعلق جناب سید الانام علیہ و علی صلوات من رب الکرام نے اسلامی دنیا کو کن کن باتون کی تعلیم دی وہ یہ تھین۔ توجہ الی اللہ۔ استغراق فی العبادت۔ تزکیۂ قلوب۔ ترک علائق۔ خضوع و خشوع۔ محاسن اخلاق۔ طریقۂ معاشرت وغیرہ وغیرہ۔ مگر انکی نسبت یہ سوچ لینا کہ یہ سب باتین یا انمین سے اکثر محض حسی یا مادی ذریعہ سے نہین آتین۔ یون کہئے کہ کسی کے سکھلانے یا تعلیم دینے سے نہین آتین۔ صحیح نہین ہوسکتا۔ کیونکہ انکے انکار سے اسلام کی تمام تعلیمین بیکار ثابت ہوتی ہین۔ اور ہم پر یہ امر کوبی طور سے ثابت ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی مقدس حیات کا زمانہ زیادہ تر انہین کوششون مین صرف فرمایا؛

مگر ہان اسکو قبول کرسکتے ہین کہ کبھی اس تعلیم نے قوم پر پورا اثر پہنچایا۔ اور کبھی نہین بعض اوقات قوم نے اسکی طرف پوری توجہ کی اور بعض وقت کم۔ اس تعلیم کی حالت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد تین خلافتون تک کیسی رہی۔ اس سے ہمکو یہان کوئی بحث نہین ہے۔ مگر ہم یہان اسکی نسبت اس لکھنے کے البتہ ذمہ دار ہین کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے زمانۂ خلافت مین اس صیغہ کو بہت بڑا فروغ اور کافی وسعت حاصل ہوئی؛

اسکا بہت بڑا سبب یہ ہوا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے تمام انتظام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بندوبست کے مطابق کردیا تھا۔ اور اسمین بھی شک نہین کہ اس ترمیم نے جو بیس برس کے بعد زمانہ کی نگاہون مین ایک حیرت پیدا کردی تھی اور زمانہ کی کوتاہ بینی اور نفسانیت نے اسکے باعث بعض معاملات مین خلل بھی ڈالا اور نقصان بھی پہنچایا۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام کی مقدس روش نے اسکی ضرورتون کو اُنکے ذاتی اغراض پر مقدم سمجھا۔ اور اسکی اشاعت مین اپنی حکومت کی چار رسالہ مدت

ہین وہ کوششین کین جو اور فرمانرواؤن کے وقت مین بہت کم پائی جاتی ہین۔ ہم اس صیغہ کو دو حصون پر تقسیم کرتے ہین۔ روحانی تعلیم اور اخلاقی تعلیم۔ اور سب سے پہلے ہم روحانی تعلیم کے متعلق اپنے سلسلۂ کلام کو آغاز کرتے ہین ؛

تفصیل ایمان۔ اس صیغہ مین سب سے پہلے ایمان کی تلقین اور اُسکی تعلیم ضروری تھی وہ ان الفاظ مین بیان کی گئی ہے ؛

اوّل الدّین معرفۃ اللہ وکمال معرفتہ التصدیق بہ وکمال التّصدیق توحیدہٗ وکمال التّوحید الاخلاص لہ وکمال الاخلاص نفی الصّفات عنہ شہادۃ کلّ صفۃ انھا غیر الموصوف وشہادۃ کلّ موصوف انہ غیر الصفۃ فمن وصف اللہ شی انہ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثنّاہ ومن ثنّاہ فقد جزّاہ ومن جزّاہ فقد جہلہ ؛	اوّل دین۔ خدا کی معرفت ہی۔ اور کمال معرفت اُسکی تصدیق۔ اور کمال تصدیق اُسکی توحید کا اقرار۔ اُسکی توحید کا اقرار۔ اُسکے اخلاص کا اظہار کرنا۔ اُسکے اخلاص کا اظہار۔ اُسکی صفات کو اُسکی ذات سے علٰحدہ جاننا یعنی صفات کو ذات الٰہی سے علٰحدہ نہ جانین۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ ہر صفت غیر موصوف ہے اور ہر موصوف غیر صفت ہے یعنی جسنے خدا کو ان معنو ن مین سمجھا ہے اُسنے خدا کے قریب دوسری چیزون کو بھی مہیا سمجھ لیا ہے۔ اور جسنے خدا

کے نزدیک دونون چیزون کو جمع کیا وہ اُن دونون چیزون کا قائل ہوگیا اور اُسنے خدا کے دو جزو (موصوف اور صفت) قرار دئے۔ اور جسنے خدا کے دو جزو قرار دئے اُسنے ہرگز خدا کو نہین پہچانا اور وہ ہمیشہ جاہل کا جاہل بنا رہا ؛

یہ خدائے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کی وہ روشن اور کافی دلیلین ہین۔ جسنے ارسطو کے تبلائے ہوئے اصول کو جسپر دنیا کے تمام موحد صداقت اور ادب سے یقین کرتے ہین۔ دفتر پارینہ ٹھہراکر دھو دیا۔ اور جسطرح جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے خدا کی یکتائی اور وجود کو ایسے مختصر الفاظ مین دنیا کی لوح پر نقش کر دیا ہے۔ ویسا ارسطو۔ فلاطون اور دیگر حکمائے متقدمین بھی بڑی بڑی دلیلون اور ثبوتون سے نہ ثابت کر سکے۔ یہ وہی ارشادات وخطبات ہین جنکے بلیغ۔ فصیح اور پرمعنی ہونیکے علاوہ کمال اور قبولیت کی نسبت مسٹر جسٹس انریبل سید امیر علی خان سی۔ آئی۔ ای بالقابہ نے اپنی کتاب اسپرٹ او اسلام مین نہایت زور وں سے یہ دعوی کیا ہے کہ جسطرح خدا کی وحدانیت کو جناب علی ابن ابیطالب علیہما السلام نے بیان فرمایا ہے۔ ویسا ارسطو بھی ثابت نکر سکا ؛

خدائے سبحانہ تعالےٰ کے وجود اور اُسکی معرفت کو امیرالمومنین علیہ السلام نے جس صورت اور جس شکل سے تبلایا ہے اُسکی کیفیت ذیل کے واقعہ سے بخوبی معلوم ہوتی ہے:

دعلب یمانی کے سوال کا جواب۔

دعلب یمانی ایک مرد قابل تھا۔ جو علوم مختلفہ پر عبور رکھتا تھا۔ مگر بدقسمتی سے وجود خدا مین اُسوقت تک مشکوک تھا۔ کوفہ مین اتفاق سے اُسوقت آیا جسوقت امیرالمومنین علیہ السلام صفات باریتعالےٰ عزاسمہ بیان فرمارہے تھے۔ دعلب ان باتون کا مشتاق تو تھا ہی فوراً اُس مجمع مین امیرالمومنین علیہ السلام سے سؤال کر بیٹھا۔ ھل رأیت ربّك یا علی حتّیٰ عبدتہ یا علی تمنے اپنے رب کو دیکھا بھی ہے۔ یا محض اُسکے پہچاننے پر اعتبار کرتے ہو۔ آپنے نہایت استقلال سے جواب دیا ماکنت اعبد ربّہ لم اراہ مین ایسے خدا کی عبادت نہین کرتا جسکو مین نے نہ دیکھا ہو۔ دعلب نے کہا پھر آپنے کسطرح دیکھا تو ارشاد فرمایا کیا لم ترہ العیون بمشاھدۃ الاعیان ولکن رأتہ القلوب بحقائق الایقان ربی واحد لاشریك لہ احد لا ثانی لہ فرد الامثل لہ لا یحویہ مکان ولا ید اولہ زمان لا یدرکہ بالحواس ولا یقاس بالناس۔ بیشک اُسکو آنکھون نے نہین دیکھا ہے۔ لیکن دلون نے اُسکو یقین کی آنکھون سے دیکھ لیا ہے۔ میرا خدا ایک ہے۔ کوئی اُسکا شریک نہین۔ وہ ایک ہے۔ کوئی اُسکا دوسرا نہین۔ وہ اکیلا ہے۔ کوئی اُسکا مثل نہین۔ اُسپر نہ کوئی مکان احاطہ کرسکتا ہے نہ زمانہ اُسکو ایک حال سے دوسرے حال مین تبدیل کرسکتا ہے۔ نہ اُسکو انسان کا حواس پاسکتا ہے نہ قیاس:

تہذیب المتین مین اتنا ہی ہے۔ مگر نہج البلاغۃ مین اتنے فقرات اور زائد ہین:۔

قریب من الاشیاء غیر ملامس بعید منھا غیر مباین۔ متکلم بلا رویہ مرید بلا ھمۃ صانع بلا جارحۃ لطیف لا توصیف بالخفاء بصیر لا یوصف بالحاسۃ رحیم لا یوصف بالرقۃ تعنو الوجوہ لعظمتہ وتوجل القلوب من مخافتہ	وہ دنیا کی تمام اشیاء سے قریب ہے مگر اُسکو کوئی چھو نہین سکتا۔ وہ بغیر مباینت کے تمام چیزون سے دور ہے۔ وہ بغیر ہمت کے ارادہ کرنیوالا ہے۔ وہ ایسا کاریگر ہے جو بغیر اعضاء وجوارح کے کام کرتا ہے۔ وہ ایسا لطیف ہے کہ اُسکی توصیف پوشیدگی کے ساتھ نہین ہوسکتی۔ سب سے بزرگ ہے۔

مگر ظلم نہین کرتا ہی دیکھنے والا ہو مگر اُسکے دیکھنے کی قوت آنکھونکی محتاج نہین ہی۔ رحم کرتا ہی مگر انسان کی ایسی رقت قلب اُسمین نہین ہی دنیا کی تمام چیزین اُسکے آگے ذلیل ہین اور تمام دل اُسکی ہیبت اور خوف سے مخوف مین۔

خدا کے وہ سچے اور برگزیدہ بندے جنکے تقدس اور استغراق فی اللہ کی مثالین دنیا مین نہین ملتین۔ کیا اُسے

بڑھکر وسیع اور صحیح الفاظ مین خدا کی ماہیت اور اُسکی تعریف کرسکتے ہین - کیا ابراہیم - موسیٰ عیسیٰ اور محمد علیہم السلام نے اپنے خدائے واحد کی وحدانیت اور اسکی معرفت کے طریقے - ان طریقون کو چھوڑ کر کسی دوسرے طریقون مین بتلائے ہین -

حقیقت مین اسلام کے ایک اور سچے خدا کی معرفت کی یہی صورت تھی جو ایسے مختصر اور سچے الفاظ مین کی گئی - یہان تک تو وہ ارشاد تھے اور وہ تعلیم تھی جو خدا کی وحدانیت اور معرفت کے متعلق پہنچائی گئی - خدا کے بعد رسول کا منصب ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی ضرورت اور تصدیق کی نسبت جو اہل اسلام کو بتلایا گیا اور اس آخری حجت الٰہی کے فیوض ونعمات کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا گیا وہ ہم اپنے معمولی اختصار کے ساتھ ذیل مین قلمبند کرتے ہین ؛

عرب قدیم کے حالات اور آنحضرت کی نبوت کے محاسن

فاعتبروا بحال ولد اسمعیل وبنی اسحق وبنی اسرائیل علیہم وعلی نبینا والسلام فما اشد اعتدال الاحوال واقرب اشتباہ الامثال تاملوا امرھم فی حال تشتتھم وتفرقھم لیالی کانت الاکاسرۃ والقیاصرۃ اربابا لھم احتازوھم عن ریف الآفاق وطرق العراق وخضرۃ الدنیا الی منابت الشیح ومھافی الریح ونکد المعاش فترکوھم عالۃ مساکین اخوان دبر و وبر اذل الامم دارا واجدبھم قرارا لا یاوون الی جناح دعوۃ یعتصمون بھا ولا الی ظل الفۃ یعتمدون علی عزھا فالاحوال مضطربۃ و الایدی مختلفۃ والکثرۃ متفرقۃ فی بلاء ازل واطباق جھل من بنات موؤدۃ واصنام معبودۃ وارحام مقطوعۃ وغارات مشنونۃ فانظروا الی مواقع نعم اللہ علیہم حین بعث الیہم رسولا فعقد علیہم طاعتھم وجمع علی دعوتہ الفتھم کیف نشرت النعمۃ علیہم جناح کرامتھا واسالت لھم جداول

اب تم فرزندان اسحق و اسمعیل و اسرائیل علی نبینا و علیہم السلام کے احوال کو دیکھو اور یہ سوچو کہ تمھارا حال اُنکے حال سے کسقدر ملتا جلتا ہے - تم اُنکے حالات سے عبرت حاصل کرو دیکھو جب اُنمین نااتفاقی پھیلی تو قیاصرہ روم اور اکاسرۂ فارس نے اُنکو دجلہ اور فرات سے باہر نکالدیا اور خاصکر روم کے بادشاہون نے اُنکو شام کی زمین سے جو نہایت آباد اور خوشتر تھی باہر کردیا - اور اُنکو اُنکے قدیم سبزہ زار کھیت اور پیداوار کے مقام سے نکالکر حجاز عرب مین جا پہنچایا کہ جس مین گھانس تک کم اُگتی تھی ! اور سوائے باد سموم کے ٹھنڈی ہوا بہت کم چلتی ہے - آخر کار وہ قلت معاش مین گرفتار ہوئے - مفلسی اور ناداری نے اُنکو جا گھیرا اور محتاجی کے زخمون نے اُنکو اور اُنکے دلون کو ٹکڑے کر ڈالا - آخر کار وہ بھیڑیان چرا کر بسر کرنے لگے - اور دنیا کی تمام قومون مین حقیر ہوگئے - اور اُسی خشک اور قحط زدہ زمین پر بسر کرنے لگے - سوائے محنت و مشقت کے اُنکو کوئی صورت نہ دکھلائی دی نہ اُنکا کوئی فریاد رس تھا جس سے وہ فریاد کرتے اور نہ اُنکا

نعمتها والتقت الملة لهم فی موايد برکتها فاصبحوا فی نعمتها غرقين وعن خضرة عيشها فاکهين قد تربعت الامور بهم فی ظل سلطان قاهر واٰوهم الحال الی کنف عشير غالب وتعطفت الامور عليهم فی ذری ملك ثابت حکام علی العلمين وملوك فی اطراف الارضين يملکون الامور علی من کان يملکها عليهم ويمضون الاحکام ؛

کوئی ہمدرد اور معین تھا جس سے وہ التجا کرتے۔ اُنکے احوال نہایت سخت پریشانیون مین اور اُنکے روزگار نہایت سنسانیون مین تھے۔ اُنکی قومین آپس مین مختلف ہوگئی تھین۔ اُنکے آپس کے اتحاد متغیر ہوگئے تھے۔ وہ قحط اور بھوک کی شدتون مین مبتلا ہوگئے۔ جہالت اور نادانی کے جنگلون مین سرگردان تھے۔ مفلسی کے سبب اپنے لڑکون کو مار ڈالتے تھے۔ اور بے کان آنکھ والے بتونکو پوجتے تھے۔ اپنی قرابت اور رشتہ مندی کو قطع کرتے تھے اور ایک دوسرے کے مال کو غارت کرتے تھے۔ ان تمام تکلیفون کے بعد خدا کی اُن نعمتون پر غور کرو جو اُنکے ساتھ مبذول فرمائی گئین اور خدا کے اُن احسانات پر نگاہ ڈالو جو اُن کے ساتھ کیئے گئے۔ خدائے سبحانہ تعالےٰ نے اُنمین ایک رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مبعوث فرمایا اور اُنکی قوم کی ہدایت کے لیئے بھیجا۔ انکے قدوم کی برکتون نے اُنکے باہمی اختلاف کو اتفاق سے تبدیل کردیا۔ اور اپنی معرفت کے نور سے اُنکو پھر نور کے راستون پر لگادیا۔ اپنی نعمت اور عزت اُنکے سرون پر ڈالدی اور اپنی عنایت و اشفاق کے دریا اُنکی طرف بہا دیے۔ یہانتک کہ وہ سب مختلف قوم اور قبیلے ایک دل اور ایک ملت پر متفق ہوگئے۔ اور اُسکی برکت سے مختلف قسم کی بغاوتون سے محفوظ رہے۔ اور خدائی نعمتون کے دریا مین ڈوب گئے طراوت اور عیش کی لذتون سے بہرہ مند ہوئے۔ اُنکے کامون مین استقلال آگئے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معدلت اور ہدایت کے نور اُنکے دلون مین چمک گئے۔ اور اُنکے سایۂ جہانداری مین بسر کرنے لگے۔ اور اُنہین کی نجات و فلاح مین رہنے لگے۔ اُنکے مقاصد اقبال اور سعادت سے قریب ہوگئے۔ اُنکی بادشاہی مین استحکام آگیا اور ثبات۔ یہانتک کہ وہ تمام عالم کے بادشاہ ہوگئے۔ اور دنیا کی تمام زمینون پر حکمرانی کرنے لگے اور اُن قومون کے یہ مالک ہوگئے۔ جو انکی پہلے مالک تھین۔ اور اُن لوگون پر حکمرانی کرنے لگے جو پہلے ان پر حکمرانی کرتے تھے ؛

ہمارے زمانہ کے اسلامی ریفارمر یا بہت سے ایسے بزرگ جو اسلام کے سچے رسول کی صحیح تعریف اور اُنکی ضرورت کی تصدیق اور تحقیق ہین۔ اپنی انتہا درجہ کی دماغی کوششون کے بعد اپنی قوم یا دوسرے مذہب والون کو جو باتین دکھلاتے ہین اور عرب کے بے مثال عروج و زوال کی حالتون کو بالتفصیل بیان کرتے ہین۔ وہ اس مضمون مین اس سے زیادہ کیا تفصیل کرتے ہین۔ کیا اُنکی تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی خوبیون کو۔ اور اُن کے محاسن تعلیم کی معجز نما تاثیرون کو اس سے زیادہ واضح کرکے دکھلاتی ہے۔ یہ وہی مضامین ہین جنکو تھوڑے اضافہ اور خلاصہ کے ساتھ۔ چودہ سو برس سے لیکر آج تک

ہماری قوم کے علما۔ ہماری قوم کے واعظ۔ ہماری قوم کے ریفارمرز اور ہماری قوم کے مصنف اپنے جداگانہ مضامین اور جداگانہ تالیفون مین مختلف اقسام سے بیان کرتے ہین۔ اور اُسکی نسبت اُنکو بڑی نوعیت اور مضمون آفرینی کا دعویٰ ہوتا ہے "

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فرائض کا درجہ ہی۔ اسکی نسبت جو ارشاد ہوا ہی۔ وہ بیان کیا جاتا ہی۔ اسلامی دنیا کا بچہ بچہ۔ جسنے اپنے فرائض کی صرف پہلی ہی کتاب پڑھی ہوگی وہ بھی بخوبی سمجھتا ہوگا کہ فرائض مین سب سے پہلا نمبر نماز کا ہی۔ اس لئے ہم نماز کے متعلق جو احکام نافذ فرمائے گئے۔ اُن کو ذیل مین قلمبند کرتے ہین ؛

فرائض کا وقت پر ادا کرنا ؛

ولیکن فی خاصّة بخلص اللہ ذنبك داؤمنه فرائض التی له خاصّة فاعط من بدنك فی لیلك ونهارك ووف ماتقربت به الی اللہ سبحانه من ذلك کاملا غیر منقوص ولا مبغوض بالغا من بذلك ما بلغ واذا قمت فی صلوتك للنّاس فلا تکونن منفرا ولا مضیعا فانّ فی النّاس من به العلة وله الحاجة وقد سألت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم الی الیمن کیف اصلی بهم فقال صلّ بهم کصلوٰة اضعفهم وکن بالمؤمنین رحیما ؛	تمہارے اُن کامون مین۔ جنکو تم بجا لاتے ہو اور جو تمہارے خلوص سے ہوتے ہین۔ تمہارے وہی کام ہونگے جنکو تم نے خدا کے فرائض مین ادا کیا ہی۔ اور ان فرائض کا خاصہ اُسکی عبادت ہی جسمین ذراسے شک کو بھی کبھی دخل نہین ہوسکتا۔ پس تمکو چاہیئے کہ تم اپنے بدنون کو اُس کی شبانہ روز عبادت مین وقف کردو اور اُسکی قربت کے ذریعون کو انھین اخلاص سے ادا کرو۔ اور انکی ادا کاریون مین کسی قسم کا نقصان واقع نہو۔ اُسکے وقتون مین تاخیر نہو۔ جب امام جماعت بنکر کھڑے ہو تو نماز کو اتنا طول نہ دو کہ تمہارے مقتدی تمسے نفرت کرنے لگین۔ یا نماز کو ایسا مختصر

بھی نہ کردو کہ اُسکے ارکان مین خلل واقع ہو۔ کیونکہ تمہارے اقتدا کرنے والون مین بہت سے ایسے آدمی بھی ہونگے جنکو اپنی خاص ضرورتین بھی پیش ہوتی ہین۔ دیکھو مجھکو خود بھی ایسا ہی واقعہ پیش آچکا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت مجھے یمن کی قضا پر مامور فرما کر مدینہ سے بھیجا تو مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ مین ان لوگون کو نماز کس طرح پڑھاؤن۔ جواب مین ارشاد ہوا کہ انکے ساتھ تم ہلکی نماز پڑھو۔ اُنکے حقوق کی رعایتون مین تم نرم مزاج رہو۔ اور اُنکے معاملات مین رحیم "

ان تمام فرائض کے متعلق جو کچھ ارشاد کیا گیا ہی۔ اگر ہم علیحدہ علیحدہ لکھین تو ہمارے سلسلۂ بیان مین بہت بڑی طوالت واقع ہوجائیگی جو حقیقت مین ضرورت سے زائد ہوگی۔ اس لئے ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کے اُس خطبہ کو ذیل مین درج کرتے ہین جسمین تمام فرائض وسنن کا ایک جا ذکر فرمایا گیا ہو۔ اور انکی نسبت جو ضروری

احکام مین وہ بھی نہایت وضاحت سے تبلادئے گئے ہین ؛

جہاد اور زکوٰۃ کے فوائد ؛

ان افضل ما توسل به المتوسلون الى الله سبحانه تعالى الايمان به وبرسوله والجهاد فى سبيله فانه ذروة الاسلام وكلمة الاخلاص فانها الفطرة واقام الصلوة فانها الملة وايتاء الزكوة فانها فريضة واجبة وصوم شهر رمضان فانه جُنة من العقاب وحج البيت واعتماره فانهما ينفيان الفقر ويرحضان الذنب وصلة الرحم فانها مثراة فى المال ومنسأة فى الاجل وصدقة السر فانها تكفر الخطيئة وصدقة العلانية فانها تدفع ميتة السوء وصنائع المعروف فانها تقى مصارع الهوان افيضوا فى ذكر الله فانه احسن الذكر وارغبوا فيما وعد المتقين فان وعده اصدق الوعد واقتدوا بهدى نبيكم فانه افضل الهدى واستنوا بسنته فانها اهدى السنن وتعلموا القرآن فانه احسن الحديث وتفقهوا فيه فانه ربيع القلوب واستشفوا بنوره فانه شفاء الصدور واحسنوا تلاوته وان العالم العامل بغير علمه كالجاهل الحائر الذى لا يستفيق من جهله من الحجة عليه اعظم والحسرة له الزم وهو عند الله الوم ؛

قربت کے وسیلون مین اعلیٰ وسیلہ خدا اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا ہی۔ اور اُسکی راہ مین جہاد کرنا ہی۔ کیونکہ جہاد کرنا اسلام کا اعلےٰ مقصد اور مدعا ہی۔ اور خدا کو واحد جاننا ہی۔ کیونکہ اُسکی وحدانیت کا اقرار کوئی نئی بات نہین ہی بلکہ فطرت مین داخل ہی۔ نماز کو ادا کرتا رہے۔ کیونکہ یہی دین کا اصول ہی۔ خدا کی راہ مین زکوٰۃ دیتا رہے کیونکہ یہ واجب ہی۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا رہے کہ وہ آتش جہنم سے بچنے کی پناہ ہی اور خانہ کعبہ کا حج کرنا اور عمرہ بجا لانا کیونکہ یہ دونون امور محتاجی اور مفلسی کو دور کرتے ہین اور گناہونکی خرابی کو دھو ڈالتے ہین۔ اقربا کے ساتھ نیکی کرنا۔ اس سے ثروت زیادہ ہوتی ہی اور عمر دراز اور پوشیدہ خیرات کرنا اُنکے معاصی اور معائب کا کفارہ ہوتا ہی۔ اور جائز طور سے خدا کی راہ مین دینا۔ بُری موتون سے۔ مثل جل جانے۔ ڈوب جانے۔ مکان یا دیوار کے نیچے دب جانے سے محفوظ رکھتا ہی۔ اور نیکی اور احسان کرنا ذلت وخواری سے بچاتا ہی۔ ایہا الناس تم لوگ اپنی زندگی کو خدا کی یاد اور عبادت مین صرف کر ڈالو۔ کہ تمام عبادتون سے یہ عبادت بہتر ہی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرو کہ یہ سنت تمام سنتون سے افضل ہی۔ اور خدا نے جو وعدے اپنے نیک بندون سے کئے ہین اُنکی طرف رغبت حاصل کرو۔ علم قرآن سیکھو۔ کیونکہ وہ تمام باتون سے بہتر ہی۔ اور علم قرآن سے علم فقہ حاصل کرو کسلئے کہ یہ علم تمہارے قلوب کی بہار ہین اور اُنکے انوار ہدایت سے شفا حاصل کرو کہ تمہارے سینونکی شفا اسی مین ہی۔ اور اچھی طرح قرآن کی تلاوت کرو کہ وہ سب قصون سے زیادہ نافع ہی۔ اور وہ عالم کہ اپنے علم کے موافق عمل نہین کرتا اُس مرد حیران کی مثال ہی جو کبھی اپنی جہالت سے افاقہ نہین پاتا۔ بلکہ اُسپر حجت لازم ہی۔ اور وہ خدا کے نزدیک بہت ملامت کے لائق ہی

اسلام کے سخت اور پیچیدہ مسائل مین ایک قضا و قدر کا بھی مسئلہ ہی۔ جو متقدمین علما سے لیکر متاخرین تک برابر زیر بحث چلا آتا ہی اور اسلام کے جداگانہ فرقے اس پر اپنے مختلف حکم لگاتے ہین۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسکی نسبت جو کچھ ارشاد فرمایا ہی وہ ذیل مین مندرج ہی۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے ارشاد کے بعد اور کس کا اجتہاد زیادہ وقعت کے قابل ہوگا؛

وظننت بارجل انه قضاء حتم وقدر لازم لا تظن ذلك فان القول به مقالة عبدة الاوثان وحزب الشيطان وخصما الرحمان وقدريه هذه الامة ومجوسها ان الله امر تخيرًا ونهى تحذيرًا وكلف يسيرًا ولم يطع مكرها ولم يعص مغلوبا ولم يرسل الرسل عبثا ولم يخلق السموات والارض ومابينهما باطلا ذلك ظن الذين كفروا فى النار۔ فقال الرجل فما القضاء والقدر والتمكين من الحسنة وترك السيئة والمعونة على العقوبة الله ونحذلان لمن عصاه والوعيد الترغيب والترهيب كل ذلك قضاء الله فى افعالنا و قدره الاعمالنا فاما غير ذلك ولا تظنه فان الظن له محبط الاعمال؛

ایک سائل کے جواب مین ارشاد ہوتا ہی کہ قدر و قضا دونون لازم و متحتم ہی۔ کیونکہ ایسا خیال کرنا۔ بت پرستون۔ وساوس شیطانی کے گرفتارون اور خدا کے دشمنون کا اعتقاد ہی۔ اور اس امت مین وہی لوگ اسکے قائل ہونگے جو قدریہ ہونگے یا مجوس۔ اور یہ عقائد اُنکے سراپا باطل ہین بلکہ بالعوض اسکے خدا نے اُنکو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہی۔ اور اُنکو ہر امر کے کرنے یا نہ کرنے کا پورا اختیار دیا ہی۔ اُنکو معصیت سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ اور اپنی عبادت مین بھی زیادہ تکلیف گوارا کرنے کی مجبوری نہین دی ہی۔ اُسکی طاعت کوئی جبر و کراہت سے نہین کرتا اور کوئی نامحرمانی قہر و غلبہ کی رو سے عمل مین نہین لاتا۔ اُسنے دنیا مین اپنے رسول بیفائدہ نہین بھیجے۔ اور نہ آسمان و زمین یا اُنکے درمیان کی چیزون کو اُسنے بیکار بنایا ہی۔ یہ اُن لوگون کے گمان ہین جو اُسکی نعمتون کا کفران کرتے ہین۔ ایسے لوگون کے لئے عذاب جہنم ہی۔ سائل نے پھر سوال کیا کہ قضا و قدر جو ہم کو سمجھایا گیا ہی۔ وہ کیا ہی۔ جواب مین ارشاد ہوا۔ قضا و قدر کے معنی اطاعت کے ہین۔ اور وہ یہ ہی کہ انسان کو نیک کامون کے حاصل کرنے پر اختیار دیا گیا ہی اور بُرے کامون کے کرنے کی سخت ممانعت کی گئی ہی۔ اُن کامون کی اجازت تو ضرور دی گئی ہی جو قربتًہ الی اللہ کئے جاوین اور اُن کامون سے بچنے کے واسطے ضرور تاکید کی گئی ہی جو گناہون کی تاکید کرتے ہین۔ نیک کامون کے لئے وہ وعدے کئے گئے ہین اور بُرے کامون کے لئے وہ ڈرائے گئے اور دھمکائے گئے ہین۔ یہ سب خدا کے احکام ہین جو ہمارے افعال مین منحصر مین۔ سوائے اسکے تم اور کسی طرف گمان نہ کرو کیونکہ ایسا گمان کرنا اعمال کو محو اور ضایع کر دیتا ہی۔

سائل یہ جواب سنکر خوش ہو گیا۔ اور بے اختیار ہو کر کہنے لگا فرج اللہ عنک یا امیر المؤمنین علیہ السلام کما فرجت۔ خدا آپکے امور کو بھی ایسی ہی وسعت دے جسطرح آپنے میرے امور کو وسعت دی ہی۔ یہ کہکر اُسنے اُسی وقت دو شعر امیر المؤمنین علیہ السلام کی مدح مین نظم کئے اور سامعین کے روبرو پڑھے

مسئلہ قضا و قدر

انت الامام الذی نرجوا بطاعتہ یوم المات من الرحمان غفرانا اوضحت من دیننا ما کان ملتبسا جزاک اللہ ربک بالاحسان احسانا	ہم خدا کی درگاہ سے بروز قیامت اپنی مغفرت کی امید رکھتے ہین۔ تم نے ہمارے دل سے اُس امر کو واضح فرمایا جو شتبہ تھا۔ حق سبحانہ تعالیٰ بعوض اس احسان اور نیکی کے تمہارے ساتھ اور زیادہ نیکی کرے[1]:

تمام اسلامی مورخین کا اسپر اتفاق ہو کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہر روز نماز عشا کے بعد تمام اہل اسلام کے روبرو۔ باواز بلند ذیل کے فقرات پڑھا کرتے تھے۔

ترک دنیا

تجھزوا رحمکم اللہ فقد نودی فیکم الرحیل واقلوا العرجة علی الدنیا وانقلبوا بصالح ما یحضرتکم من الزاد فان امامکم عقبة کوءودا ومنازل مخوفة لابد من الورود علیها والوقوف عندها واعلموا ان ملاحظة المنیة نحوکم دانیة وکانکم بمخالبها یرون نشبت فیکم وقد دھمتکم منها مقطعات الامور معضلات المحذور فقطعوا علائق الدنیا واستظھروا بزاد التقوی:	اے بندگان خدا۔ خدا تمھین اپنی رحمت مین داخل کرے چلنے کی تیاری کرو۔ سفر آخرت پر آمادہ رہو۔ تمھاری جماعت مین یہ آواز دیدی گئی۔ اس مٹ جانیوالی دنیا سے دل نہ لگاؤ۔ اور اپنے اعمال نیک کو جو تمھاری راہ آخرت کے توشہ مین ہو اپنے ساتھ لو۔ کیونکہ آخرت کے راستون مین بہت سی خوفناک سڑکین اور دشوار گذار راہین ہین۔ جو تمھین پیش آنے والی ہین۔ جن سے تمکو عبور کرنا اور گذرنا ضروری ہی۔ لیکن سمجھلو کہ موت کی نگاہین ہمیشہ تمھاری طرف گڑی ہین۔ اور اُسکے

پنجے تمھاری طرف کشادہ ہین۔ تم ہر وقت اپنے آپ کو موت کے پنجے مین گرفتار سمجھو۔ اور اُسکے ناخونون کو اپنے جسم مین گڑا ہوا سمجھو سکرات موت اور جان نکلنے کی سختیون کو ہمیشہ اپنے مد نظر رکھو اور ایک لحظہ بھی اُسکی یاد سے غافل نہ رہو۔ دنیا اور دنیا کے علائق سے قطع تعلق کرو اور تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شریک بناؤ:

بے ثباتی دنیا کے قریب قریب ایسے ہی مضامین ایک دوسرے خطبہ مین بھی ارشاد فرمائے گئے ہین:

ایھا الناس انما الدنیا دار مجاز والاخرة دار قرار فخذوا من ممرکم لمقرکم ولا تھتکوا	دنیا خانہ مستعار ہی۔ اور آخرت جائے قرار۔ اپنی گذرنیوالی جگھون سے ایسے مقامون کے لئے جہان تم ہمیشہ رہوگے

[1] تہذیب جلد اول ص ۴۸۹

انسارکم عند من یعلم اسرارکم واخرجوا من الدّنیا قلوبکم من قبل ان یخرج منها ابدانکم ففیها اختبرتم ولغیرها خلقتم انّ المرء اذا ھلك قال النّاس ماترك و قالت الملئکۃ ما قدّم اللہ اٰبا وکم فقدموا بعضا یکن لکم ولا تخلفوا فیکون علیکم۔

سامان حاصل کرو۔ اور اپنے آپ کو اُس خدا سے سبحانہ تعالےٰ کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ ہونے دو جو تمھارے پوشیدہ رازون سے واقف ہی۔ اپنے دلون کو دنیا سے جدا کرو قبل اسکے کہ تمھارے بدن اس سے جدا ہون۔ کیونکہ تم دنیا مین صرف امتحان کے لئے آئے ہو۔ اور اصل مین تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ جب آدمی مرتا ہی تو اُسکے عزیز تلاش کرتے ہین کہ وہ کتنا مال چھوڑ گیا۔ مگر فرشتے اُسکے اعمال کو ڈھونڈھتے ہین۔ میرے پیارو۔ اپنے اموال سے اسقدر ساتھ لیجاؤ کہ وہ تمھارے کام آئے۔ اور سب کا سب یہین چھوڑ جاؤ کہ تمھارے لئے وبال نہ ہو۔ اپنے مالون مین سے تھوڑا بہت فی سبیل اللہ خیرات بھی کرو؎

دنیا کی زوال پذیر نعمتون کو اس سے زائد پراثر الفاظ مین ارشاد فرماتے ہین۔

بے ثباتی دنیا

ایھا النّاس۔ انظروا الی اھل الدّنیا نظر الزاھدین فیھا الصّادقین منھا فانّھا واللہ عما قلیل تزول الثاوی السّاکن وتفجع المترف الآمن لا یرجع ما تولی منھا فادبر ولا تدری ما ھو اٰت فینتظر سرورھا مشوب بالحزن وجلد الرّجال فیھا منسوب الی الضّعیف والوھن فلا تغرنکم کثرۃ ما یعجبکم فیھا القلۃ ما یصحبکم منھا رحم اللہ امرء اتفکر فاعتبر واعتبر فابصر فکان ما ھو کائن من الدّنیا عن قلیل لم یکن وکان ما ھو کائن من الآخرۃ عما قلیل لم یزل کلّ معدود منقض وکلّ متوقع وکلّ اٰت فقریب دان؎

ایہا الناس دنیا کو اُس نظر سے دیکھو جس نظر سے زاہد لوگ اُسکو دیکھتے ہین۔ خدا کی قسم اپنے مہمانون کو اور اُن لوگون کو جو اُس مین سکونت اختیار کرتے ہین۔ بہت جلد دنیا نکالدیتی ہی۔ اور اپنے پناہ لینے والون کو جنھین پہلے بڑے ناز ونعم سے پالتی ہی پیچھے مغموم اور دردمند کردیتی ہی۔ اُسکی عمر اور جوانی کی نعمتون سے جو حصے گذرجاتے ہین پھر وہ کسی طرح واپس نہین آتے۔ اور اُسکی آیندہ حالتون کا بھی کچھ ٹھیک پتا نہین ملتا۔ کہ اُنکا انتظار کیا جاوے اُسکی خوشیان غم اور بےلطفیون کے ساتھ ملی ہوئی ہین اور اُسکی جوانمردا اور دلیری کی قوتین ضعف اور سستی سے نسبت رکھتی ہین اسکے بہت سے دلفریب اور دلچسپ امور دیکھکر تم دھوکہ مین نہ پڑو۔ کیونکہ ان مین سب سے کم ایسی چیزین ہین جو تمھارے ساتھ جائینگی۔ وہ مقدار اور تعداد مین سب سے قلیل ہین۔ خدا اُسپر رحم کرتا ہی جو اُسکی بے ثباتی پر غور کرے اور اُس سے عبرت حاصل کرے۔ دنیا کے تمامی موجودات بہت جلد مٹ جانے والے ہین۔ ایسے جیسے وہ کبھی تھے ہی نہین اور آخرت کے واقعات

تم پر ایسے گذر ینگے گویا وہ کبھی زائل نہین ہونگے زندگی کے دن گنتی کے ہین۔ سب جلد گذر جائینگے۔ اور موت ضرور آنیوالی ہی۔ بہت جلد پہونچ جائے گی ؛؛

یہ وہی روحانی تعلیمین ہین جو جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک علیحدہ خصوصیت کیساتھ دنیاکے کارنامون مین یادگار ہین۔ ان ارشادات مین فصاحت و بلاغت سے قطع نظر کرکے۔ جو عرب کے لٹریچر کی خوبی اور کمال کا بیمثل اور اعلےٰ نمونہ ہی۔ اگر ہم صرف اسکے مقاصد پر سرسری نظر ڈالین تو ہم اُسکو دیکھکر نہایت آزادی سے کہہ سکتے ہین کہ اسلام متعلق استغراق فی اللہ۔ قطع علائق۔ اور تذکیۂ قلوب کے تمامی مدعا کو انھین الفاظ مین۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے سمجھایا ہی جن الفاظ مین خلیل اللہؑ۔ کلیم اللہؑ۔ اور روح اللہؑ اور محمد مصطفےٰ حبیب اللہ علیہم السلام نے ان امور کو پیشتر سمجھا دیا تھا۔ ان تمام بزرگوارونکی روحانی اور اخلاقی تعلیمین یہی تھین۔ اور اُنکی صداقت۔ جلالت اور تقدس کے یہی معیار کامل تھے۔ پھر اُسی مضمون کو ایک دوسرے انداز سے تحریر فرمایا ہی ؛ واجبات کو ادا کرو اور حرام کامون سے پرہیز کرو۔ محاسن

والانتقال علی المکارم ثم لا یبالی الی وقع الموت وقع الموت علیہ کم من غافل ننسج ثوبا لیلبسیہ وانما ھو کفنہ وبنی بیتا لیسکنہ وانما ھو موضع قبرہ فلو ان احدا یجد الی البقاء سلما ولدفع الموت سبیلا لکان ذلک لسلیمان ابن داؤد الذی سخر لہ الملک الجن والانس مع النبوۃ وعظیم الزلفۃ فلما استوفہ طعمتہ واستکمل مدتہ رمتہ قسی الفناء بنبال الموت واصبحت الدیار منہ خالیۃ والمساکن معطلۃ وورثھا قوم اخرون ؛

یا تو علی القلل الجلال تحرسھم غلب الرجال فلم ینفعھم القلل واستنزلھم بعد عز من معاقلھم الی مقابرھم یا بئس ما نزلوا

اہل اسلام کو ہدایتین

اخلاق اور مکارم آداب سے اپنے آپ کو آراستہ کرو۔ پھر پروا نہین ہی کہ موت تم پر وارد ہو یا تم موت پر۔ بہت سے غافل ایسے ہین کہ اپنے کپڑے پہننے کے بنتے ہین مگر وہی اُنکا کفن ہوتا ہی۔ بہت سے اپنے گھر بناتے ہین مگر وہین اُنکی قبر بنتی ہی۔ کسی کو دنیا مین ہمیشہ رہنے کے لئے رستہ نہین ملتا۔ یا موت کے دفعیہ کے لئے کسی نے راہ نہین پائی البتہ سلیمان ابن داؤد علی نبینا وعلیہ السلام پیغمبر تھے۔ جن کے لئے دنیا کی بادشاہی مسخر کی گئی تھی۔ باوجود اُنکی نبوت اور اس عظیم قرب و منزلت کے جو وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک رکھتے تھے پس جبکہ رزق اُنھون نے اپنا پورا کرلیا اور اُنکی عمر تمام ہوگئی۔ تو کمان ہائے فنا کے تیر اُنکو آلگے اور زمانہ اُنسے خالی ہوگیا اور اُنکے محل و مکانات ویران ہوگئے۔ اور دوسری قوم اُنکی وارث ہوگئی ؛

اسی مضمون کو قریب قریب نظم مین بھی ارشاد فرمایا ہی۔ وہ یہ ہی وہ لوگ پہاڑون کی چوٹیون پر قصرہائے رفیع اور مستحکم بناکر

ناداهم صارخ من بعد ما دفنوا
اين الاسرة والسحان والحلل
اين الوجوه التي كانت محجبة
من دونها تضرب الاستار والكلل
فافصح القبر عنهم وعن سائلهم
تلك الوجوه عليها الدود تنتقل
قد طال ما اكلوا فيها وما شربوا
فاصبحوا بعد طول الاكل قد اكلوا

رہتے تھے۔ اور بہت سے طاقتور آدمی اُنکی حفاظت اور نگرانی کرتے تھے۔ مگر ان بلند اور مستحکم مکانون نے اُنکو کچھ فائدہ نہ پہونچایا بعد اسکے کہ وہ عزت و آبرو سے دنیا مین بسر کر چکے۔ اور وہ اُن عالیشان عمارتون سے اُتار لئے گئے اور قبرون کے اندر سلا دئے گئے۔ پس وہ کن ذلتون سے اُتار دئے گئے۔ اُنکے دفن کئے جانے کے بعد گویا ایک ندا کرنیوالے کی آواز نے اُنکو آواز دی اور اُنکو مخاطب کرکے کہا۔ کہان ہین آج تمھارے وہ تخت و تاج اور شاہی پوشاکین اور کہان ہین وہ تمھاری حسین صورتین جن پر غایت وجاہت کی وجہ سے تم نقاب ڈالے رہتے تھے۔ اور اُنکے مکان کے آگے پردے اور حجاب چھوٹے رہتے تھے۔ کہان گئے۔ جب اُس آواز دینے والے نے اُنسے یہ کہا تو اُس مرنے والے نے گویا اُس مکالمہ کا جواب یون دیا کہ جن صورتون کا تم حال پوچھتے ہو۔ اُنپر کیڑے رینگ رہے ہین۔ وہ اُنکو مدت تک یوہین کھاتے پیتے رہینگے۔ اب اُنکو کھاتے کھاتے یہ حالت ہو گئی ہی کہ اُنکو کیڑون نے بالکل کھا لیا ۔"

یہ وہی اشعار ہین جنکو امام علی نقی علیہ السلام نے خلیفۃ المتوکل باللہ کے سامنے پڑھا تھا۔ جنکے سچے اور پر عبرت مضامین نے مے کشی کی بیخودی مین بھی اُسپر ایسا کامل اثر پہونچایا کہ وہ دیر تک ڈھاڑین مار مار کر روتا رہا ۔"

یہ وہی روحانی تعلیمین ہین جنکے لئے اسلام خصوصیت کے ساتھ دنیا مین بھیجا گیا تھا اور یہ وہی ہدایتین تھین جنکو دنیا کی تمام قومین بھول چکی تھین۔ اُنکی ضلالت جہالت اور ادبار کی اصلی وجہین یہی تھین کہ وہ اپنے مقدس ہادیون کی ان تعلیمون سے بالکل غافل ہو گئے تھے۔ اور اُنکی نسبت انکی غفلت کا یہ حال ہو چکا تھا گویا انھون نے کبھی انکی باتون کو سنا ہی نہین تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم کو سب سے پہلے انہین امور کی تعلیم پہونچائی تھی۔ اور وہ اسقدر مفید ثابت ہوئی کہ اسلام نے اپنے انھین اخلاقی اور روحانی محاسن کے ذریعہ سے دنیا کی اور قومون کو اپنا مطیع و منقاد بنا لیا تھا۔

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے اتنے ارشادات جو اس مضمون کے متعلق ہم نے لکھے ہین۔ اگرچہ وہ بالکل ہی مختصر کیون نہو مگر ہمارے موجودہ مدعا کے لئے ضرور کافی ہونگے۔ روحانی تعلیم کے بعد اب ہم آپکی اخلاقی تعلیم کا ذکر کرتے ہین۔ وہو ہذا

اخلاق نصیحتین

محاسن اخلاق کی تعلیم- احمل نفسك من اخيك عند صرمه على الصلة وعند صدوده على اللطف والمقاربة وعند جوده على البذل وعند تباعده على الدنو وعند شدته على اللين وعند جرمه على العذر حتى كانك له عبد وكانه ذو نعمة عليك واياك ان تضع ذلك فى غير موضعه وان تفعله بغير اهله ولا تتخذ عدو صديقك صديقا فتعادى صديقك وامحض اخاك النصيحة حسنة كانت ام قبيحة وتجرع الغيظ فانى لم ار جرعة احلى منها عاقبة ولا الذ مغبة ولن لمن غالظك فانه يوشك ان يلين لك وخذ على عدوك بالفضل فانه احلى الظفرين وان اردت قطيعة اخيك فاستبق له من نفسك بقية ترجع اليها ان بدا ذلك له يوما ومن ظن بك خيرا فصدق ظنه ولا تضيعن حق اخيك اتكالا على ما بينك وبينه فانه ليس باخ من اضعت

ذیل کی باتون کو تم اپنے بھائیون کی طرف سے اپنے اوپر برداشت کرلو- اگر وہ تم سے قطعی جدائی چاہین تو تم اُنسے اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرو- اگر وہ تم سے روگردانی کرین تو تم اُنسے محبت کرو- اگر وہ تمھارے ساتھ بخالت یا تنگدستی سے پیش آوین تو تم اُنکے ساتھ احسان لطف اور مدارات کے سلوک اختیار کرو- جب وہ تم سے دوری اختیار کرین تو تم اُنسے قربت حاصل کرنیکی کوشش کرو- جب وہ سختی سے پیش آئین تو تم نرمی سے پیش آؤ جب وہ تمھارا کوئی قصور کرین تو تم معاف کردو- اگر وہ تمسے عذر خواہی کرنا چاہین تو تم اُنسے خود عفو تقصیر کے خواستگار ہو اور اُنکو شرمندہ ہونیکا موقع ندو- اپنے دوستون سے اس طرح پیش آؤ کہ اور لوگ تمکو اُسکا بندۂ احسان سمجھین اور اُسکو تمھارا ولی نعمت اور صاحب امتنان- مگر یاد رکھو کہ یہ اخلاق اُنھین لوگون کے ساتھ جائز سمجھے جائینگے جو اُسکا پورا استحقاق رکھتے ہون- یہ باتین اگر تم اُنکے ساتھ جائز رکھوگے جو اسکی لیاقت نہین رکھتے تو وہ ان محاسن کے عوض مین تمھارے معائب ڈھونڈھینگے- اور تمکو محض عاجز اور مجبور سمجھین گے- اپنے دوست سے اپنی دوستانہ نصیحتون کو دریغ نکرو- عام اس سے کہ وہ نصیحت تمھاری اُسکو بری لگے یا اچھی- تمکو جو کچھ کہنا ہو- کہدو- مگر اُسکے منہ پر- غصہ کو پی جاؤ اور ضبط کرو- میرے نزدیک کوئی شربت آخر مین ایسا میٹھا معلوم نہین ہوتا جیسا غصہ کا ضبط کرجانا اور اُسکا پی جانا- جو تمھارے ساتھ سختی کرے تم اُسکے ساتھ نرمی کرو تمھارا نرمی کرنا اُسکی سختی کو آخرکار نرم کردیگا- جب تمھارا دشمن تمھارے قابو مین آجاوے تو اُسکے ساتھ احسان اور نیکی کے ساتھ پیش آؤ- کیونکہ تمھارے یہ سلوک تمھاری فتح عظیم مین شمار ہونگے- اگر تم کسی دوست سے قطع محبت کرنا چاہتے ہو تو ایک بارگی ہی ساری محبت قطع نہ کر بیٹھو- بلکہ کچھ رہنے دو کہ شاید وہ کسی وقت مین تم سے پھر محبت تازہ کرنا چاہے تو اسی حصہ سے تم سے محبت زندہ کرلے گا-

اگر تمھارے دوست تم مین اُس خوبی کا گمان کرین جو تم مین نہ ہو۔ تو تم اُس خوبی سے انکار کرو۔ بلکہ اُسکی تحصیل کی جلد کوشش کرو کہ وہ خوبی تم مین آجاوے۔ کسی دوست کے حقوق اُسکی دوستی کے اعتبار پر نہ ضایع کرو۔ کیونکہ جس دوست کا حق ضایع کیا جائیگا وہ تمھارا دوست نہ رہیگا:

یہ ہین اسلام کے سچے اور صحیح اخلاق جنکی تعلیم اُسنے دنیا کی تمام قومون کو پہونچائی۔ یہ اسلام کے وہی محاسن اخلاق ہین جو حقیقت مین اُسکے سچے اور صحیح معیار تھے۔ دنیا کی دوسری قومین۔ جو اسوقت تک اسلام کی نعمتون سے بے بہرہ تھین۔ وہ انھین امور سے اسلام کی صداقت اور خوبیون کو پہچانتی تھین اور جہالت کے قانون بمعاوضہ اور انتقام سے دست بردار ہوکر اسلام کی اطاعت مین اپنی گردنین جھکاتی تھین:

ہم اہل اسلام کو چھوڑکر دوسری شریعت والون کی خدمت مین بھی امیر المومنین علیہ السلام کے ان ارشادات کو پیش کرکے پوچھتے ہین کہ یہ اصول جناب عیسی مریم علی نبینا و علیہ السلام کے اُن احکام سے کہ جب تمھارا دشمن تمکو ایک طمانچہ مارے تم دوسرا گال بھی اُسکی طرف پھیر دو۔ ایک ذرہ بھر بھی اختلاف رکھتا ہی۔ ان ارشادات کی نسبت ہمارا یہ دعوے صحیح ہوسکتا ہی کہ جناب عیسی مریم علی نبینا و علیہ السلام کی باہمی رعایت سے زیادہ ان ارشادات مین رعایت کی اجازت پائی جاتی ہی۔ اور اُنکی رعایتون سے زیادہ ان ارشادات مین نرمی آسانی اور محاسن اخلاق کی تاثیرین ہین:

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی مقدس حیات زیادہ تر جنگی معاملات مین گذری ہی۔ اور اس زمانہ کے ایک قابل مگر نا رتبہ شناس مورخ نے آپ کو کرسچین نائٹ *Cristian Knight* کا خطاب دیا ہی۔ یہ اُنکی کوتاہ نظری ہی۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے پورے پورے مماثل ٹھہرائے جاسکتے ہین۔ اگر ان دونون مقدس بزرگوارون کی مبارک سیرتون پر غور کی نگاہ ڈالی جائے تو ان حضرات کے ارشاد و احکام مین بہت کم اختلاف پایا جائیگا:

یہ تو اُنکے محاسن اخلاق کی تعلیمین تھین جو قریب اور عزیز جنسے رسم اتحاد و وداد قائم تھے۔ اب وہ لوگ جو مخدوم تھے اور محض خدمت کا ذریعہ رکھتے تھے اور گھر کے کام دھندے سے متعلق تھے۔ اُنکی نسبت بھی ایسی ہی نرمی اور اخلاق سے پیش آنے کی تعلیم دی گئی ہی۔ ایک خطبہ کے خاص مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہی:

خادموں سے کام لینے کے طریقے

واجعل لکل انسان من خدمتک عملا تاخذہ بہ فانہ احری ان لا یتواکلوا فی خدمتک واکرم عشیرتک فانھم جناحک الذی بہ تطیر واصلک الذی الیہ تصیر ویدک التی بھا تصول:	اپنے خدمت کرنے والون مین سے ہر ایک کا کام جدا جدا معین کرو اور اُنکی بھلائی یا بُرائی کا اُس سے مواخذہ لو۔ ایسی حالت مین وہ خیانت سے باز رہینگے۔ اور پھر ہر کام کو ایک دوسرے پر نہ ٹالینگے۔ اپنے تمام قبیلہ کے لوگون کی عزت

کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے بازو ہین۔ جن سے تم پرواز کرسکتے ہو اور تمہارے اصل الاصول ہین جنکی طرف تم رجوع کرسکتے ہو۔ وہ تمہارے ہاتھ ہین۔ جن سے تم حملہ آور ہوتے ہو؛

امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک روز ایک بزاز کی دوکان سے دو کپڑے لئے۔ ایک کپڑے کی قیمت دو درہم تھی دوسرے کی تین۔ قنبر ساتھ تھے۔ دو درہم والا کپڑا اپنے لئے رکھا اور تین درہم والا قنبر کے حوالہ فرمایا قنبر نے عرض کی کہ اسکو آپ پہنین۔ یہ کپڑا آپکے لئے زیبا ہی۔ کیونکہ آپ کو لوگون سے ملاقات کرنی ہوتی ہی اور مجمع عام مین خطبہ پڑھنا ہوتا ہی۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے ہنسکر جواب دیا۔ تم جوان ہو۔ تمہارے لئے نفیس کپڑے زیبا ہین؛

ارشاد و ہدایت کے ذریعہ اسلام کی اشاعت۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے ان ارشاد و ہدایت نے ایک ہی وقت مین۔ اگر غور سے دیکھا جاوے۔ تو دو فرائض ادا کئے۔ ایک اہل اسلام کی تعلیم دوسرے غیر مسلم قومون کی ہدایت۔ جنکی مثال مین ذیل کے تاریخی شاہد موجود ہین۔ آپکے ایام حکومت اور عزلت نشینی دونون زمانون مین بہت سے ایسے واقعات پیش آئے ہین جنمین دوسری شریعت والے مناظرہ یا صرف استفسار اور تحقیق حق کی نیت سے دربار خلافت مین حاضر ہوے ہین۔ اور اپنے سوالون کا معقول اور خاطرخواہ جواب پاکر جب انکو اسلام کے کمال اور محاسن کی تحقیق ہوگئی تب وہ مشرف باسلام ہوے ہین۔ مگر اگر ہم ان تمام واقعات کو اپنی معمولی تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہین تو شاید ہمارا یہ مفصل بیان اس کتاب کے اصلی مدعا کے برابر ہوجائیگا۔ اس لئے ہم انکو ایک مختصر خلاصہ کی صورت مین مندرج کرتے ہین؛

یہودیون کا پہلا وفد۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے تھوڑے دنون بعد یہودیون کے علما کی ایک جماعت۔ بہت سے پیچیدہ مسائل لیکر آئی تھی۔ انھون نے علیحدہ علیحدہ سوال کئے اور امیرالمومنین علیہ السلام نے بھی انہین سے ہر ایک کو جدا جدا جواب دئے۔ اور ایسے کہ وہ سب کے سب ایمان لاکر مشرف باسلام ہوے۔ ان لوگون مین مصیر یہودی کا مناظرہ بہت مشہور ہی[1]؛

شہنشاہ روم کا فرستادہ وفد۔ اسی طرح نصرانیون کے عالمون کا ایک دوسرا ڈپوٹیشن روم سے چند مسائل لیکر مدینہ مین آیا تھا۔ انکے سوالون کا جواب۔ اہل اسلام مین سے کوئی بھی نہ دے سکا۔ امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے انکے تمام سوالون کا جواب دیا اور وہ لوگ اسلام سے مشرف ہوے[2]؛

یہودیون کا دوسرا وفد۔ اسی طرح یہودیون کے عالمون کا ایک دوسرا ڈپوٹیشن (وفد) جسمین انکے بڑے بڑے علما بھی شامل تھے۔ مدینۃ النبی مین حاضر ہوا۔ ان لوگون نے چند سوال پیش کئے

[1] زین الفتی [2] تذکرہ خواص الامۃ

اور اُنکے جواب پر اسلام کی قبولیت کو منحصر رکھا۔ اس ڈیپوٹیشن کی بھی وہی کیفیت ہوئی۔ امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے ان کو تمام سوالون کے جواب دئے اور وہ مطمئن ہوکر اسلام لائے[1]

عالم عیسائی۔ عیسائیون کا ایک بہت بڑا عالم جسکو فی الحال بشپ Bishop یا آرک بشپ Arch Bishop کہا جاسکتا ہی۔ حضرت عمرؓ سے دوزخ اور بہشت کے بارے مین اُلجھا اور اُسکے ساتھ ہی بہت سے مسائل پوچھے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام اُس مجلس مین حاضر تھے۔ اُسکے ایک ایک سوال کا جواب خلیفہ کی طرف سے دیا اور اُسکی پوری تشفی کردی اور وہ اسلام سے مشرف ہوا؛

سابق خلافتون پر کچھ منحصر نہین۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے خاص زمانہ مین بھی بہت سے ایسے واقعات پیش آئے ہین۔ ان مین سے دعبل سجستانی کا قصہ مشہور ہی۔ جسکو شواہد النبوۃ مین ملا عبد الرحمان جامی نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہی۔ اسی طرح صفین کے سفر مین ایک عیسائی راہب کا ایمان لانا عربی فارسی۔ اُردو کی تاریخون سے لیکر انگریزی تک کی تاریخون مین مندرج ہی۔ جنگ صفین کے خاتمہ پر زرہ والے معاملہ مین۔ جو عیسائی قاضی شرع کے پاس پیش کیا گیا تھا۔ وہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ذاتی محاسن اور شریعت کی پابندی کو دیکھکر آخر کار اصل واقعہ کے بیان پر مجبور ہوگیا اور مسلمان ہوکر جنگ نہروان مین درجۂ شہادت پر فائز ہوا۔ غور کا ملک تیسری خلافت مین فتح ہوا تھا۔ یہان کا حاکم شنصب جو ایک ترکی افغان تھا یہان کی حکومت پر متعین تھا۔ اسی کے خاندان مین غور کی حکومت چلی آتی تھی۔ خلافت نے فتح کے بعد اس ملک کے قاعدۂ حکومت سے کوئی تعرض نہین کیا اور شنصب کو اپنی موجودہ حالتون پر چھوڑ دیا۔ شنصب جزیہ کی شرائط پر خلافت کا مطیع ہوکر غور کی حکومت پر مستقل رہا؛

امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے زمانہ مین اُسکو بلایا۔ وہ آیا۔ اسلام سے مشرف ہوا پھر اپنے ملک کی جدید اجازت پاکر رخصت ہوگیا۔ ناسخ التواریخ مین اتنا اضافہ اور درج ہی کہ شنصب نے اپنے ملک مین واپس آکر تمام قوم کو جناب امیر علیہ السلام کی بیعت پر اسلام سے مشرف کیا۔ وہ خط جو شنصب کی طلبی مین دار الخلافت سے لکھا گیا تھا۔ شاہان غور کے خزانون مین نہایت افتخار اور بہت بڑی احتیاط سے رکھا رہا۔ بہرام شاہ ابن محمد ابن محمود شاہ کے زمانہ تک یہ موجود تھا۔ اسکے بعد اسکے حال پر پردہ ہی؛

وقت تھوڑا۔ کام بہت۔ اسپر ملکی بغاوتون کی کثرت کا وہ انداز جنسے ایک دم کے لئے اطمینان نہین حقیقت مین امیر المؤمنین علیہ السلام کو اپنی چار سالہ حکومت کے زمانہ مین اتنی فرصت کہان کہ نظام ملکی کے تمام صیغہ کی طرف پوری اور کامل توجہ فرمائی جاتی۔ مگر تاہم آپکے نظام حکومت کے واقعات پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ لے سکتا ہی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ضرورت اور فرصت کے اعتبار سے کوئی

[1] قصص الانبیا

ملکی صیغہ ایسا نہین چھوڑا جسکی ترتیب اور درستی مین اپنی لیاقت اور کمال کا پورا اظہار نہ فرمایا ہو۔ ملکی مالی اور فوجی صیغون کے حال معلوم ہو چکے۔ ہدایت۔ ارشاد کا صیغہ بھی کافی تفصیل سے بیان کیا گیا۔ اس اخیر صیغہ کے متعلق امیر المؤمنین علیہ السلام نے کسی ضروری امر کی تعلیم کو ادھورا یا نامکمل نہین چھوڑا۔ اور شروع سے لیکر اخیر تک اُنکے ہر اواب کو اُسی طرح بتلایا اور سمجھایا۔ ہم ارشاد و ہدایت کے متعلق علوم مختلفہ اور حکمت متفرقہ کی تعلیم آپکے کمال علمی کی تفصیل مین اس سے زائد وسعت کے ساتھ لکھینگے ؎

شراب کی ممانعت کا معقول انتظام جسطرح انکی خلافت مین کیا گیا ویسا کسی اور خلافت کے زمانہ مین نہین۔ عام طور سے تمام قلمرو اسلامی مین والیان ملک کو لکھا گیا کہ اہل ذمیون سے جنکے نزدیک اسکی حرمت ثابت نہین ہی شراب خواری کے قطعی ترک پر سخت عہد لیا جاوے ؎

عرب کا مشہور شاعر۔ نجاشی۔ کوفہ مین مقیم تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ ابو سماک اسدی نے اُسکی دعوت کی۔ اُسکے اسباب دعوت مین شراب بھی شامل تھی۔ وہ پیکر بدمست ہو گیا۔ ہمسایون کو خبر لگی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام سے اطلاع کی۔ نجاشی پکڑا گیا۔ معمولی سزا سے بیس کوڑون کا اور اضافہ فرمایا گیا۔ نجاشی نے اس اضافہ کی وجہ پوچھی تو ارشاد ہوا کہ ماہ رمضان مین اس جرات کے کرنے سے بیس کوڑون کا اور اضافہ کیا گیا ہی ابراہیم ابن ہلال اسدی نے نجاشی کی سفارش کی تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے نہایت خشم آلود آواز سے اُسکے جواب مین ذیل کا آیہ تلاوت فرمایا۔ لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ تمکو اس قوم کی عداوت اس امر پر آمادہ نکرے کہ تم اُسکے ساتھ عدالت سے نہ کام کرو بلکہ انصاف کرو کہ وہ خدا کا تقویٰ ہی ؎

ہم خلافت مرتضوی کے نظام ملکی کو تمام کرتے ہین اور آپکے کمال علمی۔ علوم مختلفہ کی تعلیم و تشریح اور محاسن اخلاق و مکارم عادات کے بیان مندرج کرتے ہین۔ مگر قبل اسکے کہ ہم اپنے سلسلۂ بیان کو اپنے جدید مضمون سے شروع کرین۔ ہم اپنی کتاب کے ناظرین کو یہ دکھلاتے ہین کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے تمام ملکی۔ مالی اور فوجی افسرون مین سے ہر ایک کے فرائض اور مناصب بیان کئے۔ مگر خلیفہ اور امیر کے فرائض اور مناسب کا کہین ذکر نہین فرمایا۔ اب ہم خاص خلیفہ اور امیر کے فرائض و مناصب ایک علیحدہ خطبہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔ وہو ہذا

اما بعد فقد جعل اللّٰہ لی علیکم حقا بولایة امرکم ولکم علی من الحق مثل الذی علیکم فالحق مثل الذی علیہ کم فالحق اوسع الاشیاء فی التواصف	خدائے سبحانہ تعالےٰ نے مجھے تم لوگون پر امیر کیا ہی اور میری اطاعت کے حقوق تم پر واجب کئے ہین۔ اور جس طرح میرے حقوق تم لوگون پر ہین اُسی طرح تمہارے حقوق ہمارے اوپر ہین

خلیفہ وقت اور امام ... کے اوصاف

واضیفها فی التناصف لا یجری لاحد
الا جری علیه ولا یجری علیه الا جری
له ولو کان لاحد ان یجری له ولا یجری
علیه لکان ذلك خالصا لله سبحانه دون
خلقه لقدرته علی عباده ولعدله
فیکل ما جرت علیه صروف قضائه ولکنه
سبحانه جعل حقه علی العباد ان یطیعوه
وجعل جزاءهم علیه مضاعفة الثواب
تفضلا منه وتوسعا بما هو من المزید
اهله ثم جعل سبحانه من حقوقه
حقوقا افترضها لبعض الناس علی بعض
فجعلها تتکافؤ فی وجوهها ویوجب بعضها
بعضا ولا یستوجب بعضها الا ببعض و
اعظم ما افترض سبحانه من تلك الحقوق
حق الوالی علی الرعیة وحق الرعیة علی
الوالی فریضة فرضها الله سبحانه لکل
علی کل فجعلها نظاما لالفتهم وعزا لدینهم
فلیست تصلح الرعیة الا بصلاح الولاة
ولا یصلح الولاة الا باستقامة الرعیة
فاذا ادت الرعیة الی الوالی حقه وادی
الیها حقها عز الحق بینهم وقامت مناهج
الدین واعتدلت معالم العدل وجرت
علی دلالها السنن فصلح بذلك الزمان
وطمع فی بقاء الدولة ویئست مطامع
الاعداء واذا غلبت الرعیة والیها او

اور وہ حقوق یہ ہین کہ مین تم لوگون مین بعدالت کام کرون۔
اسمین شک نہین کہ حقوق باعتبار بیان کے نہایت سہل ہین مگر
بلحاظ تعمیل کے بہت سخت اور دشوار۔ اور اگر کسی پر کسی
شخص کا حق ہی تو اسپر دوسرے شخص کا بھی حق ہونا ضروری ہی
اور وہ جسپر کوئی حق کسی کا ثابت نہو سکے وہ سواے ذات
باری تعالےٰ شانہ کے کوئی اور نہین ہی کیونکہ اُسی کو قدرت
کامل اور صفت عادل حاصل ہی کیونکہ جو کچھ وہ حکم کریگا وہ
عین عدل ہوگا اور جیسا کچھ وہ حکم دیگا وہ اُسپر قادر ہی۔ اور
سواے اسکے کوئی دوسرا ایسا نہین ہی لیکن باینہمہ خداوند
تعالےٰ نے اپنے بندون کے افعال و اعمال کی جزا بھی اپنے
ذمہ لازم کرلی ہی اور ثواب ہاے مضاعف اور اضافہاے
احسانات کا امیدوار بنایا ہی۔ ازان بعد۔ آدمیون کی طرف سے
آدمیون پر حقوق بھی قائم فرمائے ہین اور ہر ایک حق کو حق
کے برابر رکھا ہی۔ چنانچہ ایک کا حق دوسرے پر قائم ہوتا ہی
اور دوسرے کا حق اُسکے ادا کرنے پر لازم ہوتا ہی۔ ان حقوق
مین سے سب سے بڑا حق امیر کا ہی رعیت پر اور رعیت کا ہی والی پر
اور یہ دونون مساوی واقع ہوے ہین اور کبھی ایک دوسرے
سے علیحدہ نہین ہونے والے۔ خداے سبحانہ تعالےٰ نے انمین سے
ایک کو دوسرے کے حق پر واجب اور لازم گردانا ہی۔ اور ان حقوق
کی رعایت سے باہمانہ محبت والفت کا انتظام فرمایا ہی بان
وجہون سے رعایا کے حقوق والی اور امیر کے ساتھ وابستہ ہین۔
اور والی اور امیر کے استحقاق رعایا کے ساتھ متعلق ہین۔ امیر
یا والی کی صلاح رعیت کے اطمینان اور آبادی پر منحصر ہی جب
رعایا اپنے والی اور امیر کے حقوق کو بغیر کسی خلش اور نقصان
ادا کرے گا اور امیر بھی اُنکے حقوق کو عدالت اور مروت کیساتھ

اجحف الوالي برعيته اختلف هنالك الكلمة و
ظهرت معالم الجور وكثر الادغال وتركت
محاج السنن فعمل بالهوى وعطلت الاحكام
وكثرت علل النفوس فلا نتوحش لعظيم حق
عطل ولا لعظيم باطل فعل فهنالك يذل
الابرار ويعز الاشرار ويعظم تبعات الله عند العباد

ادا کرتا رہے گا تو امور حق کو ضرور غلبہ ہوگا اور دین خدا کی
راہین راست ہوجائینگی۔ اور تمام دنیا مین عدل و انصاف
قائم اور برپا رہے گا ؛
جب خطبہ کے مضمون کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام
نے یہانتک پہونچایا تو سامعین مین سے ایک صاحب اپنے
جوش عقیدت مین اُٹھ کھڑے ہوے اور آپکی بیحد تعریف و
توصیف کرنے لگے جب وہ اپنی طول وطویل مدح وثنا کو تمام کرچکے تو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے
خطبہ کے بقیہ مضامین کو ذیل کے الفاظ مین تمام فرمایا ؛

ان من حق من عظم جلال الله في نفسه وجل
موضعه من قلبه ان يصغر عنده العظم ذلك
كل ما سواه وان احق من كان كذلك لمن
عظمت نعمة الله تعالى عليه ولطف احسانه
اليه فانه لم يعظم نعمة الله على احد الا ازداد
حق الله عليه عظما وان من اسخف حالات
الولاة عند صالح الناس ان يظن بهم
حب الفخر ويوضع امرهم واستماع الثناء
ولست بحمد الله كذلك ولو كنت احب ان
يقال ذلك لتركته انحطاطا لله سبحانه
عن تناول ما هو احق به من العظمة والكبرياء
وربما استحلى الناس الثناء بعد البلاء فلا
تثنوا على بجميل ثناء لاخراجي نفسي الى
الله واليكم من التقية في حقوق لم افرغ
من ادائها وفرائض لا بد من امضائها فلا
تكلموني بما يكلم به الجبابرة ولا تتحفظوا مني
بما يتحفظ به عند اهل البادرة ولا تخالطوني

جو شخص کہ خدا کی عظمت وجلال کو تمام چیزون سے عظیم اور
جلیل تر جانتا ہی اُسکو چاہیئے کہ وہ تمام اُن اشیا کو جو سوائے
ذات باریتعالے کے ہین اپنی نگاہون مین حقیر سمجھے اور تمام
اشیاء ماسوا کو خدا کا محتاج اور عاجز جانے۔ اور ہر چند
نعمتہاے الٰہی کسی پر کتنی ہی زائد ہون اور اُسپر اُس کے
کیسے لطف واحسان ہون اُسکو چاہیئے کہ خدا کی تعظیم
اور اُسکا شکر زیادہ بجالائے اور اُسکا شکر زیادہ کرے۔
کیونکہ جب نعمت الٰہی کسی پر نازل ہو تو اُسکا شکر اُسپر واجب
ہوجاتا ہی۔ اور جسقدر نعمت حق زیادہ ہو حقوق باریتعالے
زیادہ ہوتے ہین۔ سب سے بُرا امیر یا والی وہ ہی جو رعایا
اور عوام الناس کے سامنے فخر وتکبر کرے اور اپنی مدح و
ثنا کو زیادہ پسند کرے۔ اور حقیقت امر یہ ہی کہ مین اس کو
نہین پسند کرتا کہ تمھارے دل مین یہ گمان ہو کہ مین اپنی مدح
ثنا کو پسند کرتا ہون۔ تمام تعریفون کا مستحق وہی خدا ہی
اور تمام فخر وتکبر اُسی کے شایان ہی۔ اور کسی کو اسکا حق
حاصل نہین ہی بعض وقت اکثر لوگ مدح وثنا کو پسند کرتے
ہین مگر ایسے لوگ بھی مدح وثنا کے اُسی وقت مستحق ہوتے

بالمصايغة ولا تظنوا الى استثقالا فی حق قيل لی والتماس اعظام لنفسی فانه من استثقل الحق ان يقال له والعدل ان يعرض عليه كان العمل بهما عليه اثقل فلا تكفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانی لست فی نفسی ما هو الملك به منی فانما انا و انتم عبيد مملوكون لرب لا رب غيره يملك منا ما لا نملك من انفسنا واخرجنا مما كنا فيه الی ما اصلحنا عليه فابدلنا بعد الضلالة بالهدی واعطانا بالبصيرة بعد العماء

ہین جب وہ اپنے فرائض کی ذمہ داری اور اُسکی آزمایش سے پاک و صاف نکل آئین۔ اور جس امر پر مامور کیئے گئے ہین اُنکو بحسن وجوہ انجام دے لین۔ تم لوگ میری تعریف و توصیف نکرو کیونکہ مین اپنے خالق اور اُسکی خلایق کے سامنے اعتراف کرتا ہون کہ مین ایسا شخص ہون جسکے ذمہ بہت سے لوگون کے حقوق ہین جنکی ادا کاری سے مین ابھی تک سبکدوش نہین ہوا۔ اور وہ فرائض جو مجھسے متعلق ہین وہ ابھی ادا نہین ہوے پس ایسی حالت مین مین کس طرح اپنی تعریف کو پسند کر سکتا ہون۔ ہرگز ہرگز میرے ساتھ ویسی باتین نہ کیا کرو جیسی ظالم بادشاہون کے روبرو کرتے ہین۔ مجھسے تم لوگ کوئی خوف نکرو۔ بلکہ ظالم بادشاہون سے اندیشہ کرو۔ میرے ساتھ تکلف سے نہ پیش آؤ اور میری مدح و ثنا مین مبالغہ نکرو۔ اور کلمۂ حق کے کہنے مین میری رعایت نکرو۔ اور اپنی دادطلبی اور انصاف خواہی مین مجھسے کوئی مضائقہ نکرو کہ مجھکو کلمۂ حق کبھی گران نہین گذرتا۔ مجھکو اہل اسلام سے اپنی تعظیم کرانی ہرگز منظور نہین ہی۔ ہرگز تم لوگ کلمۂ حق کے گران گذرنے کا میری طرف خیال نکرو۔ اور مجھکو تعظیم و تکریم کا خواہان نہ سمجھو۔ وہ آدمی جسپر کلمۂ حق گران گذرتا ہی حق کی رعایت کی طرف توجہ نہین کرتا۔ اور جو شخص انصاف کے کلمات سننا نہین چاہتا وہ ہرگز انصاف کی روش پر نہین چلتا۔ اپنی مشورت و استعانت کو مجھ سے دریغ نکرو۔ اور اپنی سچی باتون کو مجھسے چھپایا کرو کیونکہ مجھکو اپنے نفس پر ایسا اعتماد نہین ہی کہ مین کہہ سکون کہ مجھسے خطا نہین ہو سکتی اور مین اپنی گفتار و کردار مین خطا نہین کر سکتا۔ مگر امید قوی ہی کہ خداے سبحانہ و تعالے خطا و خلل کو میرے قول و فعل سے دور فرماوے اور جو کچھ میری وسعت مین نہین ہی اپنے کرم سے مجھے عنایت فرماوے۔ واقعی ہم تم دونون اُسی کے بندے ہین اور اُسی کے مملوک اور سواے پروردگار سبحانہ تعالی کے ہمارا کوئی دوسرا مالک نہین ہی۔ جو چیز کہ وہ ہمارے نفس سے چاہے وجود مین لا سکتا ہی لیکن ہم اُسپر قادر نہین ہین۔ اور جو قوتین کہ اُسنے ہم مین پیدا کی ہین اُس سے ہم واقف نہین ہین اُسنے اپنے لطف شامل سے ہمکو گرداب ضلالت سے نکالکر ساحل صلاح پر لگا دیا۔ اور اپنی عنایت کامل سے جہالت و فساد سے بچاکر راہ ہدایت پر ہمکو مستقیم کر دیا۔ اور جسوقت کہ جہالت نے ہماری آنکھون کو بے نور کر دیا تھا۔ ہمارے دل کی آنکھون کو نور علم سے منور فرمایا۔ اور دلائل واضح اور حجتہاے ساطع دنیا مین ہماری بصیرت اور ہدایت کیواسطے جاری فرمائے۔

اب تو ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے فرائض اور اپنے محاسن کے بیان کو بھی اُسی تفصیل سے بیان کیا ہی جس تفصیل سے خلافت کے ہر اعلیٰ اور ادنیٰ عہدے کو۔ اس مضمون سے معلوم ہو گیا کہ خلیفۃ اللہ اور جانشین جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی شان ہونی چاہیے جیسا کہ اس خطبہ مین بیان کی گئی ؛"

امیر المؤمنین علیہ السلام کی جامعیت اور ارشادات

قدیم سے تقریر اور طلاقت عرب کی ذی عزت خاندانون کا تمغہ چلی آتی ہی اور اُسکے ہونہار اور سعادتمند جوانون کا اکثر اسی سے امتیاز کیا جاتا تھا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت ایک تو یوہین جواب نہین رکھتی تھی۔ دوسرے اُنکی تقریر کی تاثیر اور حسن بیان نے اپنی یکتائی اور عدیم المثالی کا سارے عرب سے اقرار کرا لیا تھا۔ احکام۔ ارشادات۔ خطبات۔ توقیعات۔ آپ کے ایسے موجود ہین اور اس کثرت سے ذایع وشایع ہین جنکو جس پہلو اور جس انداز سے دیکھا جاوے اپنی آپ مثال اور اپنا آپ جواب ثابت ہو چکے ہین ؛

قدیم الایام سے عرب اپنے لٹریچر (زبان) اور حسن تقریر کے لئے مشہور آفاق تھا۔ اور سن ہجری کی تیسری صدی سے لیکر چھٹی صدی کے اخیر تک تو انکا لٹریچر اور علمی تحقیقات دنیا کی تمام قومون سے بہت آگے بڑھ گئی تھی اور اُنکی اعلیٰ قابلیتون نے یونانی۔ رومی اور دوسری قومون کو اپنے مقابلہ سے پیچھے ہٹا دیا تھا۔ مگر تاہم۔ جسوقت ہم عرب کے ان علما کی قابلیت اور مایۂ لیاقت کا مقابلہ اور اُنکی تحریر و تقریر کا موازنہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے ارشادات و خطبات سے کرتے ہین تو ہم اُنکے تمام کمالات کو امیر المؤمنین علیہ السلام کے محاسن لیاقت کا ادنیٰ خاکہ سمجھتے ہین اور کچھ بھی نہین ؛

عرب مین قدیم سے خطبات کا دستور چلا آتا ہی۔ اور یہ ایسا دستور ہی جو جہالت کے زمانہ سے لیکر عرب کی ترقی کے وقت تک برابر جاری رہا۔ اور اب بھی اسلامی ممالک مین جمعہ و جماعت کے مخصوص اوقات مین یہ آثار پائے جاتے ہین۔ مگر جیسی خوبیان جیسے کمال۔ فصاحت و بلاغت۔ اور علمی قوت۔ نہج البلاغت کے خطبات مین ہم دیکھتے ہین۔ وہ مشکل سے پھر کسی قدیم یا جدید عربی خطیب کے خطبون مین پاتے ہین۔ یہ وہی بینظیر اور اعلیٰ لیاقتین تھین۔ جنھون نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے علمی اوصاف کو تمام عرب مین بے نظیر ثابت کر رکھا ہی۔ قرآن۔ حدیث۔ اسلام کے ضروری علوم کے علاوہ۔ علوم عقلی مین بھی امیر المؤمنین علیہ السلام کو بہت بڑی مہارت حاصل تھی۔ فصاحت اور بلاغت مین آپ کا رتبہ اپنے ہمعصرون سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ اب اس زمانہ کے عربون مین خطیب فصیح اللسان

اور کاتب بلیغ البیان مانے جاتے ہین ؂ ۱

ہمارے معزز اور لائق دوست مولوی محمد عبدالرحمن صاحب نے اور زیادہ غور نہین کیا امیرالمومنین علیہ السلام کی جامعیت اور علمی کمال کی نسبت وہ اگر زیادہ تحقیق فرماتے تو اُنکو معلوم ہوجاتا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی جامعیت ایسی محدود نہین ہی کہ صرف اُن کے معاصرین تک تمام کردی جائے۔ بلکہ تمام دنیا مین عموماً اور اہل اسلام مین تو خصوصاً۔ اول سے آخر تک۔ اسکی مثال بالکل دشوار اور سخت محال ہی۔ اسلام کے تمام طریقون نے امام۔ فقیہ۔ ادیب۔ محدث۔ مورخ۔ علما اور فضلا جو بڑی بڑی علمی مسندون کے بیٹھنے والے گذرے ہین۔ وہ سب اُنھین کے چشمۂ علوم سے سیراب اور فیضیاب ہو چکے ہین اور وہ جسقدر جانتے ہین وہ انھین کی مبارک تعلیم کا نتیجہ ہی ؂

اسلام مین وہ کونسا فرقہ ہی جسکی تحصیل کا سلسلہ امیرالمومنین علیہ السلام تک نہین پہونچتا سب سے اول تم صحابہ کے خلقہ کو دیکھو صحابہ مین عبداللہ ابن عباس بہت بڑے فقیہ کہلاتے ہین اور اپنے ہمعصرون مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے اور محیط العلم بین الصحابہ کے معزز لقب سے یاد کیے جاتے تھے اُنکی تمام معلومات امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت صحبت اور تلمذ کے فیوض ہین ؂

حضرت عمر کو بھی مولوی شبلی صاحب نے اسی طبقہ مین شمار کیا ہی ہم کو انکے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرت عمرؓ کو کوئی مشکل مسئلہ آپڑتا تھا اور وہ اُسکے جواب مین اپنی کوئی رائے نہین دے سکتے تھے تو امیرالمومنین علی علیہ السلام سے استفسار کرتے تھے۔ انھین واقعات کے ثبوت مین حضرت عمر کے یہ اقوال تمام اسلامی تاریخون مین مندرج ہین ؂

لولا علی لہلک عمر۔ علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوتے۔ کان عمر یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابوالحسن۔ عمر ہمیشہ اُس مشکل کے لئے خدا سے پناہ مانگتے ہین جسکے حل کرنے کے لئے ابوالحسن علیہ السلام موجود نہون۔ یا ابا الحسن لا ابقانی اللہ لشدۃ لست لہا ولا فی بلدۃ لست فیہ یا اباالحسن علیہ السلام وہ سختی خدا مجھپر نہ ڈالے جسکے دور کرنے کے لئے تم موجود نہو اور اُس شہر مین خدا مجھے نہ لیجاوے جہان تم نہ ہو۔ کنزالعمال۔ یا ابن ابی طالب مازلت کاشف کل شبہۃ وموضح کل حکم اے پسر ابیطالب علیہ السلام تم ہمیشہ ہر شبہہ کے کھولنے والے اور کل احکام کے ظاہر کرنے والے ہو۔ اللھم لا تنزل بی شدۃ الا ابوالحسن الی جنبی خدا مجھپر کوئی بلا نازل نہ فرمائے اُسوقت مین جب ابوالحسن علیہ السلام میرے پہلو مین نہون۔ عجزت النساء ان یلدن مثل علی ابن ابی طالب علیہ السلام عورتین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ایسا بچہ جننے سے عاجز ہین ؂

ؔ۱ رسالۃ المرتضیٰ صفحہ ۱۶

امیر المؤمنین علیہ السلام کے صرف چند مسائل کے جواب سکے یہ نتیجے تھے۔ جسنے حضرت عمر کی زبان سے انکی اعلیٰ لیاقت اور بے مثل لیاقت کا اعتراف کرایا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ آپکو علم زیادہ ہی یا آپ کے ابن عم کو۔ حضرت عبد اللہ نے جواب دیا میرے علم کی مقدار اُنکی علمی لیاقت کے مقابلہ مین ایسی ہی جیسے ایک قطرہ کی دریا کے ساتھ۔ جب محیط العلم کا وجود۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے مقابلہ مین ایک قطرہ سے زاید نہ ٹھہرے تو پھر اُس دریائے ناپیدا کنار کے اندازے کیسے کئے جا سکتے ہین۔

کمال علمی پر فاضل معتزلی کی رائے

عبد الحمید ابن ابی الحدید فاضل معتزلی نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی کے متعلق یہ رائے لکھی ہی کہ اُس بزرگ کی نسبت مین کیا لکھون جس کے دشمنون تک نے اُسکے فضائل کا اعتراف کیا اور اُسکے اعدا اُسکے مناقب کو نہ چھپا سکے۔ ہر شخص جانتا ہی کہ بنی امیہ سلطنت اسلام پر مشرق سے مغرب تک اپنی حکومت پھیلا چکے تھے۔ اور اُنکے انوار ہدایت کے گُل کر دینے کی کوشش کر رہے تھے احادیث اُنکے معائب مین وضع کرائے تھے۔ اور منبرون پر اُس جناب کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ اُنکے دوستون اور مداحون کو دھمکاتے تھے اور اُن کو قید کرتے تھے اور مار ڈالتے تھے۔ یہانتک تو نوبت پہونچائی تھی کہ اُن کے نام لینے تک کی ممانعت تمام ملکون مین کرا دی تھی۔ مگر باوجود اس اہتمام کے جسقدر وہ اس کے خلاف مین کوشش کرتے تھے اُتنا ہی اُنکا نام بلند اور اُنکا مرتبہ رفیع ہوتا تھا۔ مشک کی بو کی طرح کہ اسکو جہان چھپائین اُسکی بو نہین چھپتی۔ اور مثل آفتاب کے کہ کسی کی ہتھیلی اُسکو چھپا نہین سکتی اور مثل روز روشن کے۔ کہ اگر اُسکو ایک کی آنکھ نہ دیکھے تو کیا صدہا ہزارہا آنکھین اُسکو مشاہدہ کرینگی ؛

امیر المؤ

اور مین اُس شخص کی شان مین کیا کہون کہ تمام فضیلتین اُس سے منسوب اور جمیع کمالات اُسی تک منتہا ہوتے ہین۔ وہ تمام مناصب و مناقب کا راس الرئیس ہی اور تمام مکارم و محامد کا سرچشمہ اور جملہ فضائل کا معدن ہی۔ کوئی اُس سے میدان منقبت مین آگے نہ نکل سکا۔ جسنے کسی فضیلت مین کچھ حصہ لیا ہی وہ اسی کی وجہ سے اور جو جس کمال سے بہرہ ور ہوا۔ وہ اسی کے سبب سے ؛

یہ تو ظاہر ہی کہ دنیا مین تمام علوم سے مشکل خداشناسی اور معرفت کا علم ہی۔ مگر جس نے خدا کو پہچانا وہ اسی کے سبب سے۔ اسی کے کلام سے معرفت خدا کے احوال مستنبط کئے گئے۔ خداشناسی کی راہین اُسی کے یہان سے روشن ہوئین۔ تمام دنیا مین نور معرفت اسی کی تعلیم سے پھیلا ؛

فرقہ معتزلہ۔ اسلام کا وہ فرقہ جو اہل توحید و عدل و ارباب بصیرت و عقل ہین اور اس فن مین مرشد اور اوستاد مانے گئے ہین۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے شاگرد ہین۔ اس طرح سے کہ واصل ابن عطا

جو اس فرقہ کا پیشوا مانا جاتا ہے۔ وہ ابو ہاشم عبد اللہ ابن محمد حنفیہؓ کا شاگرد ہے۔ اور عبد اللہ کو اپنے باپ محمد حنفیہؓ سے تلمذ حاصل ہے۔ اور محمد حنفیہؓ کو اپنے پدر بزرگوار امیر المؤمنین علیہ السلام سے ؛

فرقۂ اشاعرہ۔ اس فرقہ کی انتہا ابو الحسن اشعری پر ہوتی ہے۔ یہ ابو الحسن جبائی کا شاگرد ہے اور ابو الحسن فرقۂ معتزلہ کے مشائخ مین داخل ہے۔ اس طریقہ سے اس فرقہ کی انتہا بھی آپ ہی تک ہے ؛

امامیہ و زیدیہ۔ انکو جو خصوصیت امیر المؤمنین علیہ السلام سے حاصل ہے۔ وہ میری کسی تشریح کی محتاج نہین ؛

اسلام کے ضروری علوم سے پہلا علم فقہ ہے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام اسکی اصل ہین۔ تمام فقہائے عرب انھین کے خوشہ چین ہین۔ علم فقہ ابو یوسف اور ابو محمد وغیرہ نے ابو حنیفہ سے اخذ کیا۔ اور شافعی نے محمد سے۔ اور احمد ابن حنبل نے شافعی سے۔ غرض ان سب کا انتہا ابو حنیفہ پر ہوتا ہے۔ اور ابو حنیفہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حاصل کیا۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین سے۔ اسلئے یہ سلسلہ بھی امیر المؤمنین علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے ؛

اسلام کے تین امامون کی کیفیت تو معلوم ہو چکی۔ ابھی امام مالک باقی ہین۔ اُنکی کیفیت یہ ہے کہ اُنکی تحصیل کا سلسلہ عکرمہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کے غلام پر تمام ہوتا ہے۔ ابن عباسؓ کو امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین تلمذ کا جیسا کچھ شرف حاصل تھا۔ وہ میرے بیان کا محتاج نہین۔ عام طور سے تمام اسلامی سیر و تواریخ مین مندرج ہے ؛

تصوف و اقوال اہل اشراق۔ اب اس طائفہ کی طرف نگاہ کیجا دے تو اس علم کے موجد بھی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہی بتلائے جاتے ہین۔ جُنید بغدادی کا یہ قول خواجہ محمد پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب مین تحریر کرتے ہین۔

وقال الجنید رحمة اللّٰہ علیہ صاحبنا فی ھٰذا الامر الذی اشار الی ما تضمنہ واومی الی حقائقہ بعد نبیّنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ؛

جنید بغدادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہین کہ ہمارا پیشوا اس امر تصوف مین کہ جس بزرگ نے اشارہ کیا ہے اُس شے کی طرف جو دلون مین آکے متضمن ہوتی ہے اور جسنے ہمارے نبی صلعم کے بعد اسکے حقائق کیطرف ایما کیا ہے وہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہین ؛

جنید بغدادی علیہ الرحمہ کشف المحجوب مین تحریر فرماتے ہین شیخنا فی الاصول والبلاء علی مرتضیٰ یعنی امامنا فی علم الطریقة ومعاملاتھا ھو علی مرتضیٰ علیہ السلام ہمارے اصول اور بلا مین پیر علی مرتضیٰ علیہ السلام ہین۔ یعنی ہمارا امام علم طریقت مین۔ اور اُس کے معاملات مین علی مرتضیٰ

علیہ السلام ہین؛

تمام سلسلے مثل قادریہ چشتیہ۔ قشریہ۔ ہرویہ۔ احمدیۃ الغزالیہ۔ شطاریہ۔ رفاعیہ۔ سہروردیہ کبریہ۔ شاذلیہ۔ اور نقشبندیہ جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتے ہین۔ اگرچہ اس زمانے مین ہر ایک سلسلہ کی ہزار ہا شاخین نکلی ہین لیکن متقدمین کے نزدیک انکے اصل دو طریقے تھے۔ جنیدیہ اور طیفوریہ۔ جنیدیہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کی طرف منسوب ہی۔ حضرت جنید کو حضرت سری سقطی سے بیعت ہی اور حضرت سقطی حضرت معروف کرخی کے مرید ہین اور حضرت معروف کرخی نے حضرت داؤد طائی سے فیض حاصل کیا ہی اور حضرت داؤد نے حضرت حبیب عجمی سے اور حضرت حبیب عجمی نے حضرت حسن بصری سے بیعت کی۔ اور حسن بصری نے خرقہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سے پہنا ہی۔ دوسرا فرقہ طیفوریہ ہی۔ جو منسوب ہی طیفور ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف۔ جنکی بیعت حضرت امام بحق ناطق جعفر الصادق علیہ السلام سے تھی۔ پس اس فرقہ مین جتنے طریقے ہین سب کا خاتمہ جناب امیر علیہ السلام کی ذات مقدس تک ہوتا ہی۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین مین لکھتے ہین ومنہا علم تصفیۃ الباطن ومعلوم ان نسب جمیع الصوفیۃ ینتھی الیہ۔ انہین سے صفائی قلوب کا آغاز ہوا ہی۔ اور تمام صوفیہ کرام کی نسبت انھین پر تمام ہوتی ہی؛

اسلامی دنیا مین۔ صحابہ کبار سے لیکر تابعین اور تبع تابعین تک کی جماعت مین کسی کے ارشاد اور تعلیم کے لئے اہل اسلام اتنے زیر بار احسان نہین ہین جتنے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے۔ اسلام مین تمام علوم کی تعلیم انہین سے ہوئی اور اہل اسلام نے جو کچھ حاصل کیا۔ وہ انھین کی تعلیم صحبت اور خدمت سے۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی تحصیل جناب سرور موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور تربیت پر موقوف تھی۔ صحابۂ کبار مین ہونے کی حیثیت سے علاوہ۔ اہلبیت۔ ابن عم اور خویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی شرافتون نے جناب علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا کے تعلقات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہمایون سے ایسا وابستہ کر رکھا تھا کہ وہ دوسرون کے لئے قطعی ناممکن تھا۔ ان تعلقات سے قطع نظر کرکے امیر المؤمنین علیہ السلام کی خاص تحقیق طلب طبیعت بھی اسلام کی پاک بشارتون پر اور بانی اسلام علیہ السلام کی مقدس تعلیمون پر ہمیشہ ایسی ہی رغبت۔ خواہش اور شوق سے توجہ فرماتی تھی۔ جو عموماً تمام اہل اسلام سے قطعی دشوار ثابت ہوتا ہی۔ غرضکہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے علوم کی تکمیل جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے زمانۂ حیات مین تمام ہوچکی تھی۔ اور شریعت کی تعلیم۔ ارشادات قرآن کی تفسیر۔ مسائل شرعیہ کا تصفیہ اور تمام دینی معاملات کا فیصلہ۔ اُسی زمانہ مین امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے تفویض ہو چکا تھا۔

امیر المؤمنین کی لیاقت علمی اور آنحضرت کی تصدیق

جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے بیس تیس برس تک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت مین تعلیم فرمائی تھی۔ اتنے دنون تک کی مدت اور روزانہ صحبت۔ ہروقت وہردم کی رفاقت۔ یہ سب چیزین ایسی تھین جو جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کے کمال کو ایسی انتہا درجہ کی ترقیون تک پہونچاتی ہین۔ جہان مشکل سے انسان کی دسترس کا گمان کیا جاسکتا ہے۔ سنہ ہجری مین جب خالد ابن ولید کے معاملات فتح مکہ کے بعد پیش ہوے تو اس تصفیہ کے لئے امیر المؤمنین علیہ السلام ہی تمام صحابۂ کبار مین منتخب فرمائے گئے۔ اور انھین کے محاسن لیاقت نے اسلام کی صفائی اور بے قصوری ثابت کرنے کے لائق سمجھے گئے۔ واقعہ کنیز میں۔ بریدہ صحابی کی شکایت پر دربار رسالت سے انھین کا فیصلہ بحال رکھا گیا۔ یمن کے ترتیب معاملات کی ضرورت کے وقت۔ صحابہ مین کسی کی قابلیت اور ذاتی لیاقت پر اعتبار نہین کیا گیا۔ اور آپ ہی یمن کے قاضی مقرر فرمائے گئے۔ اور اِقْضَاکُمْ عَلِیٌّ آپ ہی کی علمی لیاقت اور قابلیت کا تمغہ ٹھہرا۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثَبِّتْ لِسَانَهٗ کی دعا آپ ہی کے حق مین فرمائی۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی کمال علمی اور فیضان ہدایت نے یمن والون پر وہ تاثیر کی کہ قبیلہ بنی ہمدان کے تمام لوگ۔ جو علم وشعور اور دانست مین۔ قدیم سے مشہور تھے۔ ایکبار مسلمان ہوگئے۔ اور اُنکے بعد پھر اور قبیلے بھی۔ اسی طرح کعب الاحبار جیسے سخت مخالف اسلام کا اس آسانی اور ملایمت سے اسلام کی بشارتون کو قبول کرلینا۔ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی پرتاثیر تقریر کو سنکر فریفتہ ہوجانا اور ایمان لانا۔ آپ کے کمال اور محاسن ذاتی کے معتبر ثبوت ہین۔ اور یہ ایسی خصوصیات ہین جو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ذات کے سوا اور کسی دوسرے سے علاقہ نہین رکھتے۔ یمن کے معاملات مین ذیل کا واقعہ آپکی قوت فیصلہ کا کامل ثبوت ہے۔

شکار کا مسئلہ

یمن کے لوگون نے ایک گڑھا شکار کھیلنے کے لئے کھودا تھا۔ رات کو اُس مین ایک شیر آکر گر پڑا۔ صبح کو لوگ تماشے کے لئے اُس گڈھے پر جمع ہوے۔ اُن آدمیون مین سے ایک آدمی کا پاؤن اڈگمگایا۔ وہ اُس گڈھے مین جاتا رہا۔ اُسنے گرتے ہوے دوسرے کو پکڑلیا۔ دوسرے نے تیسرے کو۔ تیسرے نے یہ سمجھکر کہ مرگ انبوہ جشنے دارد۔ چوتھے کو تھاما۔ یہان تک کہ وہ چارون کے چارون اُس گڈھے مین گرگئے۔ شیر نے اُن سب کو مار ڈالا۔ وارثون مین خونبہا کا جھگڑا پیش ہوا۔ عرب کا ملک تھا۔ مشکل تو کچھ ہی نہین۔ قتال کی نوبت پہونچ گئی۔ علی مرتضےٰ علیہ السلام ان دنون وہین تشریف رکھتے تھے۔

اُنھین کشت وخون سے باز رکھنے کے لئے فرمایا کہ مین تمھارا فیصلہ کئے دیتا ہون۔ جن لوگون نے وہ گڈھا کھودا ہی اُن سب کو جمع کرکے خونبہا کا چہارم۔ اور ثلث۔ اور نصف اور ایک حصہ وصول کرلو۔ پہلے مرنے کے لئے ایک چہارم دیت دیجائے کہ اُسنے تین کو ہلاک کیا۔ اور دوسرے کی نسبت ایک ثلث کہ اُسنے دو کو ہلاک کیا۔ اور تیسرے کی نسبت نصف کہ اُسنے ایک کو ہلاک کیا۔ اور چوتھے کی نسبت پوری دیت دیجائے۔ جب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے بھی اسی فیصلہ کو بحال اور قائم رکھا۔

رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی کی آپکی قابلیت پر رائے

مسٹر جسٹس آنریبل سید امیر علی صاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ اپنی کتاب اسپرٹ آف اسلام مین تحریر فرماتے ہین کہ ہر شی پر سوچنے۔ سمجھنے اور غور کرنے کا وقت آگیا تھا۔ اور احکام نبوت کے آثار نمایان ہونے لگے تھے۔ جسوقت جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم دنیا کو ان امور کی تعلیم دیتے تھے۔ تو وہ ہیرو (جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام) طالبعلمون کے ایسا۔ ان مین سے ہر ایک امر پہ غور کرتا تھا اُس معلّم الاسلام نے آخر آگے چل کر اس کے فضائل مین کہدیا انا مدینة العلم وعلیّ بابها۔ مین علم کا شہر ہون اور علی علیہ السلام اُسکے دروازے ہین۔ جسکو ہماری تعلیم کی پوری تصریح پانیکی خواہش ہو وہ اس عالم کی باتون کو سنے اور اُسکی پیروی حاصل کرے۔ وفادار دوست سچا ہیرو۔ خیرخواہ بھائی اور بیٹا ان تمام خصوصیات کے ساتھ علی علیہ السلام کے سوا اور کون ہی۔ جو رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مطلب (مدعاے دل) سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو۔

صواعق محرقہ مین ابن حجر مکّی روایت کرتے ہین کہ کسی شخص نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سب سے زیادہ کیون حدیث نقل فرماتے ہین۔ تو آپنے اُسکے جواب مین ارشاد فرمایا انی کنت سئلته انبانی واذا سکت ابتدانی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث کی تحصیل مین میری یہ کیفیت تھی کہ جب مین آپ سے کچھ پوچھتا تو آپ مجھے بتلا دیتے تھے۔ اور جب مین چپ ہوجاتا تھا اور خاموش بیٹھا رہتا تھا۔ تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ابتدا کرتے تھے۔

اپنی تعلیم کی کیفیت آپ بیان کرتے ہین

اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان کیفیتون کو ایک خطبہ مین جو قاصعہ کے نام سے مشہور ہی۔ لکھا ہی اور بیان فرمایا ہی۔ ہم اُسکو علامہ میثم بحرانی کے ترجمہ سے ذیل مین ترجمہ کرکے لکھتے ہین:

ایہا الناس۔ مین جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اس طرح کرتا تھا جیسے اونٹ کا بچہ اپنی مان کے ساتھ ساتھ رہتا ہی۔ وہ ہر روز اپنے اخلاق کریمانہ سے ایک نشان آراستہ فرماتے تھے

ازالة الخفا المرتضیٰ ص ۱۳۸

اور مجھکو اُسکے نیچے کھڑا کر دیتے تھے۔ برابر کوہ حرا پر مقیم رہا کرتے تھے۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ سوائے میرے کوئی دوسرا اُنکی خدمت مین نہین پہونچ سکتا تھا۔ اور اگر گھر مین تشریف رکھتے تھے تو حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا ہوتی تھین یا مین۔ اور تیسرا کوئی نہین۔ مین اسی طرح ایک مدت تک اُنکے انوار رسالت کا مشاہدہ کرتا رہا۔ اور اُنسے بوے نبوت کو استشمام کرتا رہا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام اور حضرت عمر

امیر المؤمنین علیہ السلام کی اعلمیت اور افضلیت نے صحابہ کبار کی تمام جماعت کو اپنا معترف بنا رکھا تھا اور ہر شخص آپکے کمال اور جامعیت کو مانے ہوے تھا۔ عکرمہ۔ امام مالک کے اوستاد نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رض کی اسناد سے روایت کی ہو کہ ایک بار حضرت عمر نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھا کہ تمھارے سامنے جب مسائل پیش ہوتے ہین تو تم بہت جلد جواب دیتے ہو۔ اسکی کیا وجہ ہی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ سنکر جواب تو نہین دیا مگر اپنی پانچون اُنگلیان اُنکی آنکھون کے سامنے رکھدین اور پوچھا یہ کیا ہی۔ اُنھون نے جواب دیا کہ اُنگلیان ہین اور کیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم نے انکو کیسے جلد تبلا دیا۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ میری آنکھون کے سامنے ہین۔ پھر مین کیسے نہ کہون۔ یہ سنکر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے ہر مسئلہ کی میرے آگے یہی صورت ہی اور اُسکی کوئی بات مجھسے پوشیدہ نہین ہی؛

عبد اللہ ابن عباس رض اور امیر المؤمنین علیہ السلام

رجال مشکوٰۃ مین محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی کی نسبت حضرت عبد اللہ ابن عباس رض کا یہ قول تحریر فرمایا ہی۔ علمی الی علم علیؑ کالقرارۃ فی المثعنجر میرا علم علی علیہ السلام کے مقابلہ مین ایسا ہی جیسا چھوٹا تالاب دریا کے آگے؛

ابو المؤید خوارزمی نقل کرتے ہین کہ ابو الدرداء جو صحابہ کبار کے طبقۂ اولی مین ہین۔ بہت بڑے فقیہ اور مجتہد تسلیم کئے جاتے ہین۔ کہتے تھے کہ میرے عہد مین اسلام کے تین عالم ہین۔ ایک کوفہ مین۔ ایک شام مین۔ اور ایک مدینہ مین۔ شام کے عالم سے وہ اپنی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ کوفہ کے عالم سے عبد اللہ ابن مسعود کو مراد لیتے تھے۔ اور مدینہ کے عالم سے انکی غرض امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھی۔ پھر اتنا کہکر کہتے تھے۔ فالذی بالشام یسئل الذی بالکوفہ وھو یسئل عن الذی بالمدینۃ وھو لا یسئل احد۔ شام کا عالم تو کوفہ والے سے پوچھ لیتا ہی اور کوفہ والا مدینہ والے سے پوچھ لیا کرتا ہی مگر مدینہ والا ایسا ہی جسکو کسی سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہین؛

یہ تھی امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمالات علمی کی چند توثیق جنکو مین نے تمہید کے طور پر درج کر دیا ہی۔ اب ہم آپکے وہ عدیم المثال اور لاجواب خطبات ذیل مین درج کرتے ہین۔ جنکے حرف حرف اور

لفظ لفظ سے آپکی عظیم الشان جامعیت اور قابلیت کے جوہر نمایاں ہوتے ہین - ان خطبات کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے اہل اسلام کو علوم مختلفہ کی کس طریقہ اور کس سہولیت سے تعلیم دینی چاہی اور یہی وہ ندرت ہی جسکی خصوصیت کا دعویٰ ہم نے نہایت زوروں سے خلافت مرتضوی کی نسبت کیا ہی۔ ہم سب سے پہلے علم آلہیات کے متعلق آپ کا خطبہ نقل کرتے ہین:

علم آلہیات

وحّدہ من کیفیّۃ ولا حقیقتہ اصاب من مثلہ ولا اباہ عنی من شبہہ ولا صمدہ من اشار الیہ وتوکل معروف بنفسہ مصنوع وکل قائم فی سواہ معلول فاعل لا باضطراب الہ مقدر لا بجول فکرۃ غنی لا استفادہ لا تصحبہ الاوقات کونہ والعدم وجودہ والابتداء ازلہ + بتشعیرۃ المشاعر عرف ان لا مشعر لہ وبمضادتہ بین الامور عرف ان لا ضد لہ ومقارنتہ بین الاشیاء عرف ان لا قرین لہ ضاد النور بالظلمۃ والوضوح بالبہمۃ والجمود بالبلل والحرور بالصرد مؤلف بین متعادیاتہا لا یشتمل بحد ولا یحسب بعد انما تحد الادوات انفسہا وتشیر الآلات الی نظائرہا منعتہا القدمۃ وحمتہا قد الازلیۃ وجنبتہا لولا التکملۃ بہا تجلی صانعہا وللعقول وبہا امتنع عن نظر العیون لا یجری علیہ السکون والحرکۃ وکیف یجری علیہ ما ہو اجراہ ویعود فیہ ما ہو بداہ ویحدث فیہ ما ہو احدثہ اذاً لتفاوتت ذاتہ ولتجزی کنہہ ولامتنع من الازل

خدا کے واحد ہونے کے اوصاف کو اُسنے کبھی نہین پہچانا جسنے اُسکی ذات کے لیئے کوئی کیفیت اور مثل قائم کی کیونکہ یہ جسم کے خواص مین داخل ہی۔ اور ہر جسم تقسیم اور جزو جزو ہونے کے قابل ہوتا ہی اور جسمین ایک سے دو ہونے کی صفت موجود ہو وہ کبھی واحد نہین کہا جاسکتا۔ اور جسنے اُسکو دنیا کی کسی چیز سے تشبیہ دی تو اُسنے خدا کی تصدیق نہین کی کیونکہ خدا کی مقدس ذات اپنی تشبیہ نہین رکھتی اور جس شخص نے اُسکی معرفت کی تحصیل مین کسی دنیاوی شئے کی طرف مخصوص اشارہ کیا اور اپنے توہمات کو معرفت کی راہون مین اختیار کیا تو حقیقت مین وہ خدا کی تقدیس اور تنزیہ تک نہ پہونچ سکا کیونکہ اشارت کے لیئے مکان کی خصوصیت کی ضرورت ہی اور خدائے سبحانہ تعالےٰ کو مکان کی ضرورت نہین ہی **اشارت بالذات**۔ اسطرح کے توہمات مین ایک خاص طرح کی صورت پیدا کرنے کی پوری قدرت ہوتی ہی اور خدا کے لیئے کوئی صورت قائم نہین کی جاسکتی صورت کا قیام مخلوق پر منحصر ہی اور مخلوق اپنی ہی ذات تک قائم ہی مخلوق مصنوع کہلاتے ہین اور جو شئے مصنوع ہوئی وہ ضرور اپنے صانع کی محتاج ہی۔ دنیا تمام مخلوق ہی اور خدائے سبحانہ تعالیٰ اُسکا خالق ہی۔ سوائے اسکے تمام چیزین اپنی حالتون سے گرجانیوالی ہین اور وہی انکا گرانیوالا ہی:

معناه ولكان له وراء اذ وجد له امام و
لالتمس التمام اذ لزمه النقصان واذا لقامت
آية المصنوع فيه ولتحول دليلا بعد ان كان
مدلولا عليه وخرج بسلطان الامتناع من
ان يؤثر فيه ما يؤثر في غيره الذي لا يحول
ولا يزول ولا يجوز عليه الافول لم يلد فيكون
مولودا ولم يولد فيصير محدودا جل عن
اتخاذ الابناء وطهر عن ملامسة النساء لا
تناله الاوهام فتقدره ولا تتوهمه الفطن فتصوره
ولا تدركه الحواس فتحسه ولا تلمسه الايدي فتمسه
لا يتغير بحال ولا يتبدل في الاحوال ولا تبليه
الليالي والايام ولا يغيره الضياء والظلام و
لا يوصف بشيء من الاجزاء ولا بالجوارح والاعضاء
ولا بعرض من الاعراض ولا بالغيرية والابعاض
ولا يقال له حد ولا نهاية ولا
انقطاع ولا غاية ولا ان الاشياء تحويه
فتقله او تهويه او ان شيئا يحمله فيميله او
يعدله ليس في الاشياء بوالج ولا عنها بخارج
يخبر بلا لسان ولهوات ويسمع بلا خروق
وادوات يقول ولا يلفظ ويحفظ ولا يتحفظ
ويريد ولا يضمر يحب ويرضى من غير رقة
ويبغض ويغضب من غير مشقة يقول
لمن اراد كونه كن فيكون لا بصوت يقرع ولا
بنداء يسمع وانما كلامه سبحانه فعل منه انشأه
ومثله لم يكن من قبل ذلك كائنا ولو كان

منزه عن الاضداد

مستغنی عن الحدوث

خداے سبحانہ تعالی نے ان
تمام چیزون کو بغیر کسی آلہ یا استمداد کے بنایا ہی اور بغیر کسی
فکر کے ان کو اپنی قدرت مین رکھنے والا ہی۔ اور بغیر کسی احتیاج
کے غنی ہی اور تمام چیزین اُسی کی محتاج ہین۔ وہ کسی چیز یا
کسی شخص کا محتاج نہین ہی۔ وقت اور زمانہ اُسکی ذات پاک
کے پاس نہین آتا۔ اور وہ اپنے کام مین کسی آلہ یا استمداد کا
محتاج نہین۔ اُسکا وجود ہمیشہ عدم پر غالب اور حدوث کو اُسکے
وجود سے کوئی تعلق نہین ہی۔ وجود اُسکا تمام وقتون سے پہلے ہی
اور اُسکی ابتدا تمام ابتداؤنکی ابتدا مین واقع ہی۔ حیوانات
کے پیدا کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ اُس کی ذات کو
حواس کی مطلق ضرورت نہین ہی۔ کیونکہ جو شی حواس رکھیگی وہ
جسم بھی ضرور رکھیگی۔ اور یہ امر مسلمہ ہی کہ ایک جسم دوسرے
جسم کے بنانے اور اپنی اضداد طبیعت کے پیدا کرنے پر قدرت
نہین رکھتا۔ معلوم ہوا کہ اُسکی ذات ضد سے پاک ہی کیونکہ
ضدین ایک دوسرے کے تعاقب مین رہتے ہین۔ اور انھین سے
ایک دوسرے مین حلول کر جانے اور سما جانے کی پوری
قدرت رکھتا ہی جیسا کہ سفیدی اور سیاہی دونون کو ایک ہی
کپڑے پر قائم کر سکتے ہین اور یہ دونون چیزین اپنی ذات
مین مطلق استقلال نہین رکھتین اور خداے سبحانہ تعالے
کی ذات حلول سے پاک ہی۔ اُسکے قیام مین تغیر اور تبدل
نہین ہو سکتا۔

مبرہ عن مماثلت و مشاکلت یا مشابہت

حواس کے پیدا کرنے سے اُسکا محتاج بہ حواس نہونا معلوم
ہوا۔ اب دنیا کی چیزون مین خود اُسی نے مشابہت اور
مقاربت پیدا کی ہی۔ اس سے یہ امر ہمکو ثابت ہوتا ہی کہ

قد بما كان لها ثانياً لا يقال كان بعد ان
لم يكن فتجرى عليه صفات المحدثات ولا يكون
بينه وبينها فصل ولا له عليها فضل فتستوى
الصانع والمصنوع ويتكافؤ المبتدع والبديع
خلق الخلائق على غير مثال خلا من غيره
ولم يستعن على خلقها باحد من خلقه وانشأ
الارض فامسكها من اشتغال وارساها
على غير قرار واقامها بغير قوائم ورفعها بغير
دعائم وحصنها من الاود والاعوجاج و
منعها من التهافت والانفراج ارسى اوتادها
وضرب اسدادها واستفاض عيونها وخد
اوديتها فلم يهن ما بناه ولا ضعف ما قواه
هو الظاهر عليها بسلطانه وعظمته وهو
الباطن لها بعلمه ومعرفته والعالى على كل شيء
منها بجلاله وعزته لا يعجزه شيء منها
طلبه ولا يمتنع عليه فيغلبه ولا يفوته
السريع منها فيسبقه ولا يحتاج الى ذى مال
فيرزقه خضعت الاشياء وذلت مستكينة
لا تستطيع الهرب من سلطانه الى غيره
فتمتنع من نفعه وضره لا كفوله فيكافيه
ولا نظير له فيساويه هو المفنى لها بعد
وجودها حتى يصير موجودها كمفقودها
وليس فناء الدنيا بعد ابتدائها باعجب
من انشائها واختراعها وكيف لو اجتمع
جميع حيوانها من طيرها وبهائمها وما كان

اُسکی ذات کے لیئے قربت نہین۔ کیونکہ قرین اپنے قرین سے جدا
نہین کیا جاسکتا۔ اور لازم اپنے ملزوم سے علیحدہ نہین کیا جاسکتا
کیونکہ جوہر عرض سے ملا ہوا ہی اور عرض بغیر جوہر کے وجود مین
نہین آسکتا۔ کوئی باپ بغیر بیٹے کے باپ نہین کہا جاسکتا۔
اور کوئی بیٹا بغیر باپ کے بیٹا نہین کہا جاسکتا۔ اگر ہم ایسی ہی
اُسکی ذات مین نزدیکیان اور قرابتین خیال کرین اور قایم
کردین تو لازم ہوگا کہ وہ اپنی قرابت اور نزدیکیون کا محتاج
ہوجاوے۔ اور یہ خدائے تعالےٰ کے وجود کے لیئے سخت محال ہی

اتضاد مخلوق سے فائدے۔ دیکھو خدائے سبحانہ
تعالےٰ نے روشنی کو تاریکی کا۔ سپیدی کو سیاہی کا۔ رطوبت کو
یبوست کا۔ حرارت کو برودت کا مخالف اور متضد بنایا۔ ارتباط
عناصر جو اپنے مزاجون مین ایک دوسرے کے مخالف ہین اُنکو
آپس مین ملایا۔ اور اُنھین کے امتزاج اور موافقت سے
جو حقیقت مین ایک دوسرے کے دشمن ہین (انسان کا) معتدل
مزاج بنایا۔ اور اُنھین کے باہمی امتزاج اور موافقت سے
پانی اور آگ کو اُسنے تمھین ایک ہی جگہ کر دکھایا۔ خاک اور
ہوا کہ اسمین ایک دوسرے کا صریح مخالف ہی۔ اکٹھا کر دکھلایا
اور پھر جب چاہتا ہی اس موافقت سے اُس قدیم مخالفت کو
بدل ڈالتا ہی اُسکی ذات کے لیئے کوئی حد نہین ہوسکتی اور اُسکی
عظمت کے لیئے کوئی انتہا نہین تبلائی جاسکتی۔ اُسکی ازلیت
کا کوئی حساب اور شمار نہین ہی۔ مشابہت یا مماثلت اُسکے
پردہ ہا جلال تک نہین پہونچ سکتی انسانی وجود اور اُسکی
تمام قوتین اُسکے امتیاز اور اندازۂ ذات سے عاجز ہین
آلات اور استمداد انسانی اُسکے اشارۂ ذات سے قاصر ہین
کیونکہ استمداد اور تصرفات آلات اُسکے لیئے مفید ہی نہین ہوسکتے

ومن مراحها وسائمها واصناف اسناخها واجناسها
ومتبلدة اممها واكياسها على احداث بعوضة
ما قدرت على احداثها ولا عرفت كيف السبيل
الى ايجادها ولتحيرت عقولها في علم ذلك وتاهت
وعجزت قواها وتناهت ورجعت خاسئة حسيرة
عارفة بانها مقهورة مقرة بالعجز عن انشائها مذعنة
بالضعف عن افنائها وان الله سبحانه يعود بعد فناء
الدنيا وحده لا شيء معه كما كان قبل ابتدائها كذلك
يكون بعد فنائها بلا وقت ولا مكان ولا حين ولا
زمان عدمت عند ذلك الآجال والاوقات و
زالت السنون والساعات فلا شيء الا الواحد القهار
الذي اليه مصير جميع الامور بلا قدرة منها كان ابتداء
خلقها وبغير امتناع منها كان فناؤها ولو قدرت
على الامتناع لدام بقاؤها لم يتكاءده صنع شيء
منها اذ صنعه ولم يؤده منها خلق ما براه وخلقه
ولم يكونها لتشديد سلطان ولا لخوف من
زوال ونقصان ولا للاستعانة بها على ند
مكاثر ولا للاحتراز بها من ضد مثاور ولا
للازدياد بها في ملكه ولا لمكاثرة شريك في شركه
ولا لوحشة كانت منه فاراد ان يستانس اليها
ثم هو يفنيها بعد تكوينها لا لسأم دخل عليه
في تصريفها وتدبيرها ولا لراحة واصلة اليه
ولا لثقل شيء منها عليه لا يمله طول بقائها فيدعوه
الى سرعة افنائها لكنه سبحانه دبرها بلطفه
وامسكها بامره واتقنها بقدرته ثم يعيدها

حدوث وقدم

ہین جو انکا محتاج ہوگا۔ اور انسان کے حواس اُسی کو جان سکینگے جو اسکی احتیاج رکھتا ہوگا کیونکہ ارباب آلات اور استمداد وہی کہلاینگے جو خدا کی ذات کے ماسوا ہین اور ان الفاظ کے اطلاق اُنھین لوگون پر ہونگے جنکو عام محاورہ مین کہا جاتا ہو کہ اُس سے پھر فلان وجود مین آیا یا اس چیز کے ذریعہ سے پھر وہ چیز پیدا ہوئی پس اس دلیل سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ خدا کی ذات کے سوا اور چیزین جو ہین وہ ہرگز قدیم نہین ہوسکتین کیونکہ جو چیز قدیم ہو اُسکے لئے پھر کا لفظ ضروری نہین ہو۔ اور جو چیز کہ ازلی ہو اُسکے لئے "اب" کا لفظ نہین کہا جاسکتا پس اُس سے پھر کا لفظ ارباب آلات کی قدامت کا مانع ہو اور اب کا لفظ صحاب حواس کو ازلیت کی صفت سے باز رکھتا ہو۔ اسی طرح۔ ان چیزون کی نسبت تم ایسا کہہ سکتے ہو کہ اگر ایسا نہوتا تو ایسا ہوتا۔ مثلاً تم ایک چیز کو دیکھکر یہ کہہ سکتے ہو کہ اگر یہ شی نہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ اور اگر اس چیز مین یہ نقص نہوتا تو کیا اچھا ہوتا۔ پس جس شخص نے خدا کی ذات مین ایسی چنین وچنان کو جائز رکھا۔ اُسنے خدا کی ذات کو کامل نہ جانا۔ اور اُسکی قدامت اور ازلیت سے کنارہ کیا؛

بیشک خدا کے بہت سے ایسے مشاہد اور مظاہر ہین جنکے اظہار عقول انسانی پر کامل طور سے ہوجاتے ہین۔ اور بہت سے ایسے ہین جو معلوم نہین ہوتے۔ حواس اُسکی ذات قدیم تک نہین پہونچ سکتے حرکت اور سکون اُسکی ذات پر جاری نہین ہوسکتے اور ایک حال سے دوسرے حال مین ہوتا اُسکی ذات کے لئے ممکن نہین اور اُس مین

بعد الفناء من غیر حاجة منه الیها ولا استعانة
بشیء منها علیها ولا لانصراف من حال وحشة
الی حال استیناس ولا من حال جهل وعمی الی
علم والتماس ولا من فقر وحاجة الی غنی و
کثرة ولا من ذل وضعة الی عز وقدرة ؛

وہ چیز نہین سما سکتی جسے خود اُسنے بنایا ہی کیونکہ سب چیزین حادث ہین اور حادث قدیم تک نہین پہنچ سکتا اور اگر اُسکی قدیم ذات کے ساتھ حدوث لازم ہوتا تو اُسکی ذات مین تغیر واقع ہوتا اور وہ ایک حال سے دوسرے حال مین بدل جاتا۔ اور چونکہ یہ امور حدوث ذات کے لیے لازم ہین اسلیے خدا کی ذات مین بھی حدوث قائم ہوتا ؛

ممتنع المکان

اسکے علاوہ اُسکی ذات کے جزو جزو ہونا بھی اور ہر جزو کے لیے سکون اور حرکت ضروری ہی۔ اور جو چیز کہ ساکن اور متحرک بتائی جائیگی اُسکے لیے مکان بھی ضرور ہونا چاہیے۔ اور جب مکان ثابت ہوا تو پھر اُسکے لیے جسم بھی ضروری ہی۔ اور جب جسم ثابت ہوگیا تو اُسکے ٹکڑے حصے اور جزو سب ہو سکتے ہین۔ اور خداے سبحانہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ان باتون کی وجہ سے پیش و پس بھی ضرور ہوجاتا۔ کیونکہ جو چیز متحرک ہوگی وہ جسم کہلائیگی۔ اور ہر جسم کیواسطے پس و پیش ضرور ہی۔ اور انھین باتون کے ساتھ کہ حق سبحانہ تعالے لشانہ اپنے غیر سے اپنی تکمیل کی استدعا کرتا اور اپنے رفع نقصان یا حصول کمال کے لیے درخواست کرتا۔ کیونکہ حرکت کمال ہی اور سکون نقصان پس اگر یہ دونون چیزین خدا کی ذات کے لیے جائز ہوتین تو ضرور تھا کہ وہ سکون کے اوقات مین نقصان اُٹھانیوالا ہوتا۔ اور حرکت کیوقت اپنے کمال کا خواستگار۔ اور یہ دونون امر خدا کے لیے قطعی ناممکن۔ ان باتون سے یہ بھی لازم آتا ہی کہ صانع مین اپنے مصنوع کی علامتین ظاہر ہوتین کیونکہ مصنوعات اپنے تبدیل احوال اور تغیر اوضاع کے سبب اپنے صانع کے وجود کو جو ان تغیر و تبدل کا باعث ہی ثابت کرتے ہین۔ پس اگر اُنکا صانع بھی حرکت اور سکون کی حالتون سے موصوف بتلایا جاوے اور ایک حالت سے دوسری حالت مین تبدیل ہوجایا کرے تو ایسا صانع اپنے دوسرے صانع کے وجود پر دلالت کریگا۔ اور پھر صانع اور مصنوع مین کوئی فرق نہ رہیگا۔ بلکہ صانع مین مصنوع کی صفتین آجائینگی اور دلائل کنندہ دلیل کردہ سے برابر ہوجائیگا ؛

مستغنی الحوادث

پس خداے سبحانہ تعالیٰ وہی ہی کہ وجوب وجود اسکی خاص صفت ہی اور تمام کمالات اُسکی ساتھ ہین وہ کسی چیز مین کسی کا محتاج نہین ہی۔ اور کسی کام مین کسی سے وہ ہدایت نہین لیتا۔ ایک حال سے دوسرے حال مین نہین بدلتا۔ اور ایک وضع سے دوسری وضع پر منتقل نہین ہوتا۔ تغیر و تبدل اُسکی ذات کے نہین جاسکتا۔ اقسام و اوضاع اُسکے پردہ ہاے جلال کے نزدیک نہین جاسکتے۔ اُسکا آفتاب عظمت زوال کے عیب سے پاک ہی۔ اور اُسکا نیر سلطنت علت غروب سے محفوظ ہی۔ اُسنے کسی کو اپنے صلب یا اپنے بطن

سے پیدا نہین کیا تاکہ ولادت کی صفت اُسکے لئے ضرور ہو جاتی۔ اور وہ کسی چیز سے باہم نہین ہوا کہ اُسکے لئے حد اور اندازہ خیال کیا جاوے۔ کیونکہ جس چیز سے کوئی نتیجہ نکالا جاوے تو اُس نتیجہ کو اُس چیز کے ساتھ مشابہت اور جنسیت ضرور ہو جاتی ہی۔ اور جو چیز کہ جنسیت کے قابل ہی اُسمین ولادت کی صفت ضرور پائیجائیگی۔ اور چونکہ خدائے سبحانہ تعالی کی ذات مین مشابہت اور جنسیت قائم نہین ہو سکتی اس لئے تولید کی صفت اُسکی ذات کے شایان نہین ؂

پس اس سے زیادہ بزرگ ہی کہ کوئی اُسکا بیٹا ہو۔ اور اس سے زیادہ پاک وصاف ہی کہ زوجیت یا معاشرت نسوانی کا خواہشمند ہو۔ کسی کی تیزی اوہام اُس تک نہین پہونچ سکتی۔ کہ اُسکی عظمت کا اندازہ کیا جاوے۔ اور کسی کی تیزی عقل اُسکے صفات بے مثال سے نہین مل سکتی کہ اُسکی عظمت وجلال کا تصور کیا جاوے۔ اُسکی راہون مین حواس انسانی کو کوئی دخل نہین ہی کہ اُسکی ذات کا احساس ہو سکے۔ ہاتھ اُس تک نہین پہونچ سکتے کہ اُسکا احساس ہو سکے۔ کسی وقت اور کسی زمانہ مین اُسکا تغیر اور تبدل نہین ہو سکتا اُسکی ذات مقدس کے لئے رات دن کے گذرنے سے فرسودگی نہین ہوتی۔ اور کسی روشنی اور تاریکی سے اُسکے حال مین تغیر نہین ہوتا۔ اُسکی ذات مقدس کے لئے کوئی جزو قائم نہین ہو سکتے۔ اُسکے خاص اعضا قائم کرکے اُسکی تعریف تعریف ذات
نہین کرنا چاہیے۔ اُسکی ذات کے لئے کوئی چوڑائی قائم نہین ہو سکتی۔ اور وہ تقسیم نہین کیجا سکتی۔ اُسکی ذات قدیم کے لئے کوئی حد اور غایت نہین تبلائی جا سکتی۔ کسی اور موجود نے اُسکی ذات سے ہمسری نہین کی یا اُسکو اپنے اوپر کرلیا ہو یا نیچے گرا دیا ہو اور کسی چیز نے اُسکو ایسا نہین تھاما ہی کہ اُسکو سیدھا کرے یا کج۔ وہ دنیا مین داخل ہی اور نہ خارج اور نہ اُسکے ساتھ یکسان۔ وہ سنتا ہی لیکن کان یا کان کے سوراخ کا محتاج نہین۔ وہ متکلم ہی لیکن زبان کی احتیاج نہین رکھتا۔ لیکن تاہم سنتا بھی ہی اور کہتا بھی ہی۔ مگر اُسکے قول سے تلفظ مراد لینا نہین چاہیے دیکھو ہمارے شارع علیہ السلام نے اُسکے حق مین قول اور ارادہ کے استعمال کی اجازت دی ہی اور تلفظ کے لئے سخت ممانعت فرمائی ہی۔ وہ تمام چیزون کا محافظ ہی مگر خود کسی کی حفاظت کا محتاج نہین۔ دوستی اور رضا۔ دونون اُسکے اوصاف مین داخل ہین۔ غیظ وغضب بھی اُسکی صفات مین موجود ہین۔ جس چیز کو وہ چاہتا ہی بغیر کسی محنت کے پیدا کرتا ہی۔ اُسکے لئے آواز ضروری نہین ہی کہ ہوا اُسکو حرکت دے اور اُسکو ندا کی صورت مین لاکر کان تک پہونچائے۔ اور کان اُسکو سُن لے۔ اُسکا کوئی خاص لفظ یا کلام نہین ہی۔ مگر اُسکا فعل البتہ ہی کہ وہ انسان کے جسم مین متحرک ہو کر ظاہر ہوتا ہی اور ایک آواز پیدا کرتا ہی۔ مگر یہ کلام (انسانی جسم مین آکر) حادث ہو گیا۔ قدیم نہین رہا کیونکہ اگر قدیم ہوتا تو پھر اُسکا بھی کوئی قدیم ہوتا۔ تو یہ تعدد قدما کا سلسلہ منقطع نہوتا؂ خدا کے لئے یہ نہین کہا جا سکتا کہ پہلے کوئی نہین تھا۔ اُسکے بعد خدا پیدا ہوا اور اُسکا وجود عدم سے منضم

ہوا کیونکہ اگر یہ کہا جائیگا تو پھر اُسکے لئے بھی حدوث ذات لازم آجائیگا۔ اور پھر اُسمین اور دوسرے ممکنات مین کوئی فرق یا امتیاز باقی نہین رہیگا۔ اور پھر اُسکو کوئی فضیلت یا ترجیح مخلوقات پر لازم نہین آئیگی صانع اور مصنوع یکسان ہوجائینگے؛

کسی کی اعانت کا محتاج نہین

اُسنے دنیا کو بلا واسطہ اور بلا سابقہ کے پیدا کیا اور چیزون کے پیدا کرنے مین اُسنے کسی سے ہدایت نہین پائی بخلاف اور موجودات کے کہ جبتک کہ وہ کسی شی کا اندازہ نہین کر لیتے اور اُسپر رائے قائم نہین کر لیتے اُسکو کبھی اختیار نہین کرتے اور اپنے کسی کام کو بغیر اصلاح اور استعانت کے نہین کر سکتے۔ زمین کو اُسنے بغیر اسکے کہ وہ کسی چیز پر قائم ہو۔ پیدا کیا۔ اور اُسکے قیام کے لئے کسی ستون کو نہین بنایا کہ وہ اُسکو تھامے رہے۔ اُسکے قیام کو کجی اور ٹیڑھی ہونے سے بچایا اور اُسکے گرجانے یا اُسمین سوراخ پیدا ہو جانے سے اُسکی حفاظت کی۔ پہاڑون کی میخون سے اُسکی سطح کو مضبوط اور مستحکم کر دیا۔ دریاؤن کو اُسپر ظاہر کر دیا اور شہرون کو اُسپر پیدا کر دیا۔ ہر چیز کہ اُسنے پیدا کی اُسکے پیدا کرنے کے بعد اُس مین کوئی نقص نہین چھوڑا۔ اور جن چیزونکو اُسنے استحکام بخشا پھر اُسمین ضعف نہین آیا۔ جیسے خدائے سبحانہ تعالیٰ اپنی سلطنت اور ہیبت کے اعتبار سے سب چیزون پر غالب ہی۔ وہ اپنے علم و معرفت کیوجہ سے ہر چیز پر دانا اور قادر ہی۔ وہ اپنی عزت و جلال کیوجہ سے تمام موجودات سے عالی ہی۔ اور اپنی کمال سطوت کی رو سے تمام ممکنات پر حاکم ہی۔ کوئی چیز اُسکو عاجز نہین کر سکتی اور کسی کا حکم اُسکے حکم پر غالب آسکتا ہی جبکو وہ طلب کرتا ہی ممکن نہین کہ وہ اُسکے حکم قضا سے باہر جا سکے اور جسکے لئے وہ حکم کر چکا پھر وہ اُس سے بھاگ نہین سکتا؛

رزق مطلق

وہی تمام مخلوق کو روزی پہونچاتا ہی اور روزی رسانی مین وہ کسی مالدار کا محتاج نہین ہی۔ تمام موجودات نے اُسکے احکام کے سامنے اپنی طاعت کی گردنین جھکا دی ہین اور ناک۔ تمام مخلوقات اُسکی عظمت و جلال کے آگے عاجزا اور منت و زاری سے آتی ہین۔ اُسکی سطوت اور قہر سے کسی طرح کوئی بھاگ نہین سکتا اور اُسکے قہر و لطف سے کوئی باہر نہین ہو سکتا۔ وہ تمام اشیاء کو وجود کے بعد فانی کر دیتا ہی اور جسطرح کہ عدم کے پردون سے باہر لاتا ہی اُسی طرح وجود کے بعد معدوم کر دیسکتا ہی؛

اُسکے کمال عظمت اور کمال قدرت مین کیا شک اور گمان کیا جا سکتا ہی۔ اور حال یہ ہی کہ اگر تمام حیوانات جمع ہون اور تمام وحوش و طیور اکٹھا ہون اور انسان کی قسمون مین سے بھی ہر قسم کے لوگ ذی عقل۔ کند فہم۔ اور اسی طرح حیوانات کی اقسام سے چارپائے وغیرہ سب موجود ہون اور اُنمین سے کوئی علیحدہ نہو۔ اور کوئی جانور۔ اہلی یا وحشی۔ آپس مین جدا نہو۔ اور یہ تمام جماعت کی جماعت اپنے آپس کے اتفاق سے یہ اِرادہ کرلین کہ ہم ایک مچھر کو بھی پیدا کرلین۔ تو ہرگز ہرگز نہین کر سکتے۔ اور کوئی راہ اسکی خلقت کے لئے نہین

پیدا کرسکتے۔ تمام مخلوقات کی عقلین اُسکے بنانے مین حیران رہجاینگی۔ اور تمام انسان کی قوتین اُسکے پیدا کرنے سے عاجز ہوجائینگی۔ اُنکو اپنی کوششون مین سوا ے حسرت اور ندامت کے کوئی فائدہ نہوگا۔ سوا اسکے کہ اپنی عاجزی اور مجبوری کا اقرار کرین ادر حقیقت یہ ہے کہ خدا ے سبحانہ تعالیٰ دنیا کے خلق کرنیکے قبل اپنی ذات واحد کے ساتھ موجود تھا۔ اور جسطرح فطرت اشیا موجودہ مین اور اپنی کوئی نظیر اور مثال نہین رکھتا تھا اُسی طرح تمام موجودات کے فنا ہونے کے بعد بھی اُسی حالت مین اور اُسی اوصاف کے ساتھ قائم رہیگا۔ اور کوئی وقت اور کوئی زمانہ اُسکی ذات پاک کے ساتھ نہین رہیگا۔ اور کوئی مکان اور مقام اُسکے لئے ضرور نہوگا۔ وقت اور وقت کی گھڑیان گذر جائینگی اور یہ ماہ وسال کے زمانے تمام ہوجائینگے۔ کوس لمن الملک کی صدا پیدا ہوگی اور سوا ے اُس قہار کے کوئی دوسرا باقی نہین رہیگا۔ سب چیزین پھر اُسی کیطرف رجوع کرینگی اور اپنے دریافت احوال کی غرض سے سب اُسکے پاس جمع ہونگے۔ اور جسطرح ہر شخص کی ابتدا مین اُسنے بے اختیار اُسکے۔ اُسکو عدم سے وجود مین پیدا کیا اُسی طرح بغیر احتیاج کے وہ اُنکو وجود سے پھر عدم کی حالتون مین لائیگا۔ اور اگر مخلوقات مین اتنی قدرت ہوتی کہ جو اپنی ذات کو فنا اور زوال سے رد کلین اور اپنے وجود کو عدم سے بدل دین تو بیشک اُنکی بقا کو دوام کی صفت حاصل ہوتی۔ اور پھر کوئی چیز فنا نہین ہوتی۔ کسی چیز کا پیدا کرنا اُسکی قدرت کے لئے دشوار نہین ہوتا اور کسی کی شکل بنانا اُسکی مشیت پر گران نہین گذرتا۔

دنیا کی خلقت سے اُسکی کوئی غرض یا نفع مقصود نہین تھا

اُسنے دنیا کو اسلئے پیدا نہین کیا کہ اپنی سلطنت کو اُنسے مستحکم کرے یا اُنکے وسیلہ سے وہ اپنی بادشاہی کو زوال اور نقصان کے صدمات سے محفوظ رکھے۔ یا اُنکے ذریعہ سے وہ اپنے مقابل لوگون پر زور ڈالے اور اس امر مین اپنی مخلوقات سے استعانت لے۔ یا اپنے کسی قوی دشمن کے خوف سے ان لوگون مین آکر پناہ لے یا اُنکی وجہ سے اپنی مملکت مین وسعت دے۔ یا اپنے انتظام اور بندوبست مین شریک اور معین پیدا کرے اور اُنکی شرکت پر فخر ومباہات کرے۔ یا اپنی وحشت اور تنہائی سے گھبرا کر اپنے لئے کسی کو مصاحب۔ کسی کو اپنا مونس تجویز کرے یا کسی موجودات کو ملال اور بغض کیوجہ سے دومرتبہ مار ڈالے۔ یا اُنکے تدابیر اور نظام سے عاجز آوے۔ یا دنیا کو فانی کردینے سے کوئی اُسکو مجبوری لازم آوے۔ یا اس سبب سے اُسکو کسی قسم کا نقصان یا تاوان ہوتا ہو۔ یا دنیا کے طول بقا سے اُسکو کوئی ملال حاصل ہوتا ہو۔ بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو اپنی حکمت اور قدرت سے پیدا کیا اور اپنے احکام مین اُسکی نگرانی مقرر فرمائی۔ اور اپنے لطف خاص سے اُسکو قائم رکھا۔ اسکے بعد اپنے قہر سے اُن سب کو محو کردیا۔ اور موجود کو محض نابود کردیا۔ دوسری مرتبہ پھر فنا کے بعد اُسنے سب مردونکو زندہ کیا۔ سوا ے اسکے کہ اُسکو دنیا کے پھر زندہ کرنیکی کوئی خاص ضرورت لاحق ہوئی ہو اور بغیر اسکے کہ کسی دوسرے کو اُسکے پیدا کرنے مین اپنا معین وناصر کرلیا ہو اور بغیر اسکے کہ اُنکی وجہ سے اُسنے اپنی تنہائی اور وحشت کو انس اور رفاقت کی حالتون سے مبدل کردیا۔ یا یہ کہ

دنیاکی فنا کے بعد کوئی تاریکی اُسپر طاری ہو اور اب اُسکی یہ خواہش ہو کہ وہ اپنے علم سے اُسکو تبدیل کردے یا ایسا نہین کہ محتاجی اور مفلسی اُسکے عائد حال ہو اور وہ دنیا کے مہیا کردینے سے یہ قصد کرتا ہو کہ مین اسوجہ سے مالدار اور غنی ہو جاؤنگا۔ یا ایسا نہین کہ اُسکے لئے کوئی ذلت یا ادبار لازم ہوا ہو جسکے بعد ان ارادون سے وہ عزت اور رفعت بہم پہونچانے کی کوشش کرتا ہو ؛

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کثیر التعداد خطبون مین سے یہ ایک مختصر سا خطبہ ہے۔ جسکے ترجمہ کو مین نے اُسکی پوری تشریح کے ساتھ درج کیا ہے۔ اگر اسکو غور سے پڑھا جاوے اور اسکے تمام مقاصد و مطالب پر نگاہ ڈالی جاوے تو ہم پورے طور سے یقین کرتے ہین کہ پھر کسی کو خدا کی معرفت۔ اُسکے وجود۔ اُسکی ازلیت اور تمام اوصاف کی تحقیقات مین نہ کسی اصول کی کتاب پڑھنے کی ضرورت باقی رہیگی اور نہ کسی عالم سے استفسار کی حاجت۔ نہ کسی مرشد کامل سے فیض پانے اور استفادہ حاصل کرنے کی حاجت باقی رہیگی۔ اور نہ کسی فلسفی سے بحثنے اور اُلجھنے کی ضرورت ؛

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی اور جامعیت نے اس خطبہ مین الٰہیات کے اور دوسرے مطالب کے سوا صرف معرفت خدا۔ اُسکے واجب الوجود۔ قدیم۔ قادر مطلق۔ مقدس۔ مُنزّہ۔ مبرّہ عن الحدوث وغیرہ وغیرہ کی تشریح اس خوبی اور وقعت کے ساتھ بیان کی ہے کہ اُسکی مثال پر کسی متقدمین اور متاخرین کے اعلیٰ سے اعلیٰ تالیفون مین نہین پائی جاتی ؛

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے خدا کے وجود قائم کرنے اور اُسکے واحد ثابت کرنے مین اپنی قوم کو وہی ہدایتین فرمائی ہین جو ابراہیمؑ عیسیٰؑ اور محمد علیہم السلام نے مناصب رسالت پر مبعوث ہوکر اپنی قوم کو اور اپنی امت کو بشارتین پہونچائی تھین۔ ان ہدایتون کے سوا۔ اگر ان خطبات کے لٹریچر (زبان) کی خوبیون پر نگاہ ڈالی جائے اور عربی کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ کیا جاوے۔ جسکے لئے عرب کے لوگ قدیم سے مشہور چلے آتے تھے۔ تو صرف اس خطبہ کی عبارت۔ مضامین کی ترتیب و ترکیب الفاظ کی سلاست اور مناسبت تبلادیگی کہ ہماری مثال اور نظیر پیدا کرنا دشوار ہے ؛

ان امور کے علاوہ۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی تقریری قوت اور طلاقت۔ سب سے زیادہ قابل تعریف ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ عرب کے قدیم دستور کے مطابق۔ حاضرین کی معتدبہ جماعت مین۔ ایک مضمون کو بغیر پہلے سے سمجھے۔ سونچے اور تجویز کئے۔ معرفت خدا اور اثبات وجود کے ایسے سخت اور دشوار مسائل کے مضامین کو دفعتًا سلسلہ وار بیان کرنا اور پھر اُسکی اندرونی اور بیرونی دلیلون کو تشفی اور اطمینان کے درجون تک پہونچانا اور اُنکے تمام باریک اور پوشیدہ نکات کی پوری تشریح کرنا۔ انسان کی گویائی اور طلاقت سے

قطعی ناممکن ہی؛

اسوقت بھی بڑے بڑے علما ہمیشہ دیکھے جاتے ہین کہ وہ کسی مسئلہ کی تصریح اور توضیح کرنیکے لئے جب تیار ہوتے ہین تو وہ قبل سے اپنے مطالب اور مقاصد کی ایک فہرست ایسی مرتب کرلیتے ہین جو اُنکی توضیح مطالب کے لئے کافی ہوتی ہین۔ اور پھر اپنے سلسلۂ بیان کو اُسی فہرست کے مطابق اپنی تقریر کے خاتمہ تک پہونچاتے ہین۔ یہ تو اُنکی صورت ہی جو زمانۂ حال مین اعلےٰ سے اعلےٰ اور شاہی علمی سوسائیٹیون کے فیلوز ہین؛

زمانہ موجودہ کے خطیب یا لکچرار

انسے کم درجہ والے کی جماعت تو ایسے اوقات مین جلسہ کی تاریخ سے مہینون پہلے اپنے مضامین پر پورے غور اور شبانہ روز کی فکرین صرف کرتے ہین۔ اور ہر ایک مسئلہ کے اداے مطلب۔ درستی مضامین۔ ترکیب الفاظ۔ غرض جو جو باتین اُنکو اپنے کمال کے اظہار مین منظور ہوتی ہین۔ نہایت اطمینان اور دلجمعی سے لکھکر تیار رکھتے ہین۔ اور اس جلسہ مین جیب سے بآسانی نکالکر سامعین کے سامنے پڑھتے ہین۔ اُسوقت اُنکو سواے زبان سے کام لینے کے اور کوئی قوت صرف کرنی نہین ہوتی؛

مگر انکے خلاف اگر جوب کے اس خطیب ربانی کی طلاقت لسانی اور فصاحت وبلاغت لاثانی اور اُسکی دماغی قوتون کا اندازہ کیا جاوے تو آسانی سے سمجھ لیا جائیگا کہ اس مقدس خطیب کو اپنے خطبہ سنانے کے وقت۔ ایک ہی حالت اور ایک ہی وقت مین اپنی کئی قوتون سے کام لینا ہوگا وہ اپنی ایک زبان سے تقریر کا کام بھی لیتا ہوگا اور التزام لفظ اور سلسلۂ مضامین اور ترکیب عبارت کا بھی خیال رکھتا ہوگا۔ اور پھر اداے مطلب کا بھی۔ اب زبان سے قطع نظر کرکے۔ اُسکی دماغی محنتون کی طرف غور کرو تو اُسکو اُسکی زبان سے بھی زیادہ اعلیٰ محنت کرتا ہوا پاؤگے۔ وہ مضامین کی ضروری اور غیرضروری اقسام کو بھی دیکھتا ہوگا۔ اُنکے پراثر اور بے اثر ہونے پر بھی غور کرتا ہوگا۔ اُسکو حاضرین کی تشفی اور دلچسپی بھی منظور ہوگی۔ اور ان سب کے ساتھ اداے مطالب اور مدعاے دلی کے بخوبی اور تشفی بخش اظہار کا بھی خیال اُسکو ہوگا اور یہ اچھی طرح معلوم ہی کہ ان تمام کوششون کے پورا کرنیکے لئے وہ ایک منٹ بھی پہلے سے تیار نہین ہی قبل اسکے کہ اُسنے اپنے قدم سے خانۂ خدا کے مقدس منبر کو زینت بخشی ہی کچھ بھی اسکی نسبت نہین سوچلیا ہی مگر تاہم وہ ایسی حالت مین بھی اپنے کمال علمی اور خداداد استعداد کے اظہار مین ایسی عالی دماغی اور حسن تقریر سے کام لے رہا ہی جسکی مثال نہ اُس زمانہ مین پائی جاتی تھی اور نہ زمانۂ حال واستقبال مین پیدا کیجا سکتی ہی۔ انھین وجہون سے۔ جیسے سات سو برس پہلے۔ فاضل معتزلی نے اس خطبہ کی شرح کرتے وقت۔ اسکے عنوان پر یہ عبارت لکھدی ہی وھذا الخطبة من اصول العلوم ما لا یجمعه خطبه غیرها اور اُسکو اپنے تمام

مطالب و مقاصد مین ایسا ہی بے مثال اور بے نظیر ثابت کر دیا ہی۔ جیسے اسکی عبارت اور مضامین سے خود ثابت ہی ؛

سیرت انبیاے مرسلین ع اور ارکان حج کی مصلحتین

انبیاء کی رسالت کی ضرورت

فاعتبروا بما اصاب الامم المستکبرین من قبلکم من باس اللہ وصولاته ووقائعه ومثلاته واتعظوا بمثاوی خدودهم ومصارع جنوبهم واستعیذوا باللہ من لواقح الکبر کما تستعیذون به من طوارق الدهر فلو رخص اللہ فی الکبر لاحد من عباده لرخص فیه لخاصیة انبیائه ولکنه سبحانه کرّه الیهم التکابر ورضی لهم التواضع فالصقوا بالارض خدودهم وعفروا فی التراب وجوههم وخفضوا اجنحتهم للمؤمنین اقواما مستضعفین قد خبرهم اللہ بالمخمصة وابتلاهم بالمجهدة وامتحنهم بالمخاوف ومخضهم بالمکاره فلا تعتبروا الرضا والسخط بالمال والولد جهلا بمواقع الفتنة والاختبار فی مواضع الغنی والافتقار فقد قال اللہ سبحانه ایحسبون انما نمدهم به من مال وبنین نسارع لهم فی الخیرات بل لا یشعرون فان اللہ سبحانه یختبر عباده المستکبرین فی انفسهم باولیائه المستضعفین فی اعینهم ولقد دخل موسی ابن عمران ومعه اخوه هارون علیهما السلام

امم سابقہ کے حالات سے۔ جو انھین انکے غرور و نخوت کے ہاتھون پہونچا۔ عبرت حاصل کرو۔ اور انپر جو زمانہ سابق مین بہ سبب انکی خود بینی کے عذاب خدا نازل ہوا۔ اُن کے رخسارے زمین پر رگڑے گئے اور اُنکے پہلو خاک کے سپرد کیے گئے۔ پناہ مانگو۔ جس طرح تم نے خداے عز و جل سے تکبر اور خود پسندی کے لئے پناہ مانگی اسی طرح اُس سے آفات اور بلیات کے واسطے پناہ مانگو۔ اگر خداے سبحانہ تعالیٰ اپنے بندون مین سے کسی بندے کو تکبر کی اجازت دیتا تو سب سے پہلے وہ انبیا علیہم السلام ہوتے۔ مگر اُسنے انبیا علیہم السلام کو عجز و انکسار کا حکم دیا۔ اور تکبر سے منع کیا۔ اُن حضرات نے اپنے رخسارے زمین پر رکھے اور اپنے مُنہ خاک پر دھرے اور مومنین کے لیے اپنے ہاتھ کشادہ کر دیے اور اپنی عاجزی اور انکساری کی اُنسے پوری داد لے لی انبیا علیہم السلام ایسے لوگ تھے جو دنیا کے اور لوگون مین عجز و انکسار کے اوصاف کے ساتھ مخصوص اور موصوف ہوتے ہین اور عسرت و ناداری مین معروف حق سبحانہ تعالے نے اُنکی آزمائش سخت بھوک اور خشک سالی کی حالتون مین فرمائی اور سخت سے سخت مصیبتون مین اُنکے امتحان لئے خوف اور خطرے کے اکثر مقامات اور اکثر اوقات مین مبتلا کیا اور سخت سے سخت شدائد مین اُنکو جانچا۔ پس تم لوگ خدا کی رضامندی کو دنیا کے رکھنے اور نہ رکھنے پر نہ قیاس کرو۔ اور جسکو دنیا

دولت دنیا سے ایمان کا تصفیہ اور تمحیص [illegible]

قطعی ناممکن ہی؛

اسوقت بھی بڑے بڑے علما ہمیشہ دیکھے جاتے ہین کہ وہ کسی مسئلہ کی تصریح اور توضیح کرنیکے لئے جب تیار ہوتے ہین تو وہ قبل سے اپنے مطالب اور مقاصد کی ایک فہرست ایسی مرتب کرلیتے ہین جو اُنکی توضیح مطالب کے لئے کافی ہوتی ہین۔ اور پھر اپنے سلسلۂ بیان کو اُسی فہرست کے مطابق اپنی تقریر کے خاتمہ تک پہونچاتے ہین۔ یہ تو اُنکی صورت ہی جو زمانۂ حال مین اعلےٰ سے اعلےٰ اور شاہی علمی سوسائیٹیون کے فیاو زہین؛

زمانۂ موجود کے خطیب یا لکچرار

انسے کم درجہ والے کی جماعت تو ایسے اوقات مین جلسہ کی تاریخ سے مہینون پہلے اپنے مضامین پر پورے غور اور شبانہ روز کی فکرین صرف کرتے ہین۔ اور پھر ایک مسئلہ کے اداے مطلب۔ درستی مضامین۔ ترکیب الفاظ۔ غرض جو جو باتین اُنکو اپنے کمال کے اظہار مین منظور ہوتی ہین۔ نہایت اطمینان اور دلجمعی سے لکھکر تیار رکھتے ہین۔ اور اس جلسہ مین جیب سے بآسانی نکالکر سامعین کے سامنے پڑھتے ہین۔ اُسوقت اُنکو سواے زبان سے کام لینے کے اور کوئی قوت صرف کرنی نہین ہوتی؛

مگر انکے خلاف اگر خوب اس خطیب ربانی کی طلاقت لسانی اور فصاحت و بلاغت لاثانی اور اُسکی دماغی قوتون کا اندازہ کیا جاوے تو آسانی سے سمجھ لیا جائیگا کہ اس مقدس خطیب کو اپنے خطبہ سنانے کے وقت۔ ایک ہی حالت اور ایک ہی وقت مین اپنی کئی قوتون سے کام لینا ہوگا وہ اپنی زبان سے تقریر کا کام بھی لیتا ہوگا اور التزام لفظ اور سلسلۂ مضامین اور ترکیب عبارت کا بھی خیال رکھتا ہوگا۔ اور پھر اداے مطلب کا بھی۔ اب زبان سے قطع نظر کرکے۔ اُسکی دماغی محنتون کی طرف غور کرو تو اسکو اُسکی زبان سے بھی زیادہ اعلی محنت کرتا ہوا پاؤگے۔ وہ مضامین کی ضروری اور غیر ضروری قیام کو بھی دیکھتا ہوگا۔ اُنکے پر اثر اور بے اثر ہونے پر بھی غور کرتا ہوگا۔ اُسکو حاضرین کی تشفی اور دلچسپی بھی منظور ہوگی۔ اور ان سب کے ساتھ اداے مطالب اور مدعاے دلی کے بخوبی اور تشفی بخش اظہار کا بھی خیال رکھتا ہوگا لیکن یہ اچھی طرح معلوم ہی کہ ان تمام کوششون کے پورا کرنیکے لئے وہ ایک منٹ بھی پہلے سے تیار نہین ہی قبل اسکے کہ اُسنے اپنے قدم سے خانۂ خدا کے مقدس منبر کو زینت بخشی ہی۔ کچھ بھی اسکی نسبت نہین سوچلیا ہی مگر تاہم وہ ایسی حالت مین بھی اپنے کمال علمی اور خداداد استعداد کے اظہار مین ایسی عالی دماغی اور حسن تقریر سے کام لے رہا ہی جسکی مثال نہ اُس زمانہ مین پائی جاتی تھی اور نہ زمانۂ حال و استقبال مین پیدا کیجا سکتی ہی۔ انھین وجہون سے۔ ہمسے سات سو برس پہلے۔ فاضل معتزلی نے اس خطبہ کی شرح کرتے وقت۔ اسکے عنوان پر یہ عبارت لکھدی ہی وهذا الخطبة من اصول العلوم مالا يجمعه خطبه غيرها اور اُسکو اپنے تمام

مطالب و مقاصد مین ایسا ہی بے مثال اور بے نظیر ثابت کر دیا ہے۔ جیسے اسکی عبارت اور مضامین سے خود ثابت ہے؛

سیرت انبیاے مرسلین ع اور ارکان حج کی مصلحتین

فاعتبروا بما اصاب الامم المستكبرين من قبلكم من باس الله وصولاته ووقائعه ومثلاته واتعظوا بمثاوي خدودهم ومصارع جنوبهم واستعيذوا بالله من لواقح الكبر كما تستعيذونه من طوارق الدهر فلو رخص الله في الكبر لاحد من عباده لرخص فيه لخاصة انبيائه ولكنه سبحانه كره اليهم التكاثر ورضي لهم التواضع فالصقوا بالارض خدودهم وعفروا في التراب وجوههم وخفضوا اجنحتهم للمؤمنين اقواما مستضعفين قد اختبرهم الله بالمخمصة وابتلاهم بالمجهدة وامتحنهم بالمخاوف ومحصهم بالمكاره فلا تعتبروا الرضا و السخط بالمال والولد جهلا بمواقع الفتنة والاختبار في مواضع الغنى والاقتدار فقد قال الله سبحانه ايحسبون انما نمدهم به من مال وبنين نسارع لهم في الخيرات بل لا يشعرون فان الله سبحانه يختبر عباده المستكبرين في انفسهم باوليائه المستضعفين في اعينهم ولقد دخل موسى ابن عمران ومعه اخوه هارون عليهما السلام

انبیاء کی ریاضت کی ضرورت

امم سابقہ کے حالات سے۔ جو انھین انکے غرور و نخوت کے ہاتھون پہونچا۔ عبرت حاصل کرو۔ اور انپر جو زمانہ سابق مین بہ سبب انکی خود بینی کے عذاب خدا نازل ہوا۔ ان کے رخسارے زمین پر رگڑے گئے اور انکے پہلو خاک کے سپرد کیے گئے۔ پناہ مانگو جس طرح تم نے خداے عزوجل سے تکبر اور خود پسندی کے لیے پناہ مانگی اسی طرح اس سے آفات اور بلیات کے واسطے پناہ مانگو۔ اگر خداے سبحانہ تعالی اپنے بندون مین سے کسی بندے کو تکبر کی اجازت دیتا تو سب سے پہلے وہ انبیا علیہم السلام ہوتے۔ مگر اسنے انبیا علیہم السلام کو عجز و انکسار کا حکم دیا۔ اور تکبر سے منع کیا۔ ان حضرات نے اپنے رخسارے زمین پر رکھے اور اپنے منہ خاک پر دھرے اور مومنین کے لیے اپنے ہاتھ کشادہ کر دیے اور اپنی عاجزی اور انکساری کی انسے پوری داد لے لی انبیا علیہم السلام ایسے لوگ تھے جو دنیا کے اور لوگون مین عجز و انکسار کے اوصاف کے ساتھ مخصوص اور موصوف ہوتے ہین اور عسرت و ناداری مین معروف حق سبحانہ تعالی نے انکی آزمائش سخت بھوک اور خشک سالی کی حالتون مین فرمائی اور سخت سے سخت مصیبتون مین انکے امتحان لیے خوف اور خطرے کے اکثر مقامات اور اکثر اوقات مین مبتلا کیا اور سخت سے سخت شدائد مین انکو جانچا۔ پس تم لوگ خدا کی رضامندی کو دنیا کے رکھنے اور نہ رکھنے پر نہ قیاس کرو۔ اور جسکو دنیا

دولت دنیا سے ایمان کی تصدیق اور تمییز نہین ہو سکتی ہے

علی فرعون وعلیهما مدارع الصوف بایدیهما
العصا فشرطا له ان اسلم بقاء ملکه
ودوام عزه فقال لا تعجبون من هذین
یشترطان لی دوام العز وبقاء الملک
وهما بما ترون من حال الفقر والذل
فهلا القی علیهما اساورة من ذهب
اعظاما للذهب وجمعه واحتقارا للصوف
ولبسه ولو اراد الله سبحانه بانبیائه حیث
بعثهم ان یفتح لهم کنوز الذهبان ومعادن
العقیان ومغارس الجنان وان یحشر
معهم طیر السماء ووحوش الارض
لفعل ولو فعل لسقط البلاء وبطل
الجزاء واضمحلت الانباء ولما وجب
للقائلین اجور المبتلین ولا استحق المؤمنون
ثواب المحسنین ولا لزمت الاسماء
معانیها ولکن الله سبحانه جعل رسله
اولی قوة فی عزائمهم وضعفة فیما تری
الاعین من حالاتهم مع قناعة تملا
القلوب والعیون غنی وخصاصة تملا
الابصار والاسماع اذی ولو کانت الانبیاء
اهل قوة لا ترام وعزة لا تضام وملک
یمد نحوه اعناق الرجال ولتشد الیه عقد
الرحال لکان ذلک اهون علی الخلق فی
الاعتبار وابعد لهم من الاستکبار ولآمنوا عن
رهبة قاهرة لهم او رغبة مائلة بهم وکانت

حضرت موسیٰ اور فرعون کا دربار

مین مال و دولت اور زن و فرزند کثرت سے ہون اُسکو رضائے
الٰہی کا باعث نہ سمجھو کیونکہ خدائے تعالےٰ اپنے بندون کا
امتحان اُسکے دنیاوی تعلقات زیادہ کرکے لیتا ہی اور دنیاوی
فتنہ وفساد مین اُنکی عبدیت کو آزماتا ہی۔ اور جسطرح اُسنے
اپنی نعمتون کی حالتون کو اپنے امتحان کیوجہ قرار دی اُسی
طرح ناداری اور محتاجی کی کیفیتون کو بھی اپنی آزمایش
کا باعث ٹھہرایا ہی۔ ان حالتون مین وہ اُنکے صبر و سکون
پر نظر کرتا ہی اور ایسا آدمی جو خدا کی آزمائش کے اوقات
سے غافل ہی وہ دنیا کی نعمتون کو خدا کی رضا پر ترجیح دیتا
ہی۔ اور اس معنی مین بیشک وہ خطا سے مل جاتا ہی کیونکہ
خداوند تعالےٰ نے کلام مجید مین ارشاد فرمایا ہی ایحسبون
انّما نمدهم به من مال وبنین نسارع لهم فی
الخیرات بل لا یشعرون پس خدائے سبحانہ تعالےٰ
اپنے بندون کی حفاظت کرتا ہی کہ وہ خود بینی اور تکبر حاصل
نہ کرسکین اور اپنے دوستون کو اُنکی ناداری اور محتاجی کی
حالتون مین ذلیل اور حقیر نہ سمجھین تاکہ عذاب الٰہی کے مستحق
نہون۔ دیکھو۔ جناب موسیٰ ابن عمران علیہما السلام اپنے
بھائی ہارون علی نبینا وآلہ وعلیہم السلام کے ساتھ فرعون کے
پاس گئے تو موٹے موٹے نمدون کی عبائین پہنے ہوے
تھے اور ہاتھون مین عصا لئے تھے۔ اُنھون نے فرعون
سے شرط کی تھی کہ اگر تم اسلام قبول کروگے تو تمھاری
سلطنت بھی رہیگی۔ اور اُسپر کوئی زوال نہین آویگا۔
فرعون کو اُنکی یہ تقریرین سنکر نہایت تعجب ہوا اور وہ
حاضرین کو مخاطب کرکے کہنے لگا کہ کیا تم ان دونون شرط
کرنیوالون پر تعجب نہین کرتے کہ یہ اپنے فقر وفاقہ کی

النیات مشترکۃ والحسنات مقتسمۃ لکن
اللہ سبحانہ اراد ان یکون الاتباع لرسلہ
والتصدیق بکتبہ والخشوع لوجہہ و
الاستکانۃ لامرہ والاستسلام لطاعتہ امورا
لہ خاصۃ لایشوبہا من غیرہا شائبۃ
وکلما کانت البلوی والاختبار اعظم کانت
المثوبۃ والجزاء اجزل الا ترون ان اللہ سبحانہ
اختبر الاولین من لدن آدم علیہ السلام
الی الآخرین من ہذا العالم بالحجار لا تضر
ولا تنفع ولا تبصر ولا تسمع فجعلہا بیتہ
الحرام الذی جعلہ للناس قیاما ثم وضعہ
باوعر بقاع الارض حجرا واقل نتائق الدنیا
مدرا واضیق بطون الاودیۃ قطرا بین
جبال خشنۃ ورمال دمثۃ وعیون وشلۃ
وقری منقطعۃ لا یزکو بہا خف ولا حافر
ولا ظلف ثم امر آدم وولدہ ان یثنوا
اعطافہم نحوہ فصار مثابۃ لمنتجع اسفارہم
وغایۃ لملقی رحالہم تہوی الیہ ثمار الافئدہ
من مفاوز قفار سحیقۃ ومہاوی فجاج عمیقۃ
وجزائر بحار منقطعۃ حتی یہزوا مناکبہم
ذللا یہللون للہ حولہ ویرملون علی
اقدامہم شعثا غبرا لہ قد نبذوا السرابیل
وراء ظہورہم وشوہوا باعفاء
الشعور محاسن خلقہم ابتلاء عظیما
وامتحانا شدیدا

حالتوں مین خود ایسے گرفتار ہین کہ اپنے حالون کی اصلاح
آپ نہین کرسکتے تو ہمارے دوام دولت اور بقاے سلطنت
کے لئے کیا کوشش کرینگے۔ اگر حقیقت مین یہ خدا کے بھیجے
ہوے رسول ہوتے تو دستانہاے زرنگین اور جامہاے
زرین پہنے ہوتے فرعون نے یہ اسلئے کہا تھا کہ وہ خود روپیہ کو
عزیز رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے موٹے کپڑے اُسکی آنکھون
مین ذلیل معلوم ہوے۔ اگر حق سبحانہ تعالے اپنے انبیاء
علیہم السلام کو دنیا مین بھیجنے کے وقت امارت کی خواہش
کرتا تو اُنکے ساتھ سونے اور چاندی کی کانین ہمراہ کردیتا
اور اشجار بہشت ساتھ کردیتا۔ آسمان و زمین کے وحوش
وطیور کو اُنکی خدمت مین روانہ کردیتا اور حقیقت مین
وہ ان باتون کو اپنی قوت سے کرسکتا تھا۔ اور اگر وہ ایسا
کرتا تو یہ امتحان اُنسے اُٹھ جاتے اور نیک و بد کی جزا
و سزا جھوٹی ہو جاتی۔ اور انبیا کی نبوت کی تصدیق اور
اُنکی جزا جسکا وعدہ خدا نے کیا ہے اُنسے جو ایمان لائے
موقوف ہو جاتا۔ اور وہ تمام ثواب جو اسلام کی وجہ سے
تمام اہل اسلام کو حاصل ہونے والا ہے جاتا رہتا۔ بلکہ
دنیا مین مسلمین اور مومنین کی صورت نہین دکھلائی دیتی۔
اور پھر کوئی شخص اسلام کے اوصاف سے موصوف
نہوتا کیونکہ وہی لوگ جو دل سے اسلام لائے ہین وہ البتہ
مسلمین کہے جاسکتے ہین لیکن حق سبحانہ تعالے نے
(ان باتون کی جگہ) اپنے انبیا علیہم السلام کو ہمتین قوی
اور ارادے مستقل عنایت فرمائے۔ مگر ظاہر اُنکا ناداری اور
محتاجی کی صورتون مین دنیا کو دکھلایا اور عسرت و ناداری
اُنکے دامنگیر کردی۔ اس لئے کہ دنیا اُنکو دیکھکر دردمند ہو

اگر رسالت کے ساتھ سلطنت ضروری ہوتی تو کمال الایمان اُٹھ جاتی

اور کان اُسکے سننے سے تکلیف اُٹھائین۔ قناعت کی صفت اُنھین عطا فرمائی۔ اُنکے دل اُسکو دیکھکر مطمئن ہو جائین اور آنکھ اُنکے مشاہدہ سے سیر ہو جاوے۔ اگر انبیا علیہم السلام اہل قوت ہوتے تو پھر کسی کو اُنکے مقابلہ کی مجال نہوتی۔ اور ایسی عزت و سلطنت اُنکو حاصل ہوتی۔ کہ پھر وہ کبھی مغلوب نہوتے۔ اور اُنکی حکومت مین وہ ممکنت ہوتی جسکی خواہشون مین لوگون کی گردنین جھکی ہوتین۔ اور لوگ دور دور سے اُنکو حاصل کرنے آتے ایسی حالتون مین انبیا علیہم السلام دنیا کے لیئے آسان ہو جاتے۔ اور پھر کوئی بھی۔ اُنکی تصدیق رسالت سے انکار نہ کرتا۔ اُنھین سے بعض تو اُنکی سلطنت و جاہ اور مناصب کے دباو اور جان کے خوف سے ایمان لاتے اور بعض اپنے منتفع ہونے اور طمع کی غرض سے اُنکی رسالت کی تصدیق کرتے۔ مگر خدا نے اُنکی تصدیق اور اُنکی کتابون پر ایمان لانے کی ضرورتون کو اپنی ذات کے ساتھ خشوع اور خضوع قائم رکھنے پر منحصر کیا اور اوامر و نواہی کی پابندی مخصوص فرمائی۔ اور دنیاوی اغراض مین سے کسی شائبہ کو اُنکے ساتھ شامل نہین کیا اور اپنے پیغمبرون کو دنیاوی سلطنتین اور عزتین عطا نہین فرمائین اور جلد مٹ جانیوالی عظمت اور شان و شوکت اُنکو عنایت نہین کی۔ خدا کے امتحان اور اُسکی اطاعت کی تکلیفین جسقدر زائد ہونگی اُسی قدر اُنکے ثواب اور اجر بھی زیادہ ہونگے۔ حق سبحانہ تعالے نے تمام دنیا کی اگلی اور پچھلی قومون کے امتحان کے لیئے آدم علی نبینا و آلہ و علیہم السلام کے وقت سے لیکر قیامت تک اُن پتھرون سے اُسنے اپنے گھر کی عمارت کو۔ جو تمہارا ستون دین کہلاتا ہے مستحکم کیا۔ اور اپنے گھر کو ایسی سخت اور سنگلاخ زمین مین قائم کیا جو تمام دنیا کی زمینون سے سخت ہے۔ اور اُسکی مٹی تمام دنیا کی مٹیون سے کم پیدا کرنیوالی ہے مٹی وہان کی بالکل ہلکی اور اطراف اُسکے بالکل بے آب۔ پہاڑ اُسکے اپنی سختی اور درشتی مین اپنی مثال نہین رکھتے۔ زمین اُسکی نرمی مین ریگستان۔ اُسکے چشمے بے آب اور اُس کے دیہات اور گاؤن خراب۔ نہ وہان زراعت ایسی ہوتی ہے جسپر وہان کے لوگ بسر کرسکین نہ چراگاہین وہان ایسی ہوتی ہین کہ حیوانات اُنکو چر کر اپنا پیٹ بھر لیا کرین۔ گھوڑے اور اونٹ اُس زمین پر پیدا نہین ہوتے۔ گائین اور بھیڑیان اُس شہر مین موٹی نہین ہوتین۔ اُسنے فرزندان آدم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ دور دور سے آکر اس خانۂ مقدس کی زیارت کرین۔ اور اطراف عالم سے آکر اُسکی طرف متوجہ ہون۔ یہان تک کہ وہ شہر مرجع خلائق ہو گیا۔ اور اہل دنیا کی گذرگاہ اور سیر و سیاحت کا اچھا مقام ہو گیا۔ تمام جگہون سے لوگ وہان آتے ہین اور دور و دراز منزلون کے بعد یہان پہونچکر اپنی سواریون کی پیٹھ سے زین اور پالان اُتارتے ہین۔ ہزارون اشتیاق کے ساتھ وہ پہاڑون کی منزلین طے کرتے ہین اور بے پانی جنگلون اور پہاڑون سے گذرتے ہین اور اُن جزیرون سے آتے ہین جو سمندرون کے درمیان واقع ہین اور اسکی زیارت کا قصد کرتے ہین۔ اور ہزارون محنت اور مشقت کے بعد وہ یہان حاضر ہوتے ہین۔ اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہین اور نہایت عاجزی اور انکساری و تضرع

طریقہ حج مین انسان کی آزمایش

اور فروتنی سے خداے سبحانہ تعالےٰ کی تسبیح اور تہلیل مین مشغول رہتے ہین۔ جہانتک اُنسے ممکن ہوتا ہی۔ یہان پہونچنے مین جلدی کرتے ہین۔ اور اپنے افراط شوق مین اپنی حالتون کا خیال بھی نہین کرتے۔ اور اُنکے سر اور جسم خاک سے بھرے ہوتے ہین۔ اور اُنکے جسم اور جسم کے کپڑے گرد سے اٹے ہوتے ہین۔ سر کے بال بڑھے ہوے اور پریشان۔ پاؤن اور دل زخمی۔ پھٹے ہوے کپڑے اُتارتے ہین اور بغیر سِلے ہوے کپڑے پہنتے ہین۔ اور صرف ایک ہی پوشش کو اپنی موجودہ لباسی ضرورت کے لئے کافی سمجھتے ہین۔ ناخن اور سر کا بال بڑھائے۔ غرض ایک عجیب و غریب شکل بنائے ہوے پہونچتے ہین۔ ان امور مین بھی۔ ان لوگون کی ایک خاص آزمائش ہی۔ اُنکے لئے ایک حکم محکم اور ایک تکلیف مستحکم ہی کہ جسکو خداے تبارک و تعالےٰ نے۔ صرف اسوجہ سے کہ وہ ہمارے حصول رحمت اور مغفرت کے لئے اچھے ذریعے ہون۔ اُنپر قائم کئے ہین:

انبیا علیہم السلام کی ضرورت۔ اُنکے محاسن اخلاق۔ اُنکے عادات و خصائل۔ اور پھر اُنکے بےنظیر اور بےمثال ہونے کے کافی ثبوت۔ یہ تمامی امور اس ایک خطبہ سے کماحقہ معلوم ہوتے ہین۔ پھر کیسے سچے اور کیسے صحیح جنکی صداقت مین نہ کسی کو کلام ہوسکتا ہی اور نہ عذر۔ اب اگر امیر المومنین علیہ السلام کے یہ اقوال اس زمانہ کے ذیعلم علما کے قابل قدر تصنیفون مین مخصوص یہی مضامین دیکھے جاوین اور پھر دونون کا موازنہ کیا جاوے تو آسانی سے سمجھ لیا جائیگا کہ اسوقت علما کے مضامین حقیقت مین وہی ہین جو کسی قدر اضافہ یا صحیح انتلا کے ساتھ اس خطبہ مین درج ہین۔ ہمارے زمانہ کے جدت پسند اہل تالیف و تصنیف اپنے جن مضامین پر نہایت فخر سے نوعیت کا دعوےٰ کرتے ہین اور یوروپین کتب خانون کا تلاش اور وہان کے پورے تجسس کے بعد جو دعوےٰ ان لوگون سے زیادہ اسکی تلاش کرچکے ہین۔ نہایت عاجزی سے انکے انتخاب پر اپنی مجبوری دکھلاتے ہین وہ حقیقت مین ان ارشادات کے اندر موجود ہین۔ مگر وہ۔ استمالت۔ جہالت یا مذاق زمانہ کے اعتبار سے اپنے گھر کی کتابون کی طرف متوجہ نہین ہوے۔ اگر وہ ان مضامین کی تلاش ان کتابون مین کرتے تو نہ انکو پیرس کے کتب خانون کی چھان بین کی ضرورت ہوتی اور نہ بتھونیم کی لائبریری کی:

خدا کی کمال قدرت کا اظہار۔ ایک چونٹی کی خلقت سے

انظروا الی النملۃ فی صغر جسمہا ولطافۃ ہیئتہا لاتکاد تنال بلحظ البصر ولا بمستدرک الفکر کیف دبت علی ارضہا وضنت علی رزقہا فنقل الحبۃ الی جحرہا وتعدہا فی مستقرہا لجمع فی حرہا لبردہا وفی وردہا لصدرہا

چونٹی کو دیکھو! اور اُسکے جسم کے اختصار اور اُسکی ہیئت کی ترکیب۔ اعضا اور اُنکی لطافتون کو جو چھوٹے ہونیکے باعث نظر آئی نہین دیتے اور تحصیل رزق کی غرض سے وہ کس طرح ادھر اُدھر دوڑتی ہی اور جہان ایک دانہ پاتی ہی۔ سوراخ مین لیجاتی ہی اور اپنے ایک

مکفولة مرزوقته وفقها لا یغفلها المنّان
ولایحرمها الدّیان ولو فی الصفا الیابس
والحجر الجامس ولو فکرت فی مجاری اکلها
وفی علوّها وسفلها وما فی الجوف من
شراسیف بطنها وما فی الرّاس من عینها
واذنها لقضیت من خلقها عجبا ولقیت
من وصفها تعبا فتعالی الّذی اقامها علی
قوائمها وبناها علی دعائمها لم یشرکه فی فطرته
فاطر ولم یعنه علی خلقها قادر ولو ضربت
فی مذاهب فکرك لتبلغ غایاته ومادلّتك
الدلالة الا علی ان فاطر النملة هو فاطر
النخلة لدقیق تفصیل کلّ شیء وغامض
اختلاف کل حیّ وما الجلیل واللطیف
والثقیل والخفیف والقویّ والضعیف
فی خلقه الّا سواء وکذٰلك السّماء والهواء
والرّیاح والمآء فانظر الی الشمس والقمر
والنبات والشجر والمآء والحجر واختلاف
هذا اللیل والنّهار وتفجر هذه البحار
وکثرة الجبال وطول هذه القلال و
تفرق هذه اللغات والالسن المختلفات
فالویل لمن انکر المقدّر وجحد المدبر
زعموا انّهم کالنبات مالهم زرّاع ولا لاختلاف
صورهم صانع لم یلجؤا الی حجة فیما ادّعوا ولا
تحقیق لما دعوا وهل یکون بناء من غیر بانٍ
او جنایة من غیر جانٍ وان شئت

خاص مقام مین اُسکو رکھکر حفاظت کرتی ہی۔ جاڑے کے لئے
گرمی مین جمع کر لیتی ہی۔ اور تنگی کا خیال اپنی کشادگی کے
زمانہ مین کرتی ہی۔ خداوند تعالےٰ اُسکے رزق کا پہنچانیوالا
ہی اور اُسنے اپنے انعام سے اُسکے لئے رزق رسانی کا اور
اُسکے محروم نہ رکھے جانے کا اُس سے وعدہ فرمایا ہی اور وہ
کبھی اپنی عام رزق رسانیون سے اُسے بے بہرہ نرکھیگا۔ ہر چند
اُسکا رزق سخت پتھرون کے اندر یا خشک سے خشک زمین
کے بھیتر نہ ہو۔ اُسکے کسب رزق کے طریقون مین غور کرو
اور اُسکے پیٹ کی باریک پسلیون کو اور اُسکی آنکھ۔ کان کو جو
اُسکے سر مین بنائے گئے ہین۔ ملاحظہ کرو۔ تو تم بیشک تعجب
کروگے پس وہی خدا سب سے بڑی قدرت والا ہی جسنے اُسکے
جسم کو اُسکے پاؤن پر کھڑا کر دیا ہی اور اُسکے جسم کا وزن سنبھالنے
کے لئے اُسکے پاؤن کو ستون مقرر کیا ہی۔ اور اُس کے پیدا
کرنے کے اوصاف مین کسی دوسرے کو اپنا شریک نہین کیا ہی۔
اور اُسکی صورت بنانے مین کسی دوسرے سے مدد نہین چاہی۔
اگر تم اُسکی حالتون کے دریافت مین زیادہ غور سے کام لوگے
تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ چونٹی اور اُسکے چھوٹے سے چھوٹے
جسم کا بنانیوالا اور درخت اور اُسکی عظمت اور اونچائی کا
پیدا کرنیوالا ایک ہی خدا ہی۔ اور ان دو چیزون پر کیا موقوف
ہی۔ تم چیزون کا اختلاف رنگ اور اشکال۔ تفاوت اغراض
اور احوال کے ساتھ بنانے والا سوائے ایک کے کوئی دوسرا
نہین ہی۔ اُسکی قدرتون کے سامنے دشوار سے دشوار چیزون
کی خلقت آسان ہی۔ قوی ضعیف۔ ہلکا اور بھاری سب
یکسان ہین۔ آسمان اور زمین اسکی مشیت کے قبضہ مین
ہین۔ عناصر اور موالید اُسی کے ارادہ اور قصد رکھنے کے

محکوم ہین۔ آفتاب و مہتاب ایسی روشنی اور صفائی کے ساتھ اُسی قادر مطلق کی قدرتون کے مشاہد ہین اور درخت اور نباتاتی چیزین اپنی تازگی اور شادابی کے ساتھ اُسی کی قدرت کی پوری دلیل ہین ؛

اسی طرح پہاڑون کا قائم رہنا۔ دریا کا تموج مین آنا۔ زمین کا فرش کے ایسا بچھا رہنا۔ چارپایون کا اُسپر چلنا پھرنا۔ رات دن مین اختلاف کا ہونا۔ دریا اور نہرون کا بہنا۔ پہاڑون کا کثرت سے موجود رہنا۔ ہر ملک کی لغات اور زبان کا علیحدہ ہونا۔ طبایع اور عادات مین فرق کا پایا جانا۔ یہ سب باتین خدا کی قدرت کاملہ اور اُسکی وحدت مطلقہ کی روشن اور صحیح دلیلین ہین ؛

ایسی حالت مین اُن لوگون پر نہایت افسوس ہی جو اُس قادر مطلق کے وجود سے انکار کرتے ہین۔ اور اُس حکیم کے مدبرانہ حکمون کے آگے اعتراف نہین کرتے۔ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ دنیا کے موجودات نباتات کا خواص رکھتے ہین۔ اور بغیر بوے زمین سے اُگتے ہین۔ اور اُنکے اور اُنکی صورتون کے اختلاف کیلئے کسی صانع کا ہونا ضرور نہین اور اغراض و احوال کے فرق کے لئے کسی فاعل کی احتیاج نہین ہی۔ حالانکہ وہ اپنے دعوون کے لئے کوئی عقلی او نقلی دلیل پاس نہین رکھتے۔ اور بے تامل ایسے بُرے کلمات کو اپنی زبان پر لاتے ہین۔ کوئی عمارت بغیر معمار نہین بنتی۔ اور کوئی نقش بغیر نقاش کے صورت پذیر نہین ہوتا۔ کوئی تیر بغیر تیر انداز کے کمان سے نہین نکلتا اور کوئی کلام بغیر متکلم کے زبان سے باہر نہین آتا ؛

ٹڈی کی خلقت سے خدا کے کمال قدرت کا اظہار

وان شئت قلت فی الجرادة اذ خلق لها عینین حمراوین واسرج لها حدقتین قمراوین وجعل لها السمع الخفی وفتح لها الفم السوی وجعل لها الحس القوی ونابین لها تقرض ومنجلین بها تقبض یرهبها الزراع فی زرعهم لایستطیعون ذبها ولو اجلبوا بجمعهم حتی ترد الحرث فی نزواتها و تقضی منه شهواتها وخلقها کله لایکون اصبعا مستدقه فتبارك الله الذی یسجد له من فی السموات والارض طوعا وکرها ویعفر له خدا ووجها و

چونٹی کو چھوڑ کر۔ اگر تم اپنے ملک کی ٹڈیون پر غور کرو اور اُنکی خلقت اور شکل مین خدا کی قدرتون کا مشاہدہ کرنا چاہو تو تم دیکھو گے کہ خدائے سبحانہ تعالے نے دو سرخ آنکھین انھین عنایت فرمائی ہین اور پھر اُن دونون کو دو روشن اور چمکتے ہوے حلقون مین نصب کیا ہی۔ اور اُسکے کان کے سوراخ کو اس چھوٹے پن کے ساتھ پیدا کیا ہی۔ تاہم نہایت تیزی سے سننے کی اُسکو قوت دیگئی ہی۔ اُس چھوٹی قسم کو تمام محسوسی قوتین عطا فرمائین اور اُسکی ضرورت کے مطابق فہم و ادراک بھی دیا۔ اور اُسکے منہ مین دو تیز دانت کاٹنے کی غرض سے دئے۔ اور دو پاؤن چیزون کی مستحکم گرفت کے لئے عطا فرمائے زراعت

ملقى بالطاعة اليه سلما وضعفا و
يعطى القياد رهبة وخوفا فالطير مسخرة
لامره احصى عدد الريش منها والنفس
وارسى قوائمها على الندى واليبس قدر
اقواتها واحصى اجناسها فهذا غراب
وهذا عقاب وهذا حمام وهذا نعام
دعا كل طائر باسمه وكفل له برزقه
وانشأ السحاب الثقال واهطل ديمها
وعدد قسمها فبل الارض وبعد جفوفها
واخرج منها بعد حدودها ؛

کرنیوالے لوگ اپنے کھیتون مین (اتنی ذرا سی مخلوق سے)
ڈرتے ہین اور اپنی کسی تدبیر و ترکیب سے اُسے دفع نہین
کرسکتے اور باوجود تمام انسانی عقل و فہم کے اُنکے مقابلہ
کی تاب نہین لاسکتے۔ اور وہ لوگ ہر چند آپس مین ملکر
اُنکی مدافعت کی تمام تدبیرین عمل مین لاتے ہین اور ترکیبین
کرتے ہین مگر اُنکی کوئی کوشش اور کوئی تدبیر پیش نہین
چلتی۔ یہان تک کہ وہ ٹڈیان پیٹ بھر کر اُنکے کھیتون کو
چر جاتی ہین اور اُنکے تمام پودون کو اپنے دانتون سے
کاٹ ڈالتی ہین اور اُنکی یہ حالت ہی کہ اُنمین سے کوئی بھی
آدمی کی چھوٹی اُنگلی کے برابر بھی نہین۔ اور اُنمین سے کسی کا
قد آدمیون کی آدھی اُنگلی کے مساوی نہین ہی ؛

وہی خدا سب سے بزرگ ہی جسکے آگے دنیا کے تمام مخلوق سجدہ کرین۔ اور اپنی کمال فرمانبرداریون
کیوجہ سے اُسکے احکام سے باہر نہون۔ اور اُسکے خوف و ہیبت کیوجہ سے اُسکے احکام اطاعت کو بجا لاتین
طیور ہوا مین اُسی کے حکم کے تابع ہین۔ حیوانات زمین پر اُسی کے مطیع ہین۔ تمام پرندون کے پرون کو اُسی
کا علم گن لیتا ہی اور ہر حیوانات کے نفس کو وہی حساب کر لیتا ہی ؛

اُسنے طیور کی قومون کو۔ خشک اور تر زمین پر قائم کیا ہی۔ اور ہر فرد مخلوق کو اُسکی ضرورت
کے مطابق قوت عنایت فرمائی ہی۔ طیور کی عجیب عجیب قسمین پیدا کین اور اُنمین سے ہر ایک کو مختلف اوصاف
اور اقسام دئے ہین۔ کوّے اور گدھ مین صاف تمیز ہوتی ہی۔ کبوتر اور شتر مرغ مین بہت بڑا فرق ہی۔ ہر
پرندہ کا نام اُسی نے مقرر کر دیا ہی۔ اور پھر اُنمین سے ہر ایک کی روزی اپنے لطف کامل سے مقرر فرمائی ہی ؛
پانی سے بھرے ہوے بڑے بڑے بادلون کو ہوا مین پیدا کیا اور کثرت سے پانی کو زمین پر برسایا
اور قطرات باران کے شمار کو اپنے علم پر موقوف رکھا۔ زمین کے ہر پھول کے لئے۔ اُسکی احتیاج کے موافق۔
مٹی کو پانی سے مخلوط کیا۔ اور پرانی اور قدیم زبانون کو نئے سر سے زندگی بخشی۔ گھاس۔ پات کو اپنے فضل
عمیم سے سرسبزی اور شادابی عنایت فرمائی ؛

حکمت آلہیہ کی ایسی پاک و پاکیزہ تفصیل مشکل سے کسی اور کے بیان مین پائی جاسکتی ہی۔ خدائے
سبحانہ تعالے کی قدرت۔ اُسکی حکمت اور صنعت۔ ایسی صاف سیدھی اور عام فہم مثالون مین سوائے اعاظم خدا

اور حکماے الٰہی کے اور دوسرے طبقات کے معمولی لوگ نہین بیان کر سکتے۔ اب حکمت الٰہیہ کی اور تفصیل ملاحظہ ہو:

حکمت الٰہی کی تعلیم کا مذاق تمام اہل اسلام مین پیدا کرنا اور اُنکو اسکی تحصیل کی طرف راغب کرنا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا دلی منشا تھا۔ یہ آپ ہی کے کمال علمی تحقیقات وافرہ اور ارشادات متکاثرہ تھے جنھون نے اُسکے اتنے اسرار حکمت اور رموز قدرت کے پردون کو کھولا اور ہر چیز کی آفرینش کے نتیجون کو اس لطافت اور سلاست سے بتلایا کہ پھر تصریح کی کم ضرورت باقی رہی:

زمین۔ آسمان۔ دریا۔ پہاڑ۔ پانی اور ہوا کی آفرینش

علم الاجسام

ومن خطبة عليه السلام من اقتدار جبروته وبديع لطائف صنعته ان جعل من الماء البحر الزاخر المتراكم المتقاصف يبسا جامدا ثم فطر منه اطباقا ففتقها سبع سموات بعد ارتتاقها فاستمسك بامره وقامت على حدّه يحملها الاخضر المتعجّز والقمقام المسخّر قد ذل لامره واذعن لهيبته ووقف الجاري منه لخشيته وجبل جلاميدها ونشوز متونها واطوادها فارساها في مراسيها والزمها قرارها فمضت رؤسها في الهواء ورست اصولها في الماء فانهد جبالها عن سهولها واساخ قواعدها في متون اقطارها في الماء ومواضع انصابها فاشهق قلالها واطال انشازها وجعلها للارض عمادا وارزها اوتادا فسكنت على حركاتها من ان تميد باهلها او تسيخ بحملها او تزول عن مواضعها فسبحان من

جناب امیر المومنین علیہ السلام کا خطبہ۔ خدا کی قدرت اور صنعت کی باریکیون کے بیان مین۔

خدا کی تمام لطیف صنعتون مین سے لطیف صنعت اور اُسکی حیرت انگیز قدرتون مین سب سے حیرت انگیز قدرت زمین ہی۔ کہ باوجود اس خشکی اور سختی کے خدا نے اُسکو پانی سے پیدا کیا ہی۔ اور ایسے محیط دریاؤن سے اُسکی پیدائش کا سامان فراہم کیا ہی جسکی طوفان خیزی کیوجہ سے اُسکا پانی تمام پھیل گیا۔ پھر اُسی پانی سے اُسنے میٹھے پانی کے چند چشمے باہر نکالے اور اُنکو جدا جدا دنیا کی سطح پر جاری فرمایا۔ خدا نے آسمان کو پیدا کیا۔ اور بغیر کسی ستون کے اُسکو مستحکم کرکے کھڑا کر دیا۔ زمین پر خدا نے سبز رنگت والے پانی کے دریا پیدا کیے۔ اُن دریاؤن نے اُسکی ہیبت اور بزرگی دیکھکر اُسکی فرمانبرداری مین سر جھکا دیے۔ اور باوجود اسکے کہ پانی مین فطرتاً جاری ہونا اور بہنا اُسکے اصول سے ہی۔ لیکن تاہم وہ ایک جگہ پر قائم اور ادھر اُدھر بہنے سے باز رہے۔ دریاؤن کے ایسا بڑے بڑے پتھرون کو خدا نے پیدا کیا اور اُنکو زمین سے بہت بلند کیا۔ اور اُن پتھرون سے پہاڑ بنائے اور

امسکہا بعد مرجان مباهها واجمد ها
بعد ذرطوبۃ اکنافہا فجعلہا یخلفہ
مہادا او بسطہا لھم فراشا وفوق بحر لجی
راکد لا یجری وقائم لا یسری تکرکرہ الریاح
العواصف وتمخضہ الغمام الذوارف
ان فی ذالک لعبرۃ لمن یخشی:

انکو زمین کے اطراف وجوانب مین قائم کیا۔ تاکہ
انمین سے ہرایک نے اپنی اپنی لائق جگہ پر قرار پکڑا۔
یہان تک کہ چوٹیان انکی بلند کردین اور وہ
کرہ ہوا تک پہونچین۔ اور جڑین انکی زمین کے نیچے
تک اتر گئین۔ اور سطح آب تک جا پہونچین۔ پہاڑون
کو اسنے زمین سے اونچا کیا۔ اور اسی بلندی کی مناسبت
سے اسنے پہاڑون کو اونچا کیا اور اسی بلندی کے اعتبار سے اسنے زمین سے پہاڑون کو ممیز کر دکھلایا۔ اور انکی جڑون کو زمین کے نیچے لیگیا۔ اور جس مقام پر انکی ضرورت دیکھی۔ وہان قائم کیا۔ انکی چوٹیون کو بلند کیا اور انکی پشت (سطح) کو دور دور تک وسیع کیا۔ یہ سب باتین اسی نے ایجاد کین کہ پہاڑ زمین کے لئے پشتیبان کا کام دین۔ اور اسکو زلزلہ اور حرکت سے باز رکھین۔ زمین حرکت اور زلزلہ اور اضطراب سے باز رہی اور پھر کوئی حرکت نکر سکی۔ زمین کے باشندے بھی۔ ڈوب جانے۔ نیچے بیٹھ جانے اور اکھڑ جانے کے خوف سے مطمئن ہو گئے:

تمام تقدس اسی خدا کے شایان ہی جسنے زمین کی چیزون کو۔ باوجود اسکے کہ وہ بہتے ہوے پانی کی سطح پر قائم ہی سکون عنایت فرمایا۔ اور اسکے اطراف وجوانب کو۔ رطوبت اور تری سے نکالکر اسمین سختی اور قوام پیدا کیا۔ اور اپنی دنیاوی مخلوقات کے لئے پانی کے اوپر وسیع فرش بچھایا اور اسکو حرکت اور تزلزل سے باز رکھا۔ تاکہ دنیا کے مخلوق اسپر آرام کرین۔ اور اپنی رفع ضرورت کرین اور انکے لئے تردد وتلاش کرین:

فزیکل جاگرافی Physical Geography. مین۔ زمین کی خلقت اور کورل ریفز اینڈ اٹس فارمیشن Coral Reefs and its formation. (خلقت الجزائر المرجان) کی کیفیت ملاحظہ ہو خصوصاً ملک اوشینیا Oceaniá مین پالینشیا Polinisyá کے حالات اور جنوبی پیسیفک اوشن (بحر پیسفک) South Pacific Ocean. کی طوفان خیزی وغیرہ کے مفصل حالات پڑھے جائین اور انکو جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے کلام سے مطابق کرو تو معلوم ہو جائیگا کہ چودہ سو برس پہلے جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے جوگرفیکل ڈسکوریز (معلومات جغرافیہ) Geographical Discoveries کے متعلق آتنا ہی کافی سرمایہ ہمکو بتلا دیا تھا جسکو ہم اسوقت یورپ کے بڑے بڑے پروفیسرس Professors کی تحقیقات کے تازہ نتایج بتلاتے ہین:

المولف

سید اولاد حیدر

اسکے بعد خدا نے ہوا کو پیدا کیا کہ وہ دریاؤن کو تموّج کے حالات مین لاوے اور بادلون کو مقرر کیا کہ وہ اُن دریاؤن سے پانی لائین - ان تمام باتون سے - جو مین نے تم سے بیان کین - اُن لوگون کے لیے عبرت ہوتی ہی - جو خدا سے ڈرتے ہین ؛

اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہی کہ زمین پانی پر قائم ہی اور پانی اُسکے چارون طرف حائل ہی - پہلے پانی تمام جاری تھا - پھر ساکن ہوگیا - خدا نے پہاڑون کو زمین پر پیدا کیا - اور اُنکو زمین پر نصب کیا کہ زمین کو ہمیشہ حرکت نہ ہوا کرے - پھر ہوا اُن کو پیدا کیا کہ دریا مین تموّج پیدا کرین اور بادلون کو مقرر کیا کہ پانی اُن دریاؤن سے لےلین اور زمین پر برسائین ؛

اب جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ان ارشادات کو - آجکل کے علما کے اقوال سے مطابق کرو جو زمین کی پیدائش اور دنیا کی آفرینش کے بیان مین لکھے گئے ہین - تم نے پہاڑون کی خلقت اور اُنکی علت مین پڑھا ہوگا کہ یہ پہاڑ ہی ہین - جو زمین کو اس خوفناک بربادی اور تباہی سے محفوظ رکھے ہین جو اُنمین وقتاً فوقتاً سخت سے سخت طوفان آنے کی وجہ سے یا کمین ارپشن Erruption (شق الارض) کے پیدا ہو جانے سے واقع ہوتے ہین - پولنیشیا Poylenisia اور سودرن پیسفک اوشن South-Pacific Ocean. (جنوبی بحر قلزم) کے حالات مین ہر شخص نے پڑھا ہوگا کہ ان ملکون مین کس کثرت سے زلزلہ آتا ہی اور وہان کے مخلوقات کو ان زلزلون کے باعث کسقدر نقصان پہونچتا ہی - ان ملکون کے علاوہ - اُن جزائر اور شہرون مین جو سواحل پر واقع ہین - یا دور و دراز سمندرون مین آباد ہین - اکثر سخت سے سخت زلزلون کے واقعات پیش آتے ہین - اسکی وجہ یہی تبلائی جاتی ہی کہ وہان کی زمین دریا کے تموج کو جو اُسکے چارون طرف محیط ہی - روک نہین سکتی - دریا کے اس تموّج کو آجکل کی اصطلاح مین ہارکین Harricane. کہا جاتا ہی - دریا کے شبانہ روز تموّج کے باعث اُسمین ایک سخت اور غیر معمولی حرکت پیدا ہوجاتی ہی - مگر ایسے مقامون مین جہان پہاڑ واقع ہوجائین تو زلزلہ مین ضرور کمی واقع ہوتی ہی - اور پہاڑون کے پریشر Pressure (دباؤ) زمین کی موجودہ حرکت مین زیادتی پیدا ہونے نہین دیتے - اور اُسکو ایک حد تک جسکی وجہ سے اُسکی آبادی کی حالتون مین کوئی فرق نہ آوے محدود کئے رکھتا ہی ؛

پہاڑون کی ماہیت کی مطابقت تو ہوچکی - امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسکی ضرورت بین اور باہیت بھی اُنھین معنیون مین سمجھا دی ہی اور تبلادی ہی جن معنیون مین ان اشیا کے پورے حالات آجکل بڑے بڑے انگریزی کالجون مین تبلائے اور سمجھائے جاتے ہین - اب اسی طرح ہوا اور ابر کی آفرینش اور اُن کے ورکس Works (عمل) پر غور کیا جاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ ہوا ابھی ایک حد تک پہونچکر پانی ہوجاتی ہی

اور اسی طرح پانی ایک مخصوص حد تک پہونچکر ہوا ہو جاتا ہے۔ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے۔ جو بغیر کسی تحریک کے فوراً مان لیا جا سکتا ہے؛

اب دونون حالتون مین پانی کو ایک حد تک ہوا ہو جانے کی قوت حاصل ہے اور ہوا کو پانی ہو جانے کی تو انھین متصل اور متحد قوتون کے ساتھ ہوا ابر کو دریا تک پہونچاتی ہے اور پانی سے بھر کر اوپر اُٹھاتی ہے۔ اور یہی ہوا جسکو تم اسوقت کی اصطلاح مین ٹریڈ ونڈ Trade wind. یا پریشر Pressure کہتے ہو۔ انکو زمین پر ضرورت کے موافق برساتی ہے۔ فزیکل جوگرافی مین فارمیشن آف دی کلاوڈس اینڈ کازز آف دی رین فال (خلقت ابر اور علت بارش) Formation of the clouds causes of the rain fall. مین امیر المؤمنین علیہ السلام کے ارشاد ابھی ابھی بیان کئے گئے۔ ان تفصیلون کی اجمالی کیفیت عرب کے حکیم الٰہی نے اپنی وسیع تحقیقات مین کیسے مختصر الفاظ مین ایسی تشریح کے ساتھ بیان کردی ہے کہ پھر انکے سمجھنے مین کسی کو غور کرنے کی مطلق ضرورت نہین ہوگی؛

حقیقت مین اگر اُس زمانہ کی طبیعتین علوم عقلی کی طرف اُسی رغبت اور اشتیاق سے مائل ہوتین جیسی آج اُنیسوین صدی مین پائی جاتی ہین تو ہم یقین کرتے ہین کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے زمانہ ہی مین ان علوم کو ایسی نمایان ترقی حاصل ہوتی جو مامون اور دیگر سلاطین اسلام کے زمانہ مین حاصل نہین ہوئی تھی۔ اور صرف امیر المؤمنین علیہ السلام کی علمی تحقیقات۔ خطبات اور ارشادات نے ان علوم کے متعلق ہمارے پاس اتنا بڑا ذخیرہ چھوڑا ہوتا کہ پھر ہمکو کیپریشس Capricious گیلیلو Galilo کلپر Kilper ہارشل Harshell نیوٹن Newton اور لپٹن Lipton کی تالیفات و تحقیقات کے احسان مند ہونے کی مطلق تکلیف اُٹھانی نہین ہوتی؛

جن مسائل کی توضیح پر آج مغربی دماغون کی اس خصوصیت کے ساتھ تعریف کیجاتی ہے اور اُنکی شکر گذاریون مین گردنین جھکائی جاتی ہین۔ اُنکو چودہ سو برس پہلے امیر المؤمنین علیہ السلام تبلا چکے تھے۔ ان علوم کی تصریح ہم نے ایک ہی خطبہ سے کی ہے۔ اب ہم کتاب نہج البلاغت کا ایک دوسرا خطبہ ذیل مین درج کرتے ہین جس مین زیادہ صراحت سے ان امور کی تفصیل فرمائی گئی ہے؛

الحال اللہ اشیاء لاوقاتها ولاءم مختلفاتها	خدا نے دنیا کی چیزون کو اپنے اوقات پر موقوف رکھا۔
وعرز غرائزها والزمها اسباحها عالما بها	اور اُنکے وقتون کو اُن چیزون کی حقیقت مین جمع کیا۔
قبل ابتدائها محیطا بحدودها وانتهائها	پھر اُن چیزون کی طبیعتون کو قائم کیا اور پھر اُن طبیعتون
عارفا بقرائنها واحنائها ثم انشا سبحانہ فتق	کے اقتضا (فطرت) کو اُنکے ساتھ لازم کیا اور حال یہ کہ

الاجواء وشق الارجاء وسكائك الهواء فاجرى
فيها ماء متلاطما تياره متراكما زخاره حمله على
متن الريح العاصفة والزعزع القاصفة فامرها
برده وسلطها على شده وقرنها الى حده الهواء
من تحتها فتيق والماء من فوقها دفيق ثم انشا
سبحانه ريحا اعتقم مهبها وادام مربها واعصف
مجراها وابعد منشاها فامرها بتصفيق الماء
الزخار واثارة موج البحار فمخضته مخض السقاء
وعصفت به عصفها بالفضاء ترد اوله على آخره
وساجيه على مائره حتى عب عبابه ورمى بالزبد
ركامه فرفعه في هواء منفتق ؛

وہی اُنکی ابتدا کا جاننے والا اور اُنکے حدود کا محدود کرنیوالا ہے اور اُنکے قرینوں کا پہچاننے والا ہے۔ خدائے سبحانہ تعالےٰ نے ہوا اور اُسکے اطراف اور اُسکی فضا (اسباب) کو پیدا کیا اور اُس سے پانی کو وجود مین لایا۔ اور اُس پانی کو کشتی چلانیوالی ایسی سخت اور تند ہوا پر جمع کیا اور اُس ہوا کو پانی پر مسلط کیا اور اُس ہوا کو ہوا سے اسقدر قریب کیا کہ ہوا پانی کے نیچے آگئی اور وہ پانی ہوا کے اوپر سے ٹپکنے لگا۔ اللہ تعالےٰ نے اُس ہوا کو جو نہایت شدت سے چلتی ہی ظاہر کیا۔ اور اُسکو ہمیشہ کے لئے قائم کیا۔ اور اُسکی شدت روانی کو اور تیز کیا۔ اور اسی ہوا کو پانی برسانے اور موج دریا کے پریشان کرنے پر حکم کیا۔ آخر ہوا نے اُس پانی کو جذب کر لیا اور اُسکو دنیا کے خالی مقامون پر (پانی برسانے کی غرض سے) لے گئی ؛

ہمکو اگر ابر کی ترکیب اور پانی برسنے کے اسباب کی نسبت بتلا یا گیا ہوگا تو اتنا ہی جتنا ہم اس حکیم الٰہی کے اس مقدس اور مفید ارشادات سے پاتے ہین۔ ان امور کی نسبت ایک مرتبہ نہین ہزارہا مشاہدات ہو چکے ہین۔ اویپوریشن Ovapouration (بخارات) کے تمام مسائل حل ہو چکے ہین۔ ہوا کی تمام قوت انجماد جسکو پاورس آف کنڈنسیشن Powers of Condensation کہتے ہین۔ بخوبی دریافت ہو چکی ہین۔ ہوا کے تمام اقسام معلوم ہین۔ مینزون Mansoon ٹریڈونڈ Trade wind پریشر Pressure کی ماہیت اور اُنمین ہر ایک کی علت سے ہم واقف ہین ؛

اسی طرح پانی اور اُسکے تمام اٹریبیوٹس Attributes (اوصاف) بھی معلوم ہو چکے ہین ان تمام علوم کا مفصل علم رکھکر اس خطبہ کے مجمل بیان پر تفصیل کا لحاظ اور غور کیا جاوے تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ ان امور کے متعلق اس خطبہ مین کوئی امر چھوڑ دیا گیا۔ اگر یہ مجمل بیانات اسوقت کے مفصل حالات سے مطابق کئے جاوین تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے پانی کی ماہیت۔ ہوا کے اوصاف۔ ابر کی ترکیب۔ بارش کے اسباب اور پانی برسنے کی علت۔ غرض جتنی باتین ان مسائل و امور کے متعلق آجکل کے بڑے بڑے کالجون مین پڑھائی جاتی ہین۔ وہ سب مجمل طور پر اس خطبہ مین بیان کر دی ہین ؛

نہایت افسوس ہی کہ حکیم الٰہی نے اپنا زمانہ اچھا نہین پایا۔ اور اُسوقت مین اُس ملک اور اُس قوم کے لوگون کو اسکا مطلق مذاق ہی نہین تھا۔ اسلام کے فیضان صحبت نے تو اُنکو اتنا بھی کر دیا تھا۔ جو ان باتون کو اگر قبول نہین کرتے تھے تو خیر سن تو لیتے تھے۔ اسلام سے پہلے تو یہ انسانی جامہ ہی مین نہین تھے۔ ان علوم کی تحصیل کی نسبت وہ کیا سوچتے اور کیا غور کرتے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی تعلیمات کے لئے یہ زمانہ البتہ موزون تھا۔ جسمین ہر انسان کا دماغ۔ ہر امر کو پہلے عقلی ہی دلیل سے ثابت کرنا چاہتا ہی۔ اور ہر مسئلہ کی تلاش مین۔ تمام رستون کو چھوڑکر۔ سب سے پہلے عقل کی مطابقت اور فطرت کی موافقت کو لازم سمجھتا ہی۔ دیکھو اس حسرت اور اس افسوس مین ہم ہی نہین ہین۔ ہمسے لایق اور بہتر طبقہ والون نے بھی جہان امیر المؤمنین علیہ السلام کے ان حکیمانہ اقوال وارشاد کا ذکر کیا ہی۔ اپنے افسوس اور اپنی کمال حسرت کے اظہار مین اپنے قلم کی آنکھون سے صفحۂ بیان پر ضرور خون دل ٹپکایا ہی اور نہایت حسرت آمیز الفاظ مین اپنے دلی افسوس کا اظہار فرمایا ہی۔ جسے ہم آگے چل کر مندرج کرینگے

علم طبعیات ہی کی تحقیق پر منحصر نہین۔ علوم عقلیہ کی تمام شاخون مین امیر المؤمنین علیہ السلام ایسے ہی کامل پائے جا ئینگے۔ **علم الکائنات۔ علم الابعاد والاجرام۔ علم الاوزان والاجسام** "Specific Gravity and Gravitation" اسلام کے ظہور سے پہلے۔ عرب مین نجوم کے جاننے والے۔ کاہن کے لقب سے مشہور تھے۔ وہ سب کے سب سُنبلہ کے سیار ہونے کے قایل نہین تھے۔ اسی طرح سیارکے توابع کا جنکو موجودہ اصطلاح مین Satellites کہتے ہین اعتراف نہین کیا جاتا تھا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے وقت مین اہل عرب کو ان دونون چیزونکو تبلایا اور اُسی زمانہ سے اہل عرب سُنبلہ کے سیار اور توابع کی ماہیت سے واقف ہوئے[۱]۔

حقیقت امر یہ ہی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا شمار جس مقدس اور اعلا طبقہ مین تھا۔ اُسکا فرض منصبی دنیا کو صرف حق اللہ اور حق الناس کی تعلیم تھی۔ اسکے علاوہ اور نہین۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان امور کی تعلیم دیکر اور اپنے ارشادات مین انکی تفصیل فرماکر دنیا کو تبلادیا کہ ہمکو دنیا کی ان تعلیمون مین بھی کسی کی استعانت اور استفادہ کی مطلق ضرورت نہین ہی۔

ہمنے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی۔ جامعیت۔ قابلیت۔ فصاحت و بلاغت کے ثبوت مین اتنے خطباب علی الترتیب مندرج کرئے ہین۔ جن سے ہمارے مدعا کی کامل تصدیق و توثیق ہوتی ہی۔ علم الٰہیات کے متعلق جو خطبے نقل کئے گئے ہین اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے معرفت الٰہی اور اُسکی قدرت لامتناہی کے ایسے دقیق اور باریک مسئلون کو کیسے صاف اور پاکیزہ الفاظ

[۱] دیباچہ اتحاف اہل اسلام مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۴۔

مین بتلایا اور سمجھایا ہی - اور اُنکے آسانی سے سمجھ لئے جانے کی ضرورت سے ایسی مثالین دی ہین جو ہمیشہ ہر شخص کے پیش نظر رہتی ہین علم الٓہیات کے جاننے والے جو حکماے یونان کو اپنا پیشوا جانتے ہین - اور افلاطون - سقراط اور ارسطو کے بتلائے ہوے اصول پر آجتک ناز کرتے ہین - وہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے اُن ارشادات کو غور سے پڑھین اور اُن دفترہاے پارینہ کو تہ کر دین ؛

ان خطبات کو چھوڑکر ابھی ہمارے پاس اس کثرت سے ایسے خطبے اور موجود ہین جنکو ہم نمونہ کے طور پر اگر ایک ایک سطر پر کفایت کرکے لکھنا چاہین تو بھی ہمکو ایک علیحدہ کتاب کی ترتیب دینی ہوگی - خصوصًا **خطبہ شقشقیہ - قاصعہ - تفسیر الہٰکم التکاثر - توقیعات محمد ابن ابی بکر و مالک ابن اشتر وغیرہ وغیرہ** - کی عبارتین اپنے اعلیٰ مضامین اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے تالیف و تصنیف کی دنیا مین آج تک اپنا نظیر نہین رکھتین -

اسمین شک نہین کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی جامعیت اور تمام علوم ظاہری و باطنی - نقلی اور عقلی سے واقفیت ایسی مشہور و معروف تھی اور اسی کے ساتھ آپکے محاسن اخلاق اور محامد اوصاف ایسے وسیع اور پاکیزہ تھے جنکا اندازہ کرنا ہمارے امکان سے باہر ہی - اگر آپ علمی حیثیت مین بے نظیر ثابت ہو رہے ہین تو شجاعت و دلیری مین بھی بےمثال مانے گئے ہین - اگر علم الٓہیات مین لاجواب ہین تو فلسفہ - ریاضی اور طبعیات مین بھی فرد واحد شمار ہوے ہین - اگر واعظ ہین تو بے نظیر - خطیب ہین تو بے مثال - زاہد ہین تو لاثانی - عابد ہین تو لاجواب - فقیہ ہین تو یکتا حکیم ہین تو یگانہ ؛

اب ہم ذیل کے سلسلہ مین جملہ اصناف علوم مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی جامعیت اور کمال کی پوری کیفیت مندرج کرتے ہین ؛

علم القرآن

اس مضمون کے متعلق ہم پوری تفصیل کے ساتھ اوپر لکھ آئے ہین - اور آپ کی خدمت مین عبدالرحمن السلمی کے - جو تمام اہل اسلام مین علم القرآن کا پہلا عالم اور حافظ تسلیم کیا گیا ہی - تلمذ کا حال قلمبند کر چکے ہین - اسکے علاوہ علم القرآن کے عبور کے متعلق جو آپ سے اقوال منقول ہین اُنکو بھی درج کر چکے ہین - اس موقع پر جو ہمکو خصوصیت سے لکھنا ہی وہ جمع و ترتیب قرآن ہی - اور کچھ نہین کیونکہ جہانتک تاریخون سے معلوم ہوتا ہی - یہ بات پائی جاتی ہی کہ آپ سے پہلی خلافتون کے وقت مین بھی اسکی نسبت کوشش کی گئی ہی - اس لئے ہمکو اس امر کا دکھلا دینا ضرور ہی کہ آپنے اسکے متعلق کہانتک سعی فرمائی - اور آپکی سعی کی نسبت اُسوقت کے ذی لیاقت اور قابل اہل اسلام نے کیا رائے قائم کی ؛

تاریخ الخلفا مین امام سیوطی لکھتے ہین :-

ان علیاً احد من جمع القران وعرضه علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ۰	علی علیہ السلام پہلے وہ شخص ہین جنھون نے قرآن کو جمع کیا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین پیش کیا ۰

زمانۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مین آپکا قرآن جمع کرنا ثابت ہوتا ہی - اور تمام جمع کردہ قرآنون مین قرآن علی علیہ السلام سابق ٹھہرتا ہی - یہ تو زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ ہی - اب یہ دیکھنا ہی کہ آپ کے بعد خلافت کے زمانہ مین انکی طرف سے اسکی تجمیع و ترتیب کی طرف بھی کوئی کوشش کی گئی یا نہین - یا یہ خیال صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ہی تک پیدا ہوکر رہگیا - جہانتک واقعات دیکھے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی اسکی طرف پوری توجہ اور محنت سے کام لیا - جو امام ابوداؤد کی ذیل کی عبارت سے پورے طور پر ظاہر ہوتا ہی ۰

روی محمد بن سیرین عن عکرمه قال لما کان بیعة ابی بکر قعد علی فی بیته فقیل لابی بکر فذکره بیعتك فارسل الیه فقال کرهت بیعتی قال لا قال ما اقعدك عنی قال رایت کتاب الله یزاد فیه فحدثته نفسی ان لا البس ردائی الا الصلوة حتی اجمعه قال له ابوبکر فانك نعم ما رایت قال محمد ابن سیرین لعکرمه الفوه کما انزل الاول قال لو اجتمعت الانس والجن یولفوا هذا التالیف ام استطاعوا (سنن ابن داؤد)	محمد ابن سیرین نے عکرمہ سے روایت کی ہی کہ جب ابوبکر سے لوگون نے بیعت کی اور حضرت علی علیہ السلام گھر بیٹھ رہے - لوگون نے ابوبکر سے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام نے آپکی بیعت نہین کی - اور کراہت رکھتے ہین - ابوبکر نے حضرت علی علیہ السلام سے کہلا بھیجا کہ کیا وجہ ہی جو آپ میری بیعت سے کراہت رکھتے ہین - آپنے جواب دیا کہ نہین پھر پوچھا کہ آپکے گھر بیٹھ رہنے کی کیا وجہ ہی - فرمایا کہ میری یہ رائے ہوئی کہ کتاب اللہ مین کچھ نہ کچھ ضرور اضافہ کیا جائیگا لہذا میرے دل مین آیا کہ مین اپنی ردا سواے نماز کیوقت کسی وقت نہ اوڑھون - جب تک کہ پورا قرآن نہ جمع کرلون

ابوبکر نے کہا کہ آپ کی رائے بہت مناسب ہی - محمد ابن سیرین نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا قرآن صحابہ نے اسی طرح تالیف کیا ہی - جیسا کہ اول بار نازل ہوا تھا - عکرمہ نے جواب دیا کہ اگر تمام انس و جان جمع ہوکر ویسا تالیف کرنا چاہین تو ہرگز جمع نکرسکینگے ۰

امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین اس واقعہ کو یون لکھا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی :-

محمد ابن سیرین کا بیان ہو کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور جناب علی مرتضی علیہ السلام نے حضرت ابو بکر کی بیعت سے تامل کیا تو حضرت ابو بکر نے جناب علی مرتضے علیہ السلام سے مل کر کہا کہ آپ میری امارت سے کیون کراہت رکھتے ہین۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا نہین۔ لیکن مین نے عہد کر لیا ہو کہ اپنی ردا کو سوائے نماز کے اور کسی وقت نہ اوڑھونگا جبتک کہ پورے قرآن کو نہ جمع کر لون۔ لوگون کا قول ہو کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے قرآن کی ترتیب تنزیل کے مطابق کی تھی۔ محمد ابن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر وہ قرآن مل جاتا جو آپنے جمع کیا تھا تو اُس سے بہت کچھ علم حاصل ہوتا؛

اب جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے جمع کردہ قرآن کی کیا صورت تھی۔ امام سیوطی لکھتے ہین۔

روی ان مصحف امیر المؤمنین علی علیہ السلام کان اولہ اقراء ثم المدثر ثم المزمل ثم نون ثم تبت ثم التکویر وھکذا الی اٰخر المکی ثم المدنی ؛	روایت ہو کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے جمع کردہ قرآن مین سب سے پہلے سورۂ اقراء پھر سورۂ مدثر۔ پھر سورۂ مزمل۔ پھر سورۂ نون۔ پھر سورۂ تبت۔ پھر سورہ تکویر پھر اسی طرح مکی سورتین۔ پھر مدنی سورتین تھین ؛

اسی واقعہ کو امام خوارزمی اس عبارت مین لکھتے ہین۔

عن عبد خیر عن علی السلام قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اقسمت لا اضع ردائی حتی اجمع القراٰن مابین اللوحین فما وضعت عن ظھری حتی جمعت القراٰن (اخرجہ الخوارزمی)	عبد خیر جناب علی مرتضے علیہ السلام سے ناقل ہین کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو مین نے قسم کھالی کہ مین اپنی پشت سے اپنی ردا نہ اُتارونگا یعنی آرام نہ لونگا۔ جبتک کہ قرآن کو نہ جمع کر لون جو کچھ کہ دونون لوحون مین ہو۔ مین نے اپنی ردا نہین اُتاری تاوقتیکہ مین نے پورے قرآن کو جمع نہین کر لیا؛

امام طبرانی معجم کبیر مین اسکے متعلق لکھتے ہین

عن زاذان عن عبد اللہ ابن مسعود قال قراءت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سبعین سورۃ وختمت القراٰن علی خیر الناس علی ابن ابیطالب ؛	زاذان عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ستر سورتین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پڑھین اور پورا قرآن شریف تمام آدمیون کے بہترین جناب علی مرتضے علیہ السلام سے ختم کیا؛

کتب سماویہ پر عبور

قرآن کے علاوہ۔ اور دیگر کتب آسمانی پر بھی آپ کو عبور کامل تھا۔ امام فخر الدین رازی اسکے متعلق ذیل کا قول خاص امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں۔

عن علی علیہ السلام قال لو شئت لی الوسادۃ وجلست علیہا الحکمت بین اہل التوراۃ بتوراتہم وبین اہل الانجیل بانجیلہم وبین اہل الزبور بزبورہم وبین اہل القرآن لقرآنہم ۔ (اربعین)

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے مسند بچھائی جاوے اور میں اسپر بیٹھوں تو اہل توریت کو توریت کے مطابق۔ اہل انجیل کو انجیل کے مطابق اور اہل قرآن کو قرآن کے مطابق حکم کروں ۔

اس دعوے کے ثبوت میں ہم ایک ایسا واقعہ لکھتے ہیں۔ جسکو علامہ علی متقی نے کنز العمال میں۔ اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور امام اصفہانی نے کتاب الحجۃ میں۔ قلمبند کیا ہے۔

عن اصبغ ابن نباتہ قال کنا جلوساً عند امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام فاتاہ یہودی فقال یا امیر المؤمنین علیہ السلام من کان ربنا فعجمنا الیہ فلہرنا ہ حتی کد بانہ یاتی علی نفسہ فقال علی خلوا ثم قال علی علیہ السلام یا اخا الیہود ما اقول لک باذنک واحفظہ بقلبک فانما احدثک عن کتابک الذی جاء بہ موسیٰ ابن عمران فان کنت قد قرأت کتابک و حفظتہ فانک ستجدہ کما اقول انما یقول منی کان ربنا المریکن ثم کان فانما من لم یزل بلا کیف یکون کینونہ کانت کان لم قبل ۔

اصبغ ابن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ناگاہ ایک مرد یہودی نے آکر پوچھا یا امیر المؤمنین ع ہمارا رب کب سے تھا ہم اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اُسکو اس سوال پر ماریں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر ارشاد کیا۔ ای یہود بھائی جو کچھ کہ میں کہوں تو اُسے اپنے کانوں سے سُن لے اور اپنے قلب سے اُسے یاد رکھلے۔ کیونکہ میں تجھکو تیری کتاب جسے موسیٰ ابن عمران لائے تھے۔ بیان کرونگا۔ اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھیگا۔ اور تو اُسکو یاد رکھیگا۔ تو جسطرح میں کہتا ہوں ایسا ہی پائیگا۔ یہ بات جو کہتا ہے کہ ہمارا رب کب سے تھا۔ کیا وہ نہیں تھا۔ جو اب ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا اور بغیر کسی کیفیت کے تھا اور ہوتا نہیں تھا۔ سو وہ ہمیشہ سے تھا۔ وہ پہلے سے پہلا اور بعد سے بعد ہے۔ ہمیشہ سے بلا کیفیت رہا ہے اور اُسکی کوئی انتہا نہیں ہے اور اُسکی طرف کوئی انتہا نہیں ہو سکتی۔ تمام نہایات کا انقطاع اُسی کی طرف ہوتا ہے۔ اور وہی ہر نہایت کی

نہایت ہی۔ یہ سنکر یہودی رونے لگا۔ اور کہنے لگا۔ واللہ۔ یا امیر المومنین علیہ السلام۔ توریت مین حرف بحرف اسی طرح سے ہی۔ اور مین گواہی دیتا ہون کہ نہین ہی معبود کوئی سوائے خدا کے اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے رسول اور بندے ہین ؛

علم التفسیر

حضرت عبداللہ ابن عباس رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کئے جاتے ہین۔ اور یہ جناب امیر علیہ السلام کے خاص شاگرد تھے۔ سعید ابن جبیرؓ روایت کرتے ہین کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ جب ہمکو حضرت علی علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہوجاتی تھی تو پھر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہین پڑتی تھی۔ فقیہ ابن المغازلی تحریر فرماتے ہین۔

عن ابن عباس قال یشرح لنا علی نقطۃ الباء بسم اللہ الرحمن الرحیم لیلۃ فانفلق عمود الصبح فرایت نفسی فی جنبہ کالفوارۃ فی جنب البحر المثعنجر ؛

ابن عباس فرماتے ہین کہ ایک رات جناب علی علیہ السلام بائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نقطہ کی شرح فرمانے لگے صبح ہوگئی۔ مگر تفسیر پوری نہوئی۔ مجھے اپنی جان اُنکے پاس مثل ایک فوارہ کے معلوم ہوئی بحر ذخار کے مقابلہ مین ؛

امام ابو عمر لکھتے ہین

عن ابی الطفیل قال شہدت علیاً یقول سلونی واللہ لاتسئلونی الا اخبرتکم وسلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من ایۃ الا وانا اعلم بلیل نزلت ام بنہار ام فی سہل ام فی جبل ؛

ابو الطفیل کہتے ہین کہ مین جناب علی مرتضٰے علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وہ فرما رہے تھے کہ مجھسے پوچھو خدا کی قسم کہ تم مجھسے کوئی بات نہ پوچھو گے جسکا جواب مین تمکو نہ دون۔ مجھسے قرآن کی نسبت پوچھو قسم خدا کی کوئی بات ایسی نہین ہی جسے مین نہ جانتا ہون کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہی کہ دن کو۔ ہموار زمین پر یا پہاڑ پر ؛

امام سیوطی علامہ ابن سعد کے اسناد سے لکھتے ہین۔

عن ابن سعد سمعت علیاً یقول واللہ ما نزلت ایۃ الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا ؛

(تاریخ الخلفاء)

ابن سعد کہتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا ہی کہ کوئی ایسی آیت نہین ہی کہ مین اُسکو نہ جانتا ہون کہ کسکے حق مین نازل ہوئی۔ اور کہان پر نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی۔ تحقیق خدا نے مجھکو دل دانا اور زبان ناطق عطا کی ہی ؛

قال ابن مسعودؓ انه قال انّ القرآن انزل علی سبعة احرف ما منها حرف الا وله ظهر وبطن وانّ علیاً عنده من الظاهر والباطن کشف الظنون)	ابن مسعود فرماتے تھے کہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہی۔ کوئی حرف اُسکا ایسا نہین ہی جسکے لئے ظاہر و باطن نہ ہو اور تحقیق کہ علی علیہ السلام کے پاس اُسکا ظاہر و باطن ہی؛

علم القرأت

قرآن کے متعلق علم التفسیر کے ایسا علم القرآت بھی نہایت ضروری ہی۔ اس امر پر تمام اہل سیر و تواریخ کا اتفاق ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین پورا قرآن شریف حفظ فرماکر آپکو سنادیا تھا۔ تمام ائمہ قرات مثل ابو عمر ابن العلا، اور عاصم ابن ابی النجوہ وغیرہ ابو عبدالرحمن السلمی القاری کے شاگرد ہین اور سب نے انھین سے قرارت کی سند حاصل کی ہی۔ اور عبدالرحمن جناب امیر المومنین علیہ السلام کے شاگرد ہین۔ چنانچہ عبدالرحمن سلمی۔ امیر المومنین علیہ السلام کے حفظ القرآن اور کمال قرارت کے متعلق ذیل کا چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہین جسکو ہم کتاب استیعاب امام عبدالبر مکی کی اصل عبارت سے ذیل مین لکھتے ہین۔

امام القرا عبدالرحمن سلمی اور امیر المومنین علیہ السلام کی قرارت

عن ابی عبدالرحمن السلمی قال ما رأینا احداً اقرأ من علی صلینا خلفه فقرأ برزخاً واسقط حرفاً فرجع فقرأ ثم عاد الی مقامه فسأل اهل اللغة البرزخ ههنا ایاته کان بین الموضع الذی یقرء فیه و بین الموضع الذی کان اسقط منه الحرف ورجع الیه قران کثیر قال والبرزخ بین الشك والیقین والبرزخ بین الشئین ؛	قاری ابو عبدالرحمن السلمی جو سب قاریوں کے استاد مانے گئے ہین کہتے ہین کہ مین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہین دیکھا ہی ہم اُنکے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اُنکو ایک تشابہ پیش آیا۔ اور ایک حرف چھوڑ گئے جب قرآن پڑھتے پڑھتے دور نکل گئے۔ تو یاد آیا۔ پھر اُسی تشابہ مقام پر لوٹے۔ اُسکو پڑھا اور پھر اصل سلسلہ پر پہونچ گئے۔ اور ایسی حالت مین قرأت کا سلسلہ ذرا بھی نہ ٹوٹا۔ اہل لغت نے برزخ

کے معنی مین لکھا ہی کہ یہان برزخ سے وہ مقام مراد ہی کہ وہ جو مقام پڑھ رہے تھے۔ اور اُس مقام تک جہان آپکو حرف کے ساقط ہونے کا شبہہ ہوا تھا۔ قرآن کا بہت بڑا حصہ تھا جسکی طرف آپنے رجوع فرمایا تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہی کیونکہ برزخ دراصل دو شی کے درمیان کو کہتے ہین؛

علم الفقہ

اس علم کے متعلق ہم جناب امیر المومنین علیہ السلام کی جامعیت اور کمال کے اقوال اور کچھ

مقام پر لکھ آئے ہین۔ مگر بار دیگر اپنے سلسلۂ بیان کے قائم رکھنے کی ضرورتون سے۔ پھر چند واقعات ذیل مین قلمبند کرتے ہین:

اس علم کی نسبت صحابۂ کبار پر سب سے زیادہ اعتبار کیا جاتا ہی۔ مسروق رض کی فقہ صحابہ کی نسبت یہ رائے ہی جسے ہم مناقب خوارزمی کی اصل عبارت مین مندرج کرتے ہین۔

قال مسروق شاممت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فوجدت علیہم انتھی الی عمر وعبد اللہ ابن مسعود و ابی الدرداء ومعاذ ابن جبل وزید ابن ثابت وعلی ابن ابیطالب علیہ السلام ثم شاممت ھؤلاء الحسنۃ فوجدت علیہم انتھی الی الرجلین علی وعبد اللہ ابن مسعود ثم شاممت الاثنین فوجدت علیاً یفضل علی عبد اللہ: (خوارزمی فی المناقب)	مسروق رض کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ان لوگون کا علم حضرت عمر۔ عبد اللہ ابن مسعود۔ ابو الدرداء معاذ ابن جبل۔ زید ابن ثابت اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام پر تمام ہی۔ پھر مین نے ان پانچون کو سونگھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم دو آدمیون کی طرف منتہی ہوتا ہی علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور عبد اللہ ابن مسعود پر۔ پھر مین نے ان دونون کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام عبد اللہ ابن مسعود پر فضیلت رکھتے ہین:

اسی طرح جاحظ عثمانی نے جو اپنے وقت کا بہت بڑا عالم اور فقیہ تھا۔ اور خلیفہ متوکل باللہ کے لڑکون کا معلم تھا (ابو الفدا) امیر المومنین علیہ السلام کی جامعیت کی تحقیق مین ایک رسالہ تصنیف کیا ہی۔ اور اسی طرح تمام صحابہ کبار پر آپکی فضیلت علمی ثابت کی ہی۔ اس رسالہ کو مولینا مولوی ابو القاسم صاحب قمی مرحوم نے فارسی مین۔ اور مولوی سجاد حسین صاحب لکھنوی نے اردو مین ترجمہ کیا جو چھپکر شائع ہو گئے ہین:

جناب امیر علیہ السلام کی جامعیت اور قابلیت کے لئے یہ کیا تھوڑا ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے زمانہ مین آپ ملک یمن کے قاضی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح مین ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقضی امتی علی ابن ابیطالب علیہ السلام میری امت مین سب سے بڑے قاضی علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہین"۔ امام خجندی لکھتے ہین:

عن عمر ابن الخطاب قال لعلی اذا اسالہ فغرج عنہ لا ابقانی اللہ بعدک یا علی علیہ السلام:	حضرت عمر جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کچھ پوچھا کرتے تھے اور اُنکے جواب سے خوش ہو کر کہا کرتے تھے۔ خدا مجھے یا علی علیہ السلام آپکے بعد زندہ نہ رکھے:

امام عبدالبر نے کتاب استیعاب مین خلیفہ ثانی کا ایک دوسرا قول نقل کیا ہی - وہ یہ ہی -

عن عمر ابن الخطاب قال لا یفتین احد فی المسجد وعلیؑ حاضر ؛

عمر کہا کرتے تھے کہ جب مسجد مین علی علیہ السلام موجود ہون تو کوئی فتوی نہ دے ؛

ہم ذیل مین جناب امیر علیہ السلام کے دو چار فیصلے ایسے لکھتے ہین جس سے معلوم ہو جائیگا کہ علم الفقہ مین آپکو کیسی عدیم المثال لیاقت اور عدیم النظیر مہارت حاصل تھی - امام طبرانی معجم کبیر مین مسند زید ابن ارقم کے اسناد سے لکھتے ہین -

آنحضرتؐ کی تصدیق امیر المومنینؑ کے فیصلون پر

عن زید ابن ارقم قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا جاءہ کتاب من علیؑ ان ثلثة نفر اتونی یختصمون فی غلام وطئوا امه فی الجاهلیة فی طهر واحد کلهم یدعه انه ابنه فضیت بینهم ان اقرعت سهم وجعلته للقارع منهم علی ان یعزم للآخرین ثلثی الدیة فضحك النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی بدت نواجذه ثم قال ما اعلم فیها ما قضی علیؑ ؛

زید ابن ارقم سے روایت ہی کہ مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا - کہ جناب علی علیہ السلام کا خط آیا - اُس مین لکھا تھا کہ میرے پاس تین شخص اپنا جھگڑا ایک لڑکے کی نسبت لیکر آئے کہ زمانہ جاہلیت مین اس لڑکے کی ماں کے ساتھ تینون نے قربت کی ہی - اب ان مین ہر ایک شخص اس کو اپنا بیٹا قرار دیتا ہی - مین نے اسکے واسطے قرعہ ڈالا - جسکے نام قرعہ نکلا اسکو مین نے وہ لڑکا حوالہ کر دیا - مگر یہ شرط لگادی کہ یہ شخص باقی دو شخصون کو دو تہائیان دیت ادا کر دے - جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سنکر ہنس پڑے یہان تک کہ آپکے دندان مبارک نظر آنے لگے - پھر آپنے ارشاد فرمایا - علی علیہ السلام کے فیصلہ کے سوا ہمین اسکا کوئی دوسرا فیصلہ معلوم نہین ہوتا ؛

حد شراب مین اضافہ

امام ابن طلحہ الشافعی کتاب مطالب مین لکھتے ہین حضرت عمر کے زمانہ مین حد خمر مین جو اضافہ ہوا وہ آپ ہی کی تجویز تھی -

کان حد شارب الخمر اربعین سوطا اقامه ابوبکر کذلك فی ولایته ثم اقامه عمر مدة فی ولایته فلما انهمك الناس فی شربها واستحقروا واضرب الاربعین شاور عمر اصحابه فی ذلك فقال علی نری

شراب نوش کی حد چالیس کوڑے مقرر تھے - ابوبکر نے اپنے زمانہ خلافت مین اسکو اسیطرح قائم رکھا - پھر عمر نے بھی ابتدائے خلافت مین اسی کو قائم رکھا - جب لوگ شرب خمر مین زیادہ منہمک ہونے لگے - اور چالیس کوڑون کو حقیر جاننے لگے تو حضرت عمر نے اس امر مین صحابہ سے مشورہ

اذا شرب سکر و اذا سکر ھذٰ او اھذٰ ا افتری و علی المفتری ثمانون فبلغوا به حد المفتری فاخذ عمر ھذٰ القول من علی علیہ السلام (مطالب السئول)	کی - جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا - ہم دیکھتے ہین کہ جب کوئی شراب پیتا ہی تو مست ہوجاتا ہی - اور جب مست ہوجاتا ہی تو ہذیان بکتا ہی - جب ہذیان بکا تو جھوٹ کہا اور جھوٹ کہنے والے کی سزا اسی کوڑے مقرر ہین -

اسلئے ہر شراب پینے والا مفتری ہی - اُسکو مفتری یعنی جھوٹ بولنے والے کی سزا ملنی چاہیئے حضرت عمر نے اس حکم کو جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اخذ کیا ؛

خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین یہ واقعہ تحریر کرتے ہین -

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کان جالسا مع جماعۃ من الناس فجاءہ خصمان فقال احدھما یا رسول اللہ صلعم ان لی حمارا و ان لھذا البقرۃ قتلت حماری فبادر رجل عن الحاضرین فقال لا ضمان علی البھائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اقض بینھما یا علی علیہ السلام لھا اکانا مرسلین ام مشدودین ام احدھما مشدودا و الاخر مرسل فقال کان الحمار مشدودا و البقرۃ مرسلہ و صاحبھا معھا فقال علی علیہ السلام صاحب البقرۃ ضامن الحمار فاقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم و امضاہ قضاہ ؛	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع صحابہ کے بیٹھے ہوے تھے کہ دو شخص لڑتے ہوے حضور مین آئے ایک نے انمین سے عرض کی یا رسول اللہ صلعم میرا ایک گدھا تھا - اور اس شخص کی گاے تھی - اسکی گاے نے میرے گدھے کو مار ڈالا - حاضرین مین سے ایک شخص نے کہا کہ جانورون کے فعل کا کوئی ذمہ دار نہین ہوسکتا - آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی علیہ السلام تم ان دونون کا تصفیہ کردو - جناب علی علیہ السلام نے پوچھا کہ آیا وہ دونون جانور بندھے تھے یا کھلے - یا ان مین سے ایک بندھا تھا اور ایک کھلا جواب دیا گیا کہ گدھا بندھا تھا - اور گاے کھلی تھی اور اُسکا مالک اُسکے ساتھ تھا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ گاے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہی - آنحضرت صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے بھی جناب علی علیہ السلام کے فیصلہ کی تصدیق فرمائی - اور اُسی کو برقرار رکھا ؛

امام عبد البر مکی - اپنی کتاب استیعاب مین تحریر کرتے ہین ؛ -

عن مغیرۃ قال لیس احد من الصحابہ اقوی قولا فی الفرائض من علی و کان مغیرۃ صاحب الفرائض ؛	مغیرہ کہتے ہین کہ صحابہ مین کوئی زیادہ قوی قول الٰہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے نہین ہی - اور مغیرہ خود صاحب فرائض تھا ؛

محمد ابن طلحۃ الشافعی مطالب السئول مین لکھتا ہی:-

مسئلہ رکابیہ

قیل ان امرأة جاءت عند علی وقد خرج من داره لیرکب فترك رجله فی الرکاب فقالت یا امیر المؤمنین علیہ السلام ان اخی قد مات وخلف ستمائۃ دینار وقد دفعوا الی من مالہ دینارا واحدا واسالك الضانی وایصال حقی الی فقال لها خلف اخوك ستین فقالت نعم قال لها الثلثین اربعمائہ وقال خلف اما قالت نعم قال لها السدس مایۃ دینار وخلف زوجہ قالت نعم قال لها الثمن خمس وسبعون وخلف اثنا عشر اخا قالت نعم قال لکل اخ دیناران ولك دینار فقد اخذت حقك فانصرفی::	ایک عورت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ حضرت اُسوقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہے تھے۔ ایک پاؤن رکاب مین رکھ چکے تھے۔ کہ وہ عورت بولی یا امیر المؤمنین علیہ السلام میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر مر گیا۔ لوگون نے مجھے اُسکے ترکہ سے صرف ایک دینار دیا ہی مین آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہون۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرے بھائی کی دو بیٹیاں ہونگی۔ اُسنے کہا ہان۔ فرمایا کہ دو ثلث یعنی چار سو دینار تو اُنکے ہوے اور فرمایا تیرے بھائی کی مان بھی ہوگی۔ اُسنے کہا ہان۔ فرمایا کہ اُسکو بھی ایک سُدس یعنی ایک سو دینار ترکہ مین ملا ہوگا۔ اب تیرے بھائی کی بی بی بھی ہوگی۔ اُسنے کہا ہان۔ ارشاد ہوا کہ زوجہ کو بھی ثمن یعنی پچھتر دینار ملے۔ فرمایا کیا تیرے بارہ بھائی ہین۔ اُسنے کہا

ہان۔ ارشاد ہوا کہ دو دو دینار بھائیون کو بھی ملے۔ باقی رہا ایک دینار وہ تیرا حق ہی۔ بس تو اپنا حق پا چکی لوٹ جا:

بیٹیان	مان	زوجہ	بھائی	بہن	میزان
۴۰۰	۱۰۰	۷۵	۲۴ (۱۲)	۱	۶۰۰ چھ سو دینار

یہ مسئلہ دیناریہ کے نام سے مشہور ہی اسی طرح سے ایک اور مسئلہ ممبریہ کے نام سے مشہور ہی جسکو امام محمد ابن طلحۃ الشافعی ذیل کی عبارت مین لکھتے ہین:-

مسئلہ منبریہ

قیل انه کان علی منبر الکوفۃ فقام الیه رجل فقال یا امیر المؤمنین علیہ السلام ان ابنتی قد مات زوجها ولها عن ترکته الثمن وقد اعطوها التسع فاسالك الانصاف منهم فقال خلف صهرك بنتین قال	جناب امیر المؤمنین علیہ السلام منبر کوفہ پر خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا امیر المؤمنین علیہ السلام میری لڑکی کا شوہر مر گیا۔ اور اُسکے شوہر کے حصہ مین اُسکا آٹھوان حصہ ہی۔ اور میرے داماد کے ورثا اُسکو نوان حصہ دیتے ہین۔ مین آپ سے اسکا انصاف چاہتا ہون جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرا داماد دو بیٹیان چھوڑ کر

نعم وقال ابوہ باقیان قال نعم قال صار ثمنها تسعا ولا تطلب سواء ؛ (کذا فی مطالب السؤل)	مرا ہے۔ اُسنے کہا ہان۔ آپنے فرمایا۔ اُسکے مان باپ بھی زندہ ہین۔ اُسنے کہا ہان۔ آپنے فرمایا کہ حقیقت مین تیری لڑکی کا آٹھوان حصہ اب نوان ہوگیا۔ پس تو اس سے زیادہ نطلب کر"

مسئلہ اسقاط الحمل

ایک شخص نے غصہ کی حالت مین اپنی حاملہ عورت کو اس زور سے مارا کہ اُسکا حمل ساقط ہوگیا عورت کی طرف سے یہ معاملہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین پیش ہوا۔ روداد سنکر جناب امیر علیہ السلام نے شوہر سے چالیس دینار دیت مین عورت کو دلوا دئے۔ اور ذیل کا آیہ تلاوت فرمایا۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ثم جعلنه نطفه فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقه فجعلنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما وکسونا عظاما لحما ط ثم انشانا ه خلقا اخر فتبارک الله احسن الخالقین۔ پھر اُسی وقت اس فیصلہ کی پوری تصریح بھی کردی گئی۔ اسطرح کہ نطفہ کا خون بہا بیس دینار۔ علقہ کا چالیس۔ مضغہ کا ساٹھ۔ استخوان کا (قبل از ترکیب خلقت) اسی دینار اور بعد ترکیب خلقت سو دینار اور جب روح آگئی ہو تو ہزار دینار دیت ہوگی ؛

ایک شخص مرگیا اور وصیت کرگیا کہ میرے بعد ایک جز میرے ترکہ سے فلان شخص کو دیا جاوے اُسکے انتقال کے بعد اُسکے ورثہ نے تعین حصہ مین اختلاف کیا اور اُنسے جب کسی طرح تصفیہ نہ ہوسکا تو آخر کار یہ فیصلہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے فیصلہ پر موقوف رکھا گیا جب قضیہ بیان کیا گیا تو امیر المؤمنین علیہ السلام نے فوراً جواب مین ارشاد فرمایا کہ اُسکے ترکہ سے ساتوان حصہ دو۔ پھر یہ آیہ قرآنی تلاوت فرمایا لها سبعة ابواب لکل باب منهم جزء مقسوم ؛

خنثا کے مشکل کا مسئلہ

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہین کہ معاویہ کے پاس جب خنثہ کی میراث کا مسئلہ پیش ہوا تو اُسنے آخر مجبور ہوکر امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھا۔ آپ نے فوراً جواب ومیلا در ذیل کا جواب اُسکو لکھ بھیجا ؛

قال سعید ابن منصور فی سننه باسناده سمعت علیا یقول الحمد لله الذی جعل عدونا یسالنا عما نزل من امر دینه ان معاویة کتب الیّ یسالنی عن خنثیٰ المشکل کتبت الیه ان یورثه من قبل مباله ؛	سعید ابن منصور اپنی سنن مین اپنی اسناد سے لکھتے ہین کہ مین نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ جسنے ہمارے دشمن کو ایسا کردیا کہ جب اُسپر امور دنییہ مین سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہی تو وہ ہم سے پوچھتا ہی۔ مین نے اُسکے جواب مین لکھا ہی کہ اُسکے

بول کے مقام کی رو سے اُسکو میراث ملیگی۔ یعنی اگر عورت کی طرح پیشاب کرتا ہو تو عورت کی میراث پائیگا۔ اور اگر مرد کے ایسا پیشاب کرتا ہی تو مرد کا ترکہ پائیگا ؛

علم الحساب

امیر المومنین علیہ السلام کو حساب مین عدیم النظیر مہارت حاصل تھی جنکی تفصیل مین ذیل کے چند واقعات قلمبند کئے جاتے ہین۔ کتاب استیعاب مین امام عبد البر لکھتے ہین:-

عن زرارابن جیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدھما خمسۃ ارغفۃ وسع الاخر ثلثۃ ارغفۃ فلما وضع الغذا بین ایدیھما مر لھما رجل فسلم فقالا الغذا فجلس فاستوفوا فی اکلھم الارغفۃ الثمانیۃ فقام الرجل وطرح الیھما ثمانیۃ دراھم وقال لھما خذ واھذا عوضنا مما اکلت من طعامکما فتنازعا وقال صاحب الارغفۃ الخمسۃ لی خمسۃ دراھم ولک ثلاثۃ دراھم وقال صاحب الارغفۃ الثلثۃ لا ارضی الا ان تکون الدراھم بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المؤمنین علیہ السلام فقصا علیہ قضیتھما فقال لصاحب الارغفۃ الثلثۃ قد عرض لک صاحبک ما عرض وخترۃ اکثر من خیرک فارض بالثلاثۃ قال لا واللہ لا رضیت الا مر الحق فقال لہ لیس لک فی امر الحق الا درھم فقال لہ عرض علیک صاحبک صلحا فقلت لا ارض الا یمر الحق ولا یجب لک فی امر الحق الا واحد فقال الرجل لہ ضنی الوجہ فی امر الحق حتی اقبلہ فقال علی علیہ السلام الیس لثمانیۃ الارغفۃ

زرارابن جیش سے منقول ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے کو بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ۔ دوسرے کے پاس تین روٹیان تھین۔ اتنے مین تیسرا آدمی آگیا۔ ان دونون آدمیون نے شرکت طعام کے لئے اُس سے کہا۔ وہ بھی اُنکے ساتھ کھانے مین شریک ہوگیا۔ وہ تینون روٹیان جب کھا چکے وہ تیسرا اُٹھ کھڑا ہوگیا۔ اور دونون کو آٹھ درہم دیکر کہنے لگا کہ یہ عوض ہے اُس کھانے کا جو مین نے تمہارے کھانے مین سے کھایا ہے۔ وہ دونون آپس مین لڑنے لگے پانچ روٹیون والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہئین اور تجھکو تین۔ تین روٹیون والے نے کہا مین نصف لونگا۔ تصفیہ کے لئے دونون جناب امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور تمام قصہ بیان کیا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے تین روٹی والے سے کہا۔ تیرا شریک جو کچھ تجھے دیتا ہے لے۔ حالانکہ اسکی روٹیان تیری روٹیون سے زیادہ تھین۔ وہ کہنے لگا کہ جب تک کہ میرا حق مجھے معلوم نہو جائے مین نہین راضی ہوتا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے زیادہ نہین۔ تیرا دوست صلح کی رو سے جو کچھ تجھے دیتا ہے تو اُسپر یہ کہتا ہے۔ جبتک کہ میرا حق مجھے معلوم نہو جائے مین نہین راضی ہوتا۔ انصاف کی رو سے تو تیرا حق ایک ہی درہم ہے۔ اُسنے کہا یا امیر المومنین علیہ السلام مجھے اسکی وجہ بیان فرمائیے تاکہ مین قبول کرون۔ آپنے ارشاد فرمایا

الاربعة وعشرون وثلثا وانتم ثلثا النفس
ولا يعلم الاكثر منكم اكلا ولا اقل فتحملون
فى اكلكم على السوآء فاكلت انت
ثمانية الثلاث وانما لك تسعة ثلاث
واكل صاحبك ثمانية ثلاث وله خمسة
عشر اثلاث وبقى له سبعة اكل صاحب
الدراهم واكل لك واحد من تسعة
فلك واحد بواحد وله سبعة لسبعة
ففارضيت الان يا علی:

کہ آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں ہوئیں اور تم تین آدمی کھانے والے تھے۔ یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ تم میں سے کس نے زیادہ کھایا۔ اسلئے خیال کیا جاسکتا ہے کہ تینوں نے برابر کھائیں۔ پس تم نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تمہاری تین روٹیوں کی نو تہائیاں ہوتی ہیں۔ اور تیرے دوست کی پانچ روٹیوں کی پندرہ تہائیاں تھیں اور اُسنے بھی تیری برابر آٹھ تہائیاں کھائیں اور اُسکی سات تہائیاں باقی رہگئیں جو درہم والے نے کھائیں۔ اور تیری نو تہائیوں میں سے اُسنے ایک تہائی لی۔ پس تیرے ایک پارہ نان کے عوض ایک درہم ہے اور اُسکے سات ٹکڑوں کے بدلے سات درہم ہوے۔ مجموعًا آٹھ درہم ہوگئے۔ یہ سنکر وہ شخص کہنے لگا کہ میں اب ایک ہی درہم لونگا:

اسی طرح حضرت عمر کے زمانہ میں تین شخص دربار خلافت میں حاضر ہوے۔ عرض کی ہمارے پاس سترہ اونٹ ہیں۔ اور ہم تینوں آدمی اس میں شریک ہیں۔ ایک نصف کا شریک دار ہے۔ دوسرا تہائی $\frac{1}{3}$ کا۔ اور تیسرے کا نواں $\frac{1}{9}$ حصہ ہے۔ مگر ہماری سب کی یہ خواہش ہے کہ حصہ کے مطابق ہم میں ہمارے اونٹ تقسیم کردئے جائیں۔ مگر قطع و برید کی نوبت نہ آنے پاوے۔ تمام اہل اسلام اس تقسیم سے عاجز آئے۔ امیر المومنین علیہ السلام بلائے گئے۔ اور اُنسے روداد معاملہ بیان کی گئی۔ امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ لوگ جیسا چاہتے ہیں میں ویسا ہی تقسیم کردونگا۔ یہ فرما کر بیت المال سے ایک اونٹ منگا کر اُنکے سترہ ۱۷ اونٹوں میں ملایا۔ تو مجموعًا اٹھارہ ۱۸ اونٹ ہوے۔ اُنمیں سے نصف کے حصہ دار کو نو ۹ اونٹ $\frac{1}{3}$ کے ثلث حصہ دار کو چھ ۶ اونٹ اور نویں $\frac{1}{9}$ کے شریک کو دو ۲ اونٹ دئے۔ یہ مجموع سترہ ۱۷ اونٹ ہوے باقی رہا۔ وہ ایک اونٹ۔ وہ جہاں سے آیا تھا وہاں واپس دیا گیا:

ایک دن جناب امیر المومنین علیہ السلام منبر پر خطبہ فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے کسور تسع کا مخرج پوچھا۔ آپنے فورًا اُسکے جواب میں ارشاد فرمایا اضرب ایام سبوعك فى ايام سنتك ہفتہ کے دنوں کو سال کے دنوں میں ضرب دیدو۔ جو حاصل ضرب آوے۔ وہی کسور تسع کا مخرج ہوگا۔ اسکی تشریح یوں ہے کہ عرب قمری حساب سے ہر سال کے ۳۶۰ دن لیتے ہیں۔ انکو سات سے ضرب دیتو ۲۵۲۰ حاصل ضرب ہوتے ہیں۔ اور کسور تسع اہل عرب نے ایک نام مخصوص اعداد کا رکھا ہے۔ نصف۲۔ ثلث۳۔ ربع۴۔ خمس۵۔

سدس۔ سبع۔ ثمن۔ تسع۔ اور عشر شامل ہین۔ انکے مخرج سے وہ عدد وادہ ہی جس سے تمام حصے برابر تقسیم ہوجا سکین۔ اور کوئی جزو باقی نہ رہے؛

قاعدہ سے عدد مندرجہ بالا جو کسور تسع کا مخرج ہی یعنی ۲۵۲۰۔ ان تمام اعداد سے برابر تقسیم ہوجاتا ہی مثلاً اگر نصف سے تقسیم ہو تو ۱۲۶۰ ہوتے ہین۔ ثلث سے تقسیم ہو تو ۸۴۰ ہوتے ہین۔ ربع سے تقسیم ہو ۶۳۰ ہوتے ہین۔ خمس سے تقسیم ہو ۵۰۴ ہوتے ہین۔ سدس سے تقسیم ہو ۴۲۰ نکلتے ہین سبع سے تقسیم ہو ۳۶۰ ہوتے ہین۔ ثمن سے تقسیم ہو ۳۱۵ ہوتے ہین۔ تسع سے تقسیم ہو ۲۸۰ ہوتے ہین اور عشر سے تقسیم ہو ۲۵۲ ہوتے ہین؛

علم النحو

یہ علم تو خاص جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ایجاد ہی۔ عرب کے تمامی لٹریچر اور اُنکی خوبیون کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ذاتی کمال اور قابلیت کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عربی کا معمولی سے معمولی طالب علم بھی زبان عربی کی تعلیم مین علم نحو کی ضرورتون کو خوب جانتا ہی۔ اور عربی پر موقوف نہین۔ تمام زبانین۔ اپنی صرفی ضرورتون کے ساتھ نحوی احتیاجون کے لئے سخت مجبور ہین؛

امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء مین تحریر فرماتے ہین:۔

عن ابی الاسود الدئلی قال دخلت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرایتہ مطرقا مفکرا فقلت فیما تفکر یا امیر المؤمنین علیہ السلام قال انی سمعت ببلدکم لحنا فاردت کتابا فی اصول العربیۃ فقلت ان فعلت ھذا احییتنا وبقیت فینا ھذا اللغۃ ثم اتیتہ بعد ثلث ایام فالقی الی صحیفۃ فیہا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الکلام کلہ اسم وفعل وحرف۔ فالاسم ما انبا عن المسمی والفعل ما انبا عن حرکۃ المسمی والحرف ما انبا عن معنی لیس باسم

ابوالاسود دئلی علیہ الرحمہ سے منقول ہی کہ ایک دن جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین داخل ہوا۔ دیکھا کہ آپ گردن جھکائے کسی فکر مین بیٹھے ہین۔ مین نے استفسار کیا۔ یا امیر المؤمنین علیہ السلام آپ کس بات مین فکرمند ہین۔ ارشاد کیا مین نے تمھارے اس شہر مین لوگون کو اپنی زبان مین غلطی کرتے ہوے سنا ہی۔ اسلئے مین نے ارادہ کیا ہی کہ مین ایک ایسی کتاب لکھون جسمین عربی زبان کے قاعدے لکھون۔ مین نے کہا اگر آپ ایسا کرین تو ہم لوگون کو زندہ کردینگے۔ اور ہم مین یہ زبان عربی باقی رہجائیگی۔ پھر مین تین دن کے بعد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے مجھے ایک کاغذ دیا جسپر یہ عبارت لکھی تھی:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کلام کی

ولا فعل ثم قال تتبعه وزد فیه ما وقع لك واعلم یا ابا الاسود ان الاشیاء ثلاثة ظاهر ومضمر وشی لیس بظاهر ولا مضمر وانما یتفاضل العلماء فی معرفة ما لیس بظاهر ومضمر قال ابو الاسود فجمعت منه اشیاء وعرضتها علیه فکان من ذلك حروف النصب فذکرت منه اِنّ واَنّ ولیت ولعلّ وکانّ ولم اذکر لکن فقال لم ترکتها فقلت لم احسبها منها فقال هی منها فزدها فیها ::

تین قسم مین ہیں۔ اسم۔ فعل حرف۔ اسم وہ چیز ہی کہ اپنے مسمی سے خبر دے۔ اور حرف وہ چیز ہی کہ ایسے معنی سے خبر دے کہ وہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو۔ اور فعل وہ چیز ہی کہ اپنے مسمی کی حرکت سے خبر دے۔ بعد ازان ارشاد کیا کہ اسکا تتبع کرو اور جو کچھ مناسب ہو۔ اسمین اضافہ کرو۔ اور آگاہ ہوا ے ابو الاسود کہ سب اشیا تین قسم پر ہین ایک ظاہر۔ ایک مضمر اور ایک ایسی شی کہ نہ وہ ظاہر ہی نہ مضمر۔ اور علما کی قابلیت اُسی شی کے دریافت کرنے مین علوم ہوتی ہی جو نہ ظاہر ہو نہ مضمر ::

ابو الاسود کا بیان ہی کہ مین نے اس کلیہ سے بہت سی چیزین نکالین اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کو سنائین۔ انھین مین حروف ناصبہ کا بھی بیان ہی۔ ان مین۔ انّ۔ لنّ۔ لیت۔ لعلّ۔ اور کانّ کا ذکر کیا۔ مگر لکنّ کو چھوڑ دیا۔ مین نے عرض کی کہ حروف ناصبہ مین لکن نہین انا جاتا۔ ارشاد ہوا نہین وہ بھی اسی مین ہی۔ اسکو بھی یاد کرو ::

فصاحت وبلاغت

ان اوصاف کی تصدیق مین ہمکو کسی ثبوت بہم پہنچانے کی مطلق ضرورت نہین ہی جناب امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات اس مقصد کے لئے پورے طور سے کافی ہین۔ عبد الحمید ابن یحیٰی کا قول ہی۔ حفظت سبعین خطبه من خطب الاصلع۔ مین نے ستر خطبے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے یاد کے۔ ابن نباتہ۔ جو عرب کا زبردست خطیب مشہور ہی۔ اور حافظ ابن تیمیہ الحرانی خطبات مین جسکی تقلید کرتے ہین۔ کہتا ہو کہ مین نے جناب علی مرتضےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے مواعظ سے ایک خزانہ حاصل کیا ہی جناب امیر المومنین علیہ السلام کی فصاحت ایسی ہی تھی جسنے اپنے کمال کی داد اپنے مخالف سے بھی لے لی :: محقن ابن ابی محقن جناب امیر علیہ السلام کے پاس سے معاویہ کے پاس چلا گیا اور خوشامد کی راہ سے کہنے لگا جئتك من عند اعیی الناس فهو والله ما لسن الفصاحة القریش وغیرہ یعنی مین تیرے نزدیک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہون جو بات کرنے مین عاجز ہی۔ معویہ نے کہا افسوس ہی تجھپر تو ایسے شخص کو بات کرنے مین عاجز کہتا ہی۔ خدا کی قسم ہی قریش کے لئے فصاحت مین کوئی اس سے زیادہ با محاورہ بولنے والا نہین ہی ::

کتاب شفا مین ابن صباغ مالکی اندلسی نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک

طولانی حدیث نقل کی ہے جسمین یہ فقرہ درج ہے:۔
اختارنی اللہ بالنبوۃ واختار علیاً بالشجاعۃ والفصاحۃ۔ خدائے سبحانہ تعالےٰ نے مجھے نبوت کے لئے اختیار کیا اور علی علیہ السلام کو شجاعت اور فصاحت کے لئے:۔

حاضر جوابی

ایک مرتبہ جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین بیٹھے تھے۔ اور صحابہ کا مجمع تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرما نوش فرمارہے تھے۔ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام بھی شریک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم خرما و ہم ثواب سمجھکر۔ خوش طبعی کی نیت سے خرما کھاتے جاتے تھے اور اُنکی گٹھلیان جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے آگے رکھتے جاتے تھے۔ دیگر صحابہ بھی آپکے تتبع مین ایسا ہی کرتے تھے۔ جب سب کھجورین چک گیئن تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ سب سے زیادہ خرمے کسنے کھائے ہین۔ صحابہ نے جواب دیا من اکثر نواتہ فھو اکول جسکے آگے گٹھلیان زیادہ ہین اُسی نے خرمے بھی زیادہ کھائے۔ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے یہ سنکر بلا تامل فرمایا لابل من اکل مع النواۃ فھو اکول نہین بلکہ وہ جو خرمون کو گٹھلیون سمیت کھا گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنکر بے اختیار ہنس پڑے:۔

امام احمد ابن حنبل مناقب مین لکھتے ہین:۔

عن محمد ابن قیس قال دخل ناس من الیھود علی علیہ السلام فقالوا لہ ما صبرتم بعد نبیکم الا خمسین وعشرین حتی قتل بعضکم بعضا فقال علی علیہ السلام قد کان صبرا خیرا ولا کنکم ما جفت اقدامکم من البحر حتی قلتم یاموسیٰ اجعل لنا الھا لھم الہ:	محمد ابن قیس سے روایت ہے کہ چند یہودی جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین آکر کہنے لگے کہ تم لوگون نے اپنے نبی کے بعد پچیس ۲۵ برس بھی صبر نہین کیا۔ تا اینکہ تم مین سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا فی الحقیقت صبر کرنا بہتر تھا لیکن تمھارے قدم تو ابھی دریائے مصر سے باہر بھی نہین ہوئے تھے کہ تمنے کہا یا موسیٰ جیسے مصریون کے خدا تھے ویسے ہی ہمکو بھی بنادے

ایک دن حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر تینون حضرات اس ترتیب سے جارہے تھے کہ امیر المومنین علیہ السلام بیچ مین تھے۔ اور یہ دونون حضرات ادھر اُدھر حضرت ابوبکر وحضرت عمر قدو قامت مین امیر المومنین علیہ السلام سے نکلتے تھے۔ اثنائے راہ مین حضرت عمر نے امیر المومنین علیہ السلام کو مخاطب کرکے کہا یا علی علیہ السلام فیما بمنزلۃ النون فی لنا یا علی

علیہ السلام تمھاری مثال اسوقت ایسی ہی جیسے لفظ لنا کا نون۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فی البدیہ ارشاد فرمایا لولا انا بینکما الکنتما لا اگر مین تم لوگون مین موجود نہون تو تم حرف لا ہوکر رہجاؤ۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کو ایسے مکان مین بند کر دین کہ اُس مین کہین دروازہ نہو تو اُسکا رزق موعود کس راستے سے پہونچیگا۔ جواب مین ارشاد ہوا من حیث یاتی اجلہ جدھر سے اُسکی اجل موعود آئیگی۔

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ مشرق سے لیکر مغرب تک کتنا فاصلہ ہی۔ فرمایا مسیرۃ یوم للشمس آفتاب کے ایک روز کی مسافت کے برابر۔

کسی نے آپ کی تعریف مین از حد مبالغہ کیا۔ حالانکہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اُسے خوب پہچانتے تھے کہ یہ میرا مخالف ہی۔ اُسکے جواب مین ارشاد ہوا انا دون ما تقول وفوق فی نفسک مین اُس سے کمتر ہون جو تم نے بیان کیا۔ اور اُس سے کہین زیادہ ہون۔ جیسا تم مجھکو دل مین سمجھتے ہو۔

ایک شخص نے خدمت مین آکر عرض کی کہ مین آپکو بھی دوست رکھتا ہون اور آپکے دشمن کو بھی جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا الاٰن انت اعور اما ان تعمیٰ واما ان تبصر۔ تم اسوقت واحد العین کی مثال ہو۔ یا تو وہ بھی آنکھ پھوڑ ڈالو اور بالکل اندھے ہوجاؤ۔ اور نہین تو دونون آنکھون مین روشنی پیدا کرو۔

قنبرؓ کو آزاد کرتے وقت جو سرخط امیر المومنین علیہ السلام نے اُسے لکھدی۔ اُسکے الفاظ یہ ہین کنت امس لی فصرت الیوم مثلی وھبتک لمن وھب لی کتبہ علیؑ۔ کل تو میرا محکوم اور مملوک تھا اور آج مجھ جیسا ہوگیا جس نے تجھے مجھے دیا تھا مین نے تجھے اُسی کو دیدیا۔ کاتب الحروف علی۔

ایک مرتبہ خوارج کے دس علما نے کہا کہ ہم سب مل کر آپ سے ایک سوال کرنا چاہتے ہین۔ شرط یہ ہی کہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ جواب دیا جائے۔ اور ایک جواب دوسرے جواب سے نملے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے نہایت کشادہ پیشانی سے اُنکی استدعا کو قبول کیا اور ارشاد فرمایا کہ پوچھو۔ اُنمین سے پہلے نے پوچھا کہ علم بہتر ہی یا مال۔ ارشاد ہوا علم بہتر ہی اسلئے کہ مال فرعون کی متروکات سے ہی اور علم انبیا علیٰ نبینا وآلہ وعلیہم السلام کی میراث ہی۔ دوسرے سے فرمایا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال کی تم نگہبانی کرتے ہو اور علم تمھاری محافظت کرتا ہی۔ تیسرے سے فرمایا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوجاتا ہی اور علم تعلیم کرنے سے اور زیادہ ہوتا ہی۔ چوتھے سے فرمایا کہ علم بہتر ہی کیونکہ مالدار کے بہت سے دشمن ہوتے ہین اور علم والا ہر دلعزیز ہوتا ہی۔ پانچوین سے ارشاد ہوا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مالدار کو اکثر لوگ بخیل کہتے ہین اور صاحب علم ہمیشہ کریم کہلاتا ہی۔ چھٹے سے فرمایا کہ علم

بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال کو چور۔ رہزن۔ کیسہ بر اور سو آفتین ہین اور علم کی دولت ان سب سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہی۔ ساتوین سے کہا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال کے لئے حساب ہی اور علم کے لئے کچھ بھی نہین۔ آٹھوین سے ارشاد ہوا علم بہتر ہی اسلئے کہ مال عرصہ تک رکھنے سے کہنہ اور فرسودہ ہوجاتا ہی اور علم کو امتداد ایام سے کچھ نقصان نہین پہونچتا۔ نوین سے فرمایا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال سے قلب سیاہ ہوجاتا ہی اور علم سے منور۔ دسوین سے ارشاد کیا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ کثرت مال سے فرعون ونمرود وغیرہ نے خدائی کا دعوی کیا اور کثرت علم سے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماعبدناک حق معرفتک اُنکے جواب اُنکے سوالون کے مطابق دیکر جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم مجھسے میری موت کے وقت تک بھی سوال کرتے رہوگے تو مین برابر ایسے ہی جواب دیتا رہونگا۔ اور ایک کو دُھرا کر نہ کہونگا۔ یہ سنکر خوارج اپنی مخالفت سے باز رہے[۱]۔

شاعری اور اُسکے کمال

اہل عرب دو تین اوصاف ہر شخص مین تلاش کرتے تھے۔ شرافت۔ شجاعت اور شاعری۔ شعر کہنے یا شعر سمجھنے کی پوری مہارت۔ اُنکے پرزور قصیدے عکاظ کے میلون کے جلسے۔ اُسمین ہر ہر قبیلہ کی طبع آزمائیان اور اُنکا مقابلہ۔ اُنھین کے ملک اور اُنھین کی قوم پر منحصر نہین۔ اور دوسری قومون مین دور دور تک مشہور تھے جن لوگون نے اسلام سے پہلے عرب کے حالات پڑھے ہین وہ لوگ اُنکی شاعری کی کیفیت سے پورے واقف ہونگے۔ اب اُسوقت اُنکی شاعری کا کیسا ہی مذاق ہو۔ ہمکو اس سے بحث نہین۔ صرف اُنکی نفس شاعری سے مطلب ہی۔

عرب اور شاعری

ان مین ہمیشہ سے اس فن کے لوگ بہت بڑی وقعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ہر قبیلہ کا ایک علیحدہ شاعر ہوتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ اُسے عزیز رکھتے تھے۔ اُسکے احکام بجالاتے تھے۔ اہل عرب ہمیشہ سے مشق سخن کے عادی تھے۔ اور اُنکو ہمیشہ سے تلاش مضامین مین اپنی موجودہ طرز معاشرت کے سبب جنگل اور میدانون مین برابر رہنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ اُنمین اس فن کا مذاق اس کثرت سے پھیلا ہوا تھا کہ ہر شخص اپنے لئے شاعر ہونے کی آرزو کرتا تھا۔ اُنکی سخن آرائی اور طبع آزمائیون کی کامل مثالین اور کافی ثبوت سبعہ معلقات کے قصیدون سے ملتے ہین۔ انمین سے چند عربی کے موجودہ درس مین ابتک شامل ہین۔ جن لوگون نے پڑھا ہوگا وہ اُنکی طبیعت کے زور اور مشق سخن کے کمال سے خوب واقف ہونگے جس سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ ان لوگون نے اپنی جہالت کے زمانہ مین اس فن کو کس کمال تک پہونچا یا تھا۔

اسلام نے شاعری کے خیال کو اپنے وقت مین بالکل مردہ نہین کر دیا تھا۔ اُسنے بھی اسکی قدر کی۔ مگر ہان اسلام نے عموماً اُن مضامین کو سرے سے ناپسند کیا۔ جو نابغہ اور امراء القیس وغیرہ کے کلام مین پائے جاتے

[۱] المرتضیٰ صفحہ ۱۴۱

تھے۔ جن سے انسان کی تہذیب۔ شایستگی اور اخلاق بگڑتے تھے۔ اسلام بھی اسکی ضرورت سے خالی نہین رہا مشرکین مکہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجوین کہنی شروع کر دین۔ ان کہنے والون مین عمرعاص۔ ابوسفیان ابن حرب اور عبداللہ ابن زبعیری تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے جواب دینے کے لئے اہل اسلام مین سے بھی تین صاحبون کو چُنا۔ جو اپنی فصاحت۔ بلاغت اور انداز بیان کے اعتبار سے بہت بڑے شاعر مشہور تھے۔ وہ یہ تھے۔ حسان ابن ثابت۔ عبداللہ ابن رواحہ اور کعب ابن مالک۔ مشرکین کے جواب مین اُنکی صرف ہجوین نہین کہی جاتی تھین۔ بلکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اور محامد او صاف کے اظہار مین قصائد تصنیف کئے جاتے تھے۔ ان حضرات کے علاوہ جناب ابیطالب علیہ السلام بھی اس مبارک خدمت کو بجالاتے تھے:

شاعری فن ہمیشہ ممدوح تھا:

شاعرانہ مذاق عرب مین ہمیشہ سے عمدہ محاسن مین شمار ہوتا تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح مین اکثر صحابہ اشعار منظوم فرماتے تھے۔ جنکو آپ نہایت توجہ اور رغبت سے سنتے تھے۔ واقعہ غدیر کے متعلق حسان ابن ثابت نے جو قصیدہ پڑھا تھا اور اُسکو سنکر جو ارشاد کیا گیا تھا۔ اُسکا تمام حال اس کتاب کی پہلی جلد مین درج ہو چکا ہی:

ابن ابی کعب کے قصیدے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنکر جسقدر محظوظ و مسرور ہوے تھے۔ اُسکی کیفیت تمام اسلامی کتابون مین درج ہی۔ یہان تک کہ آپنے اپنی ردائے مبارک کا مخصوص انعام انھین عنایت فرمایا۔ یہی ردائے مقدس۔ تمام خلافتون کے سلسلون سے ہوتی ہوئی سلطان المعظم کے خزانہ عامرہ مین آج تک محفوظ ہی:

امیرالمومنین ع اور عرب کی شاعری کی اصلاح

جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی مبارک ذات جامع کمالات۔ اس فن کے کمال سے بھی خالی نہین تھی۔ امیرالمومنین علیہ السلام کی شاعری کیسی تھی۔ ہم انکی پاک و پاکیزہ شاعری کی شان اور اُنکے مقدس اور عظمت بھرے کلام کو عام شعرا کے کلام سے نسبت دیکر یا مقابل کرکے کبھی نہ گھٹائین گے۔ عرب کی معمولی شاعری اور امیرالمومنین علیہ السلام کے انداز کلام مین آسمان زمین کا فرق تھا۔ جن امور کو عرب کے شعرا اپنے کلام کی خوبی سمجھتے تھے امیرالمومنین علیہ السلام اُنکو عیب جانتے تھے۔ اہل عرب کے اسوقت کے کلام فواحش۔ بیہودہ اور اخلاق و آداب انسانی کے بگاڑنے والے مضامین سے بھرے ہوے تھے۔ امیرالمومنین علیہ السلام کے مبارک بیان مین۔ تہذیب۔ اخلاق۔ شجاعت۔ مفید اور ضروری نصایح۔ حکیمانہ ہدایتین اور عقلی تجربے۔ روزمرہ کی ضروریات۔ جرأت اور ہمت کے خیالات اور میدان جنگ کی دلیرانہ رجزخوانیون کے نادر اور اعلےٰ مضامین بھرے تھے۔ آپکے اشعار مین تمام اخلاقی اور روحانی تعلیم کے اثر موجود تھے:

شاعری کے متعلق جناب امیر المومنین علیہ السلام کے وہی خیالات تھے۔ جو زمانہ موجودہ مین چودہ سو برس بعد پیدا ہوے ہین۔ امیر المومنین علیہ السلام کی شاعری نے عرب کے تمام معرکہ آرا شاعرون کی نسبت وہی اصلاح تجویز فرمائی تھی جو ہم اسوقت اپنے زمانہ کی شاعری کے متعلق مفید اور ضروری خیال کر رہے ہین؛

امیر المومنین علیہ السلام اہل عرب کے خیالات مین اخلاق کی پاکیزگی۔ تہذیب۔ مذاق کی درستی اور اُنکے کلام مین شایستگی پیدا کرنے کی عموماً کوشش فرماتے تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے جسطرح انکے کلام کی اصلاح فرمائی اور اپنی خداداد طبیعت کے زور سے اخلاقی اور روحانی مضامین کو پیدا کیا۔ وہ آپ کی کمال شاعری پر دال ہی۔ امیر المومنین علیہ السلام کی شاعری کا دارومدار عموماً اہل اسلام کی اخلاقی اور روحانی تعلیم پر قائم تھا جسطرح خطبات مین تمام اہل اسلام کی تعلیم وہدایت کے احکام مندرج تھے اُسی طرح مختلف اشعار اور متفرق نظمون مین بھی اُنکے اخلاق کی اصلاح کے سامان کیے جاتے تھے۔ اب ہم ذیل مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کے کلام معجز نظام کی چند مبارک مثالین نمونہ کے طور پر قلمبند کرتے ہین:۔

مفاخرت سے پرہیز

الناس من جهة التمثال اكفاءُ
ابوهم آدمٌ والامّ حوّاءُ

شکل ظاہری کے اعتبار سے تمام انسان یکسان ہین کیونکہ اُن سب کے باپ آدم علیہ السلام اور مان حوا علیہا السلام ہین۔

فان لم يكن لهم من اصلهم
يفاخرون به فالطين والماء

اگر اُنھین اپنی اصلیت پر کوئی شرافت حاصل ہی جسپر وہ فخر کرین تو اُن کی حقیقت یہ ہی کہ اُنکی خلقت مٹی سے اور پانی سے ظاہر ہوئی ہی۔

وان اتيت بفخر من ذوي نسب
فان نسبتنا جود وعلياء

اگر تم عالی نسبی پر فخر کرتے ہو تو ہم تمھاری علو نسبی کے مقابلہ مین اپنی فیاضی اور عالی ہمتی پر فخر کرتے ہین۔

لا فضل الا لاهل العلم انهم
على الهدى لمن استهدى ادلّاء

کیونکہ کوئی بزرگی سوا علم کے حاصل نہین ہی۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہین اور جو اُنسے طلب ہدایت کرتا ہی وہ اُسکے رہبر ہوتے ہین۔

وقيمة المرء ما قد كان يحسنه
والجاهلون لاهل العلم اعداء

آدمی کی قیمت اُسکے علم کی خوبیان ہین۔
اور جاہل اہل علم کے دشمن ہوتے ہین۔

ففز بعلم ولا تبغي له بدلا
فالناس موتى واهل العلم احياء

ہم لوگون کو چاہیے کہ شیوۂ علم اختیار کرین۔ اور علم کا بدلہ ڈھونڈھین اسلیے کہ بے علم انسان مردے کے برابر ہوتے ہین اور اہل علم زندہ آدمیون کا حکم رکھتے ہین؛

لا تصحبن اخا الجهل اياك واياه

جاہلون کے ساتھ صحبت نرکھو اور اُنسے علیحدگی اختیار کرو

فکم من جاهل اردی حکما حین اخاه	اسلئے کہ صحبت جاہل کی مرد دانا کو ہلاکت کا نتیجہ دکھاتا ہوا ہی

علم وادب کے محامد

لیس الجمال باثواب بزینتها	انسان کی اصلی زینت کپڑے پہنکر نہین ہوتی۔
ان الجمال جمال العلم والادب	انسان کی زینت اُسکے علم اور ادب پر منحصر ہی۔
فاطلب فدیتك علما واکتسب ادبا	امام حسن علیہ السلام صحیحاً فرماتے ہین مین تمپر صدقے علم حاصل کرو تحصیل علم کو
تظفر یدك به واستعجل الطلبا	ہمیشہ عزیز رکھو کہ تمھارا ہاتھ اسکی کامیابی تک پہونچ جائے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی موعظت

ماللفتی حسب الااذا کملت	کبھی کوئی تمھارے ایسا جوان اپنے حسب و نسب کیوجہ سے اپنے آپکو کامل نہین
ادابه وحوی الادب والحساب	کہسکتا تاوقتیکہ وہ تہذیب نہ حاصل کرے۔
کن ابن من شئت واکتسب ادبا	چاہیے تم کسی کے بیٹے ہو۔ مگر تحصیل ادب کرو۔ پھر تمکو اپنے حسب و
یغنیك محمودا عن النسب	نسب کے اظہار کی ضرورت باقی نہین رہیگی۔
فلیس یغنی الحسیب نسبته	اگر تم مین قوت تقریر اور ادب و تہذیب کچھ بھی نہین تو تم کبھی اپنی
بلا لسان له ولا ادب	ضرورتون کی احتیاج سے باہر نہین ہوسکتے۔
ان الفتی من یقولها انا ذا	مرد وہی ہی جو کہے مین ایسا ہون۔
لیس الفتی من تقول کان ابی	وہ مرد ہرگز نہین کہا جاسکتا جو کہے میرا باپ ایسے تھے۔

صفت عقل

ایها الفاخر جهلا بالنسب	نسب و حسب پر فخر کرنا جہالت ہی۔ کیونکہ تمام انسان ایک مان
انما الناس لام ولاب	اور باپ سے پیدا ہوے ہین۔
هل تراهم خلقوا من فضة	آیا تم آدمیون مین سے کسی کو دیکھتے ہو کہ وہ بخلاف تمھارے
ام حدید ام نحاس ام ذهب	چاندی۔ لوہے پیتل اور سونے سے پیدا کیا گیا ہو۔
هل تراهم خلقوا من فضلهم	کیا تم آدمیون مین دیکھتے ہو کہ وہ سوائے چربی۔ گوشت اور
هل سوی لحم وعظم وعصب	ہڈیون کے کسی دوسری چیزون سے مرکب ہوا ہو۔
انما الفخر لعقل ثابت	اگر اُنکا فخر ثابت ہوسکتا ہی تو عقل۔ غیرت اور تہذیب کے
وحیاء وعفاف وادب	اعتبار پر۔

موعظت در رفتار زمانہ

فرض على الناس ان يتوبوا لكن ترك الذنوب اوجب	انسان پر فرض ہی کہ توبہ کرے۔ لیکن گناہون کا ترک ہی کر دینا توبہ کرنے سے واجب تر ہی۔
والدهر في صرفه عجيب وغفلة الناس فيه اعجب	زمانہ کی تصرفات عجیب ہین۔ مگر اُن مین انسان کا غافل رہنا زیادہ عجیب ہی۔
والصبر في النائبات صعب لكن فوت الثواب اصعب	مصیبت پر صبر کا کرنا دشوار ہی۔ لیکن صواب کا چھوڑ دینا اُس سے زیادہ دشوار ہی۔
وكل ما يرتجى قريب والموت من كل ذلك اقرب	وہ تمام چیزین جنکی تمنا کیجائے قریب ہین۔ مگر موت ان تمام چیزون سے قریب تر ہوتی ہی۔

شکایت اہل روزگار

تغيرت المودة والاخاء وقل الصدق وانقطع الرجاء	دوستی اور اخوت باہمی بدل گئی۔ صداقت کم ہوگئی اور امیدین منقطع ہوگئین۔
واسلمني الزمان الى صديق كثير الغدر ليس له رعاء	زمانہ نے ہم کو ایسے دوست کے حوالہ کر دیا ہی جو نہایت عہد شکن ہی اور جو دوستون کے ساتھ مطلق رعایت نہین کرتا۔
اذا انكرت عهدا من حميم ففي نفسي التكرم والحياء	(میرا خلق یہ ہی) جب کوئی میرا دوست مجھسے پیمان شکنی کرتا ہی تو اُسکے مقابلہ مین میرا نفس اپنی ذاتی تکریم اور حیا کے سبب اُس سے انتقام نہین لیتا۔
وكل جراحة فلها دواء وسوء الخلق ليس له دواء	تمام جراحتون کی دوا ممکن ہی۔ مگر بد اخلاقی کے زخم کی دوا نہین ہی۔
ورب اخ وفيت له وفي ولكن لا يدوم له الوفاء	مین نے اپنے سب بھائیون سے وفا کی۔ مگر اُنکی وفاداریون مین قیام نہین دیکھا۔
يديمون المودة ما راوني ويبقى الود ما بقي اللقاء	میرے دوست اپنی محبت کو اُسوقت تک قائم رکھتے ہین۔ جبتک وہ مجھے اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین۔
اخلاء اذا استغنيت عنهم واعداء اذا نزل البلاء	ارباب زمانہ اُسی وقت تک دوست رہتے ہین جبتک اُنکو ضرورت رہتی ہی اور جب ہم پر کوئی مصیبت آتی ہی تو وہ ہمارے دشمن ہو جاتے ہین۔
وان غيبت عن احد قلاني	جسوقت ہم اپنے کسی دشمن کی نظر سے چھپ جاتے ہین تو وہ دوست ہمارے ساتھ دشمنی

وعافیهی بما فیه اکتفاء
اذا ماراس اهل البیت ولیّ

کرنے لگتا ہے۔ اور ہمارے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے۔

بدا لهم من النّاس الجفاء

جب سے سردار اہل بیت (جناب شفیع روز جزا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انتقال فرمایا ہم اہلبیت (سلام اللہ علیہم اجمعین) پر آدمیوں کی طرف سے جفائیں شروع ہوگئیں۔

مرثیہ جناب سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہ اجمعین

امن بعد تکفین النبیّ ودفنه
باثوابه اسے علی هالك ثوی

آیا مجھکو اجازت دی جائیگی کہ مین اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تجہیز و تکفین کے بعد رونے بیٹھوں۔

رزئنا رسول الله فینا فلن نری
بذلك عدیلا ما حیینا من الرّدی

حقیقت مین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمارے درمیان سے اُٹھ جانا ہمارے لئے ایسی مصیبت ہے کہ ہم باوجود زندہ رہنے اور ہلاکت سے محفوظ رہنے کے۔ اونکی مثال دوسرا نہین دیکھینگے۔

وکان لنا کالحصن من دون اهله
له معقل حرز حریز من العدی

آپ اپنے رشتہ مندون سے خاصکر میرے لئے میرے دشمنون کے مقابلہ مین جائے پناہ اور حفاظت محکم تھے۔

وکنا بمراٰة بر النور والهدی
صباح مساء راح فینا او غتدی

ہم اُن کے دیدار سے انوار ہدایت پاتے تھے۔ ہر صبح و شام جب صبح سے شام ہوتی اور شام سے صبح۔

لقد غشیتنا ظلمة بعد موته نهارا فقد زادت
زادت علی ظلمة الدجی

ہماری تاریکی چھپی ہوئی تھی۔ اور اُنکے انتقال کے بعد وہ تاریکی اور ظلمتون کے ساتھ روزانہ بڑھتی گئی۔

فیا خیر من ضمّ الجوانح والحشا
ویا خیر میت ضمه الترابُ والثّری

اے بہترین اموات (خالی جگہون کے تمام رہنے والون سے بہتر) اور اُن تمام مُردون سے بہتر جنکو خشک زمین نے جمع کیا ہے۔

کأن امور النّاس بعدك ضمنت
سفینة موج حین فی البحر قد سما

آپکے بعد آدمیون کے تمام امور ایسے خراب ہوگئے۔ اور ابتر جیسے کشتی پر کوئی چیز رکھدی جائے اور وہ تمام چیز موج دریا کیوجہ سے درہم و برہم ہوجائے۔

وضاق فضاء الارض عنهم برحبه
لفقد رسول الله اذ قیل قد مضی

جسوقت یہ معلوم ہوا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو زمین بھی (صدمہ کے سبب) باوجود اس وسعت کے تنگ ہوگئی۔

فقد نزلت للمسلمین مصیبة
کصدع الصفا لا شعب للصدع فی الصفا

مسلمانون پر ایسی مصیبت نازل ہوئی۔ جیسے پتھر کا شگاف کہ پھر اُسکا علاج نہین ہوسکتا۔

فلن یستقل الناس تلك مصیبة
ولن یجبر العظم الذی منهم وهی

اس مصیبت کو ہرگز ہرگز کم نہ شمار کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو ہڈی بدن سے جدا کر لی گئی پھر ملائی نہین جاسکتی۔

وفی کل وقت للصلوٰۃ یہیجہ	(وہ دن یاد آتے ہین) کہ بلال رض ہمیشہ جب آپکا نام لیتا تو آپکو دعا دیتا
بلال ویدعوا باسمہ کلما دعی	تھا اور درود بھیجتا ہوا آپکو نماز کے لئے اُٹھاتا تھا۔
ویطلب اقوام مواریث ھالك	اب دنیا مین قومون کو میراث فانی کی تلاش ہے۔ اور ہم مین نبوت اور رہبریت
وفینا مواریث النبوۃ والھدی	کی میراث موجود ہے۔

اخلاقی نصیحتین

تردّ رداء الصبر عند النوائب	تم مصیبتون کے وقت صبر کی چادر اوڑھلو اور صبر کے محاسن اوصاف
تنال من جمیل الصبر حسن العواقب	سے اپنے محاسن عاقبت حاصل کرو۔
وکن صاحب للحلم فی کل مشھد	ہر مجمع اور جلسہ مین تم بردبار رہو۔ کیونکہ حلم سے بہتر تمھارے لئے
فما الحلم الا خیر خدن وصاحب	نہ کوئی دوست ہے اور نہ مصاحب۔
وکن حافظا عھد الصدیق وراعیا	تم اپنے دوستون کے استحقاق کو محفوظ رکھو۔ اور اُنکے ساتھ رعایت ملحوظ
تذق من کمال الحفظ صفو المشارب	رکھو کہ تمکو بھی کمال حفاظت کا ذائقہ ملجائے۔
ولکن شاکرا للہ فی کل نعمۃ	تم ہر نعمت خدا کا شکر کیا کرو کہ خداے تعالے اُن نعمتون سے زیادہ نعمت
یثیبك علی النعمی جزیل المواھب	تمھین عطا فرماوے۔
وما المرء الا بجعل نفسہ	آدمی سوائے اسکے کچھ بھی نہین کہ ایک مکان مین باعتبار اپنے نفس کے
وکن طالبا فی الناس اھل المراتب	قید ہے۔ تم اُن لوگونکی تلاش کرو جو اہل مراتب ہین۔
وکن طالبا للرزق من باب حلہ	تم اپنے رزق طریقہ حلال سے طلب کرو کہ تم پر (اس وجہ سے) وہی رزق
یضاعف علیك الرزق من کل جانب	ہر طرف سے زیادہ کیا جاوے۔
وصن منك ماء الوجہ لا ینالہ	اپنی حفاظت کرو۔ اپنی آبروریزی نہ چاہو۔ اچھے کم درجہ والون سے بخشش
ولا تسأل الارذال فضل الرغائب	پانے کے لئے سوال نہ کرو۔
وکن موجبا حق الصدیق اذا اتی	جب کوئی دوست تمھارے پاس آئے تو تم اُسکے حقوق محبت اُسی صداقت
الیك ببر صدق منك راجب	سے ادا کرو جو اُسکے طریقے ہوتے ہین۔
وکن حافظا للوالدین وناصرا	اپنے والدین کے معین رہو۔ اور اپنے ہمسایہ دیندار اور قرابت والون کے
بجارك ذی التقوی واھل الاقارب	حقوق کی بھی حفاظت کرو۔

صفت عقل

والفضل قسم اللہ للمرء عقلہ	انسان کے لئے بہترین نعمت عقل ہے۔ اور کوئی خوبی عقل کے برابر

فلیس من الخیرات شی یقاربه	نہین ہو سکتی۔
اذا اکمل الرحمان للمرء عقله فقد کملت اخلاقه ومآربه	خدا جب کسی آدمی کی عقل کو کامل کر دیتا ہی تو اُسکے اخلاق او مقاصد بھی کامل ہو جاتے ہین۔
تزین الفتی فی الناس صحة عقله وان کان محظورا علیه مکاسبه	صحت عقل انسان کی زینت ہی اور عقل ہی کے مطابق اُسکے عمل کسبی ہوتے ہین۔
یعیش الفتی فی الناس بالعقل انه علی العقل یجری علمه وتجاربه	آدمیون مین آدمی عقل کے ذریعہ سے رہتے سہتے ہین اور عقل ہی کے مطابق اُسکے علم اور تجربے جاری ہوتے ہین۔
لشین الفتی فی الناس قلت عقله وان کرمت اعراقه ومناصبه	عقل کی کمی انسان کے تمام عیوب کے باعث ہین اگرچہ اُسکے مناصب اور مدارج کتنے ہی بلند نہ ہون۔

ترک علائق دنیا

الام تجر اذیال التصابی وشیبك قد تصابر الشباب	تم کہانتک اپنی محبت کے دامن کو پھیلاؤگے۔ حالانکہ تمھاری پیری نے تمھاری جوانی کی چادر کو سپید کر ڈالا۔
بلال الشیب فی فودیك نادی باعلی الصوت حی علی الذهاب	تمھارا بلال پیری۔ تمھارے سر پر چڑھکر چلا چلا کر پکار اُٹھا کہ اُٹھو چلنے کے لئے۔
طمعت اقامة فی دار ظعن فلا تطمع فرجلك فی الرکاب	تم ہمیشہ اپنے گھر مین رہنے کے لالچ کرتے ہو۔ ایسی لالچ نہ کرو۔ کیونکہ تمھارا پاؤن تو رکاب کے اندر ہے۔
خلقت من التراب وعن قریب تغیب تحت اطباق التراب	تم مٹی سے پیدا کیئے گئے ہو اور وہ دن بہت قریب ہے کہ تم مٹی کے پردون مین چھپا دیے جاؤ۔
اعامر قصرك المرفوع اقصر فانك ساکن القبر الخراب	اے محل رفیع کے بنانے والو۔ اُنکا بنانا کم کرو۔ کیونکہ تم تو اصل مین ویران قبر کے رہنے والے ہو۔

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

قریح القلب من وجع الذنوب نحیل الجسم لشهیق بالنحیب	پروردگارا۔ آج تجھے وہ ضعیف الجسم جسکا دل گناہون سے دردمند ہو رہا ہی تجھکو رو رو کر پکار رہا ہی۔
اضر الجسم سهر اللیالی فصار الجسم منه کالقضیب	شب بیداریون نے اُسکے جسم کو ضرر پہونچایا ہی۔ اور اُسکے جسم کو سوکھی ہوئی شاخ کے ایسا بنایا ہی۔

وغيّره لونه خوف شديد	خوف شدید نے اُسکے رنگ کو متغیر کردیا ہی اور وہ اپنی طول
لما يلقاه من طول الكروب	مصیبت سے نہین دیکھ سکتا۔
ينادي بالتضرّع يا الٰهي	میری لغزشون کو کم کردے اور میرے عیوب کو چھپادے۔ وہ
اقلني عثرتي واستر عيوبي	نہایت منت وزاری سے تجھسے دعا کرتا ہی۔ اے پروردگار۔
فزعت الى الخلائق مستغيثا	مین نے تمام خلائق سے فریاد کی۔ مگر اُنمین سے کسی کو ایسا نہین پایا
فلم ار في الخلائق من مجيب	جو میری فریاد کا جواب دیکر میری اعانت کرتا۔
وانت مجيب من يدعوك ربّي	اے پروردگار میرے۔ تو البتہ اُن لوگون کا جواب دیتا ہی جو تجھکو
وتكشف ضرّ عبدك يا حبيبي	پکارتے ہین۔
ودائي باطن ولديك طب	اے پروردگار میرے۔ تیرے ایسا میرے لئے کوئی طبیب نہین ہی۔
ومن لي مثل طبّك يا حبيبي	میرے دل کے درد کا علاج تیرے پاس ہی۔

ہم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے کلام معجز نظام کا ایک مختصر خلاصہ لکھدیا ہی۔ جسے ہم اپنے موجودہ مدعا کے اظہار کے لئے کافی سمجھتے ہین۔ انکے ایک ایک شعر مین۔ اخلاقی تعلیم۔ جو اہل عرب کی سی مبتدی تہذیب کے لئے کتنی ضروری اور مفید تھی۔ کیسے سچے اور ستھرے الفاظ مین پہونچائی گئی۔ علم۔ ادب۔ تہذیب۔ شائستگی۔ مفاخرت بیجا سے پرہیز۔ شکر نعمت اور موعظت سے لیکر خدائے تعالےٰ شانہ کی مناجات تک کے مضامین۔ جو اپنی خوبی۔ سلاست اور فصاحت مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ کیسے پر اثر اور پاکیزہ الفاظ مین بتلائے گئے ہین۔ اب ہم ایسے اخلاقی اور روحانی مضامین کے مقابلہ مین عرب کے اگلے اور بیہودہ اور فحش کلامون کو یاد دلاکر۔ ناظرین کتاب کو کیون بدمزہ کرین۔ امرء القیس۔ نابغہ اور نجاشی وغیرہم کے قصائد اور اُنکے شواہد اور معشوق کے مدحیات اور اُنکے تعیش اور طرز معاشرت اب بھی اُنکے کلام سے ظاہر اور ثابت ہین جو اسوقت تک اطراف عالم مین عام طور سے ذایع وشایع ہین ؛

اتنے مضامین کو پڑھکر جو دنیا کو اخلاق کی کافی تعلیم دیتے ہین۔ کوئی شخص کبھی منہ پھیر کر بھی شعرائے عرب کے قدیم اشعار کی طرف نہین دیکھیگا۔ یہ اشعار اور اُنکے مضامین دنیا کی تہذیب اور اخلاق کو سرے سے بگاڑ دینگے۔ انکے برعکس جناب امیر المومنین علیہ السلام کے کلام تمام اہل دنیا کو۔ تہذیب۔ اخلاق اور شائستگی کا سبق دینگے۔ ہادی کا کلام بھی ہادی ہی ہونا چاہئے۔ اور ہادی کا کام ہدایت۔ امیر المومنین علیہ السلام تمام اہل اسلام کی ہدایت کے ذمہ دار تھے۔ ضرور تھا کہ وہ ہر قرینہ سے۔ ہر ذریعہ سے۔ اُنکی ہدایت۔ اصلاح اور رفاہ کے اسباب درست فرماتے ؛

خطبات مرتضوی۔ جو ابھی اوپر لکھے گئے۔ آئین ملکی احکام۔ ہدایت عامہ کے ارشاد۔ مواعظ اور روزمرہ کی گفتگو۔ ایک ایک کرکے درج ہین۔ انمین سے کوئی خطبہ ایسا نہین ہوگا جس مین اہل اسلام کی دینی۔ دنیوی۔ اخلاقی اور روحانی تعلیم و ہدایت کے لئے انتہا درجہ تک کوشش نہ فرمائی گئی ہو۔ اور انمین سے کسی امر کے متعلق کوئی ایسی بات فروگذاشت نہین کی گئی جسمین اُنکی ہدایت او تعلیم دونون کا لحاظ نرکھا گیا ہو۔ اگر اخلاق کی نسبت ہدایت فرمائی گئی تو پھر اُسکے تمام ضروری اور مفید امور بتلا دیے گئے۔ اگر دینیات کی تعلیم دی گئی تو اُسکے متعلق تمام مضامین اول سے لیکر آخر تک دکھلا دیے گئے*

عرب مین مذاق شاعری قدیم سے چلا آتا ہی۔ اور ہر شخص اسکو قدر سے دیکھتا تھا۔ مگر جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے ذاتی اعزاز اپنے کلام کی شہرت کے محتاج نہین تھے۔ سلطان الشعرا یا ملک الشعرا کا خطاب امیرالمومنین کے لقب سے زیادہ مناسب اور موزون نہین ہی۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو اس فن مین اپنے کمال دکھلانے کا موقع جس ضرورت نے دیا تھا۔ وہ یہی اہل اسلام کی ہدایت اور اُنکے بیہودہ مذاق اور فحش خیالات سے اصلاح تھی۔ اور کچھ نہین۔ اسلام نے اسوقت تک اہل عرب کو جو کچھ سمجھایا تھا وہ صرف خطبات اور عام مواعظ کے طریقہ مین۔ کیونکہ اُنکو جو کچھ بتلایا گیا وہ وحی کی آیات اور حدیث کی عبارات مین اسلام کی دینی اور دنیوی۔ اخلاقی اور روحانی تعلیمین نظمی پیرایہ مین اسوقت تک بالکل اچھوتی تھین۔ اور اسمین شک نہین کہ عرب کی شعر پسند طبیعتین۔ جو ایک مدت دراز سے شاعرانہ مذاق کے ساتھ دلچسپی کا فطرتی تعلق رکھتی تھین۔ وہ اسلامی مواعظ اور اُسکے اخلاقی محاسن کی تعلیمون کو ایک حد تک ضرور نظم کے خاص پیرایہ مین تلاش کرتی تھین۔ اُنکو عکاظ کے میلے۔ وہان کے جلسے۔ ایام حج کی شاعرانہ صحبتین۔ اُنکی پرجوش طبع آزمائیان اور پرزور قصائد۔ ابھی تک یاد تھین۔ وہ اُن امور کو اسلام کی معجز نما تعلیمون مین ضرور ڈھونڈھتی تھین۔ حسان ابن ابی کعب۔ عبداللہ ابن رواحہ وغیرہم سے اسلامی شاعری کا دائرہ خالی نہین تھا۔ اور نہ نبوت کے بعد خلافت کا زمانہ ایسے ذی جوہر بزرگون سے محروم تھا۔ مگر اسکی طرف کوئی مخصوص توجہ نہین کیجاتی تھی۔ اسوجہ سے۔ اسوقت تک شاعری کے پیرایہ مین اسلام کی ہدایت کا پارٹ ادا نہین کیا گیا تھا*

جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے تردد اور پریشانیون کی موجودہ حالتون پر بھی اسلام کے ہدایت کے منصب کو اس خاص پیرایہ مین بھی اُسی مستعدی اور سرگرمی سے اُسی طرح ادا فرمایا جس طرح امارت مومنین کے فرائض کو۔ اور اسمین شک نہین کہ اسلام کی ہدایت کے متعلق اس ایجاد کا سہرا آپکی ذاتی قابلیت اور جامعیت کے سر چڑھا*

ہمارے اس خلاصہ اشعار مرتضویہ کو پڑھکر اور آپکے تمام اخلاقی اور روحانی تعلیموں سے بھرے ہوئے دلکش اور پر اثر مضامین پر غور کرکے ہر شخص خود بخود فیصلہ کرسکتا ہے کہ آپکے یہ مضامین۔ اُنکے مطالب کیسی سچی تہذیب۔ صفائی اور شائستگی کی تعلیم دیتے ہین۔ عرب کی بیس برس پہلے کی شاعری پر اگر غور کیا جاوے تو ہمین کہین ان مضامین کا پتہ نہین لگتا۔ ان اشعار کی پاکیزگی اور جدت مضامین۔ وہی اصلاح بتلا رہی ہے جو فی زماننا۔ ہندوستانی۔ فارسی اور اردو بلکہ تمام ایشیائی شعر و سخن کے لئے تجویز ہو رہی ہے۔ اُسے چودہ سو برس پہلے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام تجویز فرما چکے ہین ؛

ان ملکون کے شعر و سخن کو جن حدود تک محدود ہونا چاہئے۔ وہ نمونہ کے طور پر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام خود دکھلا چکے ہین۔ اگر اُسی وقت اہل اسلام نے اپنی شاعری کا رنگ بدل دیا ہوتا تو عرب سے یہ عاشقانہ مذاق نہ ایران مین آتا اور نہ ایران سے ہندوستان مین اور موجودہ زمانہ مین ایشیائی شاعری کو بیرونی الزامات سے محفوظ رہنے کا پورا موقع حاصل ہوتا ؛

امیر المؤمنین علیہ السلام کے مفید نصائح

ہم ابھی ابھی اوپر کے مضامین مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی اور جامعیت لکھ چکے ہین۔ جسکا اعتراف اسلام کے ہر طبقہ اور فرقہ والے نے کیا ہے۔ انکی جامعیت۔ قابلیت اور کمال نے اسی طرح ہر زمانہ کے اور ہر قوم و ملت کے بڑے بڑے لیاقت والے علماء سے۔ اس علمی وسعت تحقیقات حسن کلام۔ فصاحت و بلاغت۔ غرض تمام جامعیت کا کامل اعتراف کرایا ہے ؛

اب ہم جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے وہ ارشادات اور احکام دکھلاتے ہین جن سے سمجھ لیا جائیگا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے عرب مین علمی مذاق پیدا کرنے کی کتنی کوشش فرمائی تھی۔ اور آنکے علمی سرمایہ کو کتنا وسیع کرنا چاہا تھا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی مقدس صحبت کبھی علمی تذکرون سے خالی نہین رہی اور آپکا کوئی خطبہ ایسا نہین تھا جس سے علمی مطالب کا کچھ نہ کچھ استفادہ نہوتا ہو۔ آپکے مفید اقوال اور ضروری نصائح جو تحصیل علم کے متعلق ارشاد کئے گئے تھے۔ وہ ذیل مین درج کئے جاتے ہین ؛

تحصیل علم

اری العلم فی ذل وجوع وفاقة وبعد من الاباء والاهل والوطن لو کان کسب العلم سهل حرقه لما کان ذو جهل علی الارض فی الزمن ؛	مین علم کو۔ ذلت۔ بھوک۔ فاقہ۔ فرقت والدین۔ دوری وطن اور فراق اہل وعیال مین پاتا ہون۔ اگر تحصیل علم کوئی سہل کام ہوتا تو روے زمین پر کوئی کسی زمانہ مین جاہل نہوتا ؛

کمیل ابن زیاد نخعی کو مخصوص تاکید

قال الکمیل اخرجنی امیرالمؤمنین علیه
السلام الی الجبان فلمّا اصحر تنفس
الصعداء ثم قال یا کمیل هٰذه القلوب
اوعیه فخیرها وعلمها فاحفظ عنی ما
اقول لك والنّاس ثلثة فعالم ربّانی
ومتعلّم علی سبیل نجاة وهمج رعاد
اتباع کل ناعق یمیلون مع کلّ
ریح لم یستضیؤا بنور العلم ولم یلجاؤا الی
رکن الوثیق یا کمیل العلم خیر من
المال والعلم یحرسك وانت تحرس
المال والمال ینقصه النفقة والعلم
تزکو علی الانفاق وطبع اعمال نزول
به اله وضع العلم لا یزول یا کمیل ابن
زیاد معرفة العلم دین یدان به
یکسب الامنان :

کمیل ابن زیاد نخعی ناقل ہین کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور صحرا کی طرف چلے۔ جب ہم لوگ صحرا کے قریب پہونچے تو آپنے ٹھنڈی سانس بھری اور فرمایا اے کمیل۔ ہمارے دل ظروف کی مثال ہین۔ عمدہ دل وہی ہین جسمین عمدہ عمدہ باتین بھری جائین۔ دیکھو جو مین تم سے کہتا ہون اُسے یاد رکھو۔ دنیا مین تین قسم کے آدمی ہوتے ہین۔ اول عالم ربّانی۔ جو خدائے سبحانہ تعالےٰ کو اُسکے حد یقین تک پہچانتا ہی۔ دوم متعلم۔ جو تحصیل معرفت مین کوشش کرتے ہین۔ سوم سفلہ۔ نہ اُنمین علم ہی۔ اور نہ تحصیل علم کی طرف اُنکی کوئی خواہش دیکھی جاتی ہی۔ ایسے لوگون کے لئے کوئی علم اور اعتبار نہین کیا جاتا۔ انکو جس کسی نے آواز دی یہ اُسی کے ہو رہے۔ اور جس ہوا نے چاہا اُنکو اپنی جگہ سے اُکھاڑ پھینکا۔ انکے پاس نور علم نہین ہی کہ یہ اُس سے روشنی حاصل کرین۔ اور اپنی پیٹھ کو کسی مستحکم ستون سے لگائین۔ خدا کی معرفت مین استقلال حاصل کرین۔ اے کمیل۔ علم بہتر ہی مال سے۔ اسلئے کہ علم تمہاری محافظت کریگا۔ اور تمکو تہلکہ سے بچائیگا۔ اور مال تمہاری محافظت کا آپ محتاج ہی۔ اگر تم اُسکی حفاظت نکرو تو وہ ضایع ہو جائیگا۔ مال بانٹنے اور تقسیم کرنے سے کم ہو جائیگا اور علم جسقدر بانٹا جائیگا۔ بڑھتا رہیگا۔ اور وہ تمام اسباب جنکو مال سے تعلق ہی تمہارے زوال پانے کے وقت زوال پذیر ہو جائینگے۔ مگر تمہارے علمی آثار ہمیشہ برقرار رہین گے :

یا کمیل معرفة العلم دین یدان به
یکسب الامنان الطاعة فی حیاته
وجمیل الاحدوثه بعد وفاته والعلم
حاکم والمال محکوم علیه یا کمیل ابن

اے کمیل تحصیل علم ایسی شرافت ہی جو تمہارے ارکان دین مین داخل ہی کہ اُسپر تمکو اعتقاد ہونا چاہئے۔ اور اُسکو اپنے فرائض مین شمار کرنا چاہئے۔ اپنی حیات کے زمانہ مین علم کے ذریعہ سے معرفت تما حاصل کرو اور

ابن زیاد هلک خزان الاموال وھم احیاء والعلماء باقون مابقی الدھر اعیانھم مفقودۃ وامثالھم فی القلوب موجودۃ؛

اپنی وفات کے بعد محاسن و محامد کے اچھے اچھے نتیجے یادگار چھوڑ جاؤ۔ عالم حاکم ہے۔ مالدار محکوم جس مقام مین علم کا اظہار کیا جائیگا۔ مال اُس سے حاصل کیا جائیگا۔ اے کمیل زیادہ تر وہی لوگ تباہ و برباد ہوئے۔

جنھون نے مالون کو خزانون مین داخل کیا۔ ہرچند وہ اپنی ظاہری صورتون مین زندہ شمار کیے جاتے ہین لیکن حقیقت مین علم والے اُسوقت تک زندہ باقی ہین جس وقت تک زمانہ باقی ہے۔ ہرچندکہ وہ اپنی ظاہری صورتون مین مردہ کی مثال ہوتے ہین۔ کیونکہ دنیا مین اگرچہ اُنکی ذات پائی نہین جاتی۔ لیکن اُنکی قابلیتون کے آثار اور اُنکی لیاقتون کے یادگار باقی رہجاتے ہین؛

علم کے اوصاف پڑھ لئے گئے۔ اب عقل کے محاسن ملاحظہ ہون۔ ہم اسکی ذیل مین سب سے پہلے اُن مختصر اور مفید نصائح کو درج کرتے ہین جو امیرالمؤمنین علیہ السلام نے بہ سبیل تذکرہ اپنے اصحاب سے ارشاد فرمائے ہین۔ یہ نصائح اپنے اُن مطالب مین۔ اصلاح حال۔ درستی امور۔ ترتیب تہذیب اور تمام اخلاقی اور روحانی تعلیمات کے متعلق کامل طور سے ایک بہت بڑے معلم کا کام دیتے ہین؛

جناب امام حسن علیہ السلام سے محاسن عقل کی تعریف

قال امیرالمؤمنین علیہ السلام لابنہ حسن علیہ السلام یا بنیّ احفظ عنّی اربعا واربعا لا تضرّک ماعملت معھن ان اغنی الغنی العقل واکبر الفقر الحمق واوحش الوحشۃ العجب واکرم الحسب حسن الخلق یا بنیّ ایاک ومصادقۃ الاحمق فانہ یرید ان ینفعک فیضرک وایاک مصادقۃ البخیل فانہ یقعد عنک احوج ماتکون الیہ وایاک مصادقۃ الفاجر فانہ یبیعک بالتافہ وایاک مصادقۃ الکذّاب فانہ کالسراب یقرب علیک

یہ وہ نصیحت ہے جو جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن علیہ السلام کو فرمائی تھی۔ ارشاد فرماتے ہین۔ بٹیا۔ چار چیزین ایسی ہین کہ اگر کوئی اُنھین اختیار کرے تو کبھی نقصان نہ اُٹھائے۔ اور وہ اپنے تمام مقصود سے غنی ہوجاوے تمام چیزون کے استغناء سے عقل کا استغنا بہتر ہے اور تمام دنیا کی ناداریون سے حماقت کی ناداری بدتر ہے۔ اور دنیا کی تمام وحشتون سے تکبر اور خودبینی کی وحشت ہے۔ اور دنیا کی تمام شرافتون سے اعلیٰ محاسن اخلاق کی شرافت ہے۔ بیعقل لوگون سے اپنے آپکو بچاؤ۔ کیونکہ اُسکی بیعقلی اگرچہ تمھارے لئے مفید بھی

البعید وبعید علیك القریب ۞

ثابت ہو مگر اگر تم اُسکے فائدون پر غور کرو تو وہ فائدے تمھارے حق مین عین نقصانات ثابت ہونگے بخیل کی دوستی سے بھی پرہیز کرو۔ اُسکی محبت تمکو کاہل اور سست کردیگی۔ بُرے لوگون کی دوستی سے بھی احتیاط کرو۔ کیونکہ اُنکی محبت تمکو بھی آوارہ کردیگی جو آخر مین تمھاری بدمزگی کا باعث ہوگی۔ جھوٹ بولنے والے لوگون کی مصاحبت سے بھی پرہیز کرو کہ اُنکی دوستی تمھارے ساتھ سراب کے مثال ہوگی۔ وہ تمھارے دور کی چیزون کو تمھارے نزدیک دکھلائے گی۔ اور تمھارے نزدیک کی چیزون کو تم سے دور دکھلائیگی۔

ایضاً محاسن عقل

لامال اعود من العقل ولا وحشة من العجب ولا عقل التدبیر ولا کرم کالتقوی ولا قرین کحسن الخلق ولا میراث کالادب ولا قائد کالتوفیق ولا تجارة کالعمل الصّالح ولا ربح کالثواب ولا ورع کالوقوف عند الشّبهه ولا زهد کالزهد فی الحرام ولا علم کالتفکر ولا عبادة کالفرآئض ولا ایمان کالحیاء والصبر ولا حسب کالتواضع ولا شرف کالعلم ولا مظاهرة اوثق من المشاورة [1] ۞

کوئی چیز عقل سے زیادہ مفید نہین اور کوئی چیز خودبینی اور تکبر سے زیادہ وحشت دلانیوالی نہین اور کوئی عقل تدبیر عقل کے برابر نہین اور کوئی بزرگی تقویٰ کی برابر نہین اور کوئی رفیق خوش خلقی اور محاسن اخلاق کے برابر نہین۔ اور کوئی میراث ادب سے اچھی نہین۔ اور کوئی احتیاط اجتناب سے بہتر نہین۔ اور کوئی پرہیز حرام چیزون کے پرہیز سے بہتر اور سودمند نہین۔ اور کوئی علم بغیر اُسکی فکر مثیت کے نہین۔ اور کوئی شرافت علم کے برابر نہین ہے اور کوئی قوت مشاورت کی قوتون سے زیادہ مستحکم نہین ہوتی ۞

شکر نعمت اور توبہ وانابت کی تاکید

من اعطی اربعا لم یحرم اربعا من اعطی الدعاء لم یحرم الاجابة ومن اعطی الاستغفار لم یحرم المغفرة ومن اعطی الشکر لم یحرم الزّیادة ۞

جس شخص کو چار چیزون کی توفیق دنیا مین حاصل ہوئی وہ چار چیزون سے کبھی محروم نرکھا جائیگا۔ جسکو توفیق دعا کرنے کی ہوئی وہ کبھی اجابت اور قبولیت کی نعمتون سے محروم نہ رکھا جائیگا۔ اور جسکو توبہ کی توفیق دی گئی وہ قبول توبہ سے محروم نرکھا جائیگا۔ اور جسکو استغفار کی توفیق ہوئی۔ وہ آمرزش سے بے بہرہ نرکھا جائیگا۔ اور جسکو شکر کی توفیق عنایت ہوئی وہ ازدیاد نعمت کی سعادتون سے محروم نرکھا جائیگا ۞

[1] نہج البلاغۃ۔

محاسن اخلاق کی تفصیل

الجود حارس الاعراض والحلم قدام السفیہ والعفو زکان القطر والسوعوضك ممن غدر والاستشارة عنق الهدایة وقد خاطر من استغنی برایه والصبر بناضل الحدثان والجزع بین اعوان الزمان واشراق الغنی ترك المنی وكم من عقل ابتر وهواء هوی ومن التوفیق حفظه التجربه والمودة قرابة مستفادة ولا تامنن ملالا:

فیاضی تمھاری حفظ آبرو ہی۔ اور حلم تمھارے اُس کپڑے کے مانند ہی جو تم شیشہ کے منہ پر اس غرض سے باندھتے ہو کہ تمھارے عروق مین کثافت نہ آئے۔ اسی طرح حلم تمھاری زبان سے غلیظ اور بُری باتون کے نکلنے کو روکتا ہی۔ عفو تمھاری کامیابی کی زکوٰۃ ہی۔ جب تم اپنے حریف کے مقابلہ مین کامیاب ہو اور اُس پر فتح پاؤ تو تمھاری کامیابی کا کمال یہی ہی کہ تم اُسکے قصور معاف کر دو۔ تسلّی اور اطمینان لانا اُس شخص کا عمدہ عوض ہی جو تم سے غدر کرے اور مخالفت پر آمادہ ہو۔ مثلاً جب کوئی دوست تم سے غدر کرے اور محبت کے باہمی معاہد توڑ ڈالے تو اپنے دل کو اُسکے فراق مین تسلّی دیا کرو کہ تسلّی سے اُسکے وصال کی با فیلمذہ آرزو رفتہ رفتہ مردہ ہو جائیگی۔ جب یہ آرزو تمھارے دل سے مردہ ہو جاویگی تو یہی تسلّی اور اطمینان تمھارے دل مین اُسکی محبت کے عوض مستحکم ہو جائینگے۔ مشورت لینا ہدایت کا چشمہ ہی حقیقت مین اُس شخص نے ضرور اُنکو خطرہ مین ڈالدیا جسنے صرف اپنی رائے پر اعتبار کیا۔ اور ہر امر مین اپنی ہی غور و فکر پر اعتماد کیا۔ اور دوسرے عقل والون سے مشورت نہین لی۔ بیشک وہ اپنے امور کو خطرہ مین ڈالتا ہی اور وہ کبھی ان خطرون سے نہ بچیگا۔ صبر حوادث زمان کے مقابلہ مین تیر اندازی کی جگہ ہی۔ اور جزع یعنی گریہ و زاری حوادث کو قوت دیتا ہی یعنی جب کوئی آدمی دنیا کی مصیبتون مین گرفتار ہو جاتا ہی اور صبر کو اپنا شعار بناتا ہی تو گویا وہ اپنے مصائب کے مقابلہ مین اپنے صبر سے تیر اندازی کرنا چاہتا ہی۔ وہ اگر روتا پیٹتا ہی تو وہ اپنی حالتون کو اور زیادہ کرتا ہی۔ شریف ترین استغنا ترک آرزو ہی۔ جو آدمی جسقدر اپنی آرزوئنکو ترک کریگا۔ اُسیقدر مطمئن رہیگا۔ بہت سی عقول اسیر ہین اور بہت سی خواہشین امیر۔ مناسب ہی کہ تمھاری خواہشین تمھاری عقول کی محکوم بنائی جائین۔ تاکہ وہ امور دنیا و آخرت مین تمھاری مضرت کا باعث نہون۔ مگر بہت سی ایسی حالتین ہوتی ہین جسمین نفس محکوم اور عقل مغلوب ہو جاتی ہی۔ اور اسی وجہ سے فساد پیدا ہوتے ہین اور مصیبتین ظاہر ہوتی ہین۔ اپنے تجربات کا یاد رکھنا توفیقات مین شامل ہی۔ کیونکہ جس آدمی کے ساتھ توفیقات الٰہی رفیق ہوتی ہین اُسکو تجربہ حاصل ہوتا ہی۔ اُن تجربونکو بھولنا نہین چاہتے۔ اور اُن امور کی مضرت کو نہ بھولے جسمین وہ پڑچکا ہی۔ دوستی ایک تازہ قرابت ہی جس شخص نے تمھارے ساتھ محبت پیدا کی ہی حقیقت مین اُسنے تمھارے ساتھ ایک نئی قرابت قائم کی ہی کیونکہ

جتنی مدد تمکو اپنی قرابت والون سے پہونچنے والی ہے اُس سے زاید یہ دوست تمھارے امور مین تمکو مدد پہونچائینگے۔ جو شخص کہ تم سے ملول ہو اور اُس ملال کے لئے تمپر کوئی سختی نکرتا ہو تو تم اُس سے مطمئن نہ رہو۔ یعنی ایسا شخص جو تمھاری طرف سے آزردہ ہوگا اور تمپر اُسکا اظہار نکرتا ہوگا۔ وہ بیشک ان باتون کو ہمیشہ اپنے دل مین لئے رہیگا۔

کمیل ابن زیاد نخعی کو موعظت

یا کمیل امر اھلك ان یرجوا فی کسب المکارم فی حاجة من ھو نائم	ای کمیل تم اپنے لڑکون سے کہو کہ محاسن اخلاق اور محامد عادات کی تحصیل مین کوشش کرین اور اُنکی کوششون مین ایک جگہ سے دوسری جگہ آیا جایا کرین۔

محاسن عادات

الطمع مورد غیر مصدورة وضامن غیر وفی وربما شرق شارب الماء قبل ریّه وکلما عظم قدر النفیس المتنافس فیه عظمت الرزیّة بفقده والامانی تعمی اعین البصائر والحظ یاتی من لا یاتیه۔	طمع ایک ایسی اندر جانیوالی جگہ ہے جس سے باہر نکلنے کی کوئی جگہ نہین ہے۔ اور طمع ایک ایسا ضامن ہے جو اپنے عہد پر کبھی وفا نہین کرتا۔ تمنے دیکھا ہوگا کہ اکثر پانی پینے کے وقت آدمیون کے حلق مین پانی اٹک جاتا ہے یعنی انسان اپنی اطمینانی حالتون مین دفعتاً غیر مطمئن ہوجاتا ہے۔ طمع سے جو اطمینان انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ ایسا ہی

کہ انسان کا اطمینان پھر فوراً تکلیف سے بدل جاتا ہے۔ جس چیز کی قدر و منزلت انسان کی آنکھون مین زیادہ ہوتی ہے اور وہ ایسی ہوتی ہے کہ اُسکے حاصل کرنے مین دوسرے لوگ مضائقہ کرتے ہین تو اُسکے نہ ملنے سے صدمے بھی اُسی قدر بڑے ہوتے ہین۔ انسان کی دیکھنے والی آنکھون کو اُسکی آرزوئین اندھا کر دیتی ہین اور پھر اُسکی یہ خواہشین ہوتی ہین کہ وہ چیزین جو دوسرون کے حصہ مین آئی ہین وہ اُسکے پاس چلی آئین۔ اور ایسا نہین ہوتا۔

محاسن اخلاق کی تعلیم

کان لی فیما مضی اخ فی الله وکان یعظمه فی عینی صغر الدنیا فی عینه وکان خارجا من سلطان بطنه فلا یشتهی ما لا یجد ولا یکثر اذا وجد وکان اکثر دهره صامتا فهو لیث عاد وصلّ واد لا یدلی بحجة	ایک زمانہ مین ہمارا ایک بھائی تھا کہ خالصتاً للہ وہ ہم سے محبت کرتا تھا۔ اور چونکہ دنیا اُسکی نگاہون مین حقیر معلوم ہوتی تھی۔ اسلئے وہ میری آنکھون مین بڑا معلوم ہوتا تھا وہ سوال کرنیوالون کے تمام شبہات کا جواب دیتا تھا۔ وہ خود بھی ضعیف تھا اور دنیا کی نگاہون مین بھی ضعیف معلوم ہوتا تھا

حتی یاتی قاضیا وکان لایلوم احدا علی ما یجد العذر فی مثله حتی یسمع اعتذارہ وکان لایشکو وجعا الا اعتذیرہ وکان یفعل مایقول ولایقول مالا یفعل وکان ان غلب علی الکلام یغلب علی السکوت وکان علی ان یسمع احرص منه علی ان یتکلم وکان اذا بدھم امران ینظر ایھما اقرب الی الھوی فخالفہ فعلیکم بھذہ الخلائق فالزموھا وتنافسوا فیھا فان لم تستطیعوہ فان اعلموا ان اخذ القلیل خیر منه ترک الکثیر

لیکن جب مقابلہ کا وقت آتا تھا تو شیر کی ایسی چھلانگین مارتا تھا لیکن اُسکو کسی کے ساتھ خصومت نہین تھی۔ اور اُسکو اپنے کسی معاملہ مین کسی قاضی کے پاس جانے کی ضرورت نہین ہوتی۔ اور وہ کسی کی برائی نہین کرتا۔ کہ پھر اُس سے عذر خواہی کرنی ہو۔ وہ کسی بیماری کی شکایت نہین کرتا۔ تاوقتیکہ اُس سے شفا نہین پالیتا۔ اگر کوئی گفتگو اُس سے کیجاتی تھی اور اُسین اُس سے زیادتی کیجاتی تھی تو وہ چپ رہجاتا تھا۔ جو کچھ وہ کہتا وہ کر دکھلاتا تھا۔ اور جو اُسکو کرنا منظور نہین ہوتا تھا اُسکو زبان سے کبھی نہین کہتا تھا۔ دوسرون سے سن لینے کا وہ اپنے کہنے سے زیادہ خواہشمند تھا۔ جب اُنکو ایک وقت مین دو کام پیش آجاتے تھے تو وہ اُنکے انجام کرنے سے پہلے سوچ لیتا تھا کہ اُنمین سے کون ہماری نفسانیت کے قریب ہی۔ جو اُسکے بُرے نفس سے قریب پایا جاتا تھا۔ وہ اُسکو کبھی نہین کرتا تھا اور جس امر کو ایسی خواہشون سے تعلق نہین رہتا تھا۔ وہ وہی کام اختیار کرتا تھا۔ تم ایسے سب اخلاق حاصل نہ کرسکو تو اُنمین سے تھوڑا اسیکھو کیونکہ تھوڑا سیکھ لینا سب ترک کردینے سے بدرجہا بہتر ہی۔

مکارم عادات کی ہدایتین

من نظر فی عیب نفسه اشتغل عن عیب غیرہ ومن رضی برزق اللہ لم یحزن علی مافاته من سل سیف البغی قتل به ومن الابداء الامور عطب ومن اقتحم اللجج غرق ومن دخل

جس شخص نے اپنے نفس کے عیوب پر نظر ڈالی وہ دوسرے کی عیوب گیری سے محفوظ رہا۔ جسنے اپنے رزق معین پر قناعت کرلی پھر وہ اُس شی کے لئے کبھی طول نہوگا جو اُس سے ضایع ہوگیا جس شخص نے بغاوت کی تلوار کھینچی وہ اُسی تلوار سے مارا گیا۔ جو شخص اپنے آپ کو اپنے ہاتھون سے سخت اور دشوار کامون مین ڈالتا ہی آخرکار وہ ہلاک ہوتا ہی۔ جو شخص اپنے آپ کو گہرے دریا مین ڈالتا ہی اور اُسکے خطرون سے نہین ڈرتا وہ ضرور ڈوب جاتا ہی۔ اور جو شخص بُری جگہون مین جاتا ہی اگرچہ وہ برائیان اُسمین ظاہر نہون تاہم وہ بدنام ہوجاتا ہی۔ جو شخص زیادہ بکنے کا عادی ہی اُس سے خطا ضرور ہوتی ہی۔ اور جس سے بکثرت خطا ہوتی ہی اُس سے حیا کم ہوجاتی ہی۔ اور جسکی حیا جاتی رہتی ہی اُس سے خدا ترسی کا مادہ کم ہوتا ہی۔ اور جس سے خدا ترسی کا مادہ کم ہوجاتا ہی اُسکا دل مردہ ہوجاتا ہی۔ اور جسکا دل مردہ ہوجاتا ہی وہ ضرور دوزخ

مین جاتا ہی۔ اور جو موت کو بہت یاد کرتا ہی وہ دنیا کی لذتون پر بہت کم مائل ہوتا ہی۔ اور جو شخص یہ سمجھ لیتا ہی کہ ہمارے کلام بھی ہمارے افعال کے ایسے ہمارے اعمال مین داخل ہین۔ وہ ضرورت کے وقت کے سوا اور کبھی نہین بولتا ؛

جابر انصاری کی موعظت

یا جابرؓ قوام الدین والدنیا باربعة عالم یستعمل علمه وجاهل لا یستنکف ان یتعلم وجواد لا یبخل بمعروفه وفقیر مع اخرته بدنیا ؛	اے جابرؓ۔ دین و دنیا۔ دونون کا قیام چار چیزون پر ہی۔ ایک اُس عالم پر جو ہمیشہ اپنے علم کو عمل مین لاتا ہی۔ دوم اُس جاہل پر جو تحصیل علم کو عار اور ذلت نہین سمجھتا۔ تیسرے اُس مالدار پر جو اپنے مال مین بخالت نہین کرتا۔ چوتھے

اُس فقیر پر جو آخرت کو دنیا کے ہاتھ نہین بیچ دیتا ؛

ایضاً

للمؤمن ثلاث ساعات فساعة یناجی فیها ربه وساعة یرم فیها معاشه وساعة یخلی فیما بین نفسه وبین لذاتها فیما یحل ویجمل ولیس العاقل ان یکون شاخصا الا فی ثلث مرمة لمعاش او خطوة فی معاد او لذة فی غیر محرم ؛	مومن کا فرض ہی کہ اپنی حیات کے زمانہ کو تین حصون پر تقسیم کرے۔ ایک وقت عبادت کے لئے علیحدہ کرلے دوسرے وقت کسب معاش اور خانہ داری کے امور مین صرف کرے۔ تیسرے وقت مین وہ آرام کرے۔ اور اُن چیزون سے معاشرت کرے جو اُسکے لئے حلال کی گئی ہین۔ ہر عقلمند آدمی کا فرض ہی کہ وہ اپنے وقت کو خاص کر ان کامون مین صرف کرے۔ یا تو خدا کی

عبادت کرے۔ اپنی ضرورت کے اسباب درست کرے۔ کسب معاش کے طریقے سوچے۔ امور خانہ داری کی اصلاح کرے اور محنت کے بعد آرام و معاشرت مین مصروف ہو ؛

ادائے فرائض کی تاکید

لمن قبل الله صیامه وکل یوم لا یعصی الله فیه فهو یوم عید	عید اُسکے لئے ہی۔ جسکے روزے اور راتون کے قیام خدا سبحانہ تعالے نے قبول فرمالئے ہون جس دن ہم خدا کا کوئی گناہ نہین کیا اُسی دن عید ہی ؛

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے حکیمانہ مقولے

من عرف نفسه فقد عرف ربه ؛	جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچانا ؛	لو کشف الغطا ما ازددت یقینا ؛	اگر پردہ اُٹھ بھی جائے تو یقین زیادہ نہ ہو ؛

لا تنظر الی من قال و انظر الی ما قال ؛	قائل کو نہ دیکھو اُسکے قول کو دیکھو ؛
لا بر مع الشحّ ؛	نیکی بخل کیساتھ نہین ہو سکتی ؛
لا شرف مع سوء الادب ؛	بے ادبی کیساتھ شرف نہین ہوتا ؛
لا اجتناب لمحرم مع الحرص ؛	حرص کے ساتھ حرام سے پرہیز نہین ہو سکتا ؛
لا صواب مع ترک المشورة ؛	صواب دید ترک مشورہ مین نہین ہی ؛
لا شرف اعلیٰ من الاسلام ؛	اسلام سے اعلیٰ کوئی شرف نہین ؛
لا وفاء للملول ؛	مریض سے وعدہ وفائی مشکل ہی ؛
لا شفیع انجح من التوبة ؛	توبہ سے زیادہ کوئی شفیع نہین ؛
لا داء اعیا من الجهل ؛	جہالت سے بدتر کوئی بیماری نہین ؛
الناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا ؛	لوگ سو رہے ہین۔ مرینگے تو جاگین گے ؛
نعمة الجاهل کروضة علی مزبلة ؛	جاہل کی دولت گھورے پر کا باغ ہی ؛
لسان العاقل فی قلبه ؛	عقلمند کی زبان اُسکے دل مین ہی ؛
الغنی فی الغربة وطن و الفقر فی الوطن غربة ؛	مالدار کے لئے غربت مین بھی وطن ہی اور مفلس کے لئے وطن مین بھی غربت ہی ؛
التودد نصف العقل ؛	سب سے میل رکھنا نصف عقل ہی ؛
لا تستحی من عطاء القلیل فان الحرمان اقلّ منه	تھوڑا دینے سے شرمندہ نہو کیونکہ بالکل محروم رکھنا اُس سے ذلیل تر ہی ؛
رای الشیخ احب الی من جلد الغلام ؛	بوڑھوں کی رائے میرے نزدیک جوانوں کی تلواروں سے زیادہ پسندیدہ ہی ؛
لا ظفر مع البغی ؛	بغاوت مین فتحمندی نہین ؛
لا ثناء مع الکبر ؛	غرور کی تعریف نہین ؛
لا صحة مع الهمّ ؛	غم کے ساتھ صحت نہین ؛
لا راحة مع الحسد لا سود مع الانتقام ؛	حسد کیساتھ راحت نہین انتقام سے فائدہ نہین ؛
لا محبة مع المراء ؛	خصومت کے ساتھ محبت نہین ؛
لا کرم اعز من التقی ؛	خوف خدا سے زیادہ کوئی بزرگی نہین ؛
لا معقل احسن من العقل ؛	عقل سے بہتر کوئی جا پناہ نہین ؛
لا لباس اجمل من العافیة ؛	کوئی لباس عافیت سے بہتر نہین ؛
لا مرض اضنی من قلّة العقل ؛	کمی عقل سے زیادہ کوئی مضنی مرض نہین ؛
اذا تم العقل نقص الکلام ؛	عقل کامل ہوتی ہی تو کلام کم ہو جاتے ہین ؛
قلب الاحمق فی فیه ؛	بیوقوف کا قلب اُسکے مُنہ مین ہی ؛
المقل غریب فی بلدته ؛	مرد مفلس اپنے شہر مین غریب ہی ؛
سیئة تسؤک عند الله خیر من حسنة تعجبک ؛	تمھارے وہ گناہ جنکے لئے تم غمگین ہو اُن نیکیون سے اچھے ہین جنپر تم مغرور ہو ؛
فقد الاحبة غربة ؛	دوستون کی کمی غربت ہی ؛
القناعة مال لا تنفد ؛	قناعت وہ دولت ہی جو زوال پذیر نہین ؛
اللسان سبع ان خلی عرص عنه ؛	زبان کاٹ کھانے والا جانور ہی اگر وہ چھوڑ دیا جاوے ؛

اضاعة الفرصة غصة ۔	وقت فرصت کا ضائع کرنا ملال کا باعث ہوتا ہے ؎ سنگ در دست و مار بر سر سنگ نہ کند مرد ہوشیار درنگ ۔
الفقر موت الاکبر ۔	ناداری بہت بڑی موت ہے ۔
آلة الریاسة سعة الصدر ۔	ریاست کا آلہ کشادہ دلی ہے ۔
المرء مخبوء تحت لسانه ۔	آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے ۔
المرءة شر کلها وشر ما فیها انه لابد منها ۔	عورت سراپا بدی ہے اور سب سے زیادہ برائی جو اُسمیں ہے وہ یہ ہے کہ بغیر اسکے چارہ نہیں ۔
اشد الذنوب ما استهان به صاحبه ۔	سب سے زیادہ سخت وہ گناہ ہے جسے گناہ کرنیوالا خفیف جانتا ہو ۔
من الخرق المعاجلة قبل الامکان والاناة بعد الفرصة ۔	دو چیزیں بے عقلی کی علامتیں ہیں ۔ ایک کسی کام میں اُسکے وقت سے پہلے جلدی کرنا ۔ دوسرے اُسکے وقت پہونچنے سستی اور غفلت کرنا ۔
منهومان لا یشبعان طالب دینار وطالب العلم ۔	دو بھوکوں کی سیری نہیں ہوتی ایک طالب زر دوسرا طالب علم ۔
الغنی ترك المنی ۔	عمدہ توانگری قطع آرزو ہے ۔
افضل الزهد اخفاء الزهد ۔	سب سے اچھا وہ زہد ہے جو چھپایا جاوے ۔
فاعل الخیر خیر منه و فاعل الشر شر منه ۔	نیکی کرنیوالا نیکی سے بہتر ہے ۔ بدی کرنیوالا اُس بدی سے بدتر ہے ۔

من قصر فی العمل ابتلی بالهم ۔	جو شخص کام کرنے میں سستی کرتا ہے ۔ وہ ضرور غم میں مبتلا ہوتا ہے ۔
الاعجاب یمنع من الازدیاد	غرور ترقی کا مانع ہے ۔
الطمع رق مؤبد ۔	طمع ہمیشہ کی غلامی ہے ۔
صحة الجسد من قلة الحسد	جسم کی صحت قلت حسد پر منحصر ہے ۔
ماء وجهك جامد یقطره السؤال فانظر عند من تقطره ۔	تیری آبرو پسینہ کے مثال ہے کہ سوال کرنے اور مانگنے سے ٹپک جاتی ہے ۔
اکبر العیب ان تعیب ما فیك مثله ۔	سب سے بڑا عیب وہ ہے جسکے لئے تم دوسروں کو عیب لگاؤ حالانکہ وہی تم میں موجود ہو ۔
الدهر یومان یوم لك یوم علیك فان کان لك فلا تبطروا واذا کان علیك فاصبروا ۔	زمانہ کی مدت دو روز ہے ایک روز تمہارے لئے اور تم دوسرے روز کے لئے ہو ۔ جو روز تمہارا ہے تم اُسپر نازاں مت ہو اور جس روز کے لئے تم ہو اُسپر صبر کرو ۔
کفاك ادبا لنفسك اجتنابك ما تکرهه لغیرك ۔	تحصیل ادب کے لئے اتنا کافی ہے کہ جو امور تم دوسروں میں نہ پسند کرو اُس سے خود پرہیز کرو ۔
من اسرع الی الناس بما یکرهون قالوا فیه ما لا یعلمون ۔	جو شخص کسی کے حق میں اُن باتوں کو جائز رکھے جسے وہ خود

قدر الرجل علی قدر مروته وشجاعته علی قدر انفته والفته علی غیرته؛

انسان کی قدر اسکی ہمت کے مطابق ہوتی ہی۔ اور اسکی راستی کی قدر اسکی مروت کے اندازہ پر۔ اسکی شجاعت کی قدر اسکی غیرت کے موافق ہوتی ہی اور اسکی غیرت اسکی لیاقت پر منحصر ہوتی ہی؛

احذروا صولة الکریم اذا جاع واللئیم اذا شبع

کریم کے حملہ سے اسوقت ڈرو جب وہ بھوکا ہو اور لئیم سے اسوقت جب وہ سیر ہو؛

اولی الناس بالعفو اقدرهم علی العقوبة؛

وہی عمدہ آدمی ہی جو باوجود قدرت کے لوگونکو معاف کردیتا ہی؛

المال مادة الشهوات

دولت تمام خواہشات نفسانی کا مادہ ہی؛

فوت الحاجة اهون من طلبها الی غیر اهلها؛

کسی خواہش کا بھلا دینا اس سے بہتر ہو کہ کسی نااہل سے اسکی خواہش کیجائے؛

من نصب نفسه للناس اماما ان ابتداء بتعلیم نفسه قبل تعلیم غیره ولکن تادیبه لسیرته قبل تادیبه بلسانه ومعلم نفسه ومودبها احق بالاجلال من معلم

جب کوئی آدمی اپنی ذات کو کسی قوم کا ہادی بناوے تو اسکو لازم ہی کہ وہ غیرون کی تعلیم سے پہلے اپنی ابتدا کرے اور دوسرونکو ادب کی تعلیم دینے سے پہلے اپنے آپکو مودب بنائے۔ اور جو شخص اپنے آپکو

اچھا نہ سمجھتا ہو تو دوسرے لوگ اسکے حق مین وہ باتین کھینگے جو اس مین نہین ہین؛

لا قربة بالنوافل اذا ما اضرت بالفرائض؛

ان نوافل کا کچھ حاصل نہین جنسے اداے فرائض مین خلل پڑے؛

الظفر بالجزم والحزم بالرای والرای بالتحصین الاسرار؛

کامیابی دوراندیشی پر منحصر ہی اور دوراندیشی راے پر موقوف ہی اور حسن راے تحفظ اسرار پر منحصر ہی؛

عیبك مستور ما اسعدك جدك؛

تمہارا عیب بھی پوشیدہ ہین جبتک تمہارا زمانہ بنا ہوا ہی؛

لا غنی کالعقل ولا میراث کالادب ولا ظهیر کالمشاورة؛

کوئی اطمینان عقل کے اطمینان سے بہتر نہین ہی اور نہ کوئی میراث ادب سے اور نہ کوئی معین مشاورت سے بہتر ہی؛

المرأة عقرب حلوة اللسبة؛

عورتین بچھو ہین۔ انکے کاٹنے مین بھی مزا ہی؛

قیمة کل امرء ما یحسنه تنزل المعونة علی قدر المؤنة

انسان کی قیمت اسکے محاسن پر ہی۔ اعانت قدر ہمت پر منحصر ہی؛

خذ الحکمة انی کانت فان الحکمة تکون فی صدر المنافق؛

حکمت حاصل کرو۔ اگرچہ وہ کسی منافق کے سینہ ہی مین ہو؛

ما اختلف دعوتان الا کانت احدهما ضلالة؛

وہ مختلف دعوے کبھی ایسے نہین ہونگے جسمین ایک ناحق نہو؛

الناس ومودّهم ؛	مؤدب بنائے تو اُسکی تعظیم ادب دینے والے سے زیادہ ہی ؛
شاور الرجال تشارکها في عقولها ؛	جو صاحبان عقل سے مشورہ کرتا ہی وہ اُنکی عقل مین شریک ہوجاتا ہی ؛
ثمرة التفريط الندامة وثمرة الحزم السلامة ؛	غفلت کا نتیجہ ندامت اور احتیاط کا نتیجہ سلامتی وصحت ہی ؛
من لان عوده کثفت اغصانه ؛	جسکی جڑ نرم ہوگی اُسمین شاخین کثرت سے ہونگی ؛
الکرم اعطف الرحم ؛	فیاضی قرابت سے زیادہ مہربان ہی ؛
الناس ابناء الدنیا لایلام الرجل علے حب امه ؛	انسان دنیا کے فرزند ہین اور کوئی لڑکا ماں کی محبت کی وجہ سے ملزم نہین کہا جاسکتا ؛
الهمّ نصف الغم ؛	نصف غم پیری ہی ؛
من استبد برایه هلك ؛	جو خود رائی کرتا ہی وہ ہلاک ہوتا ہی ؛
ترك الذنوب اهون من طلب التوبة ؛	ترک معاصی طلب توبہ سے ضروری ہی ؛
اللجاجة تسل الرای	خوشامد عقل کو کند کردیتی ہی ؛
کل وعاء نضیق بما جعل فیه الا وعاء العلم فانه یتسع ؛	ظروف مین جب کوئی چیز رکھتے ہین تو اُس ظرف کی وسعت کم ہوجاتی ہی مگر ظرف علم جب اُس مین علم رکھا جاتا ہی تو وہ اور وسیع ہوجاتا ہی ؛
من طلب شیئاً بالوبعضه	جو شخص جس چیز کی خواہش کریگا پائیگا
کل مقتصر کاف ؛	جس چیز پر قناعت کیجائیگی وہی کافی ہوجائیگی ؛

ہم نے اپنے اس باب مین جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے اُس نایاب ذخیرہ سے نہایت اختصار کے ساتھ ایسی مختصر اور چھوٹی چھوٹی نصیحتین حکیمانہ مقولے۔ اور پرمعنی نکتے۔ ناظرین کے پیش نظر کردیتے ہین جنسے بڑے بڑے مفید اور ضروری فائدے اُٹھائے جاسکتے ہین۔ اگر یہ غور سے پڑھے جائین اور اپنی لغزشون کی اصلاح کیجاوے تو پھر کبھی محاسن اخلاق۔ تہذیب۔ شائستگی۔ دانشمندی اور تمام اخلاقی اور روحانی فروگذاشتون کی گرفت کا شبہہ بالکل جاتا رہے ؛

امیرالمومنین کی ندرت کلام پر مسٹر اکلی کی تصدیق

یہ دینی۔ دنیوی۔ اخلاقی اور روحانی نصیحتین جناب امیر علیہ السلام کی جامعیت اور حکیمانہ قابلیت کا پورا ثبوت پہونچا رہی ہین۔ جنکو ہم انکے سوا۔ اور کسی کے اقوال اور کلام مین نہ انسے پہلے پاتے ہین نہ مابعد۔ یہ وہی حکیمانہ نکتے ہین۔ جنکے۔ عدیم المثال۔ لاجواب اور نادر الوجود ہونے کا اعتراف اہل اسلام تو اہل اسلام اہل یورپ نے بھی بڑے اعزاز اور بڑے دعوون سے کیا ہی۔ چنانچہ مسٹر سائمن ڈی اکلی نے *Mr. Simon de Ockley* جو انگریزون مین پہلا اسلامی مورخ ہی اپنی کتاب ہسٹری او سارا سینس *History of Saracens* مین کیا ہی۔ اُسنے آپکے اقوال فرانس کے شہر بتھولیم *Bethulium* کے مشہور اور قدیم کتب خانہ *M.S.S.* مین پائے تھے۔ اور وہان یہ مفید نصائح مصر کے کتب خانۂ قدیم

سے لائے گئے تھے۔

ہم نے حقیقت میں۔ امیر المومنین علیہ السلام کی علمی لیاقت۔ جامعیت اور استعداد و قابلیت میں صرف دو چار خطبے۔ دو چار موعظت اور یہی اتنے حکیمانہ مقولے۔ قلمبند کر دئے ہیں۔ انکو ہم آنکی یکتا اور بے عدیل لیاقتوں کی کامل تشریح اور تفصیل نہیں لکھ سکتے۔ اگر ہم اس مضمون کی طرف کسی تفصیل کا قصد کریں تو ہم کامل طور پر یقین کرتے ہیں کہ ہماری کتاب کا یہ حصہ اپنے طور پر ایک خاص کتاب بنجائیگا۔ اور مناقب خوارزمی اور خصائص نسائی سے کبھی حجم میں کم نہیں ہو سکتا۔

بہرحال۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی جامعیت اور قابلیت کی یہی مثالیں ہیں جو اسوقت پیش نظر ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ آپکی جامعیت کا اندازہ۔ انسانی قوتوں سے محال ہے۔ ابھی ہزاروں چیزیں ایسی ہیں جو ہمنے طوالت سختی عبارت حل لغات اور اپنی کم علمی اور بے استعدادی کی وجہ سے مطلقاً چھوڑ دی ہیں نہیں تو امیر المومنین علیہ السلام کی جامعیت اور علمی قابلیت کی بہت بڑی مثالیں تو آپ کے **توقیعات۔ خطبات۔ ارشادات** اور **مناجات** وغیرہ وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔ جو کثرت سے حدیث اور اعمال کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ اُنکی عبارات ایسی ہی سخت اور دشوار ہیں

اور خاصکر اُنمیں عرب کے لغات کا ایسا ذخیرہ ہے کہ آج چودہ سو برس سے یہ ادعیات اور مناجات تمام اسلامی دنیا میں رائج اور شائع ہیں۔ مگر اُنمیں سے بہت کم ایسی ہیں جسکی شرح پر ہندوستان کے کسی قابل عالم کا قلم اُٹھا ہو یا عراق و حجاز کے کسی مستعد اور لائق کا قدم **صحیفۂ علویہ**۔ جسکے بعض ادعیات کی مختصر اور پر معنی شرح ملا محمد باقر داماد علیہ الرحمہ کے ایسے قابل فلاسفر نے کی ہے۔ ان دعاؤں کا کافی ذخیرہ ہے۔ **دعاے سمات۔ دعاے صباح۔ دعاے کمیل۔ دعاے مجیر۔ دعاے استغفار۔ دعاے جوشن دعاے قاف۔ مناجات عشرہ۔ دعاے یستشیر** وغیرہ وغیرہ ہیں۔ یہ وہ دعائیں ہیں جنکے لفظ لفظ سے امیر المومنین علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت اور عربی کی لٹریچر اور بے عدیل لیاقت معلوم ہوتی ہے۔ اور جنکے فقرہ فقرہ سے خداے سبحانہ تعالٰی کی عظمت۔ اُسکی صفات معبودیت۔ اُسکے کمال قدرت اور انسان کی عبودیت کے خالص اظہار۔ مجبوری اور معذوری کی پوری صورت ظاہر ہوتی ہے۔

ان دعاؤں کو اگر پورے طور سے سمجھ لیا جاوے اور اُنکے مطالب و مقاصد کو غور سے پڑھکر سوچا جاوے تو بغیر کسی تحریک کے خود فیصلہ کر لیا جا سکتا ہے کہ اسلام کے بتائے ہوے اصول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمجھائے ہوے خدا کے خالص اور خاص الخاص اوصاف یہی ہیں۔ اُسکے کمال قدرت عظمت اور وحدت کے مخصوص یہی الفاظ ہیں۔ جو امیر المومنین علیہ السلام کی زبان معجز بیان سے ان دعاؤں

مین مترشح ہوئے ہین۔ ہم اس مقام پر۔ دعاے یستشیر کے بعض مقامات سے ذیل مین انتخاب کرکے لکھتے ہین۔ جو فصاحت اور سلاست کے اعتبار سے۔ اپنی آپ نظیر ہی؛

دعاے یستشیر

الله لا اله الا هو له الاسماء الحسنیٰ فانا اشهد بانك انت الله لا رافع لما وضعت ولا واضع لما رفعت ولا معز لمن اذللت ولا مذل لمن اعززت ولا مانع لما اعطيت ولا معطی لما منعت وانت الله لا اله الا انت اذ لم تكن سماء مبنية والارض مدحية ولا شمس مضيئة ولا ليل مظلم والنهار مضیٔ ولا بحر لجی ولا جبل راس ولا نجم سار ولا قمر منير ولا ريح تنفس ولا طير يطير ولا نار توقد ولا ماء يطرد كنت قبل كل شئ وكونت كل شئ وقدرت كل شئ وابتدعت كل شئ وافقرت واغنيت و امت واحييت واضحكت وابكيت وعلى العرش استويت فتباركت يا الله وتعاليت انت الله الذى لا اله الا انت الخلاق العليم امرك غالب علمك نافذ وكيدك غريب ووعدك صادق وقولك حق وحكمك عدل وكلامك هدى و وحيك نور ورحمتك واسعة وعفوك عظيم وفضلك كثيرا وعطاؤك جزيل وحبلك متين وامكانك عتيد وجارك عزيز وباسك شديد وكرمك مكيد۔

سواے اُسکے اور خدا نہین ہی۔ اُسی کے لئے تمام مقدس اسما زیبا ہین۔ ہم سب اسکے شاہد ہین کہ تو ایسا ہی خدا ہی کہ تو جسکو چاہے بلند کرے۔ پھر اُسکو کوئی گرا نہین سکتا۔ اور تو جسے گرا دے پھر اُسکو کوئی بلند نہین کرسکتا۔ اور جسکو تو کوئی چیز عطا کرے پھر کوئی دوسرا اُسکو منع نہین کرسکتا۔ اور تو جسکے لئے منع کردے پھر اُسکو دے نہین سکتا۔ اور تو ایسا ہی خدا ہی کہ سواے تیرے اور کوئی خدا نہین ہی۔ اگر تو نہوتا تو یہ آسمان روشن نہ ہوتے۔ یہ چمکنے والا آفتاب نہوتا۔ یہ اندھیری رات نہوتی۔ نہ یہ روز روشن ہوتا۔ اور نہ یہ دریاے روان۔ نہ یہ پہاڑ قائم ہوتے نہ یہ گھومنے والے ستارے اور نہ یہ چمکنے والا ماہتاب۔ نہ ہوا چلتی اور نہ بادل گھومتے۔ نہ بجلی کوندتی اور نہ بادل گرجتے۔ نہ کوئی ذی روح سانس لیتا اور نہ کوئی طائر ہوا مین اُڑتا۔ نہ آگ بھڑکتی اور نہ پانی ٹپکتا۔ تو سب چیزون سے پہلے ہی۔ تو نے سب چیزون کو بنایا ہی۔ تو نے سب چیزون پر قدرت حاصل کی ہی۔ تو نے سب چیزون کی ایجاد کی ہی۔ تو ہی نے فقیر کیا ہی تو ہی نے غنی۔ تو ہی نے مارا تو ہی نے جلایا۔ تو ہی نے رُلایا تو ہی نے ہنسایا۔ اور تو ہی آسمان پر قائم ہی۔ ہم تیری برکت اور تیری عظمت کا اعتراف و اقرار کرتے ہین۔ تو ایسا خدا ہی کہ تیرے سوا کوئی دوسرا پیدا کرنیوالا نہین ہی۔ تیرے احکام غالب ہین۔ تیرے علم جاری۔ تیری مشیت عجیب۔ تیرے وعدے سچے۔ تیرے قول صحیح۔ تیرے احکام عین انصاف

صریخ المستصرخین منفس عن المکروبین
مجیب دعوة المضطرین اسمع السامعین
ابصر الناظرین احکم الحاکمین اسرع
الحاسبین ارحم الراحمین خیر الغافرین
قاضی حوائج المؤمنین مغیث الصالحین
انت الله لا اله الا انت رب العلمین انت
الخالق وانا المخلوق انت الرب وانا العبد
انت الرازق وانا المرزوق انت المالک و
انا المملوک انت المعطی وانا السائل انت الجواد
وانا البخیل انت القوی وانا الضعیف انت
العزیز وانا الذلیل انت الغنی وانا الفقیر
انت السید وانا العبد انت الغافر وانا
المسیء انت العالم وانا الجاهل انت الحکیم
وانا العجول انت الراحم وانا المرحوم انت
المعافی وانا المبتلی انت المجیب وانا المضطر
وانا اشهد بانک انت الله لا اله الا انت
الله الواحد الفرد والیک المصیر وصلی
الله علی محمد واهلبیته الطاهرین الطیبین
واغفر لی ذنوبی واستر علی عیوبی وافتح
لی من لدنک رحمة ورزقا واسعا یا
ارحم الراحمین

تیرے کلام ہدایت - تیری وحی نور - تیری رحمت وسیع تیری
معافی بہت بڑی - تیرے احسانات کثیر - تیری بخشش بدلا
دینے والی - تیرے اقرار محکم - تیری توتین مستحکم مین -
تیرے الطاف عزیز ہین اور تیرے خوف شدید ہین ؛
توسب خوش اعتقادون کا اعتقاد ہی - تو دردمندونکا
دردمند ہی - تو تمام مصیبت زدون کی دعاؤن کا قبول
کرنیوالا ہی - توسب دیکھنے والون سے زیادہ دیکھنے والا
سب سے زیادہ سننے والا - سب حاکمون سے زیادہ
حکم کرنیوالا - سب حساب کرنے والون سے جلد حساب کرنیوالا
سب بخشنے والون سے زیادہ بخشنے والا - تمام مومنین کی
حاجتون کا برلانے والا - نیک بندون کی مدد کرنیوالا -
توایسا ہی خدا ہی کہ کوئی دوسرا تیرے سوا عالم کا پیدا
کرنیوالا نہین ہی - تو خالق ہی ہم مخلوق - تو مالک ہی ہم
مملوک - تو روزی رسان ہی اور ہم روزی پانیوالے -
توحاکم ہی اور ہم محکوم - تو پیدا کرنیوالا ہی اور ہم بندے -
توعطا کرنیوالا ہی اور ہم مانگنے والے - توغنی ہی اور ہم
تنگدل - توقوی ہی اور ہم ضعیف - توعزیز ہی اور ہم ذلیل
توغنی ہی اور ہم فقیر - تو ہمارا سردار ہی اور ہم تیرے غلام -
توبخشنے والا ہی ہم گناہ کرنے والے - توعالم ہی ہم جاہل -
توحکیم ہی ہم عزیز - تو رحم کرنیوالا ہی ہم رحم پانے والے -
توعاف کرنیوالا ہی ہم گناہ کرنیوالے - ہم تیری شہادت
دیتے ہین کہ تیرے سوا کوئی دوسرا خدا نہین ہی - تو اپنے بندون کو بے سوال دیتا ہی اور ہم سب تیری تصدیق
کرتے ہین - ای ہمارے خدا - تو ایک اور بے مثل ہی - سب تیری ہی طرف پھر جانیوالے ہین - تو اپنی رحمت محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی پاک وپاکیزہ اولاد پر بھیج - میرے گناہون کو بخشدے - میرے عیوب کو ڈھانکدے
اور اپنے کمال رحمت سے میرے رزق کو وسعت عطا فرما - اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے ؛

امیرالمومنین علیہ السلام کے ادعیات اور مناجات کے اُس لاانتہا ذخیرہ کی نسبت جو اسوقت ہمارے پیش نظر ہی۔ ہم اپنے اتنے ہی انتخاب کو اپنے مدعا کے لئے کافی سمجھتے ہین۔ اسلام کے اور ممالک کو چھوڑکر صرف ہندوستان کی نسبت ہم صحیح طور پر یقین کرتے ہین کہ یہان کے اعلیٰ اعلیٰ اور مشہور کتب خانون مین امیرالمومنین علیہ السلام کے ادعیات اور مناجات کا کتنا اور کیسا وسیع سرمایہ ہوگا جسکا اندازہ مشکل سے کیا جاسکتا ہی: اس کثیر ذخیرہ پر جب کوئی غور کرنے والا سوچنے لگے تو اُسے ضرور خیال ہوگا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایسے وسیع۔ طویل۔ فصیح اور بلیغ تالیف و تصنیف کا کافی وقت کب پایا۔ اور کیسے پایا۔ کیونکہ آپ کی مقدس حیات کا زمانہ جن مکروہات مین گذرا وہ کسی کی آنکھ سے پوشیدہ نہین :

مگر اس خیال کے ساتھ ہی۔ یہ بھی یقین کرنا چاہئے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا یہ پاکیزہ ذخیرہ آپکی عزلت گزینی اور جانشینی کے زمانہ خاص کا سرمایہ ہے۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے چوبیس ۲۴ برس عزلت کا زمانہ ہیجیح صحیح لا تطمئن القلوب الا بذکر اللہ کی مثال مین گذرا۔ امیرالمومنین علیہ السلام سے زیادہ اپنے وقت کا قدر کرنیوالا۔ اور اُنکو ہمیشہ مفید اور ضروری امر مین صرف کرنیوالا مشکل سے پیدا کیا جاسکتا ہی۔ آپنے اپنی کم فرصتی مین اہل اسلام کی ہدایت اور اصلاح کے متعلق اتنے کام کیے جو کسی دوسرے سے اُسکے اطمینان اور فارغ البالی کے وسیع اوقات مین بھی ناممکن تھے۔ اگرچہ آپکا زمانہ اطمینان سے نہ گذرا۔ مگر تاہم۔ آپ نے تمام اہل اسلام کے لئے اتنی مفید اور کام آنیوالی چیزون کا سرمایہ جمع فرمادیا۔ اور اخلاق و ادب کی کافی احکام کے ساتھ۔ روحانی تعلیم و ہدایت کے متعلق۔ استغراق فی اللہ۔ توکل۔ خدا سے خضوع و خشوع اور خلوص پیدا کرنے کے ذریعے۔ اُسکی معبودیت اور معرفت کے سچے طریقے۔ ہماری عبودیت کی صحیح اور کامل مثالین جمع فرمادین کہ اگر ہم اُنکو پڑھین۔ دیکھین اور اُنپر غور کرین اور ایک سچے اہل اسلام کی شان مین ہوکر اُسکے محراب عبادت مین۔ اُسی عاجزی انکساری خضوع اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہون جو ایک بندے کی شان ہی۔ تو ہمین کامل یقین ہی کہ ہم اپنے مقاصد دارین پر کامل طور سے کامیاب ہوسکتے ہین :

امیرالمومنین علیہ السلام کے کمال علمی پر فاضل معتزلی کی رائے

جن لوگون کا یہ خیال ہی کہ ہم دنیا مین واعظ بنین۔ وعظ کہین۔ اور دنیا کی قدر دنیا والون کی نگاہون مین دکھلائین۔ اُسکو ایسے ہی مضامین اور الفاظ پیدا کرنے چاہئین۔ اور اُنکے بیان ایسے ہی ہونے چاہئین۔ جیسے امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمائے ہین۔ اور تمام دنیا سے اپنی جماعت اور فصاحت و بلاغت کی داد لی ہی۔ اور اگر وہ ایسے مضامین و الفاظ نہ پیدا کرسکین تو بہتر ہی کہ وہ چپ بیٹھ رہین

اور اپنے کلام کو دنیا پر ظاہر کر کے اپنے آپ کو رسوا اور بدنام نکرین۔ اور جس شخص کو ہمارے اس بیان کی تصدیق مین شک ہو۔ وہ سمجھ لے کہ علی علیہ السلام جیسے شخص تھے۔ جس نے اپنی اعلیٰ علمی قابلیتون کا اعتراف معاویہ کے اپسے مخالف سے کرا لیا۔ جیسا کہ معاویہ نے خود کہا ما السن الفصاحۃ بقریش۔ آپکے سوا دوسرا قریش مین فصیح و بلیغ پیدا نہین ہوا۔ تمام فصحا و بلغاے عرب کا فرض منصبی ہے کہ وہ لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اُنکے آگے سجدہ کرین؛

زیادہ تر تعجب تو یہ ہے کہ **لیاقت علمی** کو چھوڑ کر جب آپ کی **شجاعت و دلیری** کا ذکر آتا ہے تو اُنکی مثال ایک شیر درندہ کی ہوتی ہے اور جب **موعظت** کے سلسلہ مین آپکی عبادت اور ریاضت کا ذکر آتا ہے تو آپکی وضع اُن خدا رسیدہ زاہدون کی صورت مین پائی جاتی ہے جنھون نے تمام عمر مین سواے موٹے نمدون کے اور کوئی چیز کپڑے کی قسم سے نہین پہنی۔ عمر بھر گوشت نہین کھایا۔ اور کسی کا ایک قطرہ خون نہ بہایا۔ کبھی تو آپکی مثال بسطام ابن قیس شیبانی اور عتبہ ابن حارث الربوعی اور عامر ابن الطفیل عامری مین دکھلائی دیتی ہے۔ جو کسی وقت مین عرب کی قدیم شجاعت اور دلیرون کے سرمایۂ ناز تھے۔ اور کبھی **سقراط یوحنا۔ پیشوایان بنی اسرائیل** اور **جناب عیسیٰ مریم** علیٰ نبینا و آلہ علیہ السلام کی صورت مین پائی جاتی ہے۔ جو ترک تعلق نفس کشی اور ریاضت کی سخت اور دشوار گذار محنتون مین اپنی آپ نظیر ثابت ہو چکے ہین۔ مین اپنی نسبت (فاضل معتزلی) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ پچاس برس سے یہ خطبات میرے پیش نظر ہین۔ اور ہزار مرتبہ سے زائد مین نے انھین ضرور پڑھا ہوگا۔ مگر اب بھی ہر موقع پر جب ہم اسکو پڑھتے ہین تو اسکے پڑھنے سے ایک خوف عظیم معلوم ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ ایک نیا اثر میرے دل پر پڑتا ہے؛

محامد اوصاف اور محاسن اخلاق

شجاعت۔ دلیری اور ہمت۔ ارشادات خطبات اور ہدایات کے باب کو تمام کر کے اب ہم جناب امیر المومنین علیہ السلام کے محامد اوصاف۔ مکارم عادات اور محاسن اخلاق کی صحیح اور کامل مثالین تاریخی مشاہد کے ساتھ۔ اپنے بیان کے موجودہ سلسلہ مین قلمبند کرتے ہین۔ اور جسطرح فاضل معتزلی نے آپکے علمی آثار کے بعد۔ آپکی شجاعت و دلیری کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ اوپر کی تحریر سے ظاہر ہوا۔ اُسی کی تقلید مین۔ ہم بھی اپنے سلسلۂ بیان مین۔ آپکے محامد اوصاف کا آغاز۔ آپکی شجاعت۔ دلیری اور ہمت کے بیان سے کرتے ہین؛

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ذات مبارک کے ساتھ یہ ایسے مخصوص اوصاف ہین کہ آج چودہ

برسون کے بعد مشکل۔ مجبوری اور ضعف کی سخت سے سخت حالتون مین۔ ہزارون اہل اسلام کے منہ سے پہلا لفظ جو نکلتا ہی وہ **یا علی** علیہ السلام ہوتا ہی ؛

کسی کے نام مین اتنی یادگاری اور قیام کا مادہ تو ہو۔ اور کسی کی قوت زمانہ مین اتنا اثر تو پھیلائے اہل اسلام مین موقوف نہین۔ دنیا کی تمام قوم اور قبیلون مین شاید کوئی دوسرا آدمی ایسا ملے جسنے اپنی شجاعت۔ دلیری اور ہمت کی یادگار مین اتنے واقعات پیچھے چھوڑے ہون۔ جتنے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے۔ دنیا کی تاریخون مین۔ شاید کوئی فرمانروا۔ والی ملک۔ ایسا ملے جسکی شجاعت اور دلیری کے اتنے واقعات یادگار رہون۔ ہمکو اُن واقعات کے دُہرانے کی مطلق ضرورت نہین ہی۔ جنکو ہم اس کتاب کے پہلے حصہ مین درج کر چکے ہین۔ ان معرکون مین جناب امیر علیہ السلام کی بے نظیر شجاعت اور ہمت سے جیسی جیسی اعلیٰ اور عدیم المثال کارروائیان ظاہر ہوئین۔ وہ میری تصدیق کی محتاج نہین ہین۔ اسلام کی تاریخین تو درکنار۔ غیر قومون کی تاریخین بھی اس سے مالامال ہین ؛

ایسے بزرگ کی شجاعت۔ ہمت اور دلیری کا کیا کہنا۔ جسنے آغاز شباب سے لیکر ضعیفی اور بڑھاپے کے گرتے ہوے دنون تک بھی۔ میدان جنگ مین کاٹے ہون۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی حیات مین تو شاید ایسا ہی کوئی سال گذرا ہو جسمین امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنے ان ذاتی جوہرون کے اظہار کا موقع نہ ملا ہو۔ آپکے بعد خلافت کے زمانہ مین بھی۔ اگرچہ جنگ کے میدانون مین آپکی شرکت نہین ہوئی۔ تاہم جب کسی مقابلہ محاصرہ اور فوج کشی کے مشکل وقتون مین۔ آپسے پوری صلاح لی گئی۔ آپکی قیمتی تجویز دانی سے پوری کامیابی ہوئی۔ محاصرہ روم۔ **فارس** اور نہاوند کے واقعات سے اسکی پوری تصدیق ہوتی ہی؛

اپنی خاص خلافت کے وقت مین۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اگرچہ دست بقبضہ ہونے سے بہت احتیاط کی۔ اور جنگ جمل تک خموش رہے۔ مگر صفین کے معرکون مین معویہ کی شدید بغاوت نے آپ کو دست بقبضہ ہونے کے لئے مجبور کر دیا۔ اتنے معرکون مین کوئی ایسا نہین رہا جسمین آپکی تیغ آبدار نے دشمن کی گھنی صفون کا تُستھرا ونہ کر دیا ہو۔ اور مخالف کے باقیماندہ سخت جانون کو اُنکے مقامون سے بھگا کر اُنکے آخر لشکرگاہ تک نہ پہونچا دیا ہو۔ عمر عاص۔ جوشب ذی ظلم۔ حریب اور ضحاک۔ بہت سے شام کے ایسے معزز اور جرار سپاہی جو اپنی قوت اور تاب وطاقت کی وجہ سے معاویہ کے سرمایہ ناز اور بہت بڑے صاحب اعزاز ہو رہے تھے آپکے مقابلہ سے ہزارون ذلتین اُٹھا کر بھاگ گئے۔

اگر ان واقعات کو تجربہ اور سالہاسال کی مشق و مہارت کا باعث سمجھکر ایک معمولی امر قرار دیا جاوے تو بھی جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شجاعت اور دلیری ایک ایسی جوہردار آئینہ ہی جسکی ہر صورت ہر طرف سے

یکسان معلوم ہوتی ہی۔ ان واقعات سے قطع نظر کرکے آپکی شجاعت کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین دیکھا جاوے تو معلوم ہو جائیگا کہ آغاز شباب بلکہ کمسنی ہی کے وقت سے غزوات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیرو کا شرف آپکو حاصل تھا۔ اور یہ ایک ایسا شرف تھا جسمین آپکا کوئی سہیم اور شریک ثابت نہین ہوتا۔ غزوۂ ذو العشیرہ (ابتدائی معرکہ) سے لیکر غزوۂ طائف کے اخیر معرکہ تک۔ غزوات کی تمامی خدمات جس خوبی اور نموداری سے آپنے ادا کین ویسا کسی دوسرے نے نہین۔ جیساکہ اس کتاب کے اول حصہ مین مفصل طور پر بیان ہوچکا ہی؛

غزوۂ بدر کے واقعہ سے پہلے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو کسی میدان جنگ مین تلوار اُٹھانے کا موقع نہین ملا تھا۔ مگر بدر کی کامیابیون کا سہرا آپ ہی کے سر باندھا گیا۔ اپنے مقابل کے علاوہ حضرت حمزہ علیہ السلام کے مقابل سے باردیگر مقابلہ کی کسنے ہمت کی۔ اور اُسکے مارنے اور اپنے مقدس چچا کے مدد پہونچانے مین کسنے اپنا خون اور پسینہ ایک کرڈالا۔ حضرت عبید اللہ ابن حارث رضی اللہ عنہ کے قاتل سے۔ پہونچکر۔ سرمیدان اُنکا انتقام کسنے لیا۔ شیبہ۔ عتبہ اور ولید جو صنادید قریش اور مکہ کے افلاذ الاکباد (کلیجون کے ٹکڑے) مشہور تھے۔ کسنے مار گرایا۔ انکے علاوہ حارث ابن زمعہ۔ زمامہ ابن اسود۔ نوفل ابن خویلد۔ عثمان ابن کعب۔ عثمان ابن مالک حنظلہ ابن ابوسفیان۔ (معاویہ کے بڑے بھائی) عثمان ابن طلحہ۔ اور مالک ابن طلحہ سے نبرد آزما اور دلیر جوانون کو کسنے خاک مین ملایا؛

احد۔ کے قیامت ناک خیز میدان مین ابوسفیان کے سالہاسال کے انتظام کو کس نے توڑا۔ اور ایک ایک کرکے اُنکے تمام علمدارون کو کس نے قتل کرڈالا۔ اور بنی عبد الدار کے تمام نمودارون کو۔ جو قریش کی علمداری اور سپہ سالاری کے عہدون پر مامور تھے کسنے خاتمہ کردیا؛

غزوۂ خندق مین۔ عرب کے رستم دستان۔ عمر ابن عبدود سے۔ جسکی شجاعت اور دلیری کے سکّے تمام عرب کے دلون پر بیٹھے ہوے تھے۔ کون مقابل ہوا۔ اور اُسکے ایسے مشہور ومعروف۔ نموداراور جرّار شجاع کو اُسکی تمام شجاعت اور دلیریون کے ساتھ کس نے مٹی مین ملایا۔

غزوۂ حنین مین تمام اہل اسلام کے منتشر اور متفرق ہوجانے کے بعد حریف کے مقابلہ مین کون اپنا سینہ سپر کئے رہا۔ اور دشمن کے تیرون کی لگاتار بوچھار مین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس جان کا محافظ شروع سے آخر تک کون بنا رہا۔ پھر دشمن کی گھنی صفون مین ہٹتا ہوا اور اُنکو چیرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لگام پکڑکر آپکو اُس کثیر جماعت سے کون باہر نکال لایا۔

موت کی عین گرم بازاری مین مخالف کی گرمجوشیون کو کسنے ٹھنڈا کیا اور دم کے دم مین دشمن کے چالیس جوانون کو کسنے مار گرایا؟

محاصرۂ طائف مین تین مہینہ کامل قیام لشکر کا کسنے انتظام کیا۔ اور قرب وجوار کے بتخانون کو مسمار کرکے تمام گمراہ قومون کو کس نے اسلام کے سیدھے راستون پر لگایا۔ اور شہاب سے پہلوان زمانہ کو مار کے۔ اور لوگون کو کسنے شریعت کا مطیع و منقاد بنایا؟

فتح مکہ مین بت شکنی کا شرف کسکے ہاتھ آیا۔ اور کاسر الاصنام کا گرانمایہ خطاب دربار نبوت سے کسنے پایا۔ خالد ابن ولید کی غلطیون کی اصلاح کے لئے۔ بنو خزیمہ کے طیش اور عتاب کی موجودہ حالتون مین مخاطب اور مقابل ہونے کی غرض سے۔ کسکی ہمت کے پاؤن پڑے۔ سورۂ برات کے نزول کے وقت۔ احکام عشرہ کی تبلیغ کے لئے۔ لاکھون کفار مین کون جا دھنسا۔ اور انکی کثرت جماعت مین خدا کے احکام کا اس دلیری اور شجاعت سے۔ کس نے اعلان کیا؟

یہ تو مشرکین کے مقابل ہونے کے حالات تھے۔ اب **یہود** کے معاملات مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے دلیرانہ خدمات ملاحظہ کئے جاوین۔ **بنی قینقاع** پر فوجکشی کس نے کی اور انکو جلاوطنی کی سزاؤن تک پہونچاکر۔ اسلام کو انکے خدشون سے کسنے مطمئن کردیا؟

بنی نضیر کے یہودیون کی شبخون والی تدبیرون کو کس کی ہمت اور بیدار مغزی نے کامیاب نہونے دیا۔ اور تن تنہا تمام اہل اسلام کی نظرون سے پوشیدہ ہوکر۔ رات کے تیرہ و تار حصہ مین اسلام کی حفاظت کے لئے۔ سر راہ کون آبیٹھا۔ اور انیس ابن عروہ اور اسکے ہمراہیون کی امیدون کو کسنے منقطع کردیا؟

خیبر کے واقعات مین۔ تین دن کی متواتر شکست کے بعد۔ دربار رسالت سے۔ حدیث لوا۔ کا خلعت پہنکر۔ حارث۔ مرحب۔ یاسر۔ انتر۔ داؤد۔ کابوس وغیرہ وغیرہ۔ یہودیون کے تیس نمودار افسرون کو جنکی شجاعت اور دلیریون پر خیبر کے ہفتجوان کی مجموعی قوت قائم تھی۔ دم کے دم مین کسنے خاک مین ملادیا۔ پھر اسکے اتنے بڑے سنگین اور گرانبار دروازے کو۔ بغیر کسی کی امداد۔ کسی کی اعانت اور کسی کی شرکت کے کس نے اکھاڑ پھینکا؟

بنی قریظہ کے یہودیون کو جو ابوسفیان کی سازش مین آکر غزوۂ خندق مین اسلام کی سخت مخالفت ثابت ہوتی ہی کسکی ہیبت اور کسکی شجاعت نے پست کردیا؟

کیا ان تمام خدمات کے مخاطب جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سوا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟

یا آپکی شجاعت مین کسی دوسرے کی شرکت یا مداخلت تبلائی جاسکتی ہی۔ جسکی ذاتی شجاعت اور قوت کی صرف اجمالی کیفیت اتنی طویل ہو۔ جو بڑی بڑی ضخیم کتابون مین مشکل سے آتی ہو۔ وہ ایک میرے بیان کی محتاج نہین ہوسکتی؛

عمرابن عبدود کا حال ساری دنیا کو معلوم ہی۔ اسی کے ایسا ایک اور دوسرے شجاع اور نمودار کو۔ جو اپنے زمانہ کا یادگار اور سرمایۂ افتخار تھا۔ آپ مغلوب کر چکے تھے۔ مگر خیریت گذری کہ اُسنے اسلام قبول کر لیا۔ اسکا نام عمرابن معدی کرب تھا۔ یہ وہی شخص تھا جسکی ہمت۔ قوت اور شجاعت کو یاد کرکے اکثر عمرابن الخطاب فرمایا کرتے تھے۔ الحمد للہ الذی خلقنا وخلق عمرا۔ خدا کا شکر ہی جسنے مجھکو پیدا کیا اور عمر کو بھی۔ عمرابن معدی کرب بہت دنون تک اسلام نہ لایا مسلمانون کے تمام قبیلون کو جو مدینہ سے دور دور بسے تھے تباہ کیا کرتا تھا۔ اُنکے مویشیون کو لوٹ لیتا تھا بستیون کو اُجاڑ دیتا تھا۔ بلائے مجسم بنا ہوا۔ جہان پہونچتا تھا۔ اپنی جماعت سے بیچارے مسلمانون کو برباد کرتا تھا۔ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر کی سرکوبی کے لئے۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو تھوڑے لوگون کے ہمراہ روانہ کیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام اُسے گرفتار کرلائے۔ عمر نے اسلام قبول کیا۔ اور حضرت عمر کی خلافت تک زندہ رہا۔ مگر جسقدر ابتدا مین یہ اسلام کے لئے مضر ثابت ہوا تھا انتہا مین اُسی قدر مفید بھی نکلا۔ حضرت عمر کے زمانہ مین یہ فوجی بند وبست کا ایک رکن خیال کیا جاتا تھا۔ فتوحات عجم مین اسی کی دلیری اور ہمت نے اہل اسلام کی کامیابی کے تمام رستے کھولدیئے۔ اکثر اوقات فوج کی سپہ سالاری کے منصب پر بھی معین ہوتا تھا۔ مگر اتنی کامیابیون کے بعد بھی جب کبھی اُسکو اپنے خاص واقعات یاد آجاتے تھے تو بے اختیار ہوکر کہہ اُٹھتا تھا۔ قد محی السیف علی الصنائع۔ علی علیہ السلام کی تلوار نے میرے تمام کامون کو خاک مین ملا دیا[۱]؛

حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ اسلامی فتوحات کی ترقی کا شباب مشہور ہی۔ اس زمانہ مین جہان اہل اسلام اپنے حریف کو اپنی شجاعت۔ ہمت اور قوت یاد دلاتے تھے۔ وہان جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے واقعات اور اُنکے محاسن خدمات کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور انھین کا نام لیکر اپنے حریف کے دل مین اسلام کی ہمت اور شوکت کے سکے جماتے تھے[۲]؛

اہل اسلام مین دلیری۔ شجاعت اور ہمت۔ کے اتنے اوصاف کے ساتھ۔ انکے سوا کسی اور کو بھی موصوف پاتے ہو۔ اسمین شک نہین کہ اہل اسلام مین بہت بڑے بڑے نمودار شجاع دلیر اور قوت دار گذرے ہین۔ جنھون نے میدان جنگ مین کھڑے کھڑے اپنے حریف کی جماعت کو چن لیا۔

[۱] تہذیب المتین ص ۵۱۲ [۲] واقدی

اُنکی جماعت کو پسپا کردیا۔ اُنکے قلعون کو آسانی سے فتح کرلیا۔ اُنکے ملکون پر۔ علاقون پر شہرون پر اسلامی حکومت کا پھریرا اُڑایا۔ یہ سب صحیح واقعات ہین۔ مگر یہ تمام حضرات کسی ایک معرکہ اور کسی ایک مقام کی فوجکشی کے ساتھ مخصوص تعلق رکھتے تھے۔ اُسمین سے ہر شخص کے لئے۔ اُسکی کامیابی کی شہرت ایک حد تک محدود تھی۔ جیسے خلافت اول مین خالد بن ولید۔ عرب کی غیر مطیع قومون کے مطیع بنانے کے لئے مشہور ہین۔ ابو عبیدہ جرّاح شام کی فتحیابی کے لئے یاد کئے جاتے ہین۔ ممالک افریقہ کیساتھ عمر عاص کا ذکر کیا جاتا ہی۔ عمر ابن معدی کرب فارس کا فاتح کہا جاتا ہی؛

مگر ان تمام معمولی مشاہیر اسلام کے خلاف اگر جناب امیر المومنین علیہ السلام کی غزواتی خدمات پر غور کیا جاوے تو معلوم ہو جائیگا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اسلامی فتوحات نے جتنی وسعت پائی اور ترقی کی۔ وہ تنہا انھین کی شجاعت۔ دلیری اور ہمت کے کامل ثبوت ہین۔ جنکی اجمالی کیفیت ابھی ابھی اوپر بیان ہو چکی۔ اور اس سے پہلے اس کتاب کے پہلے حصہ مین پوری تشریح وتصریح کے ساتھ لکھدی گئی ہی؛

اہل اسلام کی شجاعت اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی دلیریون مین یہی فرق تھا۔ آپکی شجاعت و دلیری محدود نہین تھی۔ اور ان لوگون کی محدود۔ آپکو اپنے کسی حریف سے مقابل ہونے مین خوف نہوتا تھا۔ یا اُسکی جمعیت اور قوت دیکھکر آپ پر کوئی ہیبت طاری نہوتی تھی۔ اکثر میدان جنگ مین فرمایا کرتے تھے۔ واللہ لابن ابی طالب انس بالموت من الطفل بثدی امہ۔ خدا کی قسم پسر ابیطالب علیہما السلام کو اپنی موت اس سے زیادہ عزیز ہی جیسے کہ بچون کو اپنی مان کی چھاتیان عزیز ہوتی ہین۔ اکثر اپنے ہمراہیون کو ذیل کے الفاظ مین ہمت دلائی جاتی تھی۔

ایھا الناس انکم لو تقتلوا تموتوا والذی نفس ابن ابی طالب بیدہ الف ضربۃ السیف علی الرأس اھون الی موتۃ علی الفراش؛	ای لوگو۔ اگر قتل ہوگے۔ تو یون مروگے۔ اُس خدا کی قسم جسکے ہاتھ مین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی جان ہی مجھکو ہزار ضربین تلوار کی کھانا۔ بیکار بستر پر پڑے پڑے مرنے سے زیادہ سہل اور آسان ہی؛

ایک مرتبہ سعید ابن قیس ہمدانی نے عین موقع جنگ پر آپکو دیکھا کہ صرف دو کپڑے پہنے تھے۔ عرض کی کہ ایسی سخت لڑائی کے وقت مین۔ جب سب لوگ زرہ پہنتے ہین۔ آپ معمولی لباس پر کیون اکتفا فرماتے ہین۔ جواب مین ارشاد ہوا ای یوم من الموت افر یوم لا یقدر ام یوم القدر۔ مین موت سے کہان بھاگ سکتا ہون۔ اُسدن جسدن موت آنیوالی ہی اور اُسدن

جسدن نہین آنے والی ہی؛

کسی شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ خچر پر بہت سوار ہوتے مین اور گھوڑے پر کم۔ فرمایا۔ گھوڑا بھاگنے اور دوڑنے کے لئے ہوتا ہی۔ تو مین کبھی اپنے دشمن کے آگے سے فرار نہین کرتا۔ اور نہ کسی بھاگتے کا تعاقب کرتا ہون۔ اور جو مجھپر حملہ آور ہوا اُس سے بھاگتا نہین اس لئے مجھے خچر ہی کفایت کرتا ہی۔ لا اقبل علی من فرّ ولا افرّ ممّن کرّ والبغلة تکفینی جو میرے سامنے سے بھاگ جاوے۔ مین اُس کی طرف متوجہ نہین ہوتا۔ اور جو مجھپر حملہ آور ہو۔ مین اُس سے بھاگتا نہین۔ اسلئے خچّر مجھے کفایت کرتا ہی؛

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا جناب امیر المومنین علیہ السلام حرب صفین مین بذات خاص لڑے تھے۔ ابن عباس رض کہنے لگے۔ مین نے اُنکے مانند کسی کو اپنی جان کو ہلاکت مین ڈلتے ہوے نہین دیکھا ہی۔ مین اُنکو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی مین سر ننگے نکلا کرتے تھے۔ ایک ہاتھ مین عمامہ ہوا کرتا تھا اور ایک ہاتھ مین شمشیر؛

صاحب مستطرف لکھتے ہین۔

قال مصعب ابن زبیر کان علی علیہ السلام حذرا فی الحروب شدید الروغان لا یکاد احد یتمکن منه وکانت درعة صدرا لا ظهر لها فقیل له اما تخاف ان تؤتی من قبل ظهرك فقال اذا امکنت عدوی من ظهری فلا ابقی الله ان ابقی علی علیہ السلام؛

مصعب ابن زبیر کہتے ہین کہ حضرت علی علیہ السلام لڑائیون مین بہت ہوشیار تھے۔ اور اُسکی گھاتین خوب جانتے تھے۔ ممکن نہین تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ کرسکے۔ آپکی زرہ فقط آگے کے لئے تھی۔ پشت کیطرف زرہ نہین تھی۔ لوگون نے پوچھا کہ یا امیر المومنین علیہ السلام آپ اس سے نہین ڈرتے کہ آپکا کوئی دشمن پیچھے سے آئے۔ آپنے فرمایا کہ اگر مین اپنے دشمن کو پیچھے آنے دون تو خدا مجھے باقی نہ رکھے؛

ابن قتیبہ لکھتے ہین کہ جب صفین کا جھگڑا بہت بڑھگیا تو حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کو اپنی مبارزت کے لئے طلب کیا تاکہ دونون مین سے ایک کے قتل کیوجہ سے مسلمان آرام پاجائین۔ عمر عاص نے یہ سنکر کہا کہ فقد انصفت علی علیہ السلام۔ علی علیہ السلام نے انصاف کیا ہی۔ معاویہ نے جواب دیا۔ ان امرنی بمبارزة ابی الحسن وانت تعلم انه الشجاع المطرق اراك طمعت فی امارت الشام بعدی۔ تو مجھے ابو الحسن علیہ السلام کے ساتھ مبارزت کرنیکے لئے

کہتا ہے۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ ٹھوکر کھانے والا بہادر ہے۔ اس سے معلوم تو یہ ہوتا ہے کہ تو میرے بعد شام کا امیر ہونا چاہتا ہے۔

صاحب حیوۃ الحیوان دمیری کتاب درۃ الغواص سے نقل کرتے ہین وکانت ضربات علی ابکاراً اذا اعتلا قد واعترض قط جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ضربین ایک ہی بار پورا کاٹ ڈالنے والی تھین۔ اگر سر پر پڑتی تھین تو نیچے ایک تسمہ لگا باقی نہین چھوڑتی تھین۔ اور اگر کروٹ پر پڑتی تو دوسری کروٹ تک صاف کر دیتی ؛؛

شجاعت کیسا تھ رعایت امیر المومنین ع کے خاص فرائض جو تھے ؛؛؛

اس بے نظیر شجاعت اور قوت کے اظہار کے وقت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے حریف کے ساتھ جیسی نرمی۔ مروت اور رعایت مدنظر رہتی تھی وہ بھی اپنی آپ جواب اور بے مثال ثابت ہوتی ہے حقیقت مین ایک عالی ہمت شجاع کا صرف یہی فرض منصبی نہین ہے کہ وہ اپنے حریف کے پسپا کرنے کی کوششون کے ساتھ اپنے انسانی اخلاق اور ہمدردی کو بھلا دے۔ بلکہ شجاعت کے اصلی معنی یہ ہین کہ اُسکی شدید حالتون اور سخت پر جوشیون کے وقت بھی حریف کی ہمدردی کا خیال دل سے لگا رہے۔ حریف کی مخالفانہ کارروائیون پر اُسکے شدید اور ضروری جوابون کا سوچ لینا۔ اور اُسکو عمل مین لانا صرف یہی شجاعت کے متعلق نہین ہے بلکہ اکثر اوقات ان امور سے چشم پوشی کرنا۔ اُسکی وحشیانہ اور ظالمانہ کارروائیون پر بھی۔ اپنی انسانی ہمدردی کو مدنظر رکھنا۔ اپنے اخلاقی اصول پر قائم رہنا۔ البتہ ایک ذی ہمت شجاع کے ضروری فرائض مین داخل ہین ؛؛

اصلی شجاع ہم اُسی کو کہینگے۔ جو اپنے تمام لشکر اور اہل لشکر کے ساتھ ہمیشہ محبت۔ رعایت۔ مروت اور ہمدردی کا یکسان خیال رکھتا ہو۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے نظام ملکی کے متعلق لشکر والون کے ساتھ مخصوص محبت اور رعایت رکھے جانے کی تاکیدین مفصل طور پر لکھی گئی ہین ؛

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی شجاعت اور دلیری کے بے مثال جوہرون کو حریف کے مقابلہ مین اُنکی مخالفت کی پوری گرم جوشی کے وقت ہمدردی اور محبت کے کیسے سچے ثبوت کے ساتھ ظاہر کیا ہے۔ سب سے پہلے مقتول کے اسباب جنگ سلاح۔ راحلہ اور ہتھیار لینے کے قدیم قاعدے کو۔ جو اہل عرب کا خاص دستور تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام کی عالی ہمتی اور سچی شجاعت کی تجویزون نے توڑ دیا۔ اور مقتول کو مار کر اُسکے اسباب کے لے لینے کی رسم کو۔ آپکی مروت اور عالی ہمتی نے اپنے اخلاق اور استغنا کے شایان نہ سمجھا۔ غزوۂ خندق مین عمر عبدوُد سے یکتائے زمانہ پہلوان کو مار کر آپنے اُسکی لاش کو اُسکے بیش قیمت اور اعلیٰ اسلاح جنگ کے ساتھ ویسا ہی کا ویسا چھوڑ دیا۔ اور اُسکو قتل کر کے پھر اُسکے مردہ

کی طرف نگاہ بھی نہین کی۔ اسکی مفصل کیفیت اس کتاب کے پہلے حصہ مین قلمبند ہو چکی ہی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب اُسکی بہن اُسکی لاش پر رونے آئی تو اپنے بھائی کو سلاح جنگ سے بجنسہ ویسا ہی آراستہ پاکر مطمئن ہو گئی اور رونے کے عوض یہ شعر پڑھے:۔

لوکان قاتل عمرو غیر قاتله لکنت ابکی علیه آخر الابد من کان لکن قاتله من لا یعاب به من کان یدعی ابوه بیضة البلد	اگر عمر عبد وُد کا قاتل کوئی اور شخص ہوتا۔ تو مین اسوقت سے لیکر ابد الآباد تک اُسکے واسطے رویا کرتی۔ مگر اُسکو ایک ایسے شخص نے قتل کیا ہی جو کسی عیب سے منسوب نہین ہو سکتا۔ اور اُسکا باپ بیضة البلد (شہر کا نور) کے نام سے پکارا جاتا ہی:۔

قنبرؓ سے جو ہمیشہ رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ فرماتے تھے یا قنبر لا تعرّ فرائسی قنبرؓ میرے کشتون کو ننگا نکرو۔ ان الاسود الغاب همنها یوم الکریهه فی المسلوب الاتسلب۔ شیر ژیان کا مقصود مارنے یا مرنے سے ہی۔ وہ مقتول کے سامان اور اسباب تلف کرنے پر نگاہ نہین کرتا:۔

غزوۂ احد مین ذکوان کا قصہ آپکے ان محاسن کا شاہد کامل ہی:۔

کسی غزوہ مین مقابلہ کے وقت۔ مقابل کی تلوار ٹوٹ گئی۔ اُسکی تلوار ٹوٹتے ہی امیر المومنین علیہ السلام کا ہاتھ رُک گیا۔ ممکن تھا کہ آپ ایسے موقع کو تائید غیبی سمجھکر کبھی توقف نہ فرماتے۔ مگر نہین۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام مجبوری کے ان موقعون کو ہمیشہ اپنے اظہار شجاعت کے لئے موزون سمجھتے تھے۔ بہر حال۔ حریف تو اُنکے مقابلہ سے مجبور ہو کر چُپ ہو رہا۔ آخر کار آپ سے تلوار کا سوال کیا۔ آپنے وہی تلوار عنایت فرمائی۔ جو دست مبارک مین تھی۔ اور جس سے کام لے رہے تھے۔ وہ ایسی بیجا مروت دیکھکر حیران رہگیا۔ تامل کے بعد پوچھا۔ یا علی علیہ السلام یہ تمنے کیا کیا۔ اپنے پسپا حریف اور قریب الہزیمت مخالف کو پھر از سر نو قوی کر دیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے متبسم ہو کر نہایت استقلال سے اُسکا جواب دیا۔ مین کیا کرون۔ میری کوئی حالت ہو۔ سائل کا کوئی سوال کبھی کسی وقت مین مجھسے رد نہین کیا جاسکتا۔ آپکے اس دلیرانہ اخلاق کا اُسکے دل اتنا اثر پڑا کہ وہ فوراً مسلمان ہو گیا:۔

ابن ابی طلحہ اور جناب امیر علیہ السلام

احد کے غزوہ مین جب طلحہ ابن ابی طلحہ کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے زخمی کیا تو وہ گھوڑے سے زمین پر آ تارہا۔ اُسکے گرتے ہی امیر المؤمنین علیہ السلام بھی مرکب سے اُتر پڑے۔ چاہتے تھے کہ اُسکی باقیماندہ جان کو ایک وار مین تمام کر دین۔ مگر اُسکے قریب سے جا کر واپس آئے۔ اور اُس سے کچھ بھی تعرض نفرمایا۔ دیکھنے والون نے کہا آپنے یہ کیا غلطی کی۔ اسکا سر کیون نہ جدا کیا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام

نے جواب مین ارشاد فرمایا مین اُسکی مجبوری کے وقت اُسے کیا مارتا۔ اور مرتے ہوے پر کیا ہاتھ اُٹھاتا؛
ایک یہودی نے عین مقابلہ کے وقت۔ اپنے کمال مجبوبی کے اظہار مین۔ روے مبارک پر تھوک دیا۔
جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اُسے چھوڑ دیا۔ اُسنے اپنی واگذاشت کی وجہ پوچھی تو جواب مین ارشاد
ہوا کہ مین تجھے خدا کے حکم سے مارتا تھا۔ کچھ اپنے نفس کی خاطر نہین۔ مگر تو نے جب میرے مُنھ پر تھوکدیا
تو اب میرا تجھے مار ڈالنا نفس کی شرکت کا باعث ہوگا۔ اسلئے مین علٰحدہ ہوگیا۔ اور تیرے قتل سے باز رہا
وہ کافر اس تقریر کو سنکر ایمان لایا۔ مولوی روم نے اس قصہ کو نہایت شرح و بسط سے مثنوی مین تحریر
فرمایا ہی۔ جسکا اول شعر یہ ہی ۔؎ او خیو انداخت بر روے علی؛ افتخار ہر نبی و ہر وصی؛
حریف کے مقابلہ مین۔ مروت اور ہمدردی سے پیش آنا۔ اُسکے مظالم اور مخالفانہ شدتون پر
صبر کرنا۔ اُسکی وحشیانہ حرکات کو خیال مین نہ لانا۔ اُسکی شدید مخالفت سے چشم پوشی کرنا اور اُسکے جواب
سے درگذر کرنا۔ اور دوسرون کی تحریک پر بھی اپنی طرف سے کوئی سبقت نہ کرنا حقیقت مین اصلی شجاعت
اور دلیرانہ استقلال کے یہی جوہر ہین۔ اور اصلی شجاع کے وہ مخصوص اوصاف جو اُسکو دنیا کی تمام
نمود اریونمین مرد ثابت کرین اور اُس کی شجاعت اور مردانگی کو دنیا مین فرد۔ یہی ہین۔ جو مشکل سے
آج کسی کو دنیا کی دلیر اور جوانمرد قومون مین ملین گے؛
اسلامی دنیا مین آجتک۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے مقابلہ مین کسی دوسرے کی شجاعت۔
اور دلیری مشکل سے مانی جاسکتی ہی۔ اہل اسلام پر کیا منحصر ہی۔ جس قوم نے امیر المومنین علیہ السلام کی
غزواتی خدمات پر نظر ڈالی ہی اور اسلام کے ابتدائی فتوحات پڑھے ہین۔ اُسنے امیر المؤمنین علیہ السلام
کی شجاعت۔ مردانگی اور دلیری کی صرف تعریف ہی نہین کی بلکہ اُنپر سخت استعجاب بھی کیا ہی۔ دیکھو۔
مسٹر کارلائل Mr. Canlayall انگلستان کے مشہور و معروف فاضل مورخ نے اپنے لکچرز۔
ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ Lectures, Heroes & Heroe's Worship مین جناب امیر المومنین
علیہ السلام کی شجاعت کو تعریف کے کس پیرایہ مین ادا کیا ہی۔ ہمین شک نہین کہ امیر المومنین علیہ السلام
کے سامنے سے کوئی مقابل آجتک نہ بھاگ سکا۔ اور اُنکی زد سے کوئی جانبر نہوا؛

اسلامی مروّت

اخلاق کے ساتھ مروت ضروری ہی اور مروت کے ساتھ رحمدلی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام
کی مروت اس درجہ تک مشہور ہی کہ ہماری کسی تصریح کی مطلق حاجت نہین۔ آپ کے حالات پر
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات سے لیکر آپکی خلافت تک نظر ڈالی جاوے تو

اس عینیٰ برس کے عرصہ مین معلوم ہو جائیگا کہ آپ کو اس عرصہ مین کیسی کیسی مخالفتین پیش آئین اور سخت سے سخت مصیبتون سے سامنا ہوا۔ دشمن کے ناقابل برداشت مظالم دن رات سہنے ہوئے مگر ان تمام مخالفتون سے چشم پوشی کی گئی۔ اور اُن تمام مصیبتون پر تحمل کیا گیا۔

یہ کیا تھا۔ یہ وہی امیر المومنین علیہ السلام کی مروت اور محاسن اخلاق کے تقاضے تھے۔ معاویہ سے گھاٹ لیکر پھر واپس کر دینا۔ یہ آپ ہی کی دریا دلی اور عالی ظرفی کا کام تھا۔ مروان امیر المومنین علیہ السلام کے جیسے سخت مخالف تھے۔ وہ دنیا کو معلوم ہے۔ جب جمل کی لڑائی فتح ہو گئی۔ اور حضرت عائشہ کی فوج پسپا۔ تو مقیدین مین یہ بھی تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے انکے ساتھ کیا کیا۔ حضرات حسنین علیہما السلام نے سفارش کی فوراً چھوڑ دیا۔ اسی طرح عبد اللہ ابن زبیر کے حالات پر غور کیا جائے جو ہمیشہ آپکو ناگفتہ کلمات سے یاد کیا کرتا تھا۔ جو کسی طرح انسانی تہذیب کا تقاضا نہین ہو سکتا۔ فتح ہو جانے کے بعد۔ جب یہ بھی گرفتار ہو آئے تو انکو بھی آپنے آپ ضامن ہو کر رہا کر دیا اور کہا تو اتنا کہ جاؤ۔ خدا تمھین مجھکو پھر نہ دکھلائے۔

طلحتین کے ساتھ مروت

طلحتین کی تعلیم و صحبت سے اہل بصرہ کی مخالفت۔ سب کو معلوم ہے۔ یہ لوگ بھی ابن زبیر کے ایسا علانیہ امیر المومنین علیہ السلام کو برے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ مگر بصرہ والون پر پوری فتح پانے کے بعد سب کے سب کو امان دیدی گئی۔ اور اُنکی جان۔ مال اور اسباب مین کسی قسم کا نقصان نہونے دیا گیا۔ حضرت عائشہ جو ان تمام مصائب اور شدائد کا باعث ہوئین جس اہتمام۔ اطمینان اور آرام سے مدینہ بھیجدی گئین۔ اُس سے آپکی مروت اور اخلاق کے کامل ثبوت ہوتے ہین۔

کشتگان جمل کے ڈھیرون کو دیکھکر جنھون نے آپکے قتل پر پوری آمادگی دکھلادی۔ آپنے جسقدر حسرت و افسوس فرمایا۔ وہ تمام کتابون مین مندرج ہے۔ قنبر نے دودھ اور شہد مین پانی ملاکر شربت بنایا اور آپکو حوالہ فرمایا۔ یہ وہ وقت تھا کہ میدان رست و خیز نہایت سختی سے گرم تھا۔ آفتاب بھی پوری تمازت پر تھا۔ اور لوہے سے لوہا لڑ رہا تھا۔ آپنے اُس جام کو دیکھا اور فرمایا۔ قنبر مجھسے یہ نہین ہو سکتا کہ مین اپنی تشنگی کی ضرورتون سے مطمئن ہو جاؤن اور میری فوج اور قوم کے ہزارون بالب تشنہ اور شکم گرسنہ۔ ہزارون من لوہے کا بوجھ لادین۔ اس غربت اور مصیبت کی موجودہ حالتون مین اپنا خون اور پسینہ ایک کرتے ہون۔ یہ کہکر وہ جام واپس دیا اور فرمایا کہ جاؤ۔ جو مجھسے زیادہ حاجتمند ہو۔ اُسے تلاش کر کے پلا دو۔

مسٹر ماٹلے Mr: Motley انگریزی مورخ نے معرکہ زتفن Zuthphen مین

سر فلپ سڈنی Sir Philip Sydney موجودہ سپہ سالار افواج برطانیہ کے متعلق اُسکے زخمی ہونے اور قریب المرگ پہونچنے کے وقت۔ ایک ایسا ہی واقعہ لکھا ہی۔ جسپر آج تک تمام انگریزی قومون کو بہت بڑا فخر اور ناز حاصل ہی۔ اور ہر اخلاقی مباحث مین اس واقعہ سے استدلال کیا جاتا ہی۔ وہ حضرات جب اسلام کے اس مجاہد۔ امام۔ رہنما اور پیشوا کے یہ واقعات پڑھینگے تو اُنکو ثابت ہوجائیگا کہ آپکے محاسن اخلاق سے دنیا کے لوگ بہت پیچھے ہین۔

مخالف سے مروت کی بے نظیر مثال

۳۹ھ کے اخیر اور ۴۰ھ ہجری کے شروع مین۔ امیر معاویہ نے۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے رو در رو مقابلہ سے مجبور اور مایوس ہوکر۔ جب بلاد اسلامیہ مین عام بغاوت پھیلا دینے کی دفعتًا تدبیر نکالی۔ اور تمام علاقون مین خفیہ فوجین بھیجی گئین تو علاقۂ **ہیت** پر بھی فوجکشی کی خبر سنی گئی۔ کمیل ابن زیاد نخعی یہان کے عامل تھے۔ اُنھون نے یہ صلاح ٹھہرائی کہ معاویہ کی فرستادہ فوج سے تو کچھ روک ٹوک نہ کیجاوے۔ بلکہ اسکی جگہ شام کے مقبوضات **قرقیسا** کو لوٹ لین۔ اور قرقیسا شام کے قلمرو مین داخل تھا۔ یہ تجویز ٹھہرا کر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین اسکی منظوری کے لئے عرضی لکھی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے اخلاق و مروت ایسے کیا تھے۔ جو خلائق کی بربادی۔ رعایا کی پریشانی۔ ملک کی تباہی کی اجازت دیتے۔ اسمین شک نہین کہ عامیانہ نگاہون مین اگرچہ یہ ترکی بہ ترکی جواب تھا۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام کے اخلاقی اصول کے بالکل نقیض اور خلاف تھا۔ نہایت خشم آلود الفاظ مین اسکے جواب مین جو ہدایت نامہ کمیل ابن زیاد نخعی کو لکھا گیا۔ وہ یہ ہی:۔

امّا بعد فانّ تضييع المرء ما ولّی وتكلفه من كفی لعجز حاضر وری مردان تعاطيك الغارة علی اهل قرقيسا وتعطيلك مسالحك والتی وليناك ليس لها من يمنعها ولا يرد الجيش عنها الرّای سعاع فقد صرت جسرا لمن اراد الغارة من اعدائك غير شديد المنكب ولا مهيب الجانب ولا ساد ثغرة ولا كاسر لعدوّ شوكة ولا مغن عن اهل مصره ولا مجز عن اميره ؛

اما بعد۔ اپنے ملکی انتظام کو چھوڑنا۔ اُسنے غفلت کرنا اور دوسرے کے ملک کی فکر کرنا۔ اُس حالت مین کہ اُس ملک کی جوابدہی سے علیحدہ نہین ہوئے اور وہ تمپر واجب ہی۔ لیکن دوسرے کے ملکون کی طرف ایسی حالت مین توجہ کرنا۔ جو تمپر کسی طرح لازم نہین ہی۔ ہماری سوء تدبیری اور کم فہمی کی دلیل ہی۔ شہر قرقیسا والون کے غارت کرنے کی تجویز۔ جو حریف کے قلمرو مین داخل ہی۔ اور اپنے ملک کی سرحدون کو جو تمھاری ماتحتی مین دی گئی ہی۔ اسیطرح معطل چھوڑ دینا کہ پھر تمھارے بعد وہان کوئی ایسا باقی نہین ہی جو دشمن

کو دفع کرسکے یا کسی بیرونی فوج سے مقابلہ پر آوے۔ تمھاری پریشان راے اور خام خیالی کے سامان ہین۔ تم ایسے ہوگئے۔ کہ تمھارے دشمنون مین سے جو شخص چاہے۔ تمھارے ملک مین قتل و غارت کرے اور تمھارے دوستون کو مضرت پہونچاوے۔ وہ جب چاہین۔ بغیر کسی خوف کے تمھارے ملک مین چلے آئین۔ نہ تمھارے پاس زور بازو باقی ہی اور نہ ہمت۔ نہ تم مین حریف کے حملہ کی تاب و طاقت باقی ہی۔ اور نہ اُس سے مقابلہ کی قوت۔ نہ تم اپنے ہی ملکون کے رخنے مٹا سکتے ہو اور نہ اپنے کسی حریف کو شکست پہونچا سکتے ہو۔ جب تک کہ تم اپنے حریف کو پورے طور سے دفع نہ کرسکوگے۔ تم کبھی اپنی ذات کو فرائض منصبی کی ذمہ داریون سے بری نہین کرسکتے" والسلام؛

امیر المؤمنین علیہ السلام کے شجاعانہ اور دلیرانہ حالات۔ قوی سے قوی حریف اور سخت سے سخت دشمن سے مقابلہ حقیقت مین قابل دید ہین۔ دنیا کے جریدہ مین آپکی شجاعت و دلیری جواب نہین رکھتی ہی۔ مگر ساتھ ہی اسکے۔ آپکے محاسن اخلاق اور مکارم عادات صاف صاف ظاہر کر رہے ہین کہ ان موقعون مین آپکے خلق و مروت کے واقعات بھی اپنی مثال اور نظیر نہین رکھتے اگر کسی وقت مین آپکو فولاد کی طرح سخت پایا جاویگا تو پھر دوسرے وقت آپکو موم سے بھی زیادہ نرم دیکھا جاوے گا۔ ہم اپنے بیان کی تصدیق مین پھر جنگ صفین کے سلسلہ سے ایک واقعہ نکالکر ذیل مین قلمبند کرتے ہین۔

جب امیر المؤمنین علیہ السلام کے مقابلہ مین معاویہ کا تمام زور گھٹ گیا۔ نہ زور تقریر سے کام نکلا۔ نہ زور شمشیر سے۔ تو اُنکی بزدل اور کینہ پرور طبیعت نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام پر سب و شتم کرنے کا علی الاعلان حکم شام کے تمام قلمرو مین جاری فرمایا۔ پھر کیا تھا۔ عام طور سے تمام اہل شام جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو ایسے کریہ الفاظ سے یاد کرنے لگے جنکا ذکر ناگفتہ بہ ہی۔ ہر شخص جانتا ہی کہ ایسے موقع انسان کے تحمل سے باہر ہوتے ہین۔ اور کوئی انکی برداشت نہین کرسکتا۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام کے خلق عظیم نے یہ مصیبتین بھی نہایت آسانی سے اُٹھالین اور برداشت کرلین۔ اور اُنکے بیہودہ حرکات سے صریح چشم پوشی اور خاموشی اختیار فرمائی۔ بعض خالص اور پرجوش اصحاب نے ترکی بترکی جواب دینے کی اجازت چاہی۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام کے اخلاق نے اسکو بھی اپنے شایان نہ سمجھا۔ نہج البلاغۃ مین اس مضمون کو یون لکھا ہی؛

مخالف کی لغوی شماتت سے احتیاط

وقد سمع قوما من اصحابه يسبون اهل الشام ايام حربهم بصفين اني اكره لكم ان تكونوا سبابين ولكنكم لو وصفتم	معاشر الناس۔ ہمکو تمھاری یہ باتین پسند نہین آتین کہ تم کسی کو گالی دو۔ یا گالی دینے والون مین شمار کیے جاؤ۔ بلکہ اسکے بالعوض تم اُنکے مقابلہ مین اپنے محاسن اخلاق

اعمالکم وذکرتم حالھم کان اصوب فی القول
وابلغ فی العذر وقلتم مکان سبکم
ایاھم اللّھم احقن دماءنا ودماءھم
واصلح بیننا وبینھم واھدھم من ضلالتھم
حتی یعرف الحق من جھلہ ویسترعوی
عن الغی والعدوان من لھج بہ

بیان کرو۔ اور اُنکے معائب اُنکے سامنے رکھدو۔ تو یہ تمھارے لیئے تمھاری اُس چیز سے کہین بہتر ہوگا اور اسمین کسی کو عذر نہوگا۔ بلکہ تم اُن کلمات کے بدلے مین یہ کہو اور خدا سے خواستگار ہو کہ وہ تمھارے اور اُنکے خون گرنے کو بچائیے۔ اور تمھاری اور اُنکی عداوتون کو اصلاح اور رفاہ سے بدل دے۔ اور اُنکو گمراہیون سے نکالکر سبیل ہدایت پر لگاوے۔ کیونکہ جسنے اسوقت تک حق کو نہین پہچانا ہے وہ پہچان لے۔ اور بدراہی سے راہ نیک پر چلاوے۔ اور جسکی طبیعت شرارت۔ فتنہ وفساد کی طرف راغب ہو۔ وہ اس سے باز رہے"۔

ان امور سے قطع نظر کرکے۔ اسی صفین کے سلسلہ مین۔ امیر صاحب کی طرف سے رسد کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسکا کیا جواب دیا۔ پھر اسکے بعد۔ دریا کا پانی ایک شبانہ روز بند رہا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کا لشکر جسمین سوائے اہل اسلام کے اور کسی قوم کے دوسرے لوگ نہین تھے۔ پیاسا پڑا رہا۔ مگر امیر شام نے کوئی مروت یا رعایت اپنے ان مسلمان بھائیون کے ساتھ روا نہین رکھی۔ بیچارون نے اپنی غریب اور پیاسی جانون پر کھیل کر اپنی شجاعت اور دلیری کے ہاتھون آخر کار دریا کو اُنسے چھین لیا۔ دریا پر پورا قبضہ پاکر امیر المؤمنین علیہ السلام نے معاویہ کی ان حرکات کا کیا جواب دیا۔ کچھ بھی نہین۔ اہل شام درخواستین لیکر آئے۔ اُس چشمۂ فیض نے دریا کا ایک گھاٹ اُنکے خاص مصاف۔ آرام اور ضروریات کے لیئے علیحدہ کر دیا۔ پرجوش اصحاب نے خلاف رائے ظاہر کی ارشاد فرمایا گیا۔ نہین خدا کی قسم۔ مجھسے وہ امور کبھی نہین صادر ہونے والے جو ان جاہلون نے ابھی ابھی کیئے۔ دریا۔ خدائے تعالےٰ کے منبع فیض ہین جس سے دشمن۔ دوست۔ کافر اور مسلمان سب کو سیراب ہونا چاہیئے۔

یہ وہی واقعات ہین جنھون نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے محاسن اخلاق۔ اسلامی رعایت اور قومی مروت اور انسانی ہمدردی کو دنیا کے بڑے بڑے کارنامون مین بالکل بے مثال اور نادر الوجود ثابت کر دیا ہے۔ اور حقیقت مین جب تک نفوس کی پاکیزگی۔ قلوب کی صفائی اور انسانی ہمدردی کا خیال اس درجہ تک نہو محاسن اخلاق اور کریم النفسی کے اوصاف تکمیل تک ہرگز پہونچ نہین سکتے۔

کرم وجود

آن واحد النعم کہ زداؤد نطق او   نشنید گوش آز بجز نغمۂ نعم   عرفی ۱۲

وہ علی علیہ السلام ہی کا دروازہ تھا جس سے سائل کبھی پھیرا نہ گیا۔ آپکے جود و کرم اور لطف و سخا کے متعلق اس کثرت سے واقعات اسلامی کتابون مین مندرج ہین کہ اُنکا شمار اگر محال نہین تو دشوار تو ضرور ہی۔ اسلامی سیرتون مین جن لوگون کے حالات پڑھے پڑھے جائین گے۔ اُن سب مین جسقدر واقعات امیرالمومنین علیہ السلام کے جود وکرم کے متعلق پائیجائین گے اُتنے کسی اور بزرگوار کے نہین۔ چنانچہ محمد ابن طلحۃ الشافعی کتاب مطالب السئول مین تحریر فرماتے ہین:۔

عن ابی اسحاق السبیعی قال سالت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ان اکرم الناس علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ابو اسحٰق سبیعی کا بیان ہی کہ مین نے چالیس صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین سب سے زیادہ کون سخی تھا سب نے کہا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام:

امام شعبی فرماتے ہین:۔

کان علیہ السلام اسخی الناس علی الخلق الذی یحبہ اللہ السخا والجود قال لا لسائل قطونہ کان یسقی بیدہ النخل قوم لیھود المدینۃ حتی یجلب یداہ ویتصدق بالاجرۃ ویشد علی بطنہ حجرا:

امام شعبی ذکر کرتے ہین کہ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام تمام لوگون سے ایسے سخی ترین تھے اور بقدر سخاوت و جود کو محبوب رکھتے تھے کہ آپنے کبھی کسی سائل کے لئے اپنی زبان سے نہین۔ نہین فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے یہود مدینہ کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے۔ یہانتک کہ ہاتھون مین چھالے پڑجاتے تھے۔ اور اجرت کے پیسے خیرات کردیا کرتے تھے۔ اور اپنے پیٹ پر بھوک کیوجہ سے پتھر باندھ لیا کرتے تھے:"

جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی سخاوت کے دشمن تک بھی قائل تھے۔ مطالب السئول مین مرقوم ہی:

قال معاویۃ لمحفن ابن ابی محفن لما قال لہ جئتک من عند ابخل الناس ویحک کیف تقول انہ من ابخل الناس وہو الذی لو ملک بیتا من تبر وبیتا من تبن لنفد تبرہ قبل تبنہ:

معاویہ سے جب محفن ابن ابی محفن نے یہ کہا کہ مین تیرے پاس بخیل ترین شخص کے پاس سے آیا ہون (اشارہ ہی امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف) تو معویہ نے کہا افسوس ہی تجھپر تو کیونکر اُنھین بخیل کہتا ہی۔ اگر اُنکو ایک گھر سونے کا اور ایک گھر انجیر کا ملکیت مین دیدیا جاوے تو قبل اسکے کہ وہ انجیر کے گھر کو تمام بانٹ دین۔ سونے کے گھر کو چکا دین گے:"

امام طغوی اپنے طبقات مین لکھتے ہین:۔

كان علي عليه السلام يبارز كافرا وقد اصطف الفريقان وفي المسلمين قلة وفي الكافرين كثرة بلغ عدد الكفار اثني عشر الف فارس فقال له كافر في المبارزة ارني سيفك يا علي عليه السلام

امیر المؤمنین علیہ السلام ایک کافر سے لڑ رہے تھے اور دونون طرف لشکر کے لوگ صف باندھے کھڑے تھے۔ مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ کفار کثرت سے موجود تھے۔ کفار کی جمعیت بارہ ہزار سوار تھی۔ کافر نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ مجھے اپنی تلوار دین دیکھون کیسی ہی۔ آپ نے فورًا تلوار دیدی۔ کافر نے تلوار ہاتھ مین لیکر کہا کہ اب تو یہ تلوار آپ مجھے دے چکے اب مجھسے آپ کیونکر بچ سکین گے۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تو نے بھیک مانگنے والون کی طرح میرے آگے ہاتھ پھیلا دئے۔ تو میری مروت نے تقاضا نہ کیا کہ مانگنے والا ہاتھ رد کیا جاوے۔ اگرچہ وہ کافر ہی کیون نہو؛

امام ابوبکر محمد ابن الحسین سنبلانی مناقب الاصحاب مین لکھتے ہین:۔

كان عليه السلام يقول لا عجب من تشتري المماليك بماله ولا يشتري الجود بمعروفه؛

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے تھے کہ مجھکو ان لوگون کی حالتون پر افسوس آتا ہی جو اپنے مال کو غلام اور لونڈیون کے خریدنے مین صرف کرتے ہین اور اپنے کرم و احسان سے آزاد لوگون کو غلام نہین بناتے؛"

امام دارقطنی تحریر فرماتے ہین:۔

عن ابي سعيد خدري قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا اتي الجنازة لم يسال عن شئ من عمل الرجل ويسال عن دينه فان قيل عليه دين كف عن الصلوٰة وان قيل ليس عليه دين صلي عليه فاتي بجنازة فلما قام ليكبر سئل هل على صاحبكم دين قالو دينار ان فقعد صلى الله عليه وآله وسلم وقال صلوا على صاحبكم فقال علي هما علي وهو بري منهما فقدم صلى الله عليه وآله وسلم ثم

ابو سعید خذری رض سے منقول ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کے جنازہ پر تشریف لیجاتے تھے تو اُسکے اعمال کے متعلق کبھی سوال نہین فرماتے تھے۔ بلکہ اُسکے قرض کی نسبت پوچھتے تھے اگر کہا جاتا تھا کہ اس شخص پر قرض ہی تو آپ خود نماز نہ پڑھتے اور اگر یہ بیان کیا جاتا کہ اس شخص پر قرض نہین ہی تو آپ اُسکی خود نماز پڑھتے۔ ایک مرتبہ آپ ایک جنازہ پر تشریف لے گئے۔ جب آپ تکبیر کے ارادہ سے اُٹھے لوگون سے پوچھا کہ تمھارے اس دوست پر قرض تو نہین ہی۔ لوگون نے عرض کی۔ صرف دو دینار قرض ہین۔ آنحضرت

قال لعلی علیہ السلام جزاك الله خیرا افك الله رهانك كما فككت رهان اخیك ؛	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرض کا نام سنتے ہی ٹھہر گئے اور لوگون سے کہا کہ تم لوگ اپنے دوست کے جنازہ کی نماز پڑھلو۔ اتنے مین جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے

کہا ان دونون دینارون کا ادا کرنا میرے ذمہ ہی۔ اور یہ میرا مرنیوالا دوست اس سے بری الذمہ ہی۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تب جنازہ کی نماز پڑھی اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ خدا تمھین اسکی نیک خیر عطا فرماوے۔ اور تمھارا قرض بھی اُسی طرح چھڑائے جسطرح تمنے اپنے بھائی کا قرض چھڑایا ہی ؛

اسکے ایسے واقعات کا ابھی اتنا کثیر ذخیرہ ہمارے پیش نظر ہی جسے ہم قلمبند کرنا کیا شمار بھی کر نہین سکتے۔ ان احادیث کے علاوہ۔ کلام مجید کی بہت سی آیتین ہین جنکی شان نزول جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی سخاوت اور جود وکرم مین بیان کیجاتی ہین۔ جنکو ہم اس کتاب کے پہلے حصہ مین باب الفضائل کے متعلق لکھ چکے ہین۔ فمن شاء فلیرجع الیہ ؛

ستر اونٹون کی قطار کا بخشدینا۔ حالت رکوع مین انگشتری کا عنایت فرمانا۔ بلغ مدینہ کا بیچکر سایل کے سؤال کو پورا کرنا۔ زرہ شمشیر۔ یہان تک کہ **ردائے فاطمہ** علیہا السلام کا محتاجین کی رفع حاجت کے لئے۔ اکثر گرو کیا جانا۔ **پانی بھرنے۔ مٹی کوٹنے اور درخت ٹپانے** کی سخت اور دشوار گذار محنتون سے جو کچھ پانا۔ وہ فی سبیل اللہ سائلون کو دیدینا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام وکمال ایسے واقعات ہین جو علی العموم تمام اہل اسلام کی کتابون مین پائیجاتے ہین۔ اور اس شہرت اور کثرت سے تمام کتابون مین درج ہین کہ اُنکو نہ میرے بیان کی احتیاج باقی ہی اور نہ کسی صراحت کی ضرورت ؛

حلم

تحمل و بردباری کے متعلق امام احمد ابن حنبل اپنے مناقب مین ذیل کی عبارت لکھتے ہین :-

عن معقل بن یسار ان النبی صلی الله علیه واله وسلم قال لفاطمه علیها السلام الا ترضین انی زوجتك اقدم اسنی سلما واكثرهم علما واعظمهم حلما ؛	معقل ابن یسار سے منقول ہی کہ جناب سرور موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ تم راضی نہین ہو کہ مین نے تمھارا نکاح اُس شخص سے کیا ہی جو میری امت مین ازروے اسلام کے مقدم ترین اور ازروے علم کے عالم ترین اور ازروے حلم سے

اعظم ترین خلائق ہو ؛

امام محمد ابن یوسف گنجی شافعی لکھتے ہین :-

سال معاویہ خالد ابن یعمر فقال لہ علی حببت علیاً ء فقال علی ثلث خصال علی حلمہ اذا غضب و علی صدقہ اذا قال و علی عدلہ اذا حکم ؛	معویہ نے خالد ابن یعمر سے پوچھا کہ تم کس بات پر جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو دوست رکھتے ہو ۔ وہ کہنے لگے ۔ انکی تین باتون پر ۔ اُنکے حلم پر جب وہ غصہ ہوتے ہین ۔ اُنکی صداقت پر جب وہ تقریر کرتے ہین ۔ اُنکے

عدل پر جب وہ حکم کرتے ہین ؛

امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین :-

ان علی علیہ السلام دعا غلاما فلم یجبہ فدعا ثانیا و ثلثا فلم یجبہ فقام الیہ فراٰہ مضطجعا فقال اما السمع یا غلام فقال نعم قال ما حملک علی ترک جوابی قال امنت عقوبتک فتکاسلت فقال امض فان حر لوجہ اللہ تعالیٰ ؛	جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا ۔ اُسنے جواب نہ دیا ۔ پھر پکارا ۔ پھر پکارا مگر اُسنے جواب ندیا ۔ آپنے اُٹھکر دیکھا تو وہ سو رہا ہی ۔ آپنے فرمایا ۔ اے لڑکے تو کیا میری آواز نہین سُنتا تھا وہ عرض کرنے لگا ۔ مین نے سُنی تھی ۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا کہ پھر تو نے جواب کیون ندیا ۔ وہ

کہنے لگا ۔ چونکہ آپکی عقوبت سے مجھے اپنی امان کا پورا یقین تھا ۔ اس لئے مین الکسا گیا ۔ آپنے فرمایا ۔ جا مین نے تجھے خدا کی راہ مین آزاد کر دیا ؛

زہد

مناقب الاصحاب مین قسیفہ رض کے اسناد سے تحریر ہی :-

عن قسیفہ قال ما رایت ازھد فی الناس من علی ابن ابی طالب علیہ السلام ؛	قسیفہ رض کا قول ہی کہ ہمنے آدمیون مین جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام سے زیادہ تر زہد والا اور کسی کو نہین دیکھا ؛

تاریخ ابن اثیر مین لکھا ہی :-

عن حسن ابن علی قال تذکروا الزھاد عند عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فقال عمر ازھد الناس فی الدنیا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ؛	حسن ابن صالح سے مروی ہی کہ لوگ عمر ابن عبد العزیز کے پاس زاہدون کا تذکرہ کر رہے تھے ۔ عمر کہنے لگے کہ لوگون مین سب سے زیادہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام زاہد تھے ؛

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ مین تحریر ہے:-

عن ابی نعیم قال قال سمعت سفیان یقول ما بنی اجرۃ علی اجرۃ ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قصبۃ علی قصبۃ وان کان لیؤتی بحبوحتہ من المدینۃ فی جراب:	ابو نعیم کہتے ہین کہ ہمنے سفیان کو کہتے ہوے سنا ہو کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے پکی اینٹ پر پکی اینٹ نہین رکھی۔ اور نہ کچی اینٹ پر کچی اینٹ اور نہ بانس پر بانس دھرا۔ اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آبادی بڑھا دیتے:

امام احمد ابن حنبل۔ علامہ ابن عساکر اور امام زُہری نے بھی آپ کے زہد کے بہت سے واقعات بیان کئے ہین۔ جسے ہم طوالت کا باعث سمجھکر قلم انداز کرتے ہین:

عبادت

عبادت۔ ریاضت۔ توجہ الی اللہ۔ استغراق فی ذکر اللہ۔ خشوع و خضوع۔ غرض ان تمام اوصاف کا خاتمہ ایک امیر المؤمنین علیہ السلام کی ذات قدسی صفات پر ہو گیا۔ حقیقت تو یہ ہو کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے جتنی کم سنی۔ کم عمری کے زمانہ سے اپنے دل کو خدا کی یاد۔ اپنی جان کو خدا کی راہ اور اپنی زبان کو خدا کے ذکر مین نذر کر دیا تھا۔ اتنی کم سنی کے عالم سے اور کسی نے نہین۔ رجوع۔ خشوع۔ خضوع۔ تذلل اور تحمل کے اعلیٰ مراتب جو قربت الٰہی کے مخصوص مدارج ہین جس طرح آپنے اور آپکے بعد آپکی اولاد طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین نے کمال فرمائے۔ ویسے اہل اسلام مین سے کسی اور نے نہین۔ بہت دنون تک جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تنہا نماز پڑھی اور سات برس کے کامل عرصہ تک اُس خدائے واحد کی اطاعت اور عبادت مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی دوسرا شریک جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سوا نہین تھا۔ سالہا سال تک یہ معمول تھا کہ دن کو روزہ رکھتے تھے۔ اور رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے۔ روزانہ اوقات کا یہ دستور رکھا تھا کہ عشا کے بعد دولت سرا مین۔ دن بھر کے بعد تشریف لاتے تھے۔ حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن مین مشغول ہوتے تھے۔ یہانتک کہ طلوع فجر کے وقت تجدید وضو فرما کر باہر تشریف لاتے۔ اور نماز جماعت ادا فرماتے۔ اُسوقت سے لیکر طلوع آفتاب تک تعقیبات اور اوراد مین معروف رہتے تھے۔ انکے بعد کاروبار خلافت ملاحظہ فرماتے۔ نماز ظہر کا وقت آجاتا تو پھر جماعت کے ساتھ نماز ظہر ادا کی جاتی تھی ظہر کی تعقیبات تمام کر کے فوراً نماز عصر کی نیت کیجاتی تھی۔ نماز عصر سے فارغ ہو کر قضا کے مسائل فیصل فرمائے جاتے تھے۔ ان فیصلون مین شام ہو جاتی تھی۔ اور پھر نماز مغربین کے بعد سے دوسرے دن کا سلسلہ

شروع ہوجاتا تھا۔

استغراق فی العبادت کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تھا۔ تو منھ کا رنگ زرد ہوجاتا تھا۔ اور تمام بدن کانپنے لگتا تھا۔ اکثر اصحاب پوچھتے تھے تو ارشاد ہوتا تھا کہ مین خدا کے سامنے اُسکی اُن امانتون کے ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہون۔ جسکے تحمل کے لئے نہ زمین کی قوتین کافی ہوسکین اور نہ پہاڑ کی۔ اسپر بھی مین نہین جانتا کہ مین نے اُسکی نماز کو پورے طور سے ادا کیا یا نہین ۔

ام سعید سے۔ جو حضوری کا ہمیشہ سے شرف رکھتی تھین۔ کسی نے پوچھا کہ امیر المومنین علیہ السلام کی عبادت کا ماہ رمضان مین کیا حال رہا کرتا تھا۔ ام سعید نے جواب دیا کہ امیر المومنین علیہ السلام کی عبادت کے لئے۔ رمضان اور شوال دونون برابر تھے۔ مین نے نوسال بھر مین کوئی رات ایسی نہین دیکھی۔ جسے آپنے عبادت الٰہی مین نہ تمام فرمایا ہو ۔

تاج الاسلام سلیمان ابن داؤد السیقفی لکھتے ہین :۔

روی عن علی علیہ السلام کان کما دخل وقت الصلوٰۃ تغیر لونہ فقیل لہ فی ذٰلک قال جاء وقت الامانۃ التی عرضہا اللہ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنہا فقد حملتہا مع ضعفی ولا ادری کیف ادیہا ۔	جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہی کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپکا رنگ زرد ہوجاتا تھا۔ ایک مرتبہ اسکی نسبت آپ سے دریافت کیا گیا۔ آپنے فرمایا۔ اُس امانت کے ادا کا وقت آگیا ہی جس امانت کو خدا نے آسمانون پر زمینون پر پیش کیا۔ اُنھون نے اُسکے تحمل سے انکار کیا اور مین نے باوجود اپنی ناتوانی کے اُٹھالیا ۔

علامہ ابن الحدید شرح نہج البلاغۃ مین لکھتے ہین :۔

قیل قد یبسط لہ نطع بین الصفین لیلۃ الہریر فیصل علیہ والسہام تقع بین یدیہ ومرت علی صماخیہ یمینا وشمالا فلا یرتاع لذٰلک وما قام حتی فرغ من وظیفتہ ۔	صفین کے معرکے مین لیلۃ الہریر والی شب کو دونون صفون کے بیچ مین آپ کے لئے چٹائی بچھائی گئی تھی اور آپ اُسپر نماز پڑھتے تھے۔ اور تیر سامنے سے آتے جاتے تھے۔ اور آپکے کانون کے پاس سے ہوکر نکل جاتے تھے۔ اور آپ اُنکا کچھ خوف نہین فرماتے تھے۔ جب تک کہ آپ

اپنے وظائف سے فارغ نہو لئے۔ اپنے مقام سے نہ اُٹھے ۔

اسکے بعد علامۂ موصوف لکھتے ہین وکانت جبہتہ کثفنۃ البعیر بطول سجدۃ۔ آپکی پیشانی کثرت سجود سے ایسی ہوگئی تھی جیسے اونٹ کا سینہ ۔

اسلامی تاریخ۔ سیر۔ حدیث۔ فقہ کی تمام کتابین آپکی عبادت کے واقعات سے مالا مال ہین۔ اہل تصوف اور اشراق کے تمام معارف اور معالم تو بالجملہ آپ ہی کی ذات مستغنی عن الصفات پر ختم ہوتے ہین۔ استغراق اور توجہ الی اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ اس عالم اور محویت مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی جسمانی تکلیفون کا مطلق خیال نہین رہتا تھا۔ اور بعض اوقات تو محویت کی کیفیت وہ ہوتی تھی کہ دیکھنے والونکو آپکی بیہوشی۔ مرض سکتہ اور آخر درجہ رحلت فرما جانے کا یقین ہو جاتا تھا۔ مشہور ہی کہ احد کے غزوہ مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاے مبارک پر تیر لگا۔ وہ ایسا ہی سخت تھا کہ پاؤن سے نہ نکل سکا۔ اُسکا کھینچنا اگرچہ دشوار نہین تھا۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام اُسکی تکلیف کو برداشت نہین کرسکتے تھے۔ آخرکار یہ مسئلہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین پیش ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جسوقت علیؑ نماز پڑھین۔ یہ تیر نکال لیا جاوے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ جراح نے زنبور کے ذریعہ وہ تیر نکالا۔ پاؤن کے نیچے تمام مُصلّا خون سے تر ہوگیا۔ مگر تاہم خدا کے اُس سچے اور خالص مُصلّی کو اصل واقعہ کی خبر تک بھی نہ ہوئی۔ مُلّا عبد الرحمٰن جامی نے تحفۃ الاحرار مین اس واقعہ کو نہایت خوبی سے نظم کیا ہی۔ جسے ہم ذیل مین بجنسہٖ نقل کرتے ہین ؛

شیر خدا شاہ ولایت علی / صیقلی شرک خفی و جلی
روز احد چون صف ہیجا گرفت / تیر مخالف بہ تنش جا گرفت
غنچۂ پیکان بہ گل او نہفت / صد گل راحت ز گل او شگفت
روی عبادت سوی محراب کرد / پشت بر او بر سر اصحاب کرد
خنجر الماس چو بید آختند / چاک بہ تن شکل گل انداختند
غرق بخون غنچۂ زنگار گون / آمد ازان گلشن رخشان برون
گلگل خونش بمصلا چکید / گفت چو فارغ ز نماز آن بدید
این ہمہ گل چیست تہ پای من / ساختہ گلزار مُصلای من
صورت حالش چو نمودند باز / گفت کہ سوگند بدانای راز
کز الم زخم ندارم خبر / گرچہ ز من نیست خبردار تر
طائر من سدرہ نشین شد چہ باک / گرچہ شدم تن چو قفس چاک چاک
جامی ازین آلایش تن پاک شو / در قدم پاک روان خاک شو

ابو دردا۔ جنکا شمار صحابۂ کبار کے اعلےٰ اور اعلم طبقہ مین ہوتا ہی اور یہ وہی بزرگ تھے جو خلافت راشدہ کے زمانہ مین اجتہاد کی پوری قوت رکھتے تھے۔ آپکی عبادت اور استغراق فی اللہ کی کیفیت یون بیان کرتے ہین جسکو ہم حضرت مرحوم اوحد الناس مولینا مفتی میر محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ کی نہایت مشہور و معروف مثنوی **من و سلویٰ** سے ذیل مین قلمبند کرتے ہین :-

گوش کن قول ابو درداست این / نقل بو دردا ز امام راستین
گفت رفتم در بیابانی شبی / ناگہان آمد بگوشم یا ربی
زان صدا مو بر تن ما راست شد / دیدۂ غمناک زان بیجواست شد
پر ز غم بود آن صدا نام خدا / داشت از سر تا بپا نام خدا
یا الٰہی دیدۂ عصیان من / بیدہ ہر یک زان بلا جان من
نامۂ من پر شد از جرم و خطا / لیک میخواہم ز تو عفو و عطا

آرزوہاے رضایت می کنم — خواہش لطف و عنایت می کنم
دید آنجا گلشن احسان علیست — در میان خارہا پنہان علیست
در شب تاریک شمعش آه بود — شعلۂ دل ابر شبہا ماه بود
گفت اے مولاے من آقاے من — اے خدا اے مونس شبہاے من
چون بہ عدل و انتقامت بنگرم — وز شرار قہر تو یاد آورم
آه ازان ہجرے کہ رفت از خاطرم — وانکہ اندر نامۂ خود بنگرم
واے بر حال غریبے مضطرے — واے بر بے مونسے بے یاورے
آه ازان دم کز نظر انداز پیش — وز غضب اندر سقر انداز بیش
سیل اشک از چشم دریا بار ریخت — ریخت خون از دیده و بسیار ریخت
در ہوا پیچید دود آه او — منقطع شد نالۂ جانکاه او
زینقدر ہا رنج بیداری کشید — زحمت از بسیاری زاری کشید
می روم صبح است بیدارش کنم — صرف ذکر حق دگر بارش کنم
مثل چوب خشک بیحس دیدمش — ماند ساکن ہر چہ جنبانیدمش
رفتم آن دم نزد سردار زمان — گفتمش شد فوت امیر مومنان
گفت این غشی است کز خوف خدا — عارض او می شود از سالہا
بر من آندم گریہ زور آورده بود — حال و ہوش از سر من برده بود
اے ابودردا چہ پیش آمد ترا — چیست اینحالت بیان کن ماجرا
گفت چون فردا رسد روز حساب — ہر یکی بیند بچشم خود عتاب
ای نار ملء ہا یشوی الوجوه — شور و زورش بر کند بنیاد کوه
یک طرف منصوب میزان عمل — می برد یک سمت دیوان عمل
پیش حق استاده باشم دل تپان — بستہ باشد ہیبت اویم زبان
دست رحمت بر سرم حالا منہ — آستین بر چشم خون پالا منہ
در پی آواز شد راوی روان — مثل سیلاب سرشک ہر دوان
غلغلی در تاب و تب افگنده است — آتشی در کشت شب افگنده است
خواند اول چند رکعت از نماز — بعد شد مشغول در عجز و نیاز
چون کنم در عفو غفرانت نگاه — کوه عصیانم نماید پر کاه
آه از روز حسابت اے خدا — آه از روز عقابت اے خدا
آه چون گوئی گرفتارش کنند — در میان مردمان خوارش کنند
نے رفیقے بہر امدادش رسد — نے ز خویش کس بفریادش رسد
بعد ازینہا نالۂ سر کرد شاه — برکشید از سینۂ پر درد آه
قطع شد آخر صداے پر غمش — گشت موقوف آن فغان و ماتمش
گفت ظن بردم کہ شاید آنجناب — رفتہ باشد بعد ازین محنت بخواب
حالیا بعد از تعب خوابیده است — ہست این پایان شب و صبح ابتداست
چون رسیدم بر سر بالین او — بود بر خاک آن تن سیمین او
برکشیدم آه سردی از درون — قائلا انا الیہ راجعون
شد حزین چون این خبر گفتم باو — وجہ پرسید او ز سر گفتم باو
چند کس رفتیم از انصار او — آب پاشیدیم بر رخسار او
چون بہوش آمد نگاہی کرد و گفت — گریۂ من دید آہی کرد و گفت
گفتمش از کار تو زاری می کنم — گریہ بر حالیکہ داری می کنم
ہر یکی غوغاے آتش بشنود — شور دریاہاے آتش بشنود
عالمی را ہیبۂ خود ساختہ — غلغل ہل من مزید انداختہ
چون در اینحالت کشیدم پیش حق — بر دل یاران چہا باشد قلق
تو در آندم بیشتر خواہی گریست — چون کنی بر من نظر خواہی گریست
چون بود جا پیش حق فردا مرا — کس نپرسد اے ابودردا مرا

خدا کی سچی عبادت کرنے والے۔ اُسکی یاد اور ذکر مین مرمٹنے والے۔ ایسی ہی عبادت کرتے ہین۔ اُنکے استغراق توجہ خضوع و خشوع کی یہی محویت اور اُنکے مقدس دلون کے رجوع کی یہی کیفیت ہوتی ہی

دنیا سے اُٹھ گیا وہ قیام اور وہ قعود — جو اُنکے لئے تھی بندگی واجب الوجود ؎ (میر انیس مرحوم)

حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام جو ائمہ معصومین علیہم السلام مین اپنی کثرت عبادت کی وجہ سے زین العابدین اور سید الساجدین کے معزز القاب سے یاد کیئے جاتے ہین۔ ایک دن کسی کتاب مین اپنے جد بزرگوار کے احوال ملاحظہ فرمارہے تھے۔ جب ذکر عبادت تک پہونچے تو فوراً کتاب ہاتھ سے رکھدی۔ ایک آہ سرد بھری اور فرمایا کہ سوائے انکے اور کسی انسان مین اتنی طاقت کہان جو حضرا کی اتنی عبادت کرے ؛ (تہذیب المتین ص ۳۵۵)

زہد فی الطعام

فالودہ کی ایجاد۔ سب سے پہلے۔ آپ ہی کے زمان خلافت مین ہوئی۔ ایک دن آپکی خدمت مین فالودہ لایا گیا۔ اُسکے کھانے سے انکار فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ مین اسکو حرام نہین جانتا۔ مگر مجھکو یہ اندیشہ ہی کہ میرا نفس کبھی ایسی چیزون کا خوگر نہین۔ ایسا نہو کہ عادی ہوجاوے۔ یہ کہکر فرمایا ذہبتم طیباتکم فی حیاتکم۔ لیجاؤ۔ خدا تمھین مبارک کرے ؛ (مناقب احمد حنبل)

سوید ابن غفلہ سے روایت ہی کہ مین عید کے روز امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ دیکھا کہ نان خشک تناول فرمارہے ہین۔ مین نے عرض کی کہ آپ عید کے دن بھی ایسی غذا کھاتے ہین۔ ارشاد ہوا کہ ای سوید عید اُسکے لیئے ہی جو گناہون سے پاک اور عصیان سے آمرزیدہ ہوگیا ہو؛

پھر سوید ایک دوسرا واقعہ یون نقل کرتے ہین کہ مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھا کہ ایک پیالے مین تھوڑا سا دودھ اور سوکھی ہوئی روٹی کے ٹکڑے آپکے سامنے رکھے ہین۔ اُنپر اُسی طرح جَو کی موٹی موٹی بھوسیان لگی ہوئی ہین۔ وہ ٹکڑے سوکھ جانے سے ایسے سخت ہوگئے تھے کہ آپ اُنکو زانو سے دباکر توڑ رہے ہین۔ فضہ خادمہ خاص سامنے کھڑی ہوئی ہی مین نے اُنکو اپنی طرف مخاطب کرکے کہا کہ فضہ رضہ۔ تمکو انکی ضعیفی پر بھی رحم نہین آتا۔ کہ تم انکی روٹیون کے آٹے کو چھان تو دیا کرو۔ فضہ رضہ نے جواب دیا کہ مین کیا کرون۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے مجھے آٹا چھاننے سے خود منع فرمادیا ہی۔ اتنے مین خود ارشاد فرمایا کہ سوید کیا کہتے ہو۔ مین نے عرض کی کہ آپ فضہ کو آٹا کیون نہین چھاننے دیتے۔ جواب مین ارشاد ہوا کہ میرے لیئے یہی غذا بہتر ہی۔ مین نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہی غذا کھاتے دیکھا ہی؛

ایک بار کوئی صاحب مہمان ہوے۔ جب کھانے کا وقت آیا۔ تو گھر مین سے کھانا آیا۔ اُس بیچارے کو یہ خیال ہوا کہ مہمانون کی عام غذا سے صاحب خانہ کی غذا مین ضرور اہتمام ہوتا ہوگا۔ اور وہ بہتر ہوتا ہوگا۔ اس خیال سے اُنھون نے اصرار کیا کہ ہم جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ کھانا

کھائینگے۔ امیرالمومنین علیہ السلام کے کھانے کا وقت آیا۔ اور قنبر رضی نے دسترخوان بچھایا تو سوا سے سوکھی جَو کی روٹیون کے اور کچھ بھی نہین تھا۔ وہ بھی ایسی سخت جو ہاتھ سے توڑے نہین ٹوٹتی تھین۔ اب تو مہمان سخت پشیمان ہوے بیٹھے ہین۔ نہ کھاتے ہین اور نہ کچھ کہتے ہین۔ یہ حال دیکھکر جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے خود پوچھا تو مہمان نے عرض کی کہ مجھسے تو یہ روٹیان کھائی کہان تک جائینگی توڑی بھی نہین جاتی۔ جناب امیر علیہ السلام تو قبل سے انکے مدعا کو سمجھ چکے تھے۔ جواب مین ارشاد فرمانے لگے کہ یہ تو ہماری تو غذا ہی یہی ہے جسے ہمارے سوا دوسرا مشکل سے کھا سکتا ہے۔ لذت یہ کسی چیز مین پائی نہین جاتی

جز آل نبی اور سے کھائی نہین جاتی ؎ (مرزا اوج)

ایک صاحب امام حسن علیہ السلام کے مہمان ہوے۔ مالدار بھی تھے اور خوشحال بھی۔ نماز مغرب مین شریک ہوے۔ فریضہ سے فارغ ہوکر صحن مسجد مین ٹہلنے لگے۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے کھانے کا وقت تھا۔ اُسدن سوا سے جَو کے آٹے کے اور کچھ بھی نتھا۔ امیرالمومنین علیہ السلام کی نظر انپر جا پڑی۔ انکو بلایا۔ یہ امیرالمومنین علیہ السلام کو پہچانتے نتھے۔ جب یہ قریب آئے تو آپنے اُس آٹے مین سے ایک کف دست خود پھانک کر ایک کف دست انکو بھی دیا۔ انھون نے اُس آٹے کو لیکر اپنے عمامہ کی کھونٹ مین باندھ لیا۔ اور مسجد سے امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین واپس آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کھانے کا وقت آیا تو اُنکو مسجد کا واقعہ یاد آیا۔ امام حسن علیہ السلام سے کہنے لگے کہ مسجد مین ایک فقیر اُترا ہے۔ مناسب ہے کہ پہلے آپ اُسے غذا بھجوا دین تو ہم پیچھے کھا لینگے۔ اُسنے اپنے آرد شعیر مین سے کچھ مجھے بھی دیا ہے۔ جو میرے عمامہ کے گوشہ مین بندھا ہے۔ یہ کہکر وہ جَو کا آٹا امام حسن علیہ السلام کو دکھلایا۔ امام حسن علیہ السلام نے یہ روداد سنی تو آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ تم پہچانتے نہین وہ مرد فقیر نہین بلکہ ہمارا تمھارا اور تمام اہل اسلام کا امیر ہے اور پیشوا ؎

محمد ابن طلحۃ الشافعی کتاب مطالب السئول مین تحریر کرتے ہین:۔

عن عبد اللّٰہ ابن ذریر قال دخلت علی علی علیہ السلام یوم الضحٰے فقرب الی حریرۃ فقلت اصلحک اللّٰہ یا امیر المؤمنین ء قد اکثرلک الخیر فقال یا ابن ذریر سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یحول

عبد اللہ ابن ذریر سے منقول ہے کہ مین عید الضحٰے کے دن جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے حلیم میرے آگے رکھا۔ مین نے عرض کی یا امیرالمومنین علیہ السلام خدا نے اکثر چیزین آپکے لیے وافر فرمایا ہے۔ آپنے فرمایا۔ اے ابن ذریر مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

للخليفة من مال الله الا قصعتان قصعة يأكلها هو واهله وعياله وقصعة يضعها بين ايدي الناس ؛

فرماتے ہوے سنا ہی کہ خلیفہ کے لیئے دو پیمانون سے زیادہ مال خدا سے لینا حلال نہین ہی۔ اسمین سے ایک پیمانہ تو خود اُسکے اور اُسکے اہل و عیال کے مصارف کے لیئے اور ایک پیمانہ اُسکے مہمانون کے لیئے ؛

امام احمد ابن حنبل مسند مین لکھتے ہین :-

عن سويد ابن غفلة قال دخلت على علي عليه السلام في قصر الامارة وبين يديه رغيف من شعير وقدح من لبن والرغيف يابس تارة يكسره بيديه وتارة بركبتيه فشق على ذلك فقلت لجارية له يقال لها فضة الا ترحمين هذا الشيخ وتنخلين له هذا الشعير اما ترين نشارة عليه وما تعانى منه فقالت لاي شي يوجرهو ونأثم نحن وانه عهد الينا ان لا تنخل له طعاما قط فالتفت الي وقال ما تقول لها يا ابن غفلة فاخبرت وقلت يا امير المؤمنين عليه السلام ارفق بنفسك فقال ويحك يا سويد ما شبع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واهله من خبز بر ثلاثة حتى لقى الله تعالى وما نخل له طعام قط ولقد جعت بالمدينة جوعا شديدا فخرجت اطلب العمل فاذا انا بامرءة قد جمعت مدرا تريد ان تبله فقاطعتها على دلو بتمرة فمددت ستة عشر دلوا حتى مجلت يداي ثم اخذت التمر واتيت رسول الله

سوید ابن غفلہ سے مروی ہی کہ مین ایک بار قصر الامارت مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپکے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا۔ روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ اُسکو ہاتھون سے اور کبھی گھٹنون سے توڑتے تھے۔ یہ حالت دیکھکر مجھے تاسف ہوا۔ اور آپکی خادمہ فضہ سے کہا تو اس بزرگ پر ترس نہین کھاتی۔ اور انکے لیے جو چھانکر روٹی نہین پکاتی۔ اور اتنا بھی نہین دیکھتی کہ اسپر کتنی بھوسی لگی ہوئی ہی اور اس سخت روٹی کے توڑنے مین اُنکو کتنی مشقت ہوتی ہی۔ فضہ نے جواب دیا۔ کیا وجہ ہے کہ آمین اُنکو تو اجر ملے اور ہم گنہگار ٹھہرین۔ مگر حقیقت امر یہ ہی کہ آپنے ہم سے عہد لیا ہی کہ اُنکی روٹی ہم کبھی چھانکر نہ پکائین۔ یہ سنکر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ ای ابن غفلہ تم اس خادمہ سے کیا کہہ رہے ہو۔ مینے ساری تقریر بیان کی۔ اور کہا اے امیر المؤمنین علیہ السلام آپ اپنی جان پر رحم فرمائیے۔ اور اتنی مشقت نہ کرین۔ ارشاد فرمایا۔ ای سوید تجھپر افسوس ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے اہل و عیال نے کبھی برابر گیہون کی روٹی تین دن تک نہین کھائی۔ اور کبھی اُنکے لیے چھانکر آٹا نہین پکایا گیا۔ ایک دفعہ مدینہ

صلی الله علیه وآله وسلم فاخبرته ناكل منه ؛

مین۔ مین سخت بھوکا تھا۔ مزدوری کو نکلا۔ دیکھا ایک عورت مٹی کے ڈھیلون کو جمع کرکے اُنکو بھگونا چاہتی ہی مین نے اس سے فی ڈول ایک خرما اجرت ٹھہرا لی۔ اور سولہ ڈول کھینچکر اسکی مٹی کو بھگو دیا۔ حتی کہ میرے ہاتھون مین چھالے پڑگئے۔ وہ کھجورین لیکر جناب رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم کی خدمت مین آیا۔ اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر آپنے وہ کھجور ملکر کھائے ؛

ملا سیرۃ النبویہ مین لکھتے ہین ؛

عن زيد قال علي عليه السلام اذا صليت الظهر غدا فاغد الي قال فلما كان الغد وصليت الظهر غدوت اليه فلم اجد عنده حاجبا يحجبني دونه فوجدته جالسا وعنده مذكور اماء قد عابوعا مشدود عليه ختم فقلت في نفسي لقد امنني حتي يخرج الي جواهرا ولا ادري مافيه فلما كسر الخاتم وحله فاذا فيه سويق فاخرج منه قبضة في القدح وصب عليه الماء وشرب وسقاني فلم اصبر فقلت يا امير المؤمنين عليه السلام اتصنع هذا بالعراق وطعام العراق كثير فقال اما والله ما اختم عليه بخلا ولاكني ابتاع قد ما يكفيني واخاف ان يوضع فيه من غيره وانا اكره ان ادخل بطني الاطيبا فلذلك احترزت بما تري ؛

زید سے مروی ہی کہ مجھے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ظہر کی نماز کے بعد میرے پاس آئیو۔ دوسرا اگلا دن جب دوسرا دن ہوا اور مین ظہر کی نماز پڑھ چکا۔ اُنکی خدمت مین حاضر ہوا۔ کوئی حاجب اُنکا نہین تھا کہ مجھکو اُنسے روکتا۔ مین نے اُنکو بیٹھا ہوا پایا۔ اُنکے پاس پانی کا ایک لوٹا دھرا ہوا تھا۔ پس وہ ایک ظرف سربمہر لائے۔ مین نے اپنے دل مین کہا کہ البتہ اس مین سے جواہر نکالکر مجھے عطا فرمائین گے کیونکہ مین نہین جانتا تھا کہ اسمین کیا ہی۔ جب جناب امیر علیہ السلام نے اُسکی مُہر کو توڑا اور اُسکو کھولا تو دیکھتا کیا ہون کہ اُس مین ستو ہین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اُسمین سے ایک مُٹھی بھر کر پیالہ مین ڈالے اور اُسپر پانی ڈالا۔ اور مجھکو بھی پلایا مین صبر نہ کرسکا۔ پس مین نے عرض کی یا امیر المؤمنین علیہ السلام آپ عراق مین رہکر یہ کھاتے ہین۔ حالانکہ عراق مین طرح طرح کے کھانے ہوتے ہین۔ ارشاد ہوا کہ واللہ مین بخل کیوجہ سے اسپر مُہر نہین لگاتا۔ مگر جسقدر کہ مجھکو کافی ہو اُسی کا اتباع کرتا ہون۔ اور ڈرتا ہون کہ کوئی چیز سوا ستو کے اس مین نہ رکھی جاوے۔ اور مین مکروہ جانتا ہون کہ اپنا پیٹ سوائے پاک چیزون کے اور کسی شے سے بھرون۔ اسلئے احتراز کرتا ہون۔ جیساکہ تو نے دیکھا ہی ؛

شرح نہج البلاغۃ مین تحریر فرمایا ہی ؛

عن عبد اللہ ابن ابو رافع قال دخلت علی
علی علیہ السلام یوم عید فقدم الی جرابا
مختوما فوجدنا فیہ خبزا یابسا مرضوضا
فقدم واکل فقلت یا امیر المؤمنین علیہ
السلام کیف یختمہ قال خفت من
ھذین الوالدین ان یلیناہ بسمن اوزیت

عبد اللہ ابن ابو رافع سے منقول ہے کہ مین عید کے دن جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین گیا۔ آپ نے
میرے سامنے ایک چمڑے کا تھیلا رکھدیا۔ ہمنے اُسکو کھولا۔
اور اُس مین جو کی روٹیون کے خشک ٹکڑے پائے۔ پس
آپ اسمین سے کھانے لگے۔ مین نے عرض کی یا امیر المؤمنین
علیہ السلام آپنے اسپر مہر کیون لگائی ہے۔ فرمایا مین ان
لڑکون سے ڈرتا ہون کہ اسکو روغن یا زیت سے چرب نہ کرین۔

علامہ ابن حدید شرح نہج البلاغۃ مین لکھتے ہین:۔

عن ابن حدید قال وکان یاتدم بخل
او بملح فان ترقی علی ذلک فبعض نبات
الارض فان ارتفع ذلک فبقلیل من البان
الابل ولا یاکل اللحم الا قلیلا ویقول لا
تجعلوا بطونکم مقابر الحیوان۔

علامہ ابن الحدید شرح نہج البلاغۃ مین لکھتے ہین کہ جناب
امیر علیہ السلام ہمیشہ سرکہ و نمک کھایا کرتے تھے جب اس سے
کبھی ترقی فرماتے تھے تو بعض ترکاریون کا استعمال فرماتے
تھے اور اگر اس سے بھی بڑھجاتے تھے تو کبھی تھوڑا اونٹ
کا دودھ پی لیتے تھے۔ اور گوشت نہین کھاتے تھے گر بہت
کم اور ارشاد فرماتے تھے کہ اپنے پیٹ کو حیوانون کا مقبرہ نہ بناؤ۔ (شرح نہج البلاغۃ)

کتاب ریاض النضرہ مین علامہ محب طبری لکھتے ہین:۔

عن علی ابن ربیعۃ الرائی قال کان لعلی
علیہ السلام امراتان فکان اذا کان
یوم ھذہ اشتری لحما بنصف درھم واذا
کان یوم ھذہ اشتری لحما بنصفہ۔

علی ابن ربیعۃ الرائی سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام
کی دو بیبیان تھین۔ جب اس بی بی کی باری ہوتی تو نصف
درم کا گوشت خرید فرماتے اور جب اُس بی بی کی باری ہوتی
تو دوسرے نصف درم کا۔

علامہ موصوف ایک دوسرا واقعہ یہ لکھتے ہین:۔

عن ابی صالح قال دخلت علی ام کلثوم بنت
علی علیہ السلام واذا ھی تمشط فی ستر بینی
وبینہا فجاء حسن وحسین علیہما السلام
فدخلا علیہا وھی جالسۃ تمشط فقالت
الا تطعمون اباصالح شیئا قال فاخرجوا الی

ابو صالح سے مروی ہے کہ مین ایک دفعہ حضرت ام کلثوم بنت
علی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وہ کنگھی کر رہی
تھین۔ اور میرے اور اُنکے درمیان مین پردہ حائل تھا
اتنے مین جناب حسن و حسین علیہما السلام تشریف لائے۔
حضرت ام کلثوم علیہا السلام نے فرمایا کہ ابو صالح کو تم

تصعد فیہا مرق مجوب قال قلت تطعمون هذا وانتم امراء فقالت یا ابا صالح کیف انت لو تری امیر المؤمنین علیا علیہ السلام وانی ماترج فذهب حسین علیہ السلام فاخذ منہا اترجۃ فنزعہا من یدہ ثم امر بہ فقسم بین الناس ؛

کچھ کھلاتے نہین ہو۔ ابو صالح کا بیان ہو کہ میرے لئے ایک شوربہ کا پیالہ لایا گیا جسمین دال پڑی ہوئی تھی مین نے کہا کہ آپ لوگ امرا ہو کر ایسی غذا کھاتے ہین۔ جناب ام کلثوم فرمانے لگین۔ ای ابو صالح اگر تم امیر المؤمنین علیہ السلام کو دیکھو تو تمھارا کیا حال ہو۔ ایک بار جناب امیر علیہ السلام کے پاس کہین سے نارنگیان آئین۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک نارنگی اُٹھالی۔ جناب امیر علیہ السلام نے وہ نارنگی اُنکے ہاتھ سے لیکر لوگونکو بانٹ دی ؛

زہد فی اللباس

امیر المؤمنین علیہ السلام کے کھانے کی کیفیت تو معلوم ہوئی۔ اب خوراک کے بعد پوشاک کے حالات بھی ملاحظہ فرمائے جائین ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ خود ہمیشہ موٹے کپڑے پہنتے تھے اور اپنے خادمون کو نفیس پوشاک پہناتے تھے۔ ایک روز ایک بزاز کی دوکان سے دو عدد کپڑے خریدے۔ ایک کپڑے کی قیمت دو درم تھی اور دوسرے کی تین۔ قنبر رضہ ساتھ تھے۔ دو روپیہ والا کپڑا اپنے لئے رکھا اور تین درہم والا کپڑا قنبر رضہ کو حوالہ کیا۔ قنبر رضہ نے عرض کی کہ اسکو آپ پہنین۔ یہ کپڑا آپکے لئے زیبا ہی۔ کیونکہ آپکو لوگون سے ملاقات کرنی ہوتی ہی اور مجمع عام مین خطبہ پڑھنا ہوتا ہی۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ہنسکر جواب دیا۔ تم جوان ہو۔ تمھارے ہی لئے نفیس کپڑا زیبا ہی۔ اور میرے لئے یہی کافی ہوگا ؛

امام ابو اسحٰق شعبی کا بیان ہی کہ میرا بچپن تھا۔ میرا باپ مجھکو لیکر جمعہ کے دن مسجد کوفہ مین گیا امیر المؤمنین علیہ السلام خطبہ فرما رہے تھے اور آدمیون کی یہ کثرت تھی کہ مجھکو کچھ نہین معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے میرے باپ نے مجھکو اپنے کندھے پر چڑھا لیا مین نے دیکھا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام خطبہ فرما رہے ہین اور اپنی آستینون کو زور زور سے ہلاتے جاتے ہین۔ مین نے اسکا سبب پوچھا اور باپ سے کہا کہ کیا امیر المؤمنین علیہ السلام کو گرمی معلوم ہوتی ہی جو اپنی آستینون سے ہوا دیتے جاتے ہین۔ میرے باپ نے کہا کہ یہ گرمی کے باعث سے نہین بلکہ یہ وجہ ہی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس سوائے اس پیراہن کے دوسرا پیراہن نہین تھا۔ اور میلا ہو چکا تھا۔ مجبور ہو کر اسکو خود دھویا ہی۔ اس لئے اسے حرکت دیتے جاتے ہین کہ جلد خشک ہو جائے ؛

صالح ناقل ہین کہ میری دادی نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو دیکھا کہ بازار کوفہ سے خرمے خریدے اپنی عبا مین لئے جا رہے ہین۔ مین نے سلام کیا اور چاہا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام اپنا بار مجھے دیدین تاکہ مین آپکے گھر تک پہونچا دون۔ فرمایا۔ نہین۔ تھوڑی دور آگے چل کر پوچھا الا تاکلین منہ۔ کیا تو اسمین سے

کچھ کھانا چاہتی ہی مین نے عرض کی نہین۔ حضرت وخرما لیکر گھر مین داخل ہوے جمعہ کا روز تھا مسجد مین تشریف لائے تو وہی عبا اوڑھے ہوے تھے۔ اور خرمے کے چھلکے اُسی طرح اُسوقت تک اُسمین لگے ہوے تھے

لیلی بنت مسعود نہشلی کے ساتھ عقد کیا لیلی کے والدین امیر تھے۔ اُنہون نے لیلی کے لئے دولت سرا خاص مین اپنے خاص اہتمام سے ایک حجلہ آراستہ کیا۔ امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے تو یہ سامان دیکھکر اُن تمام بیش بہا اور اعلی پردون کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا۔ ناموس علی (علیہ السلام) کے لئے وہی حالت کافی ہی جس حالت مین وہ ہین ؛

کتاب غارات ابراہیم ثقفی مین ہی کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی حکومت کے زمانہ مین اپنی تلوار ہاتھ مین لئے۔ بازار کوفہ مین کھڑے ہوے فرمارہے تھے کہ مین اپنی تلوار بیچتا ہون جسکو لینا ہو وہ لے۔ اگر میرے پاس پائجامہ کی قیمت ہوتی تو مین اسے ہرگز نہ بیچتا۔ ابورجا کا بیان ہی کہ مین نے عرض کی کہ مین آپکے ہاتھ پاجامہ بیچتا ہون اور آپکے اوپر اُسکی قیمت قرض چھوڑتا ہون جسوقت آپکے پاس اسکی قیمت موجود ہو۔ آپ مجھے واپس دینگے۔ یہ کہکر مین نے پائجامہ مین نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو دیدیا پھر تقسیم کے دن اُنکے حصہ سے اُسکی قیمت لے لی تھی

جب کبھی پیراہن کی آستینین بڑی ہو جاتی تھین تو اُنکو اپنے ہاتھون سے پھاڑ ڈالتے تھے اور فقرائے اسلام کے لئے اُنکی ٹوپیان سلوا کر تقسیم فرماتے تھے۔ اہل کوفہ سے ہمیشہ ارشاد فرماتے تھے کہ اگر مین تمھارے شہر سے سوائے اس موٹے کپڑے کے جو میرے بدن پر ہی۔ اور فلان غلام وجاریہ کے جو میرے ساتھ ہین کوئی دوسری شے اپنے ساتھ لیجاؤن تو تم مجھکو خائن جاننا ؛

احمد ابن حنبل مناقب مین اور ابن داؤد اثیر تاریخ کامل مین لکھتے ہین :-

عن هارون ابن عنترة عن ابيه قال دخلت على علي عليه السلام بالخورنق وهو يرعد تحت يوم بارد وعليه شملة فقلت يا امير المؤمنين عليه السلام ان الله قد جعل لك ولاهلك في هذا المال نصيبا وانت تفعل هذا بنفسك فقال والله ما ارزأكم من اموالكم شيئا وانها لقطيفتي التي خرجت بها من المدينة ما عندي غيرها ؛

ہارون ابن عنترہ اپنے باپ سے ناقل ہین کہ مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین اُسوقت حاضر ہوا جب آپ قصر خورنق مین تشریف رکھتے تھے۔ موسم سرما تھا۔ آپ جاڑے کی شدت سے کانپ رہے تھے۔ فقط ایک کپڑا پرانا اوڑھے تھے۔ مین نے عرض کی۔ یا امیر المومنین علیہ السلام خدائے تعالے نے آپکے اور آپکے اہل وعیال کے لیئے اس بیت المال مین حصہ مقرر فرمایا ہی۔ اور آپ اپنے نفس کیساتھ یہ کچھ کر رہے ہین۔ آپنے ارشاد فرمایا واللہ مین تمھارے مالون

مین سے کسی چیز کو پسند نہین کرتا۔ واللہ یہ وہی کمبل ہے کہ جسکو مین مدینہ سے اپنے ساتھ لایا ہون ؛

ابن احمد حنبل مناقب مین لکھتے ہین :۔

عن زید ابن وھب قال خرج علی علیہ السلام الی الناس و علیہ ازار مرقوع فعابہ الجعد بن نعجہ فی لباسہ فقال ما لک فی لبوسی ھذا بعد من الکبر و اجدر ان تقتدی بہ المسلم	زید ابن وہب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر المومنین علیہ السلام گھر سے باہر لوگون مین تشریف لائے۔ آپکے تہبند مین جابجا پیوند لگے ہوئے تھے۔ جعد ابن نعجہ خارجی آپکو اس لباس مین دیکھکر طعن کرنے لگا۔ آپنے فرمایا تمکو میرے لباس سے

کیا سروکار ہے۔ یہ میرا لباس غرور سے دور ہے اور اس لایق ہے کہ مسلمان اسکی پیروی کرین ؛

ملا علی متقی کنز الاعمال مین اور محب طبری ریاض النضرہ مین تحریر کرتے ہین :۔

عن عمرو بن قیس قال قیل لعلی علیہ السلام یا امیر المؤمنین علیہ السلام لم ترقع قمیصک قال تخشع القلب و یقتدی بہ المؤمن ؛	عمرو بن قیس ناقل ہین کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ اپنے پیراہن مین پیوند کیون لگاتے ہین۔ آپنے فرمایا۔ اس سے دل نرم ہوتا ہے اور مومن اسکی پیروی کرتا ہے ؛

پھر انھین کتابون مین ہے :۔

عن ام سلیم و قد سئلت عن لباس علی ع اصیب فیہا قالت کان لباس الکرابیس السنبلانیہ ؛	ام سلیم رض سے جناب علی مرتضے علیہ السلام کے اس لباس کی نسبت پوچھا گیا جس مین آپکا انتقال واقع ہوا وہ کہنے لگین کہ آپکا لباس سنبلان کی گزی کا تھا ؛

مناقب مین ہے :۔

عن ابی ملیکہ قال لما ارسلنی عثمان الی علی علیہ السلام فی العیاقیب وجدتہ موتزرا للعبائہ محتجرا لعقانیہ و ھو یھنا بعیرا لہ رای یطلیہ بالقطران ؛	ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان نے مجھکو عیاقیب مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا تو مینے آپکو دیکھا کہ آپ اپنی عبا کا تہ بند باندھے ہین۔ اور اسپر رسی لپیٹے ہوئے ہین۔ اور اپنے اونٹ کو بدبودار روغن مل رہے ہین ؛

مناقب مین ہے :۔

عن ابی بحر عن شیخ لہ قال رایت علی علیہ السلام ازار غلیظا ثمنہ خمسۃ دراھم و قد اشتراہ بخمسۃ دراھم قال و رایت معہ خمسۃ دراھم مصرورۃ قال ھذہ لبقیۃ نفقتنا ؛	ابی بحر اپنے ایک بزرگ سے ناقل ہین کہ مینے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ موٹا تہ بند باندھے ہوئے تھے جسکی قیمت پانچ درہم تھی اور پانچ درہم انکی ہمیان مین بندھے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ یہ ہمارا باقی نفقہ ہے ؛

پھر وہی راوی ناقل ہی:-

عن ابی بحر عن شیخ له رایت علی علیه السلام علی ازار اغلیظا قال اشتریته بخمسة دراهم فمن ارجحنی فیه درهما بعته ایاه قال وکان بانزر بحبائه ولیشد وسطه بعقال ویهنا بعیره وهو یومئذ خلیفة ؛

ابی بحر اپنے شیخ سے ناقل ہین کہ وہ کہتا ہی کہ مین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا موٹا تہ بند باندھے ہوے ۔ فرمانے لگے ۔ مین نے اسے پانچ درہم پر خریدا ہی جو کوئی مجھکو اسی مین سے ایک درہم نفع دے تو مین اسکو بیچ دون ۔ راوی کا بیان ہی کہ جناب امیر علیہ السلام ایک چادر کا تہ بند باندھے تھے ۔ اور ایک رسی سے اسے خوب کسے تھے ۔ اور اپنے اونٹ کو آپ روغن ملتے تھے ۔ حالانکہ اس زمانہ مین آپ خلیفہ تھے ؛

مناقب مین تحریر ہی:-

عن ابی سعید الازدی قال رایت علیا فی السوق وهو یقول من عنده قمیص صالح بثلاثة دراهم فقال رجل عندی فجاء به فاعجبه فاعطاه ثم لبسه فاذا هو یفضل عن اطراف اصابعه فامر به فقطع ما فضل عن اطراف اصابعه ؛

ابی سعید الازدی سے نقل ہی کہ مین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو بازار کو مین دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے۔ آیا کسی کے پاس تین درہم کی قیمت کا اچھا کرتہ ہی۔ ایک آدمی نے کہا میرے پاس ہی۔ آپ اُسکے پاس تشریف لے گئے اور وہ کرتا آپکو اچھا معلوم ہوا۔ تین درہم پر اُسکو خرید فرمایا۔ جب اُسکو پہنا تو وہ آپ کے ہاتھون کی انگلیون سے بڑھتا تھا۔ آپنے اُسکی زیادتی کو کٹوا ڈالا ؛

ریاض النضرہ مین مندرج ہی:-

عن عبد الله ابن ابی الهذیل قال رایت علیا خرج وعلیه قمیص غلیظا رازی اذا مد کم قمیصه بلغ الظفر واذا ارسله صار الی نصف الساعد ؛

عبد اللہ ابن ابی ہذیل سے منقول ہی کہ مین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک موٹا کرتا رازی کا پہنے ہوے تھے کہ جب اُسکی آستینین کھینچتے تو وہ ہاتھ کے ناخن تک پہنچ جاتین۔ اور جب اُسکو چھوڑ دیتے تو وہ کلائی کے نصف تک سکڑ کر رہجاتا ؛

استیعاب فی معرفة الاصحاب مین لکھا ہی:-

عن الحسن بن جرموز عن ابیه قال رایت علیا یخرج من مسجد الکوفة وعلیه

حسن ابن جرموز اپنے باپ سے ناقل ہین کہ مین نے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو مسجد کوفہ

قطر تيان موتزرا براحلة مرتدياً بالاخرى وازاره الى نصف ساق وهو يطوف بالاسواق ومعه درة يامرهم بتقوى الله عز وجل وصدق الحديث وحسن البيع والوفا في الكيل والسقط في الميزان ؛

سے نکلتے ہوئے دیکھا کہ دو قطریہ مین سے ایک تہ بند باندھے ہین اور ایک اوڑھے ہین۔ آپکا تہ بند نصف ساق تک ہی اور وہ بازارون مین پھر رہے ہین۔ اور آپکے پاس درہ ہی لوگون کو خدا کے خوف سے سچ بولنے۔ کھرا سودا بیچنے اور پیمانہ کے پورا کرنے اور ترازو کے برابر رکھنے کا حکم کرتے ہین ؛

مناقب مین تحریر ہی۔

عن ابی النواء بياع الكرابيس قال اتانی علی عليه السلام ومعه قنبر غلامه فاشترى منی ثوبين الغليظين فقال لغلامه قنبر اختر ايهما شئت فختر احدهما واخذ علی عليه السلام الاخر فلبسه ؛

ابو النواء گزی فروش کا بیان ہی کہ ایک بار امیر المومنین علیہ السلام اپنے غلام قنبر کو لئے ہوئے میرے پاس آئے۔ اور مجھسے دو موٹے کپڑے خرید فرمائے اور اپنے غلام قنبر سے فرمایا کہ ایک انمین سے جو تمھین پسند ہو۔ لیلو۔ قنبر نے انمین سے ایک کو لے لیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے دوسرا لیکر خود پہن لیا ؛

مناقب مین ہی ؛۔

عن ابن عباس قال دخلت يوما على امير المؤمنين علی عليه السلام وهو يخصف نعله فقلت له ما قيمت هذه النعل التی تخصف فقال هی والله احب الی من دنياكم الا ان اقيم به حقا وادفع باطلا قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخصف نعله ويرقع ثوبه ويركب الحمار ويردف خلفه ؛

عبد اللہ ابن عباس سے منقول ہی کہ مین ایک دن جناب امیر علیہ السلام کے پاس گیا۔ دیکھا کہ آپ اپنا جوتا سی رہے ہین۔ مین نے پوچھا آپکا جوتا کس قیمت کا ہی۔ فرمایا۔ یہ جوتا مجھے تمھاری تمام دنیا سے محبوب ہی۔ مگر وہ امور جسکی وجہ سے مین حق کو قائم اور باطل کو دور کرون۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جوتا سیتے تھے۔ کپڑون مین پیوند لگاتے تھے۔ گدھے پر سوار ہوتے تھے۔ اور اپنے پیچھے دوسرے کو بھی بٹھا لیا کرتے تھے ؛

مناقب مین ہی ؛۔

عن سويد ابن غفلة قال دخلت على علی عليه السلام وليس فی داره غير حصير رث وهو جالس عليه فقلت يا امير المؤمنين

سوید ابن غفلہ کا بیان ہی کہ مین ایک دن جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین گیا۔ آپ ایک پرانے بورئے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مین نے عرض کی یا امیر المومنین علیہ السلام

علیه السلام انت ملك المسلمین والحاکم علیهم وعلی بیت المال وتاتیك الوفود ولیس فی بیتك سوی هذا الحصیر فقال یاسوید ان اللبیب لا یتانس فی دار النقلة وامامنا بیت ابدینا دار المقامة قد نقلنا الیها متاعنا ونحن منقلبون الیها عنقریب قال فابکانی واللّٰہ کلامه	آپ مسلمانون کے بادشاہ اور حاکم ہین۔ بیت المال کے مختار ہین۔ قومون کے ایلچی آپکے پاس آتے ہین لیکن آپکے گھر مین اس پرانے بورئے کے سوا کچھ بھی نہین ہے فرمایا۔ اے سوید عاقل ایسے گھر سے اُنس نہین کرتا جس سے نقل کرنا ہو۔ ہماری آنکھون کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اُسمین نقل کر چکے ہین۔ اور عنقریب ہم بھی اُسی طرف جانیوالے ہین۔ سوید کا قول ہے کہ بخدا آپکے اس کلام نے مجھے رُلادیا

استیعاب مین ہے:۔

عن عطاء رایت علی علیه السلام قمیص کرابیس غیر غسل	عطا کہتے ہین کہ مین نے جناب علی علیہ السلام کو گزی کا بے دُھلا ہوا کپڑا پہنے دیکھا

طرز معاشرت و تفقد احوال رعایا

امیر المومنین علیہ السلام کی معاشرت اور حسن تواضع ایسا سادہ تھا۔ کہ معمولی سے معمولی بھی جسنے اس سے قبل آپکو نہ دیکھا ہو۔ اگر دفعۃً دیکھے تو کبھی ممالک اسلامی کا فرمانروا نہین کہہ سکتا۔ گھر کا تمام کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ قنبرؓ اور سعید وغیرہ کو کبھی اُنکی تکلیف نہین دیتے تھے۔ بازار کے سارے کام آپ کرلیتے تھے۔ اپنا جوتا آپ سی لیتے تھے۔ اپنا کپڑا آپ دھو لیتے تھے۔ اور اپنے پیراہن مین آپ پیوند لگاتے تھے۔ اور ان ضرورتون مین کبھی دوسرون کی استمداد کے محتاج نہین ہوتے تھے۔ خانہ داری کے کامون کو بھی اکثر اپنے ہاتھون سے انجام دیتے تھے۔ مسجد کی تمام خدمات کی انجام دہی تو کلیتاً آپ ہی کے متعلق تھی۔ امامت کے ممتاز منصب سے لیکر جاروب کشی کی ادنی خدمات تک اپنے ہاتھون سے انجام دیئے جاتے تھے:

حضرت فضہ رضؓ جب سے خدمت خانہ داری پر مشرف ہوئین تو جناب سیدہ علیہا السلام نے تاکید کیگئی کہ گھر کے کامون کو ایک دن تم انجام دو اور ایک دن فضہ۔ اس آسان طریقہ سے ایک روز جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو فرصت ملتی تھی اور ایک دن حضرت فضہ کو:

یہ تو قبل خلافت کے حالات تھے۔ خلافت پانے پر بھی آپکی سادہ وضعی اور پاکیزہ نفسی مین کسی قسم کا تغیر اور تبدل واقع نہین ہوا۔ ہمیشہ موٹے سے موٹے کپڑے پہنے اور گھر کے خادمون کو نفیس پوشاکین پہنائین آپ معمولی سے معمولی کھانا کھایا۔ مگر مہمانون کو الوان نعمت سے ہمیشہ محظوظ و مسرور فرمایا۔ اپنے لئے

دسترخوان پر خرما۔ نمک۔ سرکا۔ یا جَو کے آٹے کے سوا۔ اور کبھی کوئی چیز رکھنے ندی۔ مگر ہان۔ جب کوئی مہمان مسافر یا غریب آگیا تو پھر اُسکے لیئے دسترخوان پر ہر قسم کا تکلف بھی تھا اور اہتمام بھی ؛

اکثر پیادہ پا چلتے تھے۔ گھوڑے پر بغیر سفر کی ضرورتون کے عام طور سے سوار نہین ہوتے تھے۔ اپنے تجمل و شان کا اظہار جسکے لیئے آپ ہر طرح سے شایان تھے۔ کبھی ہونے نہین دیتے تھے۔ عام طور سے ممالک محروسہ اور رعایا پر اپنی سطوت۔ قوت یا اختیار کا ذرہ بھر بھی اظہار نہین ہونے دیتے تھے۔ عام طور سے رعایا کے ساتھ جو رعایت اور اُنکے حقوق کی حفاظت منظور تھی اُسکی کیفیت ہم پوری تفصیل کیساتھ نظام ملکی کی بحث مین لکھ آئے ہین۔ فریادی کی فریاد کو خود سنتے تھے۔ کسی کے ذریعہ اور وسیلہ کی مطلق ضرورت نہین ہوتی تھی۔ بازار کوفہ اور شہر کی راہون مین یون نکلتے تھے کہ کوئی پہچانتا بھی نہین تھا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام جاتے ہین۔ یا کوئی اور۔ جب کہین راہ مین ہجوم ہوتا تھا اور چلنے کے لیئے راہ نہین ملتی تھی تو انپر کسی قسم کا تحکم نہین کیا جاتا تھا۔ اور وہ سختی اور درشتی سے چلا چلا کر جانورون کی طرح دور ہٹائے نہین جاتے تھے۔ بلکہ نہایت نرمی اور شفقت فرماتے تھے کہ ای معاشر المومنین۔ سلام علیکم۔ علی (علیہ السلام) کو رستہ دو کہ وہ آسانی سے چلا جاوے۔ کچھ تو لوگ آواز پہچانکر اور کچھ صورت دیکھکر راستہ سے ہٹ جاتے تھے ؛

حریث ابن شاہل کوفہ مین تھا۔ اور کسی ملک کی ولایت کا عہدہ اُسکے سپرد تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام کہین گھوڑے پر تشریف لیجا رہے تھے۔ وہ دیکھکر پیادہ ہوکر ساتھ ہو لیا۔ اُسکو پیادہ دیکھکر آپنے اپنے گھوڑے کو روک لیا! اور فرمایا ارجل فان مشی مثلک مع مثلی فتنہ للوالی ومذلۃ للمومنین۔ بھائی واپس جاؤ۔ تمہارا میرے ساتھ پیادہ پا چلنا تمھاری ولایت کے موجودہ منصب کے لیئے بہت سی غلط فہمی کا باعث ہوگا اور تمھارے مومن بھائیون کے لیئے کم وقعتی اور ذلت کا موجب ہوگا ؛

مسجد سے نماز پڑھکر گھر آتے تھے۔ دروازہ پر ایک عورت ملی جو زار زار رو رہی تھی۔ وجہ پوچھی تو اُسنے عرض کی کہ میرا شوہر مجھپر بہت سخت ظلم کرتا ہی۔ آج اُسنے قسم کھائی ہی کہ مین تجھے مار ڈالونگا۔ آپنے فرمایا کہ دھوپ کی شدت کم ہولے تو مین تیرے شوہر کو بلا کر تصفیہ کردون۔ اُسنے جواب دیا کہ جہان تک دھوپ کی حرارت کم ہو اُسکے غصہ کی آگ اور بھڑک جائیگی۔ امیر المومنین علیہ السلام اُسکا یہ جواب سنکر فوراً اُسکے ساتھ ہو لیئے۔ اُسکے گھر تک آئے۔ دروازہ پر آواز دی۔ اندر سے ایک جوان نے کواڑ کھولے۔ آپنے اُسے سلام کیا۔ اور پھر کہا کہ ای بندۂ خدا۔ خدا سے ڈر اور اپنی عورت پر ناحق ظلم نہ کر۔ اُسنے امیر المومنین علیہ السلام کی صورت بھی آجتک نہین دیکھی تھی۔ وہ کہنے لگا کہ آپ کون ہین جو ہمارے خانگی امور مین بیکار دخل دیتے ہین۔ اب مین آپکی سفارش پر اسکو زیادہ تکلیف دونگا۔ یہ گفتگو سنکر ہمسایہ کے بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ وہ سب کے سب امیر المومنین

علیہ السلام کو پہچانتے تھے۔ اُس شخص نے کہنے لگے کہ تو کس سے ایسی سختی اور درشتی سے باتین کرتا ہی امیرالمومنین علیہ السلام سے۔ وہ غریب امیرالمومنین علیہ السلام کا نام سنتے ہی قدمون پر گر پڑا۔ اور عذرخواہی کرنے لگا۔ پھر اُسنے اقرار کیا کہ اب یہ عورت اگر مجھکو اپنے قدمون کے تلے بھی کچلیگی تو بھی مین اسکو کچھ نہ کہونگا امیرالمومنین علیہ السلام نے اُس عورت کو بلایا اور اطاعت شوہر کے متعلق کامل ہدایت فرماکر اُسکے گھر بھجوا دیا ؛

بازار کوفہ مین کسی ضرورت سے جارہے تھے۔ دیکھا کہ ایک لونڈی دوکان پر کھڑی زار زار رو رہی ہی۔ اُسکے رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو اُسنے عرض کی کہ میرے آقا نے مجھسے ایک درم کے خرمے منگائے تھے۔ اس دوکان سے لے گئی۔ اتفاقًا وہ اُسے پسند نہ آئے۔ اب دوکاندار کے پاس لائی ہون تو وہ پھیرتا نہین۔ آقا کے پاس لیجاتی ہون تو لیتا نہین۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اُس دوکاندار سے فرمایا کہ بھائی تم خوب جانتے ہو کہ یہ خادمہ ہی۔ صاحب خانہ نہین۔ تم اپنی کھجورین واپس لیلوگے تو تمھارے لئے کوئی قباحت نہین ہوگی۔ اتفاق سے وہ دوکاندار شہر مین تازہ وارد تھا۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو پہچانتا نتھا۔ آپکی سفارش سنکر اُسے غصّہ آگیا اور وہ آپ سے سخت کلامی کرنے لگا۔ اور لوگ جو اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے دوڑ پڑے۔ اور اُسکو سخت وسست کہکر کہنے لگے کمبخت۔ تو امیرالمومنین علیہ السلام کو نہین پہچانتا۔ وہ آپکا نام سنتے ہی خوف زدہ ہوگیا۔ فورًا عورت سے کھجورین لیکر اُسکے دام اُسے واپس دیدئے۔ پھر امیرالمومنین علیہ السلام کے قدمون پر گرا اور اپنی طرف سے معذرت پر معذرت کرنے لگا۔ آپ نے اُسکی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ جب تم نے اس عورت کے ساتھ تصفیہ کرلیا تو مین بھی اب تم سے رضامند ہوگیا ؛

بازار کوفہ مین بہت جاتے تھے اور اکثر آواز بلند یہ آیہ تلاوت فرماتے تھے۔ یا معشر الناس اوفوا الکیل والمقیاس او وزنوا بالقسطاس المستقیم ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ لوگو۔ بانٹ اور پیمانے درست کرو۔ پوری ڈنڈی سے تولو۔ آدمیون کی چیزون کو کم نہ کرو۔ اور ملک مین فساد ڈالنے والے نہ ثابت ہو ؛

بھولے ہوئے مسافر کو خود رستہ تبلادیتے تھے۔ کوئی کہن سال ضعیف۔ یا معذور الاعضا رستہ مین ملتا تو خود اُسکی اعانت فرماتے۔ کسی کو راہ مین غلط کلام اللہ پڑھتے سنتے تو کھڑے ہوکر اُسکو فورًا تبلادیتے ؛

امیرالمومنین علیہ السلام نے بازار کوفہ مین کچھ خریدا۔ دوکاندار کے لڑکے نے دو درہم آپ سے قیمت مین زیادہ لے لئے۔ اُسکا باپ آیا تو بیٹے نے اُس سے روئداد بیان کی وہ اُسپر سخت برہم ہوا۔ اور وہ دونون درہم زاید لیکر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میرے لڑکے نے آپکو پہچانا نہ تھا

یہ دو درہم آپسے زاید لے لئے حضرت نے فرمایا کہ مین اسی قیمت پر راضی ہو کر لایا ہون۔ اور دی ہوئی چیز کو واپس لینا میری عادت نہین ؛

ریاض النضرہ مین منقول ہے:-

عن ابی صهبا قال رایت علیا بشط الکلا یسئل عن الاسعار؛

ابو صہبا کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کو نہر کلا کے کنارے غلّون کے نرخ پوچھتے دیکھا؛

امام عبد ربہ اندلسی کتاب عقد الفرید مین لکھتے ہین:-

عن عامر الشعبی قال وفدت سوده بن عمارة بن الاشتر الهمدانیه علی معویه ابن ابوسفیان فاستاذنت علیه فاذن لها فلما دخلت قال لها کیف انت یا ابنة الاشتر فقالت بخیر فقال لها انت القائله یوم الصفین لاخیك ۞ شمر کفعل ابیك یا ابن عمارة + یوم الطعان وملتقی الاقران + وانصر علیا والحسین ورهطه + واقصد لهند وابنها بهوان + ان الامام اخا النبی محمد + اعلم الهدی ومنارة الایمان قالت یا امیر مات الراس وبتر الذنب فدع عنك تذکار ما قد نسی قال هیهات لیس مثل مقام اخیك ینسی فقالت صدقت والله یا امیر و لکن اسالك بالله اعفانی عما استعفیته قال قد فعلت فقال ما حاجتك قالت یا امیر انك صرت للناس سید اوالامور هم مقلدا والله سائلك عما افترض علیك من خفیا ولایزال یقدم علینا من ینهض بعزك ویبسط بسلطانك

عامر ابن الشعبی ناقل ہین کہ سودہ بن عمارہ ابن اشتر ہمدانیہ ایک دفعہ بطریق سفارت معویہ کے دربار مین حاضر ہوئین اور اذن مانگا۔ معویہ نے اپنے سامنے بلایا۔ جب یہ سامنے گئین تو اُسنے پوچھا کہ اے اشتر کی بیٹی کیا حال ہے۔ سودہ نے کہا۔ اچھا حال ہے۔ معویہ نے کہا تو ہی نے صفین کے روز اپنے بھائی کے لئے یہ شعر کہے تھے۔ کہ۔ اے ابن عمارہ نیزہ مارنے اور بہادرون کے باہم ملنے کے روز تو بھی اپنے باپ کی طرح اپنا دامن اُٹھالے۔ اور علی اور حسین علیہما السلام اور اُنکی جمعیت کی مدد کر۔ اور ہندہ اور اُسکے بیٹے کو ذلیل کر کیونکہ وہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہے۔ امام ہے اور وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہے۔

سودہ نے جواب دیا اے امیر۔ سر کٹ گیا۔ دم اُکھڑ گیا جو بات بھول گئی۔ اُسکا ذکر چھوڑ دے۔ معاویہ نے کہا۔ افسوس ہے۔ تیرے بھائی کا وہ مرتبہ نہین تھا کہ اُسکا ذکر بھلا دیا جاوے۔ سودہ نے کہا۔ آپ سچ کہتے ہین لیکن جو کچھ مجھسے ہوا اُسے آپ معاف فرماوین۔ معاویہ نے کہا مین نے اُسے معاف کر دیا۔ اب تو اپنی حاجت بیان کر۔ سودہ نے کہا کہ اب آپ تمام لوگون کے سردار رگئے ہین

فتحصدنا حصاد السنبل ويدوسنا د
ياس البقر هذا ابن ارطاة قدم بلادی
وقتل رجالی واخذ مالی ولولا الطاعة
لكان فينا عز ومنعته فاما عزلته فشكرناك
واما لا فعرفناك فقال معاويه ايای تهددين
بقومك والله لقد هممت ان اردك اليه
فينفذ حكمه فيك فسكتت ثم قالت ع
صلی الاله علی روح تضمنه + قبر فاصبح
فيه العدل مدفونا + فقال من ذالك
قال علی ابن ابيطالب عليه السلام قال
ما اری عليك منه اثرا قالت بلی اتيته
يوما فی رجل ولاه صدقاتنا فوجدته
قائما يصلی فانفتل من الصلوة ثم قال
برافة وتلطف لك حاجة فاخبرته خبر
الرجل فبكی ثم رفع راسه الی السماء فقال
اللهم انت تعلم انی لم امرهم بظلم خلقك
وترك حقك ثم اخرج من جيبه قطعة
من جواب فكتب فيه بسم الله الرحمن
الرحيم قد جاءتكم بينه من ربكم
فاوفوا الكيل والميزان ولا تبخسوا الناس
اشياءهم ولا تفسدوا فی الارض بعد
اصلاحها ذلكم خير لكم ان كنتم مؤمنين
اذا اتاك كتابی هذا فاحفظ فی يديك
حتی من يقبضه منك والسلام فعزله
فقال معاويه اكتبوا لها بالانصاف لها

اور اُنکے تمام امور آپکے گلے پڑے ہین۔ خدا نے جو امور
ہمارے حقوق کے متعلق آپسے متعلق کئے ہین اور آپکے
اوپر فرض کئے ہین۔ خدا ضرور اُنکے لئے آپ سے پوچھیگا۔
آپ ہمیشہ ہم پر ایسا عامل مقرر کرتے ہین جو آپکی عزت کی
وجہ سے ہمپر حکومت کرتا ہی۔ اور کھیتی کی طرح ہمکو کاٹتا ہی۔
اور گائے کی طرح ہمکو دوہتا ہی۔ یہ ابن ارطاۃ ہمارے
شہر پر حاکم بناکر بھیجا گیا ہی۔ جسنے ہمارے مردون کو مار ڈالا
ہی اور ہمارا مال چھین لیا ہی۔ اگر آپکی اطاعت مانع نہ آتی تو
ہم بھی عزت رکھتے تھے اور دفع کرسکتے تھے اگر تمنے اُسے
معزول کردیا تو ہم تیرا شکریہ ادا کرینگے ورنہ ہم اپنی جانین
دیدینگے۔ معاویہ نے کہا۔ کیا تو مجھکو اپنی قوم و قبیلہ سے
ڈراتی ہی۔ واللہ مین چاہون تو تجھے اُسی کے پاس بھیجدون
تاکہ وہ اپنا حکم تمپر جاری کرے۔ سودا نے خاموش ہوکر
یہ شعر پڑھا ع خدا کی رحمت ہو اُسکی روح پر جسکو قبر نے
بغلگیر کرلیا ہی کہ وہ اُسمین عدل کرتا ہوا۔ مدفون ہوا معاویہ
نے پوچھا۔ وہ کون شخص ہی جسکی نسبت تونے یہ شعر کہے۔
سودہ نے جواب دیا۔ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔
معاویہ نے کہا مین بھی تو اُنکی مہربانیون کا اثر کچھ تمھارے
حال مین پاؤن۔ سودہ بولی۔ ایک روز مین اُنکی خدمت مین
ایک شخص کی شکایت لیکر گئی جسکو اُنھون نے تحصیل زکوٰۃ
کے لئے مقرر فرمایا تھا مینے اُنھین نماز پڑھتے ہوے پایا۔
نماز سے منھ پھیر کر فرمایا اور نہایت نرمی اور مہربانی سے
کہا۔ تمھین کوئی ضرورت ہی۔ مین نے آپ سے اُس شخص کا پورا
حال عرض کیا۔ آپ سُنکر رونے لگے۔ پھر آسمان کیطرف
سر اُٹھا کر کہنے لگے کہ اے پروردگار۔ تو جانتا ہی کہ مین نے

والعدل علیہا فقالت الی خاصّة ام لقومی عامّة قال امّا انت وغیرك قالت هی والله اذا الفحشاء واللوم ان کان عدلا شاملا والّا یسعنی مایسع قومی قال هیهات علمکم ابن ابی طالب علیه السّلام الجرات علی السّلطان نقله الامام ابو عمر احمد ابن عبد ربّه الاندلسی فی کتابه عقد الفرید ؎

اپنے عاملون کو تیری خلائق پر ظلم کرنے کے لئے نہین ہی مقرر فرمایا۔ اور تیرا حق چھوڑنے کو نہین کہا ہی۔ پھر اپنی جیب سے کاغذ کا پرچہ نکالکر لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بیشک تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس کھلے کھلے نشان ہین تم اپنے پیمانے اور ترازو کو درست کرو۔ اور لوگون کی چیزونکو نہ گھٹاؤ۔ اور ملک کی آبادی کے بعد خرابی مت ڈالو۔ اگر تم مومن ہو۔ جب میرا یہ خط تجھے ملے تو جو کچھ کہ تیرے پاس ہی اُسے خوب نگاہ رکھو۔ جبتک کہ اُسکا لینے والا تیرے پاس پہونچ جاوے۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اُسے معزول فرمادیا۔ معاویہ اپنے اہل دفتر سے کہنے لگا کہ تم بھی اسی طرح عدل و انصاف کرنے کے لیئے لکھو۔ سو وہ کہنے لگی۔ خاص میرے لیئے یا کہ میری تمام قوم کے لیئے معاویہ نے کہا۔ تجھے دوسرون سے کیا سروکار ہی۔ سو وہ کہنے لگی۔ یہ امر تو نہایت قابل اعتراض ہی۔ اگر عدل عام شامل ہی تو بہتر۔ ورنہ جو اور قوم کا حال ہوگا وہی میرا۔ معویہ کہنے لگا۔ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے تم لوگون کو بادشاہون کے سامنے گستاخی کرنیکی جرأت دلادی ہی ؎

امام سنبلانی مناقب الاصحاب مین تحریر فرماتے ہین ؎۔

وکان یغدو وعلی مفاتیح یجعل منهای مواقیت الصلوٰة وکان ینفق علیهم من بیت المال ویقول علینا الوثاق وعلیهم الاباق ؎

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے جیلخانہ کی کنجیان تھین جن سے نماز کے وقت وہ قیدخانے کھولے جاتے تھے۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بیت المال سے اُنکی خوراک مقرر کی تھی۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا کام انکو قید رکھنا ہی اور انکا کام بھاگ جانا ہی ؎

ایک بیوہ کا مشہور قصہ۔ جو امیر المومنین علیہ السلام کے تفقد احوال رعایا کی بے نظیر مثال ہی۔ جسے مفتی مولوی سید محمد عباس صاحب علیہ الرحمۃ نے نہایت فصاحت سے منظوم فرمایا ہی جسے ہم ذیل مین مندرج کرتے ہین ؎

قبلۂ حاجات مردان و زنان	شاہ مردان پیشوای انس و جان	پیره زالی بیوه در راه دید	خسته بود و مشک آبی می کشید
گفت ای مسکین چه آمد بر سرت	چیست آن محنت کجا شد شوهرت	پیرزن چون مهربانی هاش دید	گفت آهی دردناکی از دل کشید
کشته جور و جفا ای حیدرم	قتل شد در جنگ با او شوهرم	درمیان ما و او حاکم خداست	روز عدل ما و او روز جزاست

برلبش چون رفت لفظ عدل و داد
رفت و روشن کرد آتش در ایاغ
فارغ از حال ارامل بوده
بسته بردے نان و خرما در کمر
آمدے از دستش جفا رفته است
این طریق عذرخواهی یاد گیر
بین جوانمردی که مولائے من
دید یک نوبت زن همسایه اش

لرزه بر اندام شیر حق فتاد
برخش از شعله شد چون لاله داغ
از غم ایتام غافل بوده
از برائے بچگان بے پدر
بر شما از دو جفائے رفته است
توبه مائے بیکسا هی یاد گیر
شد حیران خدمتگذار پیر زن
بود واقف از علو پایه اش
زن چو شد آگاه از مولائے خویش

مشک که دوش خود از جهان گرفت
چون شرر بالا شد از مطبخش
بعد ازان هر روز رفتے پیش او
لقمه ها وادے و گفتے برخورید
سید از خاک رہ دین و متاب
شوهرش شد قتل در راه خدا
خاک ره بیکسی ما و اش بود
گفت آ وائے این امیر دست
شد خجل از حکم اینهائے خویش

ره منزل خانه ایشان گرفت
خانه میگفت اے علی این آتشش
می نهادے مرہمے بر ریش او
وز سر تقصیر حیدر بگذرید
خاکساری یاد گیر از بوتراب
کرد بیجا شکوه آن مقتدا
مصطفی و خادم و سقاش بود
کے بود این حکم بر آقا درست

خدا جانے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق کتنے ایسے واقعات ہین جنکا علم انھین کو تھا۔ اور وہ انھین کے ساتھ گیا۔ فقرا مساکین۔ اور بہت سے کوفہ کے ایسے رہنے والے جو بھیک مانگنے سے مجبور تھے۔ اُنکی پرورش اور تفقد احوال خاصکر امیر المومنین علیہ السلام کے اشفاق اور عنایات سے وابستہ تھے۔ مگر اُنکے ساتھ ان رعایتوں کے لئے وہ پوشیدہ طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ جو دوسرونکو کہانتک گھر والون پر بھی ظاہر نہین ہونے دیتے تھے۔ دیکھو اُس درویش کا قصہ جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے دفن کے بعد جناب حسنین علیہما السلام پر ظاہر ہوا۔ اسکے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ یہ واقعہ عام طور سے مشہور ہے۔ ہم اُسکو بھی جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ کی مثنوی سے ذیل مین مندرج کرتے ہین۔ وہو ہذا۔

بعد دفن پادشاه انس و جان
چون گل فصل خزان رخسارشان
شد ازین آواز خاطرها ملول
بیکسی مسکین بخاک افتاده بود
نے نشان مرہمے بر ریش او
قال مسکین علیل بائس
گفت یکسال است دورم از وطن
می رسید هر روز شخصی پیش من
می نشستید بر سر بالین من

مثل بخت خویش برگشتند شان
ابر همن دیده خونبار شان
در پیش رفتند سبطین رسول
خشت را در زیر سر افتاده بود
نے دوائے نے غذائے پیش او
لا طبیب لی ولا لی مونس
نے پدر نے مادرم اینجا نه زن
لطف او مرہم بده بر ریش من
می برد غم از دل غمگین من

درمیان شهزادگان خافقین
ناگهان در گوش شان مابین راه
تو یکے ویرانه مردے یافتند
مرد پیرے ناتوانی خسته
جوش زد در سینه شان عین لطف
سروران گفتند غمخوار تو کیست
این همه مدت جفاکش بوده ام
می نشیند بر سر بالین من
او مرا بسیار دلداری کند

یک گل جنت حسن دیگر حسین
آمد آواز حزین آه آه
مبتلائے حزن و دردے یافتند
با تن بیمار و جانے خسته
حال پرسیدند ازو از عین لطف
در مرض صرف تیمار تو کیست
تا رو بیمار و بلاکش بوده ام
می برد غم از دل غمگین من
چون پدر دائم پرستاری کند

زبراے من دوامی آورد   هم دوا هم غذا می آورد
شتران گفتند آن آخر که بود   نام او بامکین ظاهر که بود
رجوابش گفته استفسار چیست   خود ترا با نام آخر کار چیست
باز فرمودند وضعش را بگو   شکل و رنگ و حلیه اش با ما بگو
باز پرسیدند کردارش چه بود   چون نشستی پیش تو کارش چه بود
گاه می فرمود با صوت حزین   خو غم پیش و با غمیم همنشین
یا الٰهی غمگسار من کجاست   مرهم جان فگار من کجاست
آن یکے دید بسوے دیگرے   دید از حسرت بروے دیگرے
اینچنین او را دواد کار که بود   این ضیا جوئی حق کار که بود
تیغ زد مردے پری شب بر سرش   شد چو گل رنگین جبین پیکرش
رفت زین محنت سرا با درد و سوز   زین سبب پیشت نیامد این دو روز
پر شرر آهی بر آورد از جگر   دست زد گاهی بر و گاهی بسر
عرض کرد اے جسم جان مصطفےؐ   نیرین آسمان مصطفےؐ
بر سر آن مرقد پاکم برید   بر کنار آسمان خاکم برید
روبسوے شاه با اعجاز کرد   گریه و آه و بکا آغاز کرد
از براے صاحب این قبر پاک   کز تنم برآر جان دردناک
در همان دم داعی یزدان رسید   پیر در بزم شه مردان رسید

آن جوان پیوسته غمخوار من است   او مسیحاے دل زار من است
گفت من پرسیده بودم او نگفت   اسم خود را آن همایون خو نگفت
من بنحو اهم شکر و ایثار ترا   می کنم بهر خدا کار ترا
گفت من کو کرم ندیدم صورتش   چشم دل دیده است حسن سیرتش
گفت بر لب ذکر را تکرار داشت   دائما با سبحه خوانی کار داشت
از سه روز اصلا نیامد پیش من   شد چسان غافل ز درد ریش من
چون شنیدند اینهمه شهزادگان   بر کشیدند از درون آه و فغان
یعنی اینها سر بسر کار علی است   اینهمه عادات و اطوار علی است
پیر را گفتند اے وا غافلی   بود غمخوار و پرستارت علیؑ
دی شب از دنیاے فانی رفته است   در سراے جاودانی رفته است
پیر چون از اصل کار آگاه شد   مطلع زین قصهٔ جانکاه شد
جسم خود را زد ز حسرت بر زمین   کرد شور یا امیر المومنینؑ
احما سبطی شفیع الامة   سیدی شبان اهل الجنة
همچنان کردند آن هر دو امیر   خویش را بر قبر زد مرد فقیر
گفت یا رب اے خداوند جهان   خالق وحش و طیور و انس و جان
ایزد بیچون دعا مقبول کرد   تحفهٔ او را خدا مقبول کرد
داد جان بر روے خاک بوتراب   ذره را پیوند شد با آفتاب

تاریخ کامل ابن اثیر مین تحریر ہے:-

عن ابی رافع غلام رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم کانا خازنا لعلی علیه السلام علی بیت المال قال دخل علی علیه السلام قد زینت ابنته فرای علیه لولوة کان عرفها لبیت المال فقال من این هذه لاقطعن ایدیها فلما رای ابو رافع جده فی ذلک فقال انا والله یا امیر المؤمنین علیه السلام زینتها بها

ابو رافع غلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خزانچی تھے۔ اور بیت المال کی خدمات اونسے متعلق تھین۔ بیان کرتے ہین کہ آپ ایک دن گھر مین تشریف لے گئے۔ آپنے اپنی صاحبزادی کے کان مین وہ موتی دیکھے جو بیت المال مین رکھے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ یہ اسنے کہان سے پائے ہین ہم ضرور اسکے ہاتھ کاٹ ڈالینگے جب ابو رافع نے

فقال علی علیه السلام لقد تزوجت بفاطمة علیها السلام ومالی فراش الاجلد کبش تنام علیه باللیل ونعلف علیه بالنهار ناقتنا ومالی خادم غیرها ؛	آپکی اس بارہ مین اتنی کد دیکھی تو عرض کی کہ یا امیر المومنین علیہ السلام واللہ مین نے یہ موٹی انھین پہنائے ہین۔ آپنے فرمایا۔ ابو رافع جب ہمارا نکاح جناب فاطمہ صلوٰت اللہ علیہا سے ہوا تھا۔ تو ہمارا بستر ایک دنبے کی کھال

کے سوا کچھ نہ تھا۔ رات کو ہم اُسپر سوتے تھے۔ دن کو ہمارا اونٹ اُسپر دانہ کھاتا تھا۔ اور ہمارا کوئی خادم جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے سوا نہین تھا ؛

مہمان نوازی

آپکے یہ اوصاف مخصوصہ اسقدر مشہور ہین اور اسکے متعلق اتنے کثیر اور متعدد واقعات اسلامی اخبار و آثار مین پائے جاتے ہین کہ ہماری کسی تشریح و تصریح کی کوئی حاجت باقی نہین ہی۔ آپکے متعلق مہمان نوازی کا بہت بڑا قصہ تو قرآن مجید کے سورہ دہر مین مندرج ہی۔ آیہ وافی ہرایہ ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا سے اسکی پوری کیفیت ظاہر اور آشکار ہی ہم صرف اپنے سلسلۂ بیان کے قائم رکھنے کے لحاظ سے دو واقعے ذیل مین لکھتے ہین ؛

اسنی المطالب مین تحریر ہی :۔

بکا علی علیه السلام یوما فسئل فقال لم یاتنی ضیف منذ سبعة ایام اخاف ان یکون الله اهاننی ؛	ایک روز جناب امیر المومنین علیہ السلام رو رہے تھے۔ لوگون نے وجہ پوچھی تو آپنے فرمایا کہ سات روز ہوے کہ میرے پاس کوئی مہمان نہین آیا ہی۔ مجھے خوف ہے کہ

خدا نے مجھے کہین حقیر تو نہین سمجھا ؛

ایک مرتبہ ایک باپ بیٹے آپکے مہمان ہوے۔ کھانے کا وقت آیا تو قنبر نے طشت و آفتابہ سامنے رکھا۔ امیر المومنین علیہ السلام خود اُٹھے۔ مہمان کے ہاتھ دُھلانے لگے۔ مہمان نے آفتابہ تھام لیا۔ اور عرض کی کہ یہ نہوگا۔ آپنے فرمایا۔ نہین مین تمھارے ہاتھ آپ دُھلاؤنگا۔ تم مجھے اس خدمت کے ثواب سے محروم نہ رکھو۔ القصہ آپ ہی نے اُسکے ہاتھ دُھلائے۔ جب بیٹے کے ہاتھ دُھلانے کی باری آئی۔ تو آفتابہ حضرت محمد حنفیہؓ کو دیدیا۔ اُنھون نے اُسکے ہاتھ دھلائے ؛

نصیریون کا مختصر حال

تاریخ مسعودی ذہبی مین مرقوم ہی :۔

عن عبد الله ابن شریك العامری عن ابیه	عبد اللہ ابن عامری اپنے باپ سے نقل کرتے ہین کہ

قال قال انی علی ابن ابی طالب علیہ السلام
فقیل ان ھھنا قوما علی باب المسجد
یزعمون انک ربھم فدعاھم فقال لھم
ویلکم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا
ورازقنا فقال ویلکم انما انا عبد مثلکم
اکل الطعام کما تاکلون واشرب کما
تشربون اطعتہ اثابنی انشاء اللہ تعالیٰ
وان عصیتہ خشیت ان یعذبنی فاتقوا
اللہ وارجعوا فابوا فطردھم فلما کان
الغد غدوا علیہ فجاء قنبر فقال واللہ
وارجعوا یقولون ذاک الکلام فقال
ادخلھم علی فقالوا مثل ما قالوا وقال لھم
مثل ما قال الا انہ قال انکم ضالون
مفتونون فابوا فلما کان الیوم الثالث
اتوہ فقالوا لہ مثل ذلک القول فقال لھم
واللہ لئن قلتم لاقتلنکم باخبث
قتل فابوا الا ان قیموا علی قولھم فخدلھم
اخدود بین باب المسجد والقصر واوقد
فیھا نارا وقال انی طارحکم فیھا او ترجعون
فابوا فقذف بھم ؛

مین ایک بار جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت مین
حاضر تھا۔ آپ سے لوگون نے بیان کیا کہ یہان مسجد کے
دروازہ پر ایک گروہ ہی جو آپکی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین
کہ آپ انکے خدا ہین۔ جناب امیر علیہ السلام نے اُنکو اپنے
سامنے بلوایا اور کہا کہ تم سب ہلاک ہو۔ تم کیا بک رہے ہو۔
وہ کہنے لگے آپ ہمارے رب ہین۔ ہمارے خالق ہین اور
ہمارے رازق (معاذ اللہ) آپنے فرمایا۔ تم ہلاک ہوجاؤ۔
مین تو تمھاری ہی طرح ایک خدا کا بندہ ہون۔ مین بھی کھاتا
ہون جیسے تم کھاتے ہو۔ مین بھی پیتا ہون جسطرح تم پیتے ہو
اگر مین خدائے تعالیٰ کی اطاعت کرونگا تو انشاء اللہ وہ مجھے
ثواب دیگا۔ اور اگر مین گناہ کرونگا تو ڈرتا ہون کہ وہ مجھپر
عذاب نہ کرے۔ تم اللہ سے ڈرو۔ اور اُس سے انکار نکرو۔
وہ نہ مانے اور اُنھون نے انکار کیا۔ جناب امیرالمومنین
علیہ السلام نے اُن لوگون کو اپنے پاس سے ہٹا دیا۔ دوسرے
دن وہ پھر آئے۔ قنبر رض نے عرض کی کہ وہی لوگ آج پھر
آئے ہین اور وہی باتین کہتے ہین۔ آپ نے فرمایا۔ اُنکو میرے
پاس لے آؤ۔ وہ آئے اور اُنھون نے پھر وہی بات کہی جو
پہلے کہی تھی۔ آپنے پھر وہی کہا مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ تم لوگ گمراہ اور
فتنہ انگیز ہو۔ اُنھون نے پھر بھی انکار کیا۔ تیسرے روز
پھر وہ لوگ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے
لائے گئے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر تمنے آج بھی وہی بات کہی تو مین تمھین بہت بُری حالت سے قتل کرونگا۔ اُنھون نے
پھر بھی ویسا ہی انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت قدم رہے۔ آپنے انکے لیے مسجد کے دروازہ اور قصر کے درمیان
غار کھدوا کر آگ جلوائی اور فرمایا۔ ابھی تم باز آؤ۔ ورنہ مین تمکو اس گڑھے مین ڈالدونگا۔ وہ لوگ اپنی اُسی
ہٹ پر رہے۔ آپنے اُن سب کو اُسی آگ مین ڈلوا دیا ٥

مراتب آپکے کب کوئی اسے مشکل کشا سمجھا
سمجھنے کا جو حق تھا۔ وہ نہی سمجھے خدا سمجھا

جناب امیر المومنین علیہ السلام کا جسمانی حلیہ

حلیۂ مبارک کے متعلق ابن اثیرؒ نے اسد الغابہ مین اور امام عبد البرؒ نے کتاب الاستیعاب مین نہایت وضاحت سے تشریح کی۔ جسے ہم ذیل مین نقل کرتے ہین؛

عن محمّد الباقر علیه السّلام قال کان علی علیه السّلام مقبل العینین عظیمتها اذ ابطن اصلع ربعه لاتّه یغضب؛

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہو کہ جناب امیر علیہ السلام بڑی اور سیاہ آنکھون والے اور بڑے شکم والے تھے۔ آپکی چاندی پر بہت کم بال تھے۔ انکا قد میانہ تھا اور ڈاڑھی کو خضاب کرتے تھے؛

اسد الغابہ مین پھر یون بیان کیا ہی:-

عن رزام ابن سعد الضبیّ قال سمعت ابی ینعت علیّا قال کان رجل فوق الرّبعة ضخم المنکبین طویل اللحیّة وان شئت قلت اذا نظرت الیه قلت ادم وان تینته من قریب قلت ان یکون ان اسمر ادنی من ان یکون ادم؛

زرام ابن سعد ضبی اپنے باپ کی اسناد سے ناقل ہین کہ جناب علی علیہ السلام کا مقدس حلیہ وہ یون بیان کرتے تھے کہ جناب موصوف الیہ میانہ قد سے کچھ اونچے تھے۔ آپکے شانے اور بازو بھرے بھرے تھے اور ڈاڑھی گھنی تھی۔ اگر تم دور سے انکو دیکھتے تو کہتے کہ آپ سبزہ رنگ ہین اور اگر تم گہری نظر کرکے انکو دیکھتے تو کھلتی ہوئی گندمی رنگت تھی قریب سبزہ رنگ کے ہے

استیعاب مین مرقوم ہے:-

احسن ما رایته فی صفته علیه السّلام کان ربعة من الرّجال الی القصر ما هو ادعج العینین حسن الوجه کانه القمر لیلة البدر حسنا ضخم البطن عریض المنکبین شثن الکفلین والعین کان عنقه ابریق فضة اصلع لیس فی راسه شعر الامن خلفه کثیر اللحیه منکبیه مشاش کشاش الضّاری لایبین عضده من ساعده ان تجمت ارتاجا اذا مشی

علامہ ابن عبد البر استیعاب مین بعد ترجمہ جناب امیر المومنین علیہ السلام لکھتے ہین کہ مین نے کیا خوب آپکے اوصاف لکھے ہوے دیکھے ہین کہ آپکا قد مبارک میانہ مگر کسی قدر مختصر تھا۔ آپکی آنکھین بڑی بڑی کندھون کی ہڈیان چوڑی ہتھیلیان سخت تھین اور آپ بڑی ہوئی آنکھون والے تھے گردن مثل ایک چاندی کی صراحی کے تھی۔ آپکی چاندپر بال کم تھے۔ مگر گدی اور سر کے پیچھے کی طرف سے سر بالون سے بھرا ہوا تھا۔ آپکی ڈاڑھی اسقدر گھنی تھی کہ کندھون کے دونون طرف پھیلی ہوئی

تکفا وان امسك فرائح رجل امسك بنفسه فلم يستطع ان يتنفس وهو الى السمرة ما هو شديد الساعد واليد فاذا مشى الى الحروب هرول ثبت الجنان قويا ما صارع احد قط الا صرعه اشجاعة منصورا على من الاقام ؛

تھی۔ دونون کندھونکی ہڈیان مثل شیر کے کندھون کی ہڈیون کے تھین۔ آپکی کلائی اور بازو مین فرق نہین تھا یعنی دونون ایک سے تھے اور ٹھوس اور مضبوط تھے۔ چلنے مین آگے کو جھک کر چلتے تھے۔ جب کسی کی کلائی پکڑ لیتے تو اُس شخص کا گلا گھٹ جاتا۔ کہ وہ سانس نہین لے سکتا تھا۔ رنگ مین گندم رنگ تھے آپکی کلائی اور ہاتھ سخت تھے۔ جب جنگ کو جاتے تھے۔ تو دوڑ کر نہایت مطمئن اور ٹھنڈے دل سے جاتے تھے۔ وہ ایسے بہادر تھے کہ جس سے لڑتے تھے اُسپر ضرور فتحیاب ہوتے تھے ؛

خاتمۃ الکتاب

جناب امیر المؤمنین نفس ختم المرسلین ابو ائمۃ المعصومین امام المشارق والمغارب مولانا ومقتدانا علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح عمری اور اُسکے متعلق تمام ضروری حالات اور واقعات۔ تاریخ کی اُسی ضرورت اور اُسی تحقیق کے درجہ تک تمام وکمال لکھدئے گئے۔ جو اُسکے اصلی مقصود ہوتے ہین ؛

حقیقت امر تو یہ ہو کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے مقدس حالات پڑھکر۔ اور اُنکے محاسن ذاتی فضائل اور خصائل وشمائل پر غور کی نگاہ ڈالکر۔ بغیر کسی تحریک کے اس امر کا خود اقرار کیا جاسکتا ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد۔ اگر اس امت مرحومہ مین۔ اُسی عظمت۔ اُسی وجاہت اور اُسی وقعت سے کسی کا نام لیا جاسکتا ہو تو وہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہین ؛

دل وجانم فداے نامش باد۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے ذاتی محاسن اور کمال کی نسبت قبل اسکے۔ اس کتاب کی دونون جلدون مین مختلف مقالات پر۔ نہایت تفصیل سے لکھا گیا ہو۔ مگر تاہم اُنکی کثرت اس افراط سے ہو کہ ہم انکے جمع کرنے مین کامیاب نہین ہو سکتے۔ اسوقت تمام مقدس معزز اور نامور سلاطین۔ حکما فضلا علما۔ قضاۃ۔ زہاد اور عباد اور اُن تمام پیشوایان و بزرگان دین کی سوانح عمریان۔ زمانہ اور اہل زمانہ کے پیش نظر ہین۔ جو اپنے تقدس اور روحانی فضائل کے اعتبار سے ولایت کے درجون پر پہونچے ہوے بتلائے جاتے ہین۔ اور جنکی مثال اس زمانہ مین پیدا کرنا قطعی محال ہو۔ مگر ان تمام لوگون کے احوال پر امیر المومنین علیہ السلام کے کمال کے ساتھ ہی نظر ڈالی جاوے تو معلوم

ہوجائیگا کہ امیر المومنین کے مقابلہ مین ان بزرگوارون کو مبدء فیض سے کمالات ذاتی مین بہت کم حصہ عنایت فرمایا گیا تھا؛

ہم نے اس کتاب مین جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے حالات مین سب سے چھوٹی کتاب خیال کیجائیگی۔ آپکے تمام روحانی جسمانی اور اخلاقی اوصاف کا جدا جدا مرقع کھینچا ہی۔ اگر غور سے مظہر العجائب و مصدر الغرائب جناب علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پڑھے جائینگے تو معلوم ہوجائیگا کہ آپکی ذات مجمع الصفات۔ دنیا کے تمام محاسن۔ کمالات اور اوصاف کا ایک خوشنما گلدستہ ہی جس مین باغبان قدرت نے اپنے اظہار صنعت کے ساتھ ہی اپنی تمام قدرتون کا خاتمہ بھی کردیا ہی۔ آپ سب سے پہلے **اسلام** کے پیشوا بھی ہین اور ہادی بھی۔ امام بھی ہین اور مقتدا بھی **سلطنت** اور مملکت اسلامی کے آفتاب درخشان بھی ہین اور سیاست و مدن کے ماہتاب تابان بھی؛

سلاطین کے خاص مجمع مین تاج خسروی آپ کے فرق مبارک پر رکھکر آپ کی شان ایک ایسے عظیم الشان سلطان کی پائی جاتی ہی جسکے آگے قیصری و ساسانی امرا اور سفرا زانوے ادب تہ کئے مُہر بلب خاموش کھڑے رہتے ہین؛

مسند فقر پر آپکے توکل اور استغنا کی یہ صورت ہی کہ بجز بورئے کے جسم مبارک کو دنیا کی زمین سے کوئی واسطہ نہین؛

محراب عبادت مین آپ کے رجوع خشوع۔ خضوع۔ استغراق فی اللہ کی یہ کیفیت ہی کہ دنیا اور اُسکی کسی شئے کے ذکر و فکر سے کوئی سروکار باقی نہین رہتا۔ اور وہ عالم طاری ہوتا ہی جسکا اندازہ سوائے آپکے دوسرے کے لئے قطعی ناممکن ہی؛

معرکہ کارزار مین امیر المومنین علیہ السلام کے جاہ و جلال کو دیکھا جاوے۔ تو مرحب۔ عنتر۔ یاسر۔ عمر عبدوُد۔ عمر ابن معدی کرب اور عروہ ابن انیس کے ایسے ایسے پہلوان ضرب یداللّہی کے ایک وار مین زمین پر پڑے ہین۔ اور اپنے خون مین آپ لوٹتے دکھائی دے رہے ہین اور امیر المومنین علیہ السلام کی شجاعت اور ہمت ہی کہ اتنے شجاعان عرب کا ڈھیر لگا کر بھی بس نہین کرتے؛

منبر پر آپ کے جمال مبارک کو دیکھا جاوے تو ظاہر ہوجائیگا کہ فقرہ فقرہ پر عرب کے لٹریچر کا خاتمہ اور لفظ لفظ پر فصاحت و بلاغت کا دریا اُبل رہا ہی۔ ہزارون تحسین کے پیاسے اپنی اپنی جگھون سے اُٹھتے ہین اور اُس چشمۂ فیض سے سیراب ہو ہو کر پھر اپنے اپنے مقام پر نہایت ادب سے بیٹھ جاتے ہین؛

تعلیم کے مدرسہ مین آپ ایسے طلیق اللسان پروفیسر ہین کہ تمام اخلاقی اور موجودہ حقائق کے تمام وکمال احوال دنیا کو تبلاتے ہین۔ بنی اسرائیل کے امور شریعت کو یونانی فلسفہ کے ساتھ بنو اسمٰعیل کی زبان مین بیان فرماتے ہین؛

حضرت عمر کی نسبت اکثر اسلامی مورخین کا یہ قول ہی کہ ایشیا کے سکندر اعظم ہونے کا خطاب اگر کسی مشرقی فرمانروا پر زیب دیتا ہی تو اُنھین پر۔ انکا یہ دعویٰ کہان تک صحیح ہی ہمکو اس سے کسی خاص بحث کی ضرورت نہین۔ مگر اتنا ہم ضرور کہین گے کہ جب ہم خلافت ثانیہ کے فتوحاتی اضافات اور ملکی اور جنگی انتظامات پر غور کرتے ہین جنکی نموداریون نے انکو سکندر اعظم کا ہم پہلو بنایا ہی تو ہم ان امور کو جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی ہدایت اور مشورہ کا زیادہ تر نتیجہ پاتے ہین؛

سلطنت اور سیاست ومدن کے طبقہ مین تمام فرمانرواؤنکے وقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ان لوگون کی تمام کارروائیان۔ چند تجربہ کار اور کارگذار مدبرین کی تجویز شورے کی ہمیشہ محتاج رہی ہین۔ خلفاے راشدین سے لیکر اور سلاطین تک کے حالات پر غور کیا جاوے۔ تو معلوم ہوجائیگا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے کاروبار عموماً حضرت عمر کی صلاح وشورے پر موقوف تھے۔ حضرت عمر کے نظام ملکی مجلس شورے اور اُن اعمال کی لیاقت۔ ذہانت اور فطانت پر توقف تھے۔ جو اُنکی حکومت کے کل پرزے کہے جاتے تھے؛ الفارق جلد دوم ص ۳۰۔

حضرت عثمان کی دوازدہ سالہ حکومت کا دارومدار مروان کی خوش انتظامی کے سپرد تھا امیر معاویہ کی خواہ مخواہ خلافت کا بار عمر عاص۔ مغیرہ ابن شعبہ اور ولید ابن عقبہ وغیرہم کی گردن پر تھا۔ یہ سب کے سب حضرات امیرالمومنین اور اسلامی خلفا کہے جاتے ہین۔ غور کیا جاوے تو ثابت ہوجائیگا کہ یہ تمام خلافتین دوسرے لوگون کی ذہانت اور حسن تدبیر کے زیر احسان تھین۔ انمین صرف حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام کے نظام ملکی ایسے دکھلائی دیتے ہین جو کسی غیر کی خوش انتظامی اور صلاح وشورے کے کبھی زیر بار احسان نہین کہے جاسکتے۔ دنیا کے تمام فرمانروا ہوے اور اُنھون نے بہت بڑی بڑی حکومتین کین۔ مگر امیرالمومنین علیہ السلام کی حکومت کا زمانہ ابتدا سے انتہا تک ایسی دگرگون حالت مین پایا۔ اور آپکو ایسی ایسی ملکی بغاوتون اور اندرونی فسادون سے سامنا ہوتا رہا۔ کہ اُنکے نظام ملکی کیا۔ خود اُنکی سلطنت کا قائم رہنا دشوار ہوگیا تھا؛

نظام ملکی مین امیرالمومنین علیہ السلام کا ذاتی استقلال دنیا مین اپنی آپ مثال ہی۔ جو دنیا کے اور کسی فرمانروا مین نہین پایا جاتا۔ عرب کی سرزمین مین وہ کونسا فساد تھا اور کونسا فتنہ۔ جو انکے زمانہ

مین نہ اُٹھا۔ اور انہین سے وہ کونسی شورش تھی اور فساد۔ جسے انہون نے دفع نکر دیا۔ الجزائر جمل صفین۔ نہروان اور معاویہ کی بزدلانہ بغاوتین۔ ہمارے مدعا کی شاہد ہین۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے گھر مین سیاست اور مدن کی تعلیم پائی تھی۔ اُسپر تائید ربانی نے نورًا علی نور کا اضافہ فرمایا تھا۔ یہ اُس گھر کے چشم وچراغ تھے۔ جسکا رئیس خاندان بیضۃ البلد سید البطحا اور رئیس قریش کے گرانمایہ القاب سے مشہور ومعروف تھا :

دنیا کے سلاطین مین کوئی ایسا نہین پایا جاسکتا جسکی صولت ہیبت اور شجاعت نے عرب کے دلیر سے دلیر۔ قوی سے قوی اور سرکش سے سرکش قومون کی ناک زمین پر رگڑ دی ہو۔ اور جسکی عظمت شوکت اور قوت کا شہرہ سنکر۔ دنیا کے باقیماندہ دلیر اور قوی ہیکل کان پر ہاتھ دھرتے ہون۔ وہ باوجود اس شہرت اور اس سلطنت کے۔ ہمیشہ کنڈے کی ٹوٹی ہوئی چٹیان پر بیٹھے۔ جَو کا آٹا۔ وہ بھی بے چھنا ہوا۔ پھانکے۔ اپنے ہاتھ سے دھو دھو کر کپڑے پہنے۔ نئے کپڑون کے بنانے پر مدت تک استطاعت نرکھے۔ روئی کے کپڑے خرمے کے ریشون سے سئے۔ اپنے جوتے مین آپ پیوند لگائے۔ غلامون کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاوے۔ اپنے سے اچھی اور بیش قیمت پوشاک اپنے غلامون اور خادمون کو پہناوے۔ بازار سے اپنے کاندھے پر آپ سودا لائے۔ اور خادمون کو گھر مین آرام کرنے کے لئے چھوڑ جاوے :

علمی حیثیت پر نظر ڈالی جاوے اور حکمت کی تعلیم کو امیر المؤمنین علیہ السلام کے خطبات وارشادات مین دیکھا جاوے۔ جو قادر مطلق کے اظہار قدرت اور صنعت کے اثبات مین ارشاد فرمائے گئے ہین اور اُن کلمات پر غور کیا جاوے جو اُس خدائے وحدہ لاشریک کے واجب الوجود ہونے اور اُسکی سچی وحدانیت کی تحقیق وتصدیق مین زبان مبارک سے ادا ہوے ہین۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ حکمائے سلف نے جسقدر دنیا کو خدا کی نسبت تبلایا۔ اُس سے کہین زیادہ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اہل اسلام کو تعلیم کر دیا ہے۔ ارسطو کے احکام۔ افلاطون کے اصول اور سقراط کے دلائل آپکے ارشاد واقوال کے آگے تقویم پارینہ سے زیادہ وقعت نہین رکھتے :

حکمت الٓہیہ کو چھوڑ کر **فلسفہ۔ ہیئت۔ نجوم** اور دوسرے علوم عقلی کی طرف نگاہ کیجاوے تو ثابت ہو جائیگا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے سب سے پہلے اہل عرب کو ان تمام مسائل کی تعلیم دینی چاہی تھی۔ اس سے پہلے وہ انکے متعلق کچھ بھی نہین جانتے تھے۔ **علم النحو۔ علم الکلام۔ علم الفصاحت والبلاغت** کی طرف نظر دوڑائی جاوے تو عرب مین کوئی دوسرا ایسا نکلے گا۔ جو ان علوم مین آپکا مقابل ٹھیرایا جاسکے :

علم العروض مین آپنے جو ترقیان کین اور عرب کے بگڑے ہوے شاعرانہ مذاق کو جسطرح آپنے بدل کر لطیف اور پاکیزہ بنایا اور اُسکو قبولیت اور عام پسندیدگی کا ازسرنو خلعت پہنایا۔ وہ دنیا کی نگاہون سے پوشیدہ نہین؛

حسن تقریر اور لطف گویائی کو خطبات کے پڑھنے اور احکام و ارشاد کے سنانے مین جسطرح آپنے ظاہر فرمایا۔ ویسا نہ آپ سے پہلے کسی نے دکھلایا تھا اور نہ آپکے بعد پھر کسی مین پایا گیا۔ عرب مین اتنے خطیب گذرے اور سب نے اپنے اپنے مختلف مضامین مین اپنے اپنے کمال کا اظہار کیا۔ مگر جب اُنپر دقیقہ رس نگاہون نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ سب آپکے خطبون کے اُڑائے ہوے خاکے ہین اور کچھ بھی نہین؛

علوم شریعت کی جامعیت پر خیال کیا جاوے تو اُنکے سوا اور کوئی دوسرا اہل اسلام مین ایسا نہ ملیگا جو اُس مسند پہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو بپہلو بیٹھنے کی پوری لیاقت رکھتا ہو حضرت عبداللہ ابن عباس رضہ۔ زید ابن ثابت۔ عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن مسعود۔ تمام شرعی فروع و اصول مین آپکے محتاج۔ اور مسائل دینیہ مین آپکے دست نگر؛

مجتہدین کی طرف خیال کیا جاوے اور امام ابو حنیفہ۔ امام شافعی۔ امام حنبل۔ امام مالک۔ بخاری۔ غزالی۔ رازی۔ شعبی۔ وغیرہ وغیرہ کی صورتون کو دیکھا جاوے تو ان مین سے ایک بھی ایسا نکلیگا جسنے سواے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اور کسی دوسرے سے اپنی جامعیت اور تکمیل کا سلسلہ ملایا ہو؛

اولیاے کرام اور صوفیاے عظام کے طائفہ مین آؤ تو حسن بصری سے لیکر جنید بغدادی شبلی شقیق بلخی۔ معروف کرخی۔ محی الدین جیلانی۔ شمس تبریز۔ شمس الدین رومی۔ جلال الدین رومی۔ ذوالنون مصری۔ معین الدین چشتی وغیرہم۔ ان حضرات مین جسکو دیکھا جاوے۔ اُسکا سلسلہ۔ گو کیسا ہی ہو۔ امیر المومنین علیہ السلام تک پہونچا پایا جائیگا۔ اور ان مین سے جو دیکھا جائیگا وہ آپ ہی سے فیض پایا ہوا پایا جائیگا۔ اگر ان حضرات کے ارشادات و اعتقادات مین آپکے فضائل و مناقب و مدارج و مراتب ملاحظہ کئے جائین تو ظاہر ہوگا کہ ماسوا اللہ کے خصائص مین بھی (بقول اُنکے) امیر المومنین علیہ السلام کو بہت بڑا حصہ دیا گیا ہی؛

مکارم اخلاق پر غور کیا جاوے تو سواے انبیا علیہم السلام کے اور دوسرے نفوس جناب امیر المومنین علیہ السلام کے مقابل و مماثل نہین ٹھہرائے جاسکتے۔ زہد۔ قناعت۔ صبر و رضا۔ تواضع و انکساری۔ راستی۔ حق بینی۔ شکر و توکل۔ انہین سے جس اوصاف مین امیر المومنین علیہ السلام کو

دکھاجاوے۔ آپکی ذات بے مثل اور بے عدیل ثابت ہوتی ہے۔ دنیاوی طبقہ مین آپکی مثال اور نظیر پیدا کرنے کی طرف غایت درجہ کی تلاش صرف کیجاوے تو سواے انبیا علیہم السلام کے اور دوسرے حضرات نہین ملینگے۔ ہم پر موقوف نہین۔ ہم سے چودہ سو برس پہلے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیا علیہم السلام کو آپکا پورا مماثل ٹھہرایا ہے۔ امام احمد حنبل۔ قزوینی اور بیہقی۔ فضائل الصحابہ مین لکھتے ہین :۔

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم من اراد ان ینظر الی اٰدمؑ فی علمه والی نوحؑ فی فہمه والی ابراهیمؑ فی حلمه والی یحییٰؑ ابن ذکریاؑ فی زهده والی موسیٰؑ ابن عمران فی بطشه فینظر الی علیؑ ابن ابی طالب علیهما السلام ؛	ابی حمرہ بیان کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضرت آدم علیہ السلام کو علم مین اور حضرت نوح علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو فہم مین اور حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو حلم مین اور حضرت یحیی ابن ذکریا علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو زہد مین اور حضرت موسی

ابن عمران علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو انکی ہیبت مین دیکھنا چاہے تو وہ صرف جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو دیکھلے ؛

تمام شد

الحمد للہ والمنۃ کہ بتاریخ بست و پنجم ۲۵ ماہ ذیقعدہ روز چہارشنبہ ۱۳۲۷ھ ہجریہ مقدسہ نبویہ علی صاحبہا سلام اللہ بار ثالث بعد از ترمیم و تردید بعضے از مضامین در عرصہ چہار ماہ نقل برداشتہ از خود عقبی بگذاشتم۔ واللہ الموفق بالمؤمنین واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

المولف

احقر

سید اولاد حیدر فوق بلگرامی

عفاہ اللہ الحامی